بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ الانفال (8)

آیت نمبر (8/الانفال:1 تا 4)

ن ف ل

(ن) **نَفۡلًا** (1) زیادہ عطیہ دینا۔(2) مالِ غنیمت تقسیم کرنا۔

نَفَلٌ ج: اَنۡفَالٌ۔ اسم ذات ہے۔ مالِ غنیمت۔ زیر مطالعہ آیت۔1

نَافِلَۃٌ (1) فرض سے زیادہ۔ اضافی۔ (2) اولاد کی اولاد۔ پوتا۔﴿ وَ مِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ۖ ﴾ (17/بنی اسرائیل:79) ''اور رات میں سے جاگ کر نماز پڑھیے اس میں، اضافی ہوتے ہوئے آپؐ کے لیے۔'' ﴿ وَ وَہَبۡنَا لَہٗۤ اِسۡحٰقَ ؕ وَ یَعۡقُوۡبَ نَافِلَۃً ؕ ﴾ (21/الانبیاء:72) ''اور ہم نے عطا کیا انؑ کو اسحاقؑ اور یعقوبؑ پوتا ہوتے ہوئے۔''

و ج ل

(س) **وَجَلًا** دل میں خوف محسوس کرنا۔ کانپ اٹھنا۔ ڈرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔2

وَجِلٌ صفت ہے جو اسم الفاعل کے معنی میں آتا ہے۔ خوف محسوس کرنے والا۔ ڈرنے والا۔﴿ اِنَّا مِنۡکُمۡ وَجِلُوۡنَ ﴿۵۲﴾ ﴾ (15/الحجر:52) ''بیشک ہم تم لوگوں سے خوف محسوس کرنے والے ہیں۔''

ترجمہ

یَسۡـَٔلُوۡنَکَ	عَنِ الۡاَنۡفَالِ ؕ	قُلِ	الۡاَنۡفَالُ	لِلّٰہِ	وَالرَّسُوۡلِ ۚ
یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	مالِ غنیمت کے بارے میں	آپؐ کہہ دیجیے	مالِ غنیمت	اللہ کے لیے ہے	اور ان رسولؐ کے لیے ہے

فَاتَّقُوا	اللّٰہَ	وَ اَصۡلِحُوۡا	ذَاتَ بَیۡنِکُمۡ ۪	وَ اَطِیۡعُوا	اللّٰہَ	وَ رَسُوۡلَہٗۤ	اِنۡ	کُنۡتُمۡ
پس تم تقویٰ اختیار کرو	اللہ کا	اور اصلاح کرو	آپس کی	اور اطاعت کرو	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اگر	تم لوگ

مُّؤۡمِنِیۡنَ ①	اِنَّمَا	الۡمُؤۡمِنُوۡنَ	الَّذِیۡنَ	اِذَا	ذُکِرَ	اللّٰہُ	وَجِلَتۡ
ایمان لانے والے ہو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ایمان لانے والے	وہ لوگ ہیں جو کہ	جب کبھی بھی	ذکر کیا جاتا ہے	اللہ کا	تو کانپ اٹھتے ہیں

قُلُوۡبُہُمۡ	وَ اِذَا	تُلِیَتۡ	عَلَیۡہِمۡ	اٰیٰتُہٗ	زَادَتۡہُمۡ	اِیۡمَانًا	وَّ عَلٰی رَبِّہِمۡ
ان کے دل	اور جب کبھی	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں	ان کو	اُس کی آیات	تو وہ زیادہ کرتی ہیں ان کو	بلحاظ ایمان کے	اور اپنے رب پر ہی

یَتَوَکَّلُوۡنَ ۚ②	الَّذِیۡنَ	یُقِیۡمُوۡنَ	الصَّلٰوۃَ	وَ مِمَّا	رَزَقۡنٰہُمۡ	یُنۡفِقُوۡنَ ③ ؕ	اُولٰٓئِکَ
وہ لوگ بھروسہ کرتے ہیں	وہ لوگ جو	قائم رکھتے ہیں	نماز کو	اور اس میں سے جو	ہم نے عطا کیا ان کو	وہ خرچ کرتے ہیں	وہ لوگ

هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ	حَقًّا	لَهُمْ	دَرَجٰتٌ	عِنْدَ رَبِّهِمْ	وَمَغْفِرَةٌ	وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ۚ
ہی ایمان لانے والے ہیں	حقیقتاً	ان کے لیے ہی	درجے ہیں	ان کے رب کے پاس	اور مغفرت ہے	اور باعزت رزق ہے

نوٹ:1 آیت نمبر۔ 2 میں زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا کے الفاظ سے معلوم ہو گیا کہ ایمان ایک ایسے درخت کی مانند ہے جس کی جڑ بھی ہے اور شاخیں بھی۔ عقائد اس کی جڑ ہیں اور احکام شرعی اس کی شاخیں اور برگ و بار ہیں، جس طرح ایک شاداب درخت اپنی جڑوں سے بھی غذا حاصل کرتا ہے اور اپنی شاخوں اور پتوں سے بھی، اسی طرح ایمان عقائد کی معرفت اور احکام کی بجا آوری، دونوں سے غذا اور قوت حاصل کرتا ہے۔ اس لیے اس کے صحیح نشوونما کے لیے ضروری ہے کہ اس کی جڑ اور اس کی شاخوں، دونوں کی دیکھ بھال ہوتی رہے۔ اس طرح یہ بڑھتا اور پھلتا پھولتا ہے اور اس کے مفقود ہو جانے سے وہ گھٹتا، سکڑتا اور مردہ ہو جاتا ہے۔ (تدبر القرآن)

آیت نمبر (8/ الانفال: 5 تا 10)

ش و ک

(ن) شَوْكًا کسی کو کانٹا چبھونا۔

شَوْكٌ اسم جنس ہے۔ واحد شَوْكَةٌ۔ ج: اَشْوَاكٌ۔ کانٹا۔ جنگی ہتھیار۔ آیت زیر مطالعہ۔ 7

غ و ث

(ن) غَوْثًا مدد کرنا۔ ﴿وَاِنْ يَّسْتَغِيْثُوْا يُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ﴾ (18/ الکھف: 29) ''اگر وہ لوگ مدد کے لیے پکاریں گے تو ان کی مدد کی جائے گی ایسے پانی سے جیسے پگھلی ہوئی دھات۔''

(استفعال) اِسْتِغَاثَةً مدد کے لیے پکارنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 9

ر د ف

(س) رَدْفًا کسی کے پیچھے سوار ہونا۔ کسی کے پیچھے لگنا۔ ﴿عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ رَدِفَ لَكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ تَسْتَعْجِلُوْنَ﴾ (27/ النمل: 72) ''ہو سکتا ہے کہ تمہارے پیچھے آ لگی ہو اس کی بعض جس کی تم جلدی مچاتے ہو۔''

رَادِفَةٌ پیچھے لگنے والی۔ ﴿تَتْبَعُهَا الرَّادِفَةُ﴾ (79/ النّٰزعٰت: 7) ''پیچھے آئے گی اس کے پیچھے لگنے والی۔''

(افعال) اِرْدَافًا (۱) کسی کو کسی کے پیچھے لگانا۔ (۲) کسی کو اپنے پیچھے لگانا۔ لگاتار آنا۔

مُرْدِفٌ لگاتار آنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 9

ترکیب (آیت۔ 7) يَعِدُ کا مفعول اول كُمْ ہے اور مفعول ثانی اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ ہے۔ اس لیے اِحْدٰی حالت نصب میں آیا ہے۔ اَنَّهَا لَكُمْ تاکید کے لیے ہے، اَنْ يُّحِقَّ کے اَنْ پر عطف ہونے کی وجہ سے يَقْطَعَ حالت نصب میں ہے۔ اس لیے اس کا ترجمہ اسی لحاظ سے ہوگا۔

ترجمہ

كَمَآ	اَخْرَجَكَ	رَبُّكَ	مِنْۢ بَيْتِكَ	بِالْحَقِّ	وَاِنَّ	فَرِيْقًا	مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
جیسے کہ	آپؐ کو نکالا	آپؐ کے رب نے	آپؐ کے گھر سے	حق کے ساتھ	اور بیشک	ایک فریق	مومنوں میں سے

لَكٰرِهُوْنَ ۝	يُجَادِلُوْنَكَ	فِي الْحَقِّ	بَعْدَ مَا	تَبَيَّنَ	كَاَنَّمَا	يُسَاقُوْنَ
یقیناً ناپسند کرنے والا تھا	وہ لوگ بحث کرتے تھے آپؐ سے	حق (بات) میں	اس کے بعد کہ جو	واضح ہوا	گویا کہ	وہ لوگ ہانکے جاتے ہیں

اِلَى الْمَوْتِ	وَ	هُمْ	يَنْظُرُوْنَ ۝	وَاِذْ	يَعِدُكُمُ	اللّٰهُ	اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ	اَنَّهَا	لَكُمْ
موت کی طرف	اس حال میں کہ	وہ	دیکھتے ہیں	اور جب	وعدہ کیا تم سے	اللہ نے	دو جماعتوں میں سے ایک کا	کہ وہ	تمہارے لیے ہے

وَتَوَدُّوْنَ	اَنَّ	غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ	تَكُوْنُ	لَكُمْ	وَيُرِيْدُ	اللّٰهُ	اَنْ	يُّحِقَّ	الْحَقَّ
اور تم لوگ چاہتے تھے	کہ	ہتھیار والی کے علاوہ	ہو	تمہارے لیے	اور چاہتا تھا	اللہ	کہ	وہ حق کرے	حق کو

بِكَلِمٰتِهٖ	وَيَقْطَعَ	دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ۝	لِيُحِقَّ	الْحَقَّ	وَيُبْطِلَ	الْبَاطِلَ	وَلَوْ	كَرِهَ
اپنے فرمانوں سے	اور وہ کاٹے	کافروں کی جڑ کو	تاکہ وہ حق کرے	حق کو	اور باطل کرے	باطل کو	اور اگرچہ	ناپسند کریں

الْمُجْرِمُوْنَ ۝	اِذْ	تَسْتَغِيْثُوْنَ	رَبَّكُمْ	فَاسْتَجَابَ	لَكُمْ	اَنِّيْ	مُمِدُّ
مجرم لوگ	جب	تم لوگ مدد کے لیے پکارتے تھے	اپنے رب کو	تو اس نے جواب دیا	تمہیں	کہ میں	مدد کرنے والا ہوں

كُمْ	بِاَلْفٍ	مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ	مُرْدِفِيْنَ ۝	وَمَا جَعَلَهُ	اللّٰهُ	اِلَّا	بُشْرٰى	وَلِتَطْمَئِنَّ
تمہاری	ایک ہزار سے	فرشتوں میں سے	لگاتار آنے والے ہوتے ہوئے	اور نہیں بنایا اس کو	اللہ نے	مگر	خوشخبری	اور تاکہ مطمئن ہوں

بِهٖ	قُلُوْبُكُمْ	وَمَا النَّصْرُ	اِلَّا	مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ	اِنَّ اللّٰهَ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ ۝
اس سے	تمہارے دل	اور نصرت نہیں ہے	مگر	اللہ کے پاس سے	بیشک اللہ	بالادست ہے	حکمت والا ہے

نوٹ: 1

یہ آیات ان روایات کی تردید کر رہی ہیں جو جنگ بدر کے سلسلے میں عموماً کتب سیرت و مغازی میں نقل کی جاتی ہیں، یعنی یہ کہ ابتداءً نبی صلی اللہ علیہ سلم اور مومنین قافلے کو لوٹنے کے لیے مدینہ سے روانہ ہوئے تھے۔ پھر چند منزل آگے جا کر جب معلوم ہوا کہ قریش کا لشکر قافلہ کی حفاظت کے لیے آ رہا ہے۔ تب یہ مشورہ کیا گیا کہ قافلے پر حملہ کیا جائے یا لشکر کا مقابلہ۔ اس کے برعکس قرآن یہ بتا رہا ہے کہ جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر سے نکلے تھے اسی وقت یہ امر آپؐ کے پیش نظر تھا کہ قریش کے لشکر سے فیصلہ کن مقابلہ کیا جائے۔ اور یہ مشاورت بھی اسی وقت ہوئی تھی کہ قافلہ اور لشکر میں سے کس کو حملہ کے لیے منتخب کیا جائے اور باوجود اس کے کہ مومنین پر یہ حقیقت واضح ہو چکی تھی کہ لشکر ہی سے نمٹنا ضروری ہے، پھر بھی ان میں سے ایک گروہ اس سے بچنے کے لیے حجت کرتا رہا۔ اور بالآخر جب آخری رائے یہ قرار پا گئی کہ لشکر ہی کی طرف چلنا چاہیے تو یہ گروہ مدینہ سے یہ خیال کرتا ہوا چلا کہ ہم سیدھے موت کے منہ میں ہانکے جا رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (11 تا 19)

ع ن ق

(س) عَنَقًا لمبی گردن والا ہونا۔

عُنُقٌ ج: اَعْنَاقٌ۔ گردن۔ زیر مطالعہ آیت۔ 12

9394

ب ن ن

(ض) بَنًّا — کسی جگہ اقامت پذیر ہونا۔
بَنَانٌ — اسم جنس ہے۔ واحد بَنَانَةٌ۔ ج: بَنَانٌ۔ انگلیوں کے پور۔ زیر مطالعہ آیت۔12

ز ح ف

(ف) زَحْفًا — آہستہ آہستہ گھسٹنا۔ کثرت کی وجہ سے لشکر کا آہستہ آہستہ چلنا۔ زیر مطالعہ آیت۔15

ح و ز

(ن) حَوْزًا — اکٹھا کرنا۔ جمع کرنا۔
(تفعّل) تَحَوُّزًا — سانپ کا کنڈلی مارنا۔ حمایتی سے جا ملنا۔
مُتَحَيِّزٌ — اسم الفاعل ہے۔ جا ملنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔16

ترجمہ

اِذْ	يُغَشِّيْكُمُ	النُّعَاسَ	اَمَنَةً	مِّنْهُ	وَيُنَزِّلُ	عَلَيْكُمْ	مِّنَ السَّمَآءِ	مَآءً
جب	اس نے ڈھانپ دیا تم لوگوں کو	اونگھ سے	امن ہوتے ہوئے	اپنی طرف سے	اور اس نے اتارا	تم پر	آسمان سے	پانی

لِّيُطَهِّرَكُمْ	بِهٖ	وَيُذْهِبَ	عَنْكُمْ	رِجْزَ الشَّيْطٰنِ	وَلِيَرْبِطَ	عَلٰى قُلُوْبِكُمْ
تا کہ وہ پاک کرے تم لوگوں کو	اس سے	اور وہ لے جائے	تم سے	شیطان کی نجاست کو	اور تا کہ وہ مضبوط کرے	تمہارے دلوں کو

وَيُثَبِّتَ	بِهِ	الْاَقْدَامَ ﴿11﴾	اِذْ	يُوْحِيْ	رَبُّكَ	اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ	اَنِّيْ	مَعَكُمْ
اور وہ جما دے	اس سے	قدموں کو	جب	وحی کیا	آپؐ کے رب نے	فرشتوں کی طرف	کہ میں	تمہارے ساتھ ہوں

فَثَبِّتُوا	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	سَاُلْقِيْ	فِيْ قُلُوْبِ الَّذِيْنَ	كَفَرُوا	الرُّعْبَ	فَاضْرِبُوْا
پس تم لوگ جما دو	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	میں ڈالوں گا	ان کے دلوں میں جنھوں نے	کفر کیا	رعب	پس تم لوگ مارو

فَوْقَ الْاَعْنَاقِ	وَاضْرِبُوْا	مِنْهُمْ	كُلَّ بَنَانٍ ﴿12﴾	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ	شَآقُّوا	اللّٰهَ
گردنوں کے اوپر	اور مارو	ان میں سے	ہر ایک پور کو	یہ	اس سبب سے کہ انہوں نے	مخالفت کی	اللہ کی

وَرَسُوْلَهٗ	وَمَنْ	يُّشَاقِقِ	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	فَاِنَّ	اللّٰهَ	شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿13﴾	ذٰلِكُمْ
اور اس کے رسول کی	اور جو	مخالفت کرے گا	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	تو بیشک	اللہ	گرفت کرنے کا سخت ہے	یہ ہے

فَذُوْقُوْهُ	وَاَنَّ	لِلْكٰفِرِيْنَ	عَذَابَ النَّارِ ﴿14﴾	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اِذَا	لَقِيْتُمُ
پس تم لوگ چکھو اس کو	اور یہ کہ	کافروں کے لیے	آگ کا عذاب ہے	اے لوگو جو	ایمان لائے	جب کبھی	تم لوگ ملو

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	زَحْفًا	فَلَا تُوَلُّوْهُمُ	الْاَدْبَارَ ﴿15﴾	وَمَنْ	يُّوَلِّهِمْ	يَوْمَىِٕذٍ
ان سے جنھوں نے	کفر کیا	میدان جنگ میں	تو تم لوگ مت پھیرو ان سے	پیٹھوں کو	اور جو	پھیرے گا ان سے	اس دن

دُبُرَهٗٓ	اِلَّا	مُتَحَرِّفًا	لِّقِتَالٍ	اَوْ	مُتَحَيِّزًا	اِلٰى فِئَةٍ
اپنی پیٹھ کو	سوائے اس کے کہ	جھکائی دینے والا ہوتے ہوئے	قتال کے لیے	یا	ملنے والا ہوتے ہوئے	کسی جماعت سے

فَقَدْ بَآءَ	بِغَضَبٍ	مِّنَ اللّٰهِ	وَمَاْوٰىهُ	جَهَنَّمُ	وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ⑯	فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ
تو وہ لوٹا ہے	ایک غضب کے ساتھ	اللہ (کی طرف) سے	اور اس کا ٹھکانہ	جہنم ہے	اور کتنی بری ہے لوٹنے کی جگہ	تو تم لوگوں نے قتل نہیں کیا ان کو

وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	قَتَلَهُمْ ۠	وَمَا رَمَيْتَ	اِذْ	رَمَيْتَ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	رَمٰى ۚ	وَلِيُبْلِيَ
اور لیکن	اللہ نے	قتل کیا ان کو	اور آپؐ نے نہیں پھینکا	جب	آپؐ نے پھینکا	اور لیکن	اللہ نے	پھینکا	اور تا کہ وہ آزمائے

الْمُؤْمِنِيْنَ	مِنْهُ بَلَاۗءً حَسَنًا ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ ⑰	ذٰلِكُمْ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ⑱
مومنوں کو	جیسا کہ خوبصورت آزمانے کا حق ہے	بیشک اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	یہ ہے	اور یہ کہ	اللہ	کافروں کی تدبیر کو کمزور کرنیوالا ہے

اِنْ	تَسْتَفْتِحُوْا	فَقَدْ جَاۗءَكُمُ	الْفَتْحُ ۚ	وَاِنْ	تَنْتَهُوْا	فَهُوَ	خَيْرٌ	لَّكُمْ ۚ	وَاِنْ
اگر	تم لوگ فیصلہ مانگتے ہو	تو آچکا ہے تمہارے پاس	فیصلہ	اور اگر	تم لوگ باز آجاؤ	تو یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اور اگر

تَعُوْدُوْا	نَعُدْ ۚ	وَلَنْ تُغْنِيَ	عَنْكُمْ	فِئَتُكُمْ	شَيْـــًٔا	وَّلَوْ
تم لوگ دوبارہ کرو گے	تو ہم (بھی) دوبارہ کریں گے	اور ہرگز بے نیاز نہیں کرے گی	تم کو	تمہاری جماعت	کچھ بھی	اگرچہ

كَثُرَتْ ۙ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ⑲ع
وہ زیادہ (بھی) ہو	اور یہ کہ	اللہ	مومنوں کے ساتھ ہے

نوٹ: 1

ہمارے کچھ بھائیوں کی رائے ہے کہ احادیث کی سند پر تو بہت تحقیق ہوئی ہے لیکن ان کے متن پر تحقیق نہیں ہوئی، حالانکہ اس کی سخت ضرورت ہے۔ اس ضمن میں وہ لوگ جو حوالے دیتے ہیں، ان میں زیر مطالعہ آیت۔ 11 کا حوالہ شامل ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ عین اس وقت اونگھ طاری ہو جائے جب زور شور سے جنگ جاری ہو اور حالت یہ ہو جائے کہ لوگوں کے ہاتھوں سے تلواریں چھوٹ کر گر پڑی ہوں، یہ بات عقل قبول نہیں کرتی۔ جبکہ ابن کثیر میں یہی مفہوم دیا ہے۔ اس لیے احادیث کے متن پر تحقیق کی ضرورت ہے۔ حقیقت واضح کرنے کے لیے پہلے ہم ابنِ کثیر کی متعلقہ عبارت نقل کر رہے ہیں اس کے بعد اپنی وضاحت پیش کریں گے۔

''اللہ پاک ان احسانات کو یاد دلاتا ہے کہ وقت جنگ تم پر غنودگی طاری کر کے ہم نے تم پر احسان کیا ہے کہ اپنی قلت اور دشمن کی کثرت کا جو تمہیں احساس تھا اور اس احساس کے تحت تم پر ایک خوف سا طاری ہوا اس سے تمہیں مامون کر دیا اور اسی طرح اللہ نے یوم احد میں بھی کیا تھا۔ (یہاں آیت 3/ آل عمران: 154 کی متعلقہ عربی عبارت اور ترجمہ ہے)۔ ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ جنگ احد کے روز مجھے بھی غنودگی آ گئی تھی کہ تلوار میرے ہاتھ سے گری جاتی تھی اور میں اٹھاتا جاتا تھا اور میں لوگوں کو بھی دیکھ رہا تھا کہ ڈھال سر پر لگائے ہوئے نیند میں جھول رہے تھے۔ حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ بدر کے روز مقدادؓ کے سوا کسی کے پاس واری نہیں تھی۔ ہم سب نیند کے عالم میں تھے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ ایک درخت کے نیچے صبح تک نمازیں پڑھتے رہے اور خدا کے آگے روتے رہے، ابن مسعودؓ کہتے ہیں کہ بروز جنگ یہ اونگھ خدا کی طرف سے گویا ایک امن کی شکل میں تھی اور نماز میں یہی اونگھ شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔ قتادہؓ کہتے ہیں اونگھ سر میں

ہوتی ہے اور نیند دل میں ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ غنودگی یوم احد میں گھیرے ہوئے تھی اور یہ خبر تو بہت عام اور مشہور ہے اور یہاں آیت شریفہ سیاق قصہ بدر میں ہے اور یہ اس بات پر دلیل ہے کہ بدر میں غنودگی طاری تھی اور یہ شت جنگ میں مومنین پر طاری ہو یا کرتی تھی تا کہ ان کے قلوب اللہ کی مدد سے مطمئن اور مامون رہیں اور یہ مومنین پر اللہ کا فضل اور رحمت ہے۔‘‘

اب پہلی بات یہ نوٹ کریں کہ اس پوری عبارت میں رسول اللہ ﷺ کا کوئی ارشاد منقول نہیں ہے۔ وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا۔ وہ بات ان کو بہت ناگوار گزری ہے۔ دوسری بات یہ نوٹ کریں کہ صحابۂ کرامؓ کے کسی قول سے یہ مترشح نہیں ہے کہ یہ اونگھ عین حالت کارزار میں طاری ہوئی تھی، نہ احد میں اور نہ ہی بدر میں۔ آل عمران کی آیت اس ضمن میں بہت واضح ہے کہ احد میں شکست ہو جانے کے بعد مسلمان فوج کے ایک گروہ پر ایک اونگھ طاری کی گئی تھی اور طلحہؓ اس کی کیفیت بیان کر رہے ہیں۔ اگر کوئی یہ سمجھتا ہے کہ وہؓ عین حالت جنگ کی کیفیت بیان کر رہے ہیں تو یہ اس کے اپنے ذہن کا تصوراتی ہیولہ ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ حضرت علیؓ کا قول بہت واضح ہے کہ یہ اونگھ رات کے وقت طاری کی گئی تھی۔ جبکہ ابن مسعودؓ اور قتادہؓ کے اقوال آیت زیر مطالعہ کی تفسیر سے متعلق ہیں، جنگ کے ذاتی تجربہ کا بیان نہیں ہے، البتہ ابن کثیرؒ کا اپنا قول یہ ہے کہ اونگھ عین حالت جنگ میں طاری کی گئی تھی۔ تو یہ ایک مفسر کا قول ہے جس سے اختلاف ممکن ہے اور اکثر مفسرین نے انؒ کی اس رائے سے اختلاف کیا بھی ہے۔

مذکورہ تجزیہ سے یہ بات پوری واضح ہو جاتی ہے کہ اسناد کی تحقیق کے بعد جب معلوم ہو جائے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے تو پھر اس کے متن پر تحقیق کرنا چہ معنی دارد۔ ایسا سوچنا بھی بڑی جسارت کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی امان میں رکھے۔ البتہ کسی متن سے کوئی جو مفہوم اخذ کرتا ہے، اس مفہوم پر تحقیق ہو سکتی ہے اور اس ضرورت کے ہم معترف ہیں۔ فی زمانہ اس ضمن میں ایک مزید ضرورت کا اضافہ ہو گیا۔ وہ اس طرح کہ پاکستان بننے کے بعد ہمارے معاشرے میں نو دولتیوں کا ایک طبقہ وجود میں آیا تھا۔ آج کل نو تعلیمیوں کا ایک طبقہ وجود میں آ گیا ہے۔ یہ لوگ جس طرح کے مفاہیم اخذ کرتے ہیں۔ اس کا ایک نقشہ آپ مذکورہ بالا تجزیہ میں دیکھ چکے ہیں۔ ان کے دو چار اور مفاہیم اگر آپ کے سامنے آ گئے تو آپ کو بھی اس ضرورت کا احساس ہونے لگے گا کہ مفہوم اخذ کرنے والے کے دماغ پر بھی تحقیق ہونی چاہیے کہ وہ ورکنگ آرڈر میں ہے کہ نہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ احادیث کے متن پر تحقیق کرنے سے بات ختم نہیں ہوگی بلکہ بات شروع ہوگی۔ ایک صاحب کو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں جو قرآن مجید کی چند آیات کے متن پر تحقیق کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ یہ اللہ کا کلام اور قرآن مجید کی آیات نہیں ہو سکتیں بلکہ یہ من گھڑت (موضوع) آیات ہیں جو کسی نے قرآن میں شامل کر دی ہیں۔ اپنی تحقیق کا لب لباب بڑی داد طلب نظروں سے جب وہ میرے سامنے پیش کر چکے تو میں نے اعتراف کیا کہ آپ کی ریسرچ اتنی گہری ہے کہ وہ ’’خوض‘‘ کے ’’رتبہ‘‘ کو پہنچی ہوئی ہے۔ اس لیے صرف آپ ہی اس کے اہل ہیں کہ اب آپ اس آیت کے متن پر تحقیق کریں جس میں اللہ نے قرآن کی حفاظت کا وعدہ کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے مجھ جیسے جاہل سے ہمیشہ کے لیے قطع تعلق کر لیا۔

نوٹ: 2

آیت۔ 19 میں خطاب مومنوں سے نہیں بلکہ کافروں سے ہے۔ مشرکین جنگ بدر کے لیے مکہ سے چلنے لگے تو غلاف کعبہ پکڑ کر دعا مانگنے لگے کہ اے خدا دونوں فریقوں میں جو تیرے نزدیک افضل ہے اور جس کا قبلہ بہتر ہے اس کی مدد فرما (ابن کثیر)۔ آیت میں اسی کا حوالہ ہے۔

آیت نمبر (20 تا 28)

ترکیب

(آیت۔20) وَلَا تَوَلَّوْا دراصل وَلَا تَتَوَلَّوْا ہے۔ (آیت۔22) شَرَّ الدَّوَآبِّ مبتدا ہے۔ اَلصُّمُّ اور اَلْبُكْمُ اس کی معرفہ خبریں ہیں جبکہ اَلَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ خبروں کا بدل ہے۔ (آیت۔24) وَاَنَّهٗ میں ضمیر الشان ہے۔ (آیت۔25) فِتْنَةً نکرہ مخصوصہ ہے جبکہ لَا تُصِيْبَنَّ سے آگے پورا جملہ اس کی خصوصیت ہے۔ (آیت۔26) اَنْتُمْ کی خبر اول قَلِيْلٌ ہے اور مُسْتَضْعَفُوْنَ اس کی خبر ثانی ہے۔ (آیت۔27) لَا تَخُوْنُوْا کی لائے نہی پر عطف ہونے کی وجہ سے آگے وَتَخُوْنُوْا مجزوم ہوا ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَلَا تَوَلَّوْا	عَنْهُ	وَ
اے لوگو جو	ایمان لائے ہو	تم لوگ اطاعت کرو	اللہ کی	اور اس کے رسولؐ کی	اور روگردانی مت کرو	انؐ سے	اس حال میں کہ

اَنْتُمْ	تَسْمَعُوْنَ ﴿٢٠﴾	وَلَا تَكُوْنُوْا	كَالَّذِيْنَ	قَالُوْا	سَمِعْنَا	وَ	هُمْ	لَا يَسْمَعُوْنَ ﴿٢١﴾
تم لوگ	سنتے ہو	اور تم لوگ مت ہو	ان کی مانند جنھوں نے	کہا	ہم نے سنا	حالانکہ	وہ لوگ	نہیں سنتے

اِنَّ	شَرَّ الدَّوَآبِّ	عِنْدَ اللّٰهِ	الصُّمُّ	الْبُكْمُ	الَّذِيْنَ	لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿٢٢﴾	وَلَوْ	عَلِمَ	اللّٰهُ
بیشک	زمین پر چلنے والوں کے بدترین	اللہ کے ہاں	بہرے ہیں	گونگے ہیں	وہ لوگ جو	عقل نہیں کرتے	اور اگر	جانتا	اللہ

فِيْهِمْ	خَيْرًا	لَّاَسْمَعَهُمْ ۭ	وَلَوْ	اَسْمَعَهُمْ	لَتَوَلَّوْا	وَّهُمْ	مُّعْرِضُوْنَ ﴿٢٣﴾
ان میں	کوئی بھلائی	تو وہ ضرور سناتا ان کو	اور اگر	وہ سناتا ان کو	تو وہ ضرور روگردانی کرتے	اور وہ ہیں (ہی)	اعتراض کرنے والے

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	اسْتَجِيْبُوْا	لِلّٰهِ	وَلِلرَّسُوْلِ	اِذَا	دَعَاكُمْ	لِمَا	يُحْيِيْكُمْ ۚ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ حکم مانو	اللہ کا	اور ان رسول کا	جب بھی	وہؐ بلائیں تم کو	اس کے لیے جو	زندگی دیتی ہے تم کو

وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	يَحُوْلُ	بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ	وَاَنَّهٗٓ	اِلَيْهِ	تُحْشَرُوْنَ ﴿٢٤﴾
اور جان لو	کہ	اللہ	حائل کر دیتا ہے	آدمی اور اس کے دل کے درمیان	اور حقیقت تو یہ ہے کہ	اس کی طرف ہی	تم لوگ جمع کیے جاؤ گے

وَاتَّقُوْا	فِتْنَةً	لَّا تُصِيْبَنَّ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	مِنْكُمْ	خَآصَّةً ۚ
اور تم لوگ بچو	ایک ایسی آزمائش سے جو	ہرگز نہیں پہنچے گی	(صرف) ان لوگوں کو (ہی) جنھوں نے	ظلم کیا	تم میں سے	خاص کرنیوالی ہوتے ہوئے

وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٢٥﴾	وَاذْكُرُوْٓا	اِذْ	اَنْتُمْ	قَلِيْلٌ	مُّسْتَضْعَفُوْنَ	فِي الْاَرْضِ
اور جان لو	کہ	اللہ	پکڑ کا سخت ہے	اور یاد کرو	جب	تم لوگ	اقلیت میں تھے	کمزور سمجھے جاتے تھے	زمین میں

تَخَافُوْنَ	اَنْ	يَّتَخَطَّفَكُمُ	النَّاسُ	فَاٰوٰىكُمْ	وَاَيَّدَكُمْ	بِنَصْرِهٖ
تم لوگ ڈرتے تھے	کہ	اچک لیں گے تم کو	لوگ	تو اس نے ٹھکانہ دیا تم کو	اور اس نے تائید کی تمہاری	اپنی مدد سے

وَرَزَقَكُمْ	مِّنَ الطَّيِّبٰتِ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾	يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	لَا تَخُوْنُوا
اور رزق دیا تم کو	پاکیزہ (چیزوں) میں سے	شاید کہ تم لوگ	شکر ادا کرو	اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ خیانت مت کرو

اللّٰهَ	وَالرَّسُوْلَ	وَتَخُوْنُوْٓا	اَمٰنٰتِكُمْ	وَ	اَنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾	وَاعْلَمُوْٓا
اللہ سے	اور ان رسولؐ سے	اور خیانت مت کرو	اپنی (آپس کی) امانتوں میں	اس حال میں کہ	تم لوگ	جانتے ہو	اور تم لوگ جان لو

اَنَّمَآ	اَمْوَالُكُمْ	وَاَوْلَادُكُمْ	فِتْنَةٌ ۙ	وَّاَنَّ	اللّٰهَ	عِنْدَهٗٓ	اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ع
کہ کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	تمہارے مال	اور تمہاری اولاد	ایک آزمائش ہیں	اور یہ کہ	اللہ !	اس کے پاس ہی	اجر عظیم ہے

نوٹ:1 آیت۔24 میں ہے کہ اللہ تعالیٰ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل کر دیتا ہے۔کیا حائل کر دیتا ہے؟ یہ بات محذوف ہے۔اس وجہ سے آیت کے اس جملے کے مفہوم میں وسعت پیدا ہوئی ہے اور اس کے ایک سے زیادہ مفاہیم بیان کیے گئے ہیں۔البتہ اسی آیت میں مذکورہ جملے سے پہلے یہ ہے کہ جب بھی رسول اللہ ﷺ تمہیں حیات بخش چیز کی طرف بلائیں تو لبیک کہو۔اس کے پیش نظر مذکورہ جملے کا زیادہ قابل ترجیح مفہوم یہ بنتا ہے کہ جب کسی نیک کام کرنے یا گناہ سے بچنے کا موقع آئے تو اس کو فوراً کر گزرو، دیر نہ کرو اور اس فرصت کو غنیمت سمجھو۔بعض اوقات آدمی کے ارادے کے درمیان قضائے الٰہی حائل ہو جاتی ہے اور وہ اپنے ارادہ میں کامیاب نہیں ہو پاتا۔موت آ جائے، کوئی بیماری پیش آ جائے یا کوئی واقعہ ایسی مصروفیت پیدا کر دے کہ اس کام کی فرصت نہ مل سکے۔اس لیے انسان کو چاہیے کہ فرصتِ وقت کو غنیمت سمجھے اور آج کا کام کل پر نہ ٹالے کیونکہ معلوم نہیں کل کیا ہوتا ہے۔(معارف القران سے ماخوذ)

نوٹ:2 رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ خواص کے عمل کے سبب عوام پر عذاب نہیں بھیجتا۔لیکن جب خاص لوگ امرِ منکر قوم میں پھیلا ہوا دیکھتے ہیں اور اس کو روکنے پر قادر ہوتے ہیں لیکن اپنے اقتدار کو کام میں لا کر نہیں روکتے، تو پھر عمومی عذاب آ جاتا ہے اور اس میں خاص و عام سب گرفتار بلا ہو جاتے ہیں۔(ابن کثیرؒ)۔آیت۔25 میں ایسے ہی عمومی عذاب کو فتنہ کہا گیا ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کی گئی ہے۔

نوٹ:3 آیت۔26 فی زمانہ پاکستان پر پوری طرح چسپاں ہوتی ہے۔تقسیم سے پہلے ہندوستان میں مسلمان اقلیت میں تھے۔تعلیمی، معاشی، سرکاری ملازمتوں، غرض کہ ہر میدان میں پسماندہ تھے۔انہیں خوف تھا کہ برطانیہ سے آزادی حاصل کرنے کے بعد ہندو اکثریت انہیں بالکل ہی کچل دے گی۔اس خطرہ کے پیش نظر مسلمانوں نے پاکستان کا مطالبہ کیا تھا۔کانگریس اور برطانوی حکومت، دونوں اس کے شدید مخالف تھے۔چنانچہ برطانوی حکومت نے صوبوں کی فیڈریشن بنا کر متحدہ ہندوستان کو آزادی دینے کا منصوبہ پیش کیا تھا۔مسلم لیگ نے اس منصوبہ کو قبول کر لیا تھا اور اس کا اعلان بھی کر چکی تھی۔گویا مسلمانوں کی کمان سے تیر نکل چکا تھا۔اب اگر کانگریس بھی اسے قبول کر لیتی ہے تو پاکستان کبھی وجود میں نہ آتا۔اس وقت اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی تائید و نصرت اس طرح کی کہ کانگریسی لیڈروں کی عقل الٹ دی اور انہوں نے اس منصوبے کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔اس طرح پاکستان کے مطالبے کو نئی زندگی ملی اور برطانوی حکومت مجبور ہو گئی کہ وہ ہندوستان کو تقسیم کرے۔(حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

آیت نمبر (29 تا 37)

م ک و

(ن) مُکَاءً منہ سے سیٹی بجانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 35

ص د و

(ن) صَدْوًا (۱) کسی چیز کا لمبا ہونا۔ (۲) تالی بجانا۔

(تفعیل) تَصْدِیَۃً دونوں ہاتھوں سے تالی پیٹنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 35

(تفعّل) تَصَدِّی کسی کی طرف متوجہ ہونا۔ ﴿ فَاَنْتَ لَہٗ تَصَدّٰی ۝ ﴾ (80/عبس: 6) ''تو آپؐ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔''

ر ک م

(ن) رَکْمًا تہہ در تہہ کرنا۔ ڈھیر لگانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 37

مَرْکُوْمٌ اسم المفعول ہے۔ تہہ بہ تہہ کیا ہوا۔ ﴿ یَّقُوْلُوْا سَحَابٌ مَّرْکُوْمٌ ۝ ﴾ (52/الطور: 44) ''تو وہ لوگ کہیں گے تہہ بہ تہہ کیا ہوا بادل ہے۔''

رُکَامٌ اسم ذات ہے۔ تہہ در تہہ چیز۔ ﴿ اَنَّ اللّٰہَ یُزْجِیْ سَحَابًا ثُمَّ یُؤَلِّفُ بَیْنَہٗ ثُمَّ یَجْعَلُہٗ رُکَامًا ﴾ (24/النور: 43) ''کہ اللہ ہانکتا ہے بادل کو پھر وہ اکٹھا کرتا ہے اس کو آپس میں پھر وہ بنا تا ہے اس کو ایک تہہ در تہہ چیز۔''

ترکیب

(آیت۔ 32) اِنْ شرطیہ کی وجہ سے کَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا، کَانَ کا اسم ھٰذَا ہے اور اَلْحَقَّ اس کی خبر ہے، جبکہ ھُوَ ضمیر فاصل ہے۔ (آیت۔ 33) کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے مُعَذِّبَھُمْ حالتِ نصب میں ہے۔ (آیت۔ 34) اَوْلِیَاءُ ہٗ کی ضمیر اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ کے لیے ہے۔ (آیت۔ 36) فَسَیُنْفِقُوْنَھَا میں ھَا کی ضمیر اَمْوَال کے لیے ہے۔ تَکُوْنُ کا اسم اس میں شامل ھَا کی ضمیر ہے جو اَمْوَال کے لیے ہے اور حَسْرَۃً اس کی خبر ہے۔ (آیت۔ 37) فَیَرْکُمَہٗ اور فَیَجْعَلَہٗ کے فاسبیہ ہیں اس لیے یَرْکُمَ اور یَجْعَلَ حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ

یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْۤا	اِنْ	تَتَّقُوا	اللّٰہَ	یَجْعَلْ	لَّکُمْ	فُرْقَانًا
اے لوگو جو	ایمان لائے	اگر	تم لوگ تقویٰ کرو گے	اللہ کا	تو وہ بنا دے گا	تمہارے لیے	ایک واضح فرق کرنے والا

وَّیُکَفِّرْ	عَنْکُمْ	سَیِّاٰتِکُمْ	وَیَغْفِرْ	لَکُمْ ط	وَاللّٰہُ	ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۝	وَاِذْ	یَمْکُرُ
اور وہ دور کر دے گا	تم سے	تمہاری برائیوں کو	اور وہ معاف کر دے گا	تم کو	اور اللہ	عظیم فضل والا ہے	اور جب	سازش کی

بِکَ	الَّذِیْنَ	کَفَرُوْا	لِیُثْبِتُوْکَ	اَوْ	یَقْتُلُوْکَ	اَوْ	یُخْرِجُوْکَ ط	وَ
آپؐ کے لیے	ان لوگوں نے جنہوں نے	کفر کیا	کہ وہ قید کریں آپؐ کو	یا	قتل کریں آپؐ کو	یا	نکال دیں آپؐ کو	اس حال میں

يَمْكُرُوْنَ	وَيَمْكُرُ	اللّٰهُ ؕ	وَاللّٰهُ	خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ ۝٣٠	وَاِذَا	تُتْلٰى عَلَيْهِمْ	اٰيٰتُنَا
وہ لوگ چال چلتے تھے	اور تدبیر کرتا تھا	اللہ	اور اللہ	بہترین تدبیر کرنے والا ہے	اور جب کبھی	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو	ہماری آیتیں

قَالُوْا	قَدْ سَمِعْنَا	لَوْ	نَشَآءُ	لَقُلْنَا	مِثْلَ هٰذَآ ۙ	اِنْ	هٰذَآ	اِلَّآ
تو وہ لوگ کہتے ہیں	ہم سن چکے ہیں	اگر	ہم چاہیں	تو ہم (بھی) ضرور کہہ لیں گے	اس کے جیسا	نہیں ہے	یہ	مگر

اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝٣١	وَاِذْ	قَالُوا	اللّٰهُمَّ	اِنْ	كَانَ	هٰذَا	هُوَ الْحَقَّ	مِنْ عِنْدِكَ	فَاَمْطِرْ	عَلَيْنَا
پہلے لوگوں کی کہانیاں	اور جب	انہوں نے کہا	اے اللہ	اگر	ہے	یہ	ہی حق	تیرے پاس سے	تو، تو برسا	ہم پر

حِجَارَةً	مِّنَ السَّمَآءِ	اَوِ	ائْتِنَا	بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٣٢	وَمَا كَانَ	اللّٰهُ	لِيُعَذِّبَهُمْ	وَ
پتھر	آسمان سے	یا	تو لے آ ہم پر	کوئی دردناک عذاب	اور نہیں ہے	اللہ	کہ وہ عذاب دے ان کو	اس حال میں کہ

اَنْتَ	فِيْهِمْ ؕ	وَمَا كَانَ	اللّٰهُ	مُعَذِّبَهُمْ	وَ	هُمْ	يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝٣٣	وَمَا لَهُمْ
آپ	ان میں ہیں	اور نہیں ہے	اللہ	ان کو عذاب دینے والا	اس حال میں کہ	وہ لوگ	استغفار کرتے ہیں	اور نہیں کیا ہے

اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ	اللّٰهُ	وَ	هُمْ	يَصُدُّوْنَ	عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	وَ	مَا كَانُوْٓا	اَوْلِيَآءَهٗ ؕ
کہ عذاب نہ دے ان کو	اللہ	اس حال میں کہ	وہ لوگ	روکتے ہیں	مسجد حرام سے	حالانکہ	وہ نہیں ہیں	اس کے متولی

اِنْ	اَوْلِيَآؤُهٗٓ	اِلَّا	الْمُتَّقُوْنَ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٣٤	وَمَا كَانَ	صَلَاتُهُمْ
نہیں ہیں	اس کے متولی	مگر	تقویٰ کرنے والے	اور لیکن	ان کے اکثر	جانتے نہیں ہیں	اور نہیں تھی	ان کی نماز

عِنْدَ الْبَيْتِ	اِلَّا	مُكَآءً	وَّتَصْدِيَةً ؕ	فَذُوْقُوا	الْعَذَابَ	بِمَا	كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ۝٣٥	اِنَّ
اس گھر کے پاس	مگر	سیٹی بجانا	اور تالی بجانا	پس تم لوگ چکھو	اس عذاب کو	بہ سبب اس کے جو	تم لوگ کفر کرتے تھے	بے شک

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	يُنْفِقُوْنَ	اَمْوَالَهُمْ	لِيَصُدُّوْا	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	فَسَيُنْفِقُوْنَهَا
جن لوگوں نے	کفر کیا	وہ خرچ کرتے ہیں	اپنے مال	تاکہ وہ روکیں	اللہ کے راستے سے	پس وہ لوگ (ابھی اور) خرچ کریں گے ان کو

ثُمَّ	تَكُوْنُ	عَلَيْهِمْ	حَسْرَةً	ثُمَّ	يُغْلَبُوْنَ ۬ؕ	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِلٰى جَهَنَّمَ
پھر	وہ ہوگا	ان پر	ایک حسرت	پھر	وہ لوگ مغلوب کیے جائیں گے	اور جنہوں نے	کفر کیا	جہنم کی طرف ہی

يُحْشَرُوْنَ ۝٣٦ ۙ	لِيَمِيْزَ	اللّٰهُ	الْخَبِيْثَ	مِنَ الطَّيِّبِ	وَيَجْعَلَ	الْخَبِيْثَ	بَعْضَهٗ
وہ اکٹھا کیے جائیں گے	تاکہ الگ کرے	اللہ	ناپاک کو	پاکیزہ سے	اور تاکہ وہ کردے	ناپاک کو	اس کے بعض کو

عَلٰى بَعْضٍ	فَيَرْكُمَهٗ	جَمِيْعًا	فَيَجْعَلَهٗ	فِيْ جَهَنَّمَ ؕ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝٣٧
بعض کے اوپر	تب وہ ڈھیر لگائے گا اس کا،	سب کے سب کا	تب وہ رکھے گا اس کو	جہنم میں	وہ لوگ	ہی خسارہ پانے والے ہیں

نوٹ:1

اس دنیا میں اللہ تعالیٰ کے عذاب کی دوصورتیں ہیں۔ایک یہ کہ پوری قوم کا نام ونشان مٹا دیا جائے۔یہ فیصلہ کن عذاب ہوتا ہے جیسا کہ قوم نوح، قوم لوط، قوم شعیب وغیرہ پر نازل ہوا۔دوسری صورت یہ ہے کہ کسی فرد یا افراد کے کسی گروہ پر کوئی عذاب آئے یا اگر کسی قوم پر کوئی عمومی عذاب آئے،تب بھی عذاب گزر جانے کے بعد قوم کا وجود باقی رہے۔یہ وارننگ دینے والا عذاب ہوتا ہے۔

آیت نمبر 33 میں فیصلہ کن عذاب کا ذکر ہے۔یہ عذاب اس وقت تک نازل نہیں کیا جاتا جب کسی قوم میں اس کا نبی موجود ہو یا کچھ اہل ایمان موجود ہوں جو استغفار کرتے ہوں۔مکہ سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے ہجرت کر جانے کے بعد بھی کچھ کمزور مسلمان رہ گئے تھے جو ہجرت نہیں کر سکے تھے۔اس لیے مکہ فیصلہ کن عذاب سے محفوظ رہا۔اس فیصلہ کن عذاب کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے دنیا سے چلے جانے کے بعد بھی قیامت تک استغفار لوگوں کو عذاب سے بچاتا رہے گا۔(ابن کثیرؒ سے ماخوذ) جبکہ آیت۔34 میں وارننگ دینے والے عذاب کا ذکر ہے کہ کسی قوم کی بداعمالیوں کے نتیجے میں ان پر عذاب نہ بھیجنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔آیت نمبر۔35 میں فَذُوْقُوا الْعَذَابَ میں اس عذاب کی طرف اشارہ ہے جو میدانِ بدر میں اہل مکہ پر نازل ہوا۔

آیت نمبر (38 تا 44)

م ض ی

(ض)

مُضِيًّا — گزر جانا۔زیر مطالعہ آیت۔38

اِمْضِ — فعل امر ہے۔تو گزر جا۔﴿ وَامْضُوْا حَيْثُ تُؤْمَرُوْنَ ۝ ﴾ (15/الحجر:65) ''اور تم لوگ گزر جاؤ جہاں سے تمہیں حکم دیا جاتا ہے۔''

ق ص و

(ن۔س)

قَصْوًا اور قَصًا — دور ہونا۔

قَصِيٌّ — فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔دور۔﴿ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَكَانًا قَصِيًّا ۝ ﴾ (19/مریم:22) ''پھر وہ گوشہ نشین ہوئیں اس کے ساتھ ایک دور والے مکان میں۔''

اَقْصٰى — مؤنث قُصْوٰى۔ افعل تفضیل ہے۔زیادہ دور۔زیر مطالعہ آیت۔42۔اور ﴿ وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى ﴾ (28/القصص:20) ''اور آیا ایک شخص شہر کے کنارے سے سے دوڑتا ہوا۔''

ترکیب

(آیت۔39) حَتّٰى پر عطف ہونے کی وجہ سے يَكُوْنَ حالت نصب میں ہے۔(آیت۔41) اَنَّمَا ایک لفظ یعنی کلمہ حصر نہیں ہے بلکہ اَنَّ اور مَا موصولہ کو ملا کر لکھا گیا ہے جو کہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔(دیکھیں آیت نمبر۔2/البقرہ 11۔12،نوٹ۔2)۔(آیت۔42) اَلرَّكْبُ مبتدا ہے اور اَسْفَلَ اس کی خبر ہے جو کہ افعل التفضیل ہے اور ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔اس جملہ اسمیہ کا ترجمہ ماضی میں ہوگا کیونکہ بات کی ابتدا اِذْ سے ہوئی ہے۔لِيَهْلِكَ کی لام کَیْ پر عطف ہونے کی وجہ سے يَحْيٰى محلاً حالتِ نصب میں ہے۔

939/4

ترجمہ

قُلْ	لِّلَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اِنْ	يَّنْتَهُوْا	يُغْفَرْ	لَهُمْ	مَّا
آپ کہہ دیجئے	ان سے جنہوں نے	کفر کیا	(کہ) اگر	وہ باز آجائیں	تو معاف کردیا جائے گا	ان کے لیے	اس کو جو

قَدْ سَلَفَ ج	وَاِنْ	يَّعُوْدُوْا	فَقَدْ مَضَتْ	سُنَّتُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۳۸﴾	وَقَاتِلُوْهُمْ	حَتّٰى	لَا تَكُوْنَ
گزرا ہے	اور اگر	وہ لوگ پھر کریں گے	تو گزر چکا ہے	اگلے لوگوں کا طریقہ	اور تم لوگ جنگ کرو ان سے	یہاں تک کہ	نہ رہے

فِتْنَةٌ	وَّيَكُوْنَ	الدِّيْنُ	كُلُّهٗ	لِلّٰهِ ج	فَاِنِ	انْتَهَوْا	فَاِنَّ اللّٰهَ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ
کوئی فتنہ	اور یہاں تک کہ ہو جائے	نظام حیات	اس کا کل	اللہ کے لیے	پھر اگر	وہ لوگ باز آجائیں	تو بیشک اللہ	اس کو جو	وہ لوگ کرتے ہیں

بَصِيْرٌ ﴿۳۹﴾	وَاِنْ	تَوَلَّوْا	فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	مَوْلٰىكُمْ ط	نِعْمَ	الْمَوْلٰى	وَنِعْمَ
دیکھنے والا ہے	اور اگر	وہ روگردانی کریں	تو تم لوگ جان لو	کہ	اللہ	تمہارا کارساز ہے	کیا ہی اچھا	کارساز ہے	اور کیا ہی اچھا

النَّصِيْرُ ﴿۴۰﴾	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّمَا	غَنِمْتُمْ	مِّنْ شَيْءٍ	فَاَنَّ	لِلّٰهِ	خُمُسَهٗ
مددگار ہے	اور جان لو	کہ جو کچھ	تم لوگوں نے غنیمت حاصل کی	کوئی بھی چیز	تو یہ کہ	اللہ کے لیے	اس کا پانچواں حصہ ہے

وَلِلرَّسُوْلِ	وَلِذِي الْقُرْبٰى	وَالْيَتٰمٰى	وَالْمَسٰكِيْنِ	وَابْنِ السَّبِيْلِ لا	اِنْ	كُنْتُمْ	اٰمَنْتُمْ
اور ان رسولؐ کے لیے ہے	اور قرابتداروں کے لیے ہے	اور یتیموں کے لیے ہے	اور مسکینوں کے لیے ہے	اور مسافر کے لیے ہے	اگر	تم لوگ	ایمان لائے

بِاللّٰهِ	وَمَآ	اَنْزَلْنَا	عَلٰى عَبْدِنَا	يَوْمَ الْفُرْقَانِ	يَوْمَ	الْتَقَى	الْجَمْعٰنِ ط	وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
اللہ پر	اور اس پر جو	ہم نے اتارا	اپنے بندے پر	فیصلے کے دن	جس دن	آمنے سامنے ہوئیں	دو جماعتیں	اور اللہ	ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿۴۱﴾	اِذْ	اَنْتُمْ	بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا	وَهُمْ	بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوٰى	وَالرَّكْبُ	اَسْفَلَ
قدرت رکھنے والا ہے	جب	تم لوگ تھے	نزدیکی کنارہ پر	اور وہ لوگ تھے	دور والے کنارہ پر	اور سواروں کا دستہ (یعنی قافلہ)	زیادہ نشیب میں تھا

مِنْكُمْ ط	وَلَوْ	تَوَاعَدْتُّمْ	لَاخْتَلَفْتُمْ	فِي الْمِيْعٰدِ لا	وَلٰكِنْ	لِّيَقْضِيَ	اللّٰهُ	اَمْرًا	كَانَ
تم سے	اور اگر	تم باہم معاہدہ کرتے	تو ضرور اختلاف کرتے	مقررہ وقت میں	اور لیکن	تاکہ پورا کرلے	اللہ	ایک ایسے کام کو جو	تھا

مَفْعُوْلًا لا	لِّيَهْلِكَ	مَنْ	هَلَكَ	عَنْ بَيِّنَةٍ	وَّيَحْيٰى	مَنْ	حَيَّ	عَنْ بَيِّنَةٍ ط	وَاِنَّ اللّٰهَ
کیا جانے والا	تاکہ وہ ہلاک ہو	جو	ہلاک ہوا	روشن (دلیل) سے	اور وہ زندہ رہے	جو	زندہ رہا	روشن (دلیل) سے	اور بیشک اللہ

لَسَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ ﴿۴۲﴾ لا	اِذْ	يُرِيْكَهُمُ	اللّٰهُ	فِيْ مَنَامِكَ	قَلِيْلًا ط	وَلَوْ	اَرٰىكَهُمْ
تو یقیناً سننے والا ہے	جاننے والا ہے	جب	دکھایا آپؐ کو انہیں	اللہ نے	آپ کی نیند کے وقت میں	تھوڑا ہوتے ہوئے	اور اگر	وہ دکھاتا آپؐ کو انہیں

كَثِيْرًا	لَّفَشِلْتُمْ	وَلَتَنَازَعْتُمْ	فِي الْاَمْرِ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	سَلَّمَ ط	اِنَّهٗ
زیادہ ہوتے ہوئے	تو تم لوگ ضرور ہمت ہارتے	اور تم لوگ ضرور باہم کھینچا تانی کرتے	اس حکم میں	اور لیکن	اللہ نے	سلامتی دی	بیشک وہ

عَلِيْمٌ	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۴۳﴾	وَاِذْ	يُرِيْكُمُوْهُمْ	اِذِ الْتَقَيْتُمْ	فِيْٓ اَعْيُنِكُمْ	قَلِيْلًا
جاننے والا ہے	سینوں والی (بات) کو	اور جب	اس نے دکھایا تم لوگوں کو انہیں	جب تم لوگ آمنے سامنے ہوئے	تمہاری آنکھوں میں	تھوڑا ہوتے ہوئے

وَّيُقَلِّلُكُمْ	فِيْٓ اَعْيُنِهِمْ	لِيَقْضِيَ	اللّٰهُ اَمْرًا	كَانَ	مَفْعُوْلًا ؕ	وَاِلَى اللّٰهِ
اوراس نے تھوڑا کیا تم لوگوں کو	ان کی آنکھوں میں	تا کہ پورا کرے	اللہ ایک ایسے کام کو جو	تھا	کیا جانے والا	اور اللہ کی طرف ہی

تُرْجَعُ	الْاُمُوْرُ ﴿۴۴﴾ ع
لوٹائیں جائیں گے	تمام کام

نوٹ: 1

آیت۔ 39 میں فِتْنَةٌ کا لفظ تشدد (Persecution) کے مفہوم میں ہے۔ یعنی مسلمانوں کو بجبر وظلم دین حق سے روکنے کا سلسلہ۔ فرمایا ان سے جنگ جاری رکھو یہاں تک کہ اس سرزمین سے اس فتنہ کا استیصال ہوجائے۔ کسی کے لیے اس کا کوئی امکان باقی نہ رہے کہ وہ کسی مسلمان کو اسلام لانے کی بنا پر ستا سکے۔ (تدبر قرآن سے ماخوذ)

دین تمام تر اللہ کا ہوجائے یعنی حرم کی سرزمین پر اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین باقی نہ رہے۔ خانۂ کعبہ اللہ کی وحدانیت کی عبادت کے لیے تعمیر ہوا تھا لیکن قریش نے اس کو ایک بت خانہ بنا ڈالا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان غاصبوں سے جنگ کرو یہاں تک کہ سرزمین حرم پر اللہ کے دین کے سوا کوئی اور دین باقی نہ رہے۔ (تدبر قرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (45 تا 48)

ب ط ر

(س) بَطَرًا زیادہ نعمت پا کر بہک جانا۔ اترا جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 47 اور ﴿ وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا ۚ﴾ (28/ القصص: 58) ''اور ہم نے ہلاک کیں کتنی ہی ایسی بستیاں جو اترا گئیں تھیں اپنی معیشت پر۔''

ن ک ص

(ض) نَكَصًا کسی چیز سے پیچھے ہٹنا۔ پسپا ہونا۔ پلٹنا۔ زیر مطالعہ آیت۔48

ترکیب

(آیت۔46) فَتَفْشَلُوْا کا فاسببیہ ہے اور اسی پر عطف ہونے کی وجہ سے تَذْهَبَ بھی حالت نصب میں آیا ہے۔ (آیت۔47) بَطَرًا اور رِئَآءَ النَّاسِ، دونوں حال ہیں اور اس کے آگے پورا جملہ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بھی حال ہے۔

ترجمہ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اِذَا	لَقِيْتُمْ	فِئَةً	فَاثْبُتُوْا	وَاذْكُرُوا	اللّٰهَ
اے لوگو جو	ایمان لائے	جب بھی	تم لوگ سامنے آؤ	کسی جماعت کے	تو تم لوگ ڈٹے رہو	اور یاد کرو	اللہ کو

كَثِيْرًا	لَّعَلَّكُمْ	تُفْلِحُوْنَ ؀	وَاَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ	وَلَا تَنَازَعُوْا	فَتَفْشَلُوْا
کثرت سے	شاید تم لوگ	مراد پاؤ	اور اطاعت کرو	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اور آپس میں جھگڑا مت کرو	ورنہ تم لوگ ہمت ہار جاؤ گے

وَتَذْهَبَ	رِيْحُكُمْ	وَاصْبِرُوْا	اِنَّ اللّٰهَ	مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ؀	وَلَا تَكُوْنُوْا	كَالَّذِيْنَ	خَرَجُوْا
اور اکھڑ جائے گی	تمہاری ہوا	اور ثابت قدم رہو	یقیناً اللہ	صدا کرنے والوں کے ساتھ ہے	اور تم لوگ مت ہونا	ان لوگوں جیسے جو	نکلے

مِنْ دِيَارِهِمْ	بَطَرًا	وَّرِئَآءَ النَّاسِ	وَيَصُدُّوْنَ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَاللّٰهُ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ
اپنے گھروں سے	اتراتے ہوئے	اور لوگوں کا دکھاوا کرتے ہوئے	اور روکتے ہوئے	اللہ کی راہ سے	اور اللہ	اس کا جو	وہ لوگ کرتے ہے

مُحِيْطٌ ؀	وَاِذْ	زَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ	اَعْمَالَهُمْ	وَقَالَ	لَا غَالِبَ
احاطہ کرنے والا ہے	اور جب	مزین کیا	ان کے لیے	شیطان نے	ان کے اعمال کو	اور اس نے کہا	کوئی غلبہ پانے والا نہیں ہے

لَكُمُ	الْيَوْمَ	مِنَ النَّاسِ	وَاِنِّىْ	جَارٌ	لَّكُمْ	فَلَمَّا	تَرَآءَتِ	الْفِئَتٰنِ	نَكَصَ
تم لوگوں پر	آج کے دن	لوگوں میں سے	اور یہ کہ میں	حمایتی ہوں	تمہارے لیے	پھر جب	آمنے سامنے ہوئیں	دو جماعتیں	تو پلٹا

عَلٰى عَقِبَيْهِ	وَقَالَ	اِنِّىْ	بَرِىْٓءٌ	مِّنْكُمْ	اِنِّىْٓ	اَرٰى	مَا	لَا تَرَوْنَ	اِنِّىْٓ
اپنی دونوں ایڑیوں پر	اور اس نے کہا	کہ میں	بری ہوں	تم لوگوں سے	بیشک میں	دیکھتا ہوں	اس کو جو	تم لوگ نہیں دیکھتے	بیشک میں

اَخَافُ	اللّٰهَ	وَاللّٰهُ	شَدِيْدُ الْعِقَابِ ؀
ڈرتا ہوں	اللہ سے	اور اللہ	پکڑنے کا سخت ہے

نوٹ 1: آیت۔46 میں لَا تَنَازَعُوْا فرمایا ہے یعنی باہمی کشاکش کو روکا ہے، رائے کے اختلاف یا اس کے اظہار سے منع نہیں کیا، اختلاف رائے جو دیانت اور اخلاص کے ساتھ ہو وہ کبھی نزاع کی صورت اختیار نہیں کرتا۔ نزاع وجدال وہیں ہوتا ہے جہاں اختلاف رائے کے ساتھ اپنی بات منوانے اور دوسرے کی بات نہ ماننے کا جذبہ کام کر رہا ہو۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (49 تا 58)

ش ر د

(ن) شَرْدًا بدکنا۔ بھاگنا۔

(تفعیل) تَشْرِيْدًا ڈرانا۔ بھگانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 57

ترکیب

(آیت۔ 51) لَيْسَ بِظَلَّامٍ کا ترجمہ سمجھنے کے لیے آیت نمبر 3/ 182، نوٹ۔ 3 کو دوبارہ دیکھ لیں۔ (آیت۔ 53) بِاَنَّ کا اسم اَللّٰهَ ہے۔ اور لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ اس جملہ میں لَمْ يَكُ دراصل لَمْ يَكُنْ ہے۔ اس کا دونوں طرح استعمال جائز ہے اور قرآن مجید میں بھی یہ دونوں طرح آیا ہے۔ اس جملہ میں لَمْ يَكُ کا اسم هُوَ کی ضمیر ہے جو اللہ کے لیے ہے جبکہ مُغَيِّرًا اسم الفاعل ہے۔ اس نے فعل کا عمل کیا ہے اور نِعْمَةً اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ يُغَيِّرُوا کا فاعل اس میں هُمْ کی ضمیر ہے جو قَوْمٍ کے لیے ہے۔ (آیت۔ 56) لَا يَتَّقُوْنَ کا مفعول نَقْضَ الْعَهْدِ محذوف ہے۔ (آیت۔ 57) فَشَرِّدْ کا مفعول مَنْ ہے جبکہ خَلْفَهُمْ ظرف ہونے کی وجہ نصب میں ہے۔

ترجمہ

اِذْ	يَقُوْلُ	الْمُنٰفِقُوْنَ	وَالَّذِيْنَ	فِيْ قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ	غَرَّ	هٰٓؤُلَآءِ	دِيْنُهُمْ ط	وَ	مَنْ
جب	کہتے تھے	منافق لوگ	اور وہ لوگ جن کے	دلوں میں	ایک مرض تھا	دھوکا دیا	ان کو	ان کے دین نے	حالانکہ	جو

يَّتَوَكَّلْ	عَلَى اللّٰهِ	فَاِنَّ اللّٰهَ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ ﴿٤٩﴾	وَلَوْ	تَرٰٓى	اِذْ	يَتَوَفَّى	الَّذِيْنَ	كَفَرُوا ۙ
بھروسہ کرتا ہے	اللہ پر	تو یقیناً اللہ	بالادست ہے	حکمت والا ہے	اور اگر	آپؐ دیکھتے	جب	پورا پورا لیتے تھے	ان کو جنہوں نے	کفر کیا

الْمَلٰٓئِكَةُ	يَضْرِبُوْنَ	وُجُوْهَهُمْ	وَاَدْبَارَهُمْ ج	وَذُوْقُوْا	عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿٥٠﴾	ذٰلِكَ	بِمَا
فرشتے	مارتے ہوئے	ان کے چہروں کو	اور ان کی پیٹھوں کو	اور (کہتے ہوئے کہ) چکھو	جلنے کا عذاب	یہ	بسبب اس کے ہے جو

قَدَّمَتْ	اَيْدِيْكُمْ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	لَيْسَ	بِظَلَّامٍ	لِّلْعَبِيْدِ ﴿٥١﴾ لا	كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ
آگے بھیجا	تمہارے ہاتھوں نے	اور یہ کہ	اللہ	نہیں ہے	کچھ بھی ظلم کرنے والا	بندوں پر	فرعون کے پیروکاروں کی عادت کی طرح

وَالَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ ط	كَفَرُوْا	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	فَاَخَذَهُمُ	اللّٰهُ	بِذُنُوْبِهِمْ ط	اِنَّ اللّٰهَ
اور ان کی طرح جو	ان سے پہلے تھے	انہوں نے انکار کیا	اللہ کی نشانیوں کا	تو پکڑا ان کو	اللہ نے	ان کے گناہوں کے سبب سے	بیشک اللہ

قَوِيٌّ	شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿٥٢﴾	ذٰلِكَ	بِاَنَّ	اللّٰهَ	لَمْ يَكُ	مُغَيِّرًا	نِّعْمَةً	اَنْعَمَهَا
قوت والا ہے	پکڑنے کا سخت ہے	یہ	اس سبب سے ہے کہ	اللہ	ہرگز نہیں ہے	بدلنے والا	کسی ایسی نعمت کو	اس نے انعام کیا جسے

عَلٰى قَوْمٍ	حَتّٰى	يُغَيِّرُوْا	مَا	بِاَنْفُسِهِمْ ۙ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ ﴿٥٣﴾ لا	كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ ۙ
کسی قوم پر	یہاں تک کہ	وہ لوگ بدلیں	اسکو جو	ان کے پاس ہے	اور یہ کہ	اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	فرعون کے پیروکاروں کی عادت کی طرح

وَالَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ ط	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ
اور ان کی طرح جو	ان سے پہلے تھے	انہوں نے جھٹلایا	اپنے رب کی نشانیوں کو

فَاَهْلَكْنٰهُمْ	بِذُنُوْبِهِمْ	وَاَغْرَقْنَآ	اٰلَ فِرْعَوْنَ ج
تو ہم نے ہلاک کیا ان کو	ان کے گناہوں کے سبب سے	اور ہم نے غرق کیا	فرعون کے پیروکاروں کو

وَكُلٌّ	كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿٥٤﴾	اِنَّ	شَرَّ الدَّوَآبِّ	عِنْدَ اللّٰهِ
اور سب کے سب	ظلم کرنیوالے تھے	بیشک	چلنے والے جانداروں کے بدترین	اللہ کے نزدیک

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	فَهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٥٥﴾
وہ لوگ ہیں جنہوں نے	کفر کیا	پھر وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے ہیں

اَلَّذِيْنَ	عٰهَدْتَّ	مِنْهُمْ	ثُمَّ	يَنْقُضُوْنَ
وہ لوگ	آپؐ نے معاہدہ کیا	جن سے	پھر	وہ توڑتے ہیں

عَهْدَهُمْ	فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ	وَّهُمْ	لَا يَتَّقُوْنَ ﴿٥٦﴾	فَاِمَّا
اپنے عہد کو	ہر بار	اور وہ لوگ	ڈرتے نہیں (عہد توڑنے سے)	تو اگر کبھی بھی

تَثْقَفَنَّهُمْ	فِي الْحَرْبِ	فَشَرِّدْ	بِهِمْ	مَّنْ	خَلْفَهُمْ	لَعَلَّهُمْ	يَذَّكَّرُوْنَ ﴿٥٧﴾	وَاِمَّا
آپؐ پائیں ان کو	جنگ میں	تو آپؐ بھگائیں	ان کے ذریعہ سے	ان کو جو	ان کے پیچھے ہیں	شاید وہ لوگ	نصیحت حاصل کریں	اور اگر کبھی بھی

تَخَافَنَّ	مِنْ قَوْمٍ	خِيَانَةً	فَانْۢبِذْ	اِلَيْهِمْ	عَلٰى سَوَآءٍ ط	اِنَّ اللّٰهَ
آپؐ کو خوف ہو	کسی قوم سے	کسی خیانت کا (معاہدہ میں)	تو آپؐ پھینک دیں (معاہدہ کو)	ان کی طرف	برابر برابر پر	بیشک اللہ

لَا يُحِبُّ	الْخَآئِنِيْنَ ﴿٥٨﴾ع
پسند نہیں کرتا	خیانت کرنے والوں کو

نوٹ: 1

اللہ تعالیٰ کی نعمت ورحمت تو اس کے رب العالمین ہونے کے نتیجہ میں خود بخود ہے۔ البتہ اس نعمت کو قائم رکھنے کا ایک ضابطہ آیت۔53 میں بیان کیا گیا ہے کہ جس قوم کو اللہ تعالیٰ کوئی نعمت دیتے ہیں، اسے اس وقت تک واپس نہیں لیتے جب تک وہ اپنے حالات اور اعمال کو بدل کر خود ہی اللہ کے عذاب کو دعوت نہ دے۔

قریش کے متعلق تفسیر مظہری میں معتمد کُتب تاریخ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ کلاب بن مرہ، جو رسول اللہ ﷺ کے نسب میں تیسرے دادا ہیں، دین ابراہیمؑ واسماعیلؑ کے پابند اور اس پر قائم تھے۔ قصی بن کلاب کے زمانہ میں قریش میں بت پرستی کا آغاز ہوا۔ ان سے پہلے کعب بن لوی ان کے دینی قائد تھے۔ وہ جمعہ کے روز سب کو جمع کر کے خطبہ دیا کرتے اور بتلایا کرتے تھے کہ ان کی اولاد میں خاتم الانبیاء (ﷺ) پیدا ہوں گے۔ ان کا اتباع سب پر لازم ہوگا۔ جو ان پر ایمان نہ لائے گا اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔ آنحضرت ﷺ کے بارے میں ان کے عربی اشعار جاہلیت میں مشہور ومعروف ہیں۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

قریش نے بت پرستی اختیار کر کے۔ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کر کے اپنی موت وہلاکت کو دعوت دی۔

نوٹ: 2

آیت۔58 کی رو سے ہمارے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اگر کسی سے ہمارا معاہدہ ہو اور ہمیں اس کے طرزِ عمل سے یہ شکایت ہو جائے کہ وہ عہد کی پابندی میں کوتاہی برت رہا ہے یا یہ اندیشہ ہو کہ موقع پاتے ہی وہ ہمارے ساتھ غداری کرے گا، تو ہم اپنی جگہ خود فیصلہ کر لیں کہ اب معاہدہ نہیں رہا۔ اس کے برعکس اس آیت میں ہمیں پابند کیا گیا ہے کہ جب ایسی صورت پیش آئے تو کوئی کارروائی کرنے سے پہلے فریق ثانی کو بتا دیں کہ اب معاہدہ باقی نہیں رہا تا کہ فسخ معاہدہ کا جیسا علم ہم کو حاصل ہے ویسا ہی اس کو بھی ہو جائے۔ (فَانْۢبِذْ اِلَيْهِمْ عَلٰى سَوَآءٍ کا یہی مطلب ہے)۔ البتہ اگر فریق ثانی علی الاعلان معاہدہ توڑ چکا ہو اور اس نے صریح طور پر ہمارے خلاف معاندانہ کارروائی کی ہو تو ایسی صورت میں فسخ معاہدہ کا نوٹس دینا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ ہمیں بلا اطلاع جنگی کارروائی کا حق حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کی سند یہ ہے کہ قریش نے جب بنی خزاعہ کے معاملہ میں صلح حدیبیہ کو اعلانیہ توڑ دیا تو رسول اللہ ﷺ نے انہیں فسخ معاہدہ کا نوٹس دینے کی ضرورت نہیں سمجھی اور بلا اطلاع مکہ پر چڑھائی کی۔ (تفہیم القرآن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (59 تا 64)

ترجمہ

وَلَا یَحۡسَبَنَّ	الَّذِیۡنَ	کَفَرُوۡا	سَبَقُوۡا ؕ	اِنَّہُمۡ	لَا یُعۡجِزُوۡنَ ﴿۵۹﴾
اور ہرگز گمان نہ کریں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	(کہ) وہ لوگ بھاگ نکلے	یقیناً وہ لوگ	عاجز نہیں کریں گے (ہم کو)

وَاَعِدُّوۡا	لَہُمۡ	مَّا	اسۡتَطَعۡتُمۡ	مِّنۡ قُوَّۃٍ	وَّمِنۡ رِّبَاطِ الۡخَیۡلِ	تُرۡہِبُوۡنَ	بِہٖ
اور تم لوگ تیار کرو	انکے لئے	اسکو جو	تمہارے بس میں ہے	قوت میں سے	اور گھوڑوں کے تیار کرنے سے	تم لوگ دھاک بٹھاؤ گے	اس سے

عَدُوَّ اللّٰہِ	وَعَدُوَّکُمۡ	وَاٰخَرِیۡنَ	مِنۡ دُوۡنِہِمۡ ۚ	لَا تَعۡلَمُوۡنَہُمۡ ۚ	اَللّٰہُ یَعۡلَمُہُمۡ ؕ	وَمَا	تُنۡفِقُوۡا
اللہ کے دشمنوں پر	اور اپنے دشمنوں پر	اور دوسروں پر	ان کے علاوہ	تم لوگ نہیں جانتے ان کو	اللہ جانتا ہے ان کو	اور جو	تم لوگ خرچ کرو گے

مِنۡ شَیۡءٍ	فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ	یُوَفَّ	اِلَیۡکُمۡ	وَاَنۡتُمۡ	لَا تُظۡلَمُوۡنَ ﴿۶۰﴾	وَاِنۡ	جَنَحُوۡا
کوئی چیز	اللہ کی راہ میں	تو اس کو پورا پورا لوٹایا جائے گا	تمہاری طرف	اور تم پر	ظلم نہیں کیا جائے گا	اور اگر	وہ لوگ مائل ہوں

لِلسَّلۡمِ	فَاجۡنَحۡ	لَہَا	وَتَوَکَّلۡ	عَلَی اللّٰہِ ؕ	اِنَّہٗ	ہُوَ السَّمِیۡعُ	الۡعَلِیۡمُ ﴿۶۱﴾	وَاِنۡ
صلح کے لئے	تو آپ بھی مائل ہوں	اس کے لئے	اور آپ بھروسہ رکھیں	اللہ پر	بیشک وہ	ہی سننے والا ہے	جاننے والا ہے	اور اگر

یُّرِیۡدُوۡۤا	اَنۡ	یَّخۡدَعُوۡکَ	فَاِنَّ	حَسۡبَکَ	اللّٰہُ ؕ	ہُوَ	الَّذِیۡۤ	اَیَّدَکَ
وہ لوگ ارادہ کریں	کہ	وہ دھوکہ دیں آپؐ کو	تو بیشک	کافی ہے آپ کو	اللہ	وہ،	وہ ہے جس نے	تقویت دی آپ کو

بِنَصۡرِہٖ	وَبِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۲﴾	وَاَلَّفَ	بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ ؕ	لَوۡ	اَنۡفَقۡتَ	مَا	فِی الۡاَرۡضِ
اپنی مدد کے ذریعہ سے	اور مومنوں کے ذریعہ سے	اور اس نے محبت پیدا کی	ان کے دلوں کے مابین	اگر	آپ خرچ کرتے	اس کو جو	زمین میں ہے

جَمِیۡعًا	مَّاۤ اَلَّفۡتَ	بَیۡنَ قُلُوۡبِہِمۡ	وَلٰکِنَّ	اللّٰہَ	اَلَّفَ	بَیۡنَہُمۡ ؕ	اِنَّہٗ	عَزِیۡزٌ
سب کا سب	تو آپ محبت پیدا نہ کر سکتے	ان کے دلوں کے مابین	اور لیکن	اللہ نے	محبت پیدا کی	ان کے مابین	بیشک وہ	بالادست ہے

حَکِیۡمٌ ﴿۶۳﴾	یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ	حَسۡبُکَ	اللّٰہُ	وَمَنِ	اتَّبَعَکَ	مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۶۴﴾ ع
حکمت والا ہے	اے نبیؐ	کافی ہے آپ کو	اللہ	اور ان کو جو	ہم قدم رہے آپؐ کے	مومنوں میں سے

نوٹ:1

عرب کا عام دستور یہ تھا کہ جب کوئی جنگی مہم پیش آتی تو رضا کار سپاہی، سامان اسے میسر ہوتا، اس کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوتا۔ آیت نمبر۔ 60 میں ہدایت کی گئی ہے کہ سامان جنگ اور ایک مستقل فوج (Standing Army) ہر وقت تیار رہنی چاہیے تاکہ بوقت ضرورت فوری جنگی کارروائی کی جاسکے۔

آیت نمبر (65 تا 69)

ث خ ن

(ک) ثَخَانَۃً گاڑھا ہونا۔

(افعال) اِثْخَانًا گاڑھا کرنا۔ پھر استعارۃً خوب خونریزی کرنے کے لیے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔67۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ	حَرِّضِ	الْمُؤْمِنِيْنَ	عَلَى الْقِتَالِ ؕ	اِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ
اے نبیؐ	آپ اکسائیں	مومنوں کو	جنگ پر	اگر	ہوں گے	تم میں سے	ثابت قدم رہنے والے بیس

يَغْلِبُوْا	مِائَتَيْنِ ۚ	وَاِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	مِّائَةٌ	يَّغْلِبُوْۤا	اَلْفًا
تو وہ غالب ہوں گے	دو سو پر	اور اگر	ہوں گے	تم میں سے	(ثابت قدم رہنے والے) ایک سو	تو وہ غالب ہوں گے	ایک ہزار پر

مِّنَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِاَنَّهُمْ	قَوْمٌ	لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿٦٥﴾	اَلْـٰٔنَ	خَفَّفَ	اللّٰهُ	عَنْكُمْ
ان میں سے جنہوں نے	کفر کیا	اس سبب سے کہ وہ لوگ	ایک ایسی قوم ہیں جو	سوجھ بوجھ نہیں رکھتے	اب	ہلکا کیا (بوجھ)	اللہ نے	تم لوگوں سے

وَعَلِمَ	اَنَّ	فِيْكُمْ	ضَعْفًا ؕ	فَاِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	مِّائَةٌ صَابِرَةٌ	يَّغْلِبُوْا
اور اس نے جانا	کہ	تم لوگوں میں	کچھ کمزوری ہے	پس اگر	ہوں گے	تم میں سے	ثابت قدم رہنے والے ایک سو	تو وہ غالب ہوں گے

مِائَتَيْنِ ۚ	وَاِنْ	يَّكُنْ	مِّنْكُمْ	اَلْفٌ	يَّغْلِبُوْۤا	اَلْفَيْنِ	بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ	وَاللّٰهُ
دو سو پر	اور اگر	ہوں گے	تم میں سے	(ثابت قدم رہنے والے) ایک ہزار	تو وہ غالب ہوں گے	دو ہزار پر	اللہ کی اجازت سے	اور اللہ

مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿٦٦﴾	مَا كَانَ	لِنَبِىٍّ	اَنْ	يَّكُوْنَ	لَهٗۤ	اَسْرٰى	حَتّٰى
ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے	نہیں ہے (مناسب)	کسی نبی کے لیے	کہ	ہوں	اس کے لیے	کچھ قیدی	یہاں تک کہ

يُثْخِنَ	فِى الْاَرْضِ ؕ	تُرِيْدُوْنَ	عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ	وَاللّٰهُ	يُرِيْدُ	الْاٰخِرَةَ ؕ	وَاللّٰهُ	عَزِيْزٌ
وہ خوب خونریزی کرے	زمین میں	تم لوگ چاہتے ہو	دنیا کا سامان	اور اللہ	چاہتا ہے	آخرت کو	اور اللہ	بالادست ہے

حَكِيْمٌ ﴿٦٧﴾	لَوْلَا	كِتٰبٌ	مِّنَ اللّٰهِ	سَبَقَ	لَمَسَّكُمْ	فِيْمَاۤ	اَخَذْتُمْ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿٦٨﴾
حکمت والا ہے	اگر نہ ہوتا	لکھا ہوا	اللہ (کی طرف) سے	پہلے سے	تو ضرور چھوتا تم کو	اس میں جو	تم لوگوں نے لیا	ایک بڑا عذاب

فَكُلُوْا	مِمَّا	غَنِمْتُمْ	حَلٰلًا	طَيِّبًا ۖ	وَّاتَّقُوا	اللّٰهَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ
پس تم لوگ کھاؤ	اس میں سے جو	تم نے غنیمت حاصل کی	حلال ہوتے ہوئے	پاکیزہ ہوتے ہوئے	اور تقویٰ اختیار کرو	اللہ کا	بیشک اللہ

غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿٦٩﴾ ع
بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے

نوٹ: 1

آج کل کی اصطلاح میں جس چیز کو اخلاقی قوت (Morale) کہتے ہیں، آیت۔65 میں اسی کو فقہ یعنی سمجھ بوجھ سے تعبیر کیا گیا ہے اور یہ لفظ اس مفہوم کے لیے جدید اصلاح سے زیادہ سائنٹیفک ہے۔ جو شخص اپنے مقصد کا صحیح شعور رکھتا ہو اور ٹھنڈے دل سے خوب سوچ سمجھ کر اس لئے لڑ رہا ہو کہ اس مقصد کے ضائع ہو جانے کے بعد جینا بے قیمت ہے، وہ بے شعور سے لڑنے والے آدمی سے کئی گنا زیادہ طاقت رکھتا ہے۔ پھر جس شخص کو اللہ تعالیٰ کی ہستی، اس کے ساتھ اپنے تعلق، حیات دنیا، حیات بعد موت وغیرہ کی حقیقتوں کو اچھی طرح سمجھتا ہو، اس کی طاقت کو وہ لوگ نہیں پہنچ سکتے جو قومیت یا وطنیت کا شعور لیے ہوئے میدان میں آئیں۔ اسی لیے فرمایا گیا ہے کہ ایک سوجھ بوجھ رکھنے والے مومن اور ایک کافر کے درمیان، حقیقت کے شعور اور عدم شعور کی وجہ سے فطرۃً ایک اور دس کی نسبت ہے لیکن اس کے ساتھ صبر کی صفت بھی ایک لازمی شرط ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

جنگ بدر میں جب قریش کی فوج بھاگ نکلی تو مسلمانوں کا ایک بڑا گروہ غنیمت لوٹنے اور کفار کے آدمیوں کو گرفتار کرنے میں لگ گیا اور بہت کم لوگوں نے کچھ دور تک دشمنوں کا تعاقب کیا۔ حالانکہ اگر مسلمان پوری طاقت سے ان کا تعاقب کرتے تو قریش کی طاقت کا اسی روز خاتمہ ہو گیا ہوتا۔ مسلمانوں کی اس روش پر آیت نمبر۔67 میں اللہ تعالیٰ نے گرفت کی ہے اور بتایا ہے کہ تم لوگ ابھی نبی کے مشن کو اچھی طرح نہیں سمجھے ہو۔ نبی کا اصل کام یہ نہیں ہے کہ فدیے اور غنائم وصول کر کے خزانے بھرے، بلکہ اس کے نصب العین سے جو چیز براہ راست تعلق رکھتی ہے وہ صرف یہ ہے کہ کفر کی طاقت ٹوٹ جائے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (65 تا 69)

ترکیب

(آیت۔73) اِلَّا استثناء کا نہیں ہے بلکہ اِنْ شرطیہ اور لا نافیہ کو ملا کر لکھا گیا ہے۔ تَفْعَلُوْہُ میں ضمیر مفعولی آیت نمبر۔72 کے حکم کے لیے ہے جس میں معاہدہ کی پابندی کی شرط کے ساتھ غیر ملکی مسلمانوں کی مدد کا حکم ہے۔ تَكُنْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ	قُلْ	لِّمَنْ	فِيْۤ اَيْدِيْكُمْ	مِّنَ الْاَسْرٰۤى	اِنْ	يَّعْلَمِ	اللّٰهُ
اے نبیؐ	آپ کہہ دیجیے	ان سے جو	تمہارے ہاتھوں (یعنی قبضہ) میں ہیں	قیدیوں میں سے	اگر	جانے گا	اللہ

فِيْ قُلُوْبِكُمْ	خَيْرًا	يُّؤْتِكُمْ	خَيْرًا مِّمَّاۤ	اُخِذَ	مِنْكُمْ	وَيَغْفِرْ لَكُمْ ؕ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ
تمہارے دلوں میں	کوئی بھلائی	تو وہ دے گا تم کو	اس سے بہتر جو	لیا گیا	تم سے	اور وہ بخش دے گا تم لوگوں کو	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

رَّحِيْمٌ ۝	وَاِنْ	يُّرِيْدُوْا	خِيَانَتَكَ	فَقَدْ خَانُوا	اللّٰهَ	مِنْ قَبْلُ
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور اگر	وہ ارادہ کریں گے	آپؐ سے خیانت کا	تو انھوں نے خیانت کی ہے	اللہ سے	اس سے پہلے

فَاَمْكَنَ	مِنْهُمْ ؕ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ۝	اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
نتیجتاً اس نے (آپؐ کے) قابو میں دیا	ان میں سے (کچھ کو)	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے

وَهَاجَرُوْا	وَجٰهَدُوْا	بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَالَّذِيْنَ	اٰوَوْا	وَّنَصَرُوْۤا
اور ہجرت کی	اور جہاد	اپنے اموال سے	اور اپنی جانوں سے	اللہ کی راہ میں	اور وہ لوگ جنھوں نے	ٹھکانا دیا	اور مدد کی

اُولٰٓئِكَ	بَعْضُهُمْ	اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَلَمْ يُهَاجِرُوْا	مَا لَكُمْ	مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ
وہ لوگ ہیں (کہ)	ان کے بعض	بعض کے کارساز ہیں	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور ہجرت نہیں کی	تو تمہارے لئے نہیں ہے	ان سے کوئی بھی سروکار

مِّنْ شَیْءٍ	حَتّٰی	یُهَاجِرُوْا	وَاِنِ	اسْتَنْصَرُوْكُمْ	فِی الدِّیْنِ	فَعَلَیْكُمُ	النَّصْرُ	اِلَّا
کسی چیز میں	یہاں تک کہ	وہ لوگ ہجرت کریں	اور اگر	وہ مدد مانگیں تم سے	دین میں	تو تم لوگوں پر (واجب) ہے	مدد کرنا	سوائے

عَلٰی قَوْمٍ	بَیْنَكُمْ	وَبَیْنَهُمْ	مِّیْثَاقٌ	وَاللّٰهُ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِیْرٌ ﴿۷۲﴾
ایسی قوم کے خلاف	(کہ) تمہارے درمیان	اور ان کے درمیان	کوئی معاہدہ ہے	اور اللہ	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو	دیکھنے والا ہے

وَالَّذِیْنَ	كَفَرُوْا	بَعْضُهُمْ	اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ	اِلَّا تَفْعَلُوْهُ	تَكُنْ	فِتْنَةٌ
اور وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	ان کے بعض	بعض کے کارساز ہیں	اگر تم لوگ نہیں کرو گے اس کو	تو ہو جائے گا (یعنی پھیل جائے گا)	تشدد

فِی الْاَرْضِ	وَفَسَادٌ كَبِیْرٌ ﴿۷۳﴾	وَالَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَهَاجَرُوْا	وَجٰهَدُوْا	فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ	وَالَّذِیْنَ
زمین میں	اور ایک بڑا فساد	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور ہجرت کی	اور جہاد کیا	اللہ کی راہ میں	اور وہ لوگ جنہوں نے

اٰوَوْا	وَّ نَصَرُوْٓا	اُولٰٓئِكَ	هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ	حَقًّا	لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ	وَّرِزْقٌ كَرِیْمٌ ﴿۷۴﴾	وَالَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا
ٹھکانہ دیا	اور مدد کی	وہ لوگ	ہی مومن ہیں	حقیقتاً	ان کے لیے	مغفرت ہے	اور باعزت روزی ہے	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے

مِنْۢ بَعْدُ	وَهَاجَرُوْا	وَجٰهَدُوْا	مَعَكُمْ	فَاُولٰٓئِكَ	مِنْكُمْ	وَاُولُوا الْاَرْحَامِ	بَعْضُهُمْ
اس کے بعد	اور ہجرت کی	اور جہاد کیا	تمہارے ساتھ (مل کر)	تو وہ لوگ	تم میں سے ہیں	اور رشتوں والے	ان کے بعض

اَوْلٰی	بِبَعْضٍ	فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ	اِنَّ اللّٰهَ	بِكُلِّ شَیْءٍ	عَلِیْمٌ ﴿۷۵﴾
زیادہ قریب ہیں	بعض سے	اللہ کی کتاب میں	بیشک اللہ	ہر چیز کو	جاننے والا ہے

نوٹ:1

آیت۔72 میں یہ اصول مقرر کیا گیا ہے کہ ’’ولایت‘‘ (یعنی سرپرستی اور ذمہ داری) کا تعلق صرف ان مسلمانوں کے درمیان ہوگا جو یا تو اسلامی ریاست کے باشندے ہوں یا ہجرت کر کے آگئے ہوں اور جو مسلمان اسلامی راست سے باہر ہوں ان کے ساتھ ولایت کا تعلق نہیں ہوگا۔ اس عدم ولایت کے قانونی نتائج بہت وسیع ہیں۔ مثلاً غ دارالکفر اور دارالاسلام کے مسلمان ایک دوسرے کے وارث نہیں ہو سکتے، ایک دوسرے کے گارڈین نہیں ہو سکتے وغیرہ۔ اس کے باوجود ان کے درمیان دینی اخوت کا رشتہ قائم رہے گا۔ اگر کہیں ان پر ظلم ہو رہا ہو اور وہ اسلامی حکومت اور اس کے باشندوں سے مدد مانگیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مظلوم بھائیوں کی مدد کریں۔ لیکن یہ فریضہ اندھا دھند انجام نہیں دیا جائے گا بلکہ بین الاقوامی ذمہ داریوں اور اخلاقی حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے ہی انجام دیا جا سکے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2

آیت۔57 میں وضاحت ہے کہ اسلامی بھائی چارے کی بنا پر میراث قائم نہ ہوگی۔ میراث کے معاملہ میں رشتہ داری کا تعلق ہی قانونی حقوق کی بنیاد رہے گا۔ یہ ارشاد اس بنا پر فرمایا گیا کہ ہجرت کے بعد نبی ﷺ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان جو مواخاۃ کرائی تھی اس کی وجہ سے بعض لوگ یہ خیال کر رہے تھے کہ یہ دینی بھائی ایک دوسرے کے وارث بھی ہوں گے۔ (تفہیم القرآن)

سورۃ التوبۃ(9)

آیت نمبر(9/التوبۃ:1تا6)

س ی ح

(ض) سَیْحًا (۱) پانی کا زمین پر بہنا۔زمین پر چلنا پھرنا۔(۲) عبادت کے لیے پھرنا۔

سِحْ فعل امر ہے۔تُو چل پھر۔زیر مطالعہ آیت۔2

سَائِحٌ اسم الفاعل ہے۔عبادت کے لیے پھرنے والا۔روزہ دار۔﴿ اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ ﴾ (9/التوبۃ:112) ''توبہ کرنے والے،عبادت کرنے والے،حمد کرنے والے،روزہ رکھنے والے۔''

ر ص د

(ن) رَصْدًا گھات میں بیٹھنا۔

رَصَدٌ اسم الفاعل کے مفہوم میں صفت ہے۔(واحد،جمع،مذکر،مؤنث،سب کے لیے یکساں آتا ہے) گھات میں بیٹھنے والے۔﴿ فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا رَّصَدًا ﴾(72/الجن:9)''پس جو کان لگائے گا اب تو وہ پائے گا اپنے لیے ایک گھات میں بیٹھا ہوا انگارہ۔''

مَرْصَدٌ اسم الظرف ہے۔گھات لگانے کی جگہ۔زیر مطالعہ آیت۔5

مِرْصَادٌ مِفْعَالٌ کے وزن پر اسم الالہ ہے۔گھات میں بیٹھنے کا آلہ۔پھر گھات لگانے کی مستقل جگہ کے لیے آتا ہے۔﴿ اِنَّ جَهَنَّمَ كَانَتْ مِرْصَادًا ﴾(78/الاعلیٰ:21)''بیشک جہنم ہے گھات لگانے کی ایک مستقل جگہ۔''

(افعال) اِرْصَادًا گھات لگانے کے لیے کسی کو بٹھانا۔نگراں مقرر کرنا۔﴿ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ مِنْ قَبْلُ ﴾(9/التوبۃ:107)''اور نگراں مقرر کرنے کو اس کے لیے یعنی اس کی طرف سے جس نے لڑائی کی اللہ سے اور اس کے رسول سے اس سے پہلے۔''

ترکیب

(آیت۔1) بَرَاءَةٌ خبر ہے۔اس کا مبتدا محذوف ہے۔جو کہ هٰذِهٖ ہوسکتا ہے۔(آیت۔2) اَرْبَعَةَ پر نصب اس کے ظرف زمان ہونے کی وجہ سے ہے۔(آیت۔3) اَذَانٌ کا مبتدا بھی محذوف ہے جو کہ هٰذَا ہوسکتا ہے۔وَرَسُوْلُهٗ کی رفع بتا رہی ہے کہ یہ مبتدا ہے اور اس کی خبر بَرِیْءٌ محذوف ہے۔

ترجمہ

مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ ①	عٰهَدْتُّمْ	اِلَى الَّذِیْنَ	وَرَسُوْلِهٖٓ	مِّنَ اللّٰهِ	بَرَآءَةٌ
مشرکوں میں سے	تم لوگوں نے معاہدہ کیا	ان لوگوں کے لیے جن سے	اور اس کے رسولؐ کی طرف سے	اللہ کی طرف	(یہ اعلان) براءت ہے

مُخْزِی الْكٰفِرِیْنَ ②	اللّٰهَ	وَاَنَّ	غَیْرُ مُعْجِزِی اللّٰهِ	اَنَّكُمْ	وَّاعْلَمُوْٓا	اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ	فِی الْاَرْضِ	فَسِیْحُوْا
کافروں کو رسوا کرنیوالا ہے	اللہ	اور یہ کہ	اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو	کہ تم لوگ	اور جان لو	چار مہینے	زمین میں	پس چل پھر لو

وَاَذَانٌ	مِّنَ اللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖٓ	اِلَى النَّاسِ	يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ	اَنَّ	اللّٰهَ	بَرِیْٓءٌ
اور (یہ) اعلان ہے	اللہ کی طرف سے	اور اس کے رسولؐ کی طرف سے	لوگوں کے لیے	بڑے حج کے دن	کہ	اللہ	بری الذمہ ہے

مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ	وَرَسُوْلُهٗ ۭ	فَاِنْ	تُبْتُمْ	فَهُوَ	خَيْرٌ	لَّكُمْ ۚ	وَاِنْ	تَوَلَّيْتُمْ
مشرکوں سے	اور اس کا رسولؐ (بھی)	تو اگر	تم لوگ توبہ کرلو	تو یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اور اگر	تم لوگوں نے منہ موڑا

فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّكُمْ	غَيْرُ مُعْجِزِي اللّٰهِ ۭ	وَبَشِّرِ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ ③
تو جان لو	کہ تم لوگ	اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو	اور آپؐ خوشخبری دیں	ان لوگوں کو جنہوں نے	کفر کیا	ایک دردناک عذاب کی

اِلَّا الَّذِيْنَ	عٰهَدْتُّمْ	مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ	ثُمَّ	لَمْ يَنْقُصُوْكُمْ	شَيْـــًٔا	وَّلَمْ يُظَاهِرُوْا
سوائے ان کے جن سے	تم نے معاہدہ کیا	مشرکوں میں سے	پھر	انہوں نے کمی نہیں کی تم سے	کچھ بھی	اور انہوں نے مدد نہیں کی

عَلَيْكُمْ	اَحَدًا	فَاَتِمُّوْٓا	اِلَيْهِمْ	عَهْدَهُمْ	اِلٰى مُدَّتِهِمْ ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	يُحِبُّ	الْمُتَّقِيْنَ ④
تمہارے خلاف	کسی ایک کی بھی	تو پورا کرو	ان سے	ان کے عہد کو	ان کی مدت تک	بیشک اللہ	پسند کرتا ہے	تقویٰ کرنے والوں کو

فَاِذَا	انْسَلَخَ	الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ	فَاقْتُلُوا	الْمُشْرِكِيْنَ	حَيْثُ	وَجَدْتُّمُوْهُمْ	وَخُذُوْهُمْ	وَاحْصُرُوْهُمْ
پھر جب	گزر جائیں	محترم (یعنی پناہ دینے والے) مہینے	تو قتل کرو	مشرکوں کو	جہاں	تم لوگ پاؤ ان کو	اور پکڑو ان کو	اور گھیرو ان کو

وَاقْعُدُوْا	لَهُمْ	كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ	فَاِنْ	تَابُوْا	وَاَقَامُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتَوُا	الزَّكٰوةَ	فَخَلُّوْا
اور بیٹھو	ان کے لیے	ہر گھات لگانے کی جگہ پر	پھر اگر	وہ لوگ توبہ کریں	اور قائم کریں	نماز	اور ادا کریں	زکوٰۃ	تو چھوڑ دو

سَبِيْلَهُمْ ۭ	اِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ⑤	وَاِنْ	اَحَدٌ	مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ	اسْتَجَارَكَ	فَاَجِرْهُ
ان کا راستہ	بیشک اللہ	بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے	اور اگر	کوئی ایک	مشرکوں میں سے	پناہ مانگے آپؐ سے	تو آپؐ پناہ دیں اس کو

حَتّٰى	يَسْمَعَ	كَلٰمَ اللّٰهِ	ثُمَّ	اَبْلِغْهُ	مَاْمَنَهٗ ۭ	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ
یہاں تک کہ	وہ سن لے	اللہ کے کلام کو	پھر	آپؐ پہنچا دیں اس کو	اس کی امن کی جگہ پر	یہ	اس سبب سے کہ وہ لوگ

قَوْمٌ	لَّا يَعْلَمُوْنَ ⑥ ع
ایک ایسی قوم ہیں جو	علم نہیں رکھتے

نوٹ: 1

آیت۔3 میں حج اکبر کی اصطلاح آئی ہے، اس کو سمجھ لیں۔ ذوالحجہ کی مقررہ تاریخوں میں جو حج کیا جاتا ہے۔ اسے حج اکبر کہتے ہیں اور عمرے کو حج اصغر کہتے ہیں۔ کسی سال اگر یوم عرفہ جمعہ کے دن ہو تو ہم لوگ اسے حج اکبر کہتے ہیں۔ یہ اصطلاح یقیناً غلط ہے لیکن اس کی فضیلت سے کسی کو انکار نہیں ہے۔ عرب لوگ اسے اجتماع سعدین کہتے ہیں اور اس کا احترام کرتے ہیں۔ کسی سال اگر عید جمعہ کے دن ہو تو اسے بھی اجتماع سعدین کہتے ہیں اور اس کی فضیلت کے بھی قائل ہیں۔

موجودہ صورتحال کا مجھے علم نہیں ہے لیکن چند سال پہلے تک سعودی عرب میں مقامی لوگوں پر یہ پابندی تھی کہ ان میں سے کوئی شخص حج کر لیتا تھا تو آئندہ پانچ سال تک وہ حج نہیں کر سکتا تھا تا کہ باہر سے آنے والے حاجیوں کے لیے گنجائش اور سہولت ہو۔ لیکن جس سال اجتماع سعدین ہوا تا تھا، اس سال یہ پابندی اٹھالی جاتی تھی۔

نوٹ: 2

آیت۔ نمبر 5 میں حکم دیا گیا ہے کہ مشرکوں کو جہاں بھی پاؤ، انہیں قتل کرو، انہیں پکڑو، انہیں گھیرو اور ہر جگہ ان کے لیے گھات لگا کر بیٹھو۔ اسلام کے مخالفین، اسلام کو ایک انتہا پسند اور تشدد پسند مذہب قرار دینے کے لیے اس آیت کا بہت حوالہ دیتے ہیں۔ جب ان کی توجہ اس ات کی طرف مبذول کرائی جاتی ہے کہ اس حکم سے پہلے یہ شرط بھی ہے کہ جب پناہ کے یعنی نوٹس کے چار مہینے گزر جائیں تو وہ کہتے ہیں کہ پھر بھی یہ سخت زیادتی اور تشدد ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے سورۃ التوبہ کی آیات کی ترتیب نزولی اور ترتیب مصحف کے فرق کو اور اس وقت کے تاریخی پس منظر کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔ اس لاعلمی کی وجہ سے ہمارے سادہ لوح مسلمان بھائی مخالفین کے اعتراض سے متاثر ہو جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں، خواہ زبان سے نہ بھی کہیں، کہ ان کی بات درست ہے۔ اس سورہ کی ترتیب نزولی کو سمجھنے سے پہلے یہ بات بھی نوٹ کر لیں کہ رسول اللہ ﷺ جب تبوک کے لیے 9ھ میں روانہ ہوئے تھے تو رجب کا مہینہ تھا اور مدینہ واپس آئے تو رمضان کا مہینہ تھا۔ اس سفر میں پورے پچاس روز صرف ہوئے۔ بیس دن تبوک میں قیام میں اور تیس دن آمد و رفت میں۔

سورۃ التوبہ تین خطبوں پر مشتمل ہے جو وقفہ وقفہ سے یکے بعد دیگرے نازل ہوئے۔ سب سے پہلے رکوع۔ 6 کی ابتداء سے رکوع۔ 9 کے اختتام کی آیات رجب۔ 9ھ میں نازل ہوئیں۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ غزوۂ تبوک کی تیاری کر رہے تھے۔ اس میں اہل ایمان کو جہاد پر اکسایا گیا ہے اور ان لوگوں پر ملامت کی گئی ہے جو غزوۂ تبوک میں شرکت سے جی چرا رہے تھے۔ اس کے بعد رکوع۔ 10 سے سورہ کے آخر تک کی آیات غزوۂ تبوک سے واپسی پر نازل ہوئیں۔ ان میں کچھ ٹکڑے ایسے بھی ہیں جو انہیں ایام میں مختلف مواقع پر اترے اور سب سے آخر میں سورہ کے آغاز سے رکوع۔ 5 کے آخر تک کی آیات ذی القعد 9ھ میں نازل ہوئیں، جن میں مشرکوں کو چار مہینے کا نوٹس دیا گیا کہ اگر اسلام ان کے لیے قابل قبول نہیں ہے تو جہاں ان کا جی چاہے چلے جایں اور عرب کا علاقہ خالی کر دیں۔ ساتھ ہی مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نوٹس کی مدت گزرنے کے بعد مشرکوں کو تاش کرو، گھیرو اور پکڑ کر اپنے بااختیار حاکموں کے حوالے کر دو۔ ان کے سامنے اگر اس کا مشرک ہونا ثابت ہو گیا تو وہ اس کے قتل کا حکم دے گا۔ اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اسلام ہر مرحلہ پر نظم وضبط اور ڈسپلن کا مطالبہ کرتا ہے اور کسی بھی حال میں انارکی اجازت نہیں دیتا اور اب اس ''سخت زیادتی اور شدد'' والے حکم کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے اس کے اریخی پس منظر کو سمجھنا ہوگا۔

6ھ میں صلح حدیبیہ کے نتیجے میں مسلمانوں کو موقع ملا کہ وہ امن اور سکون سے اسلام کی تبلیغ کر سکیں۔ چنانچہ دو سال کی قلیل مدت میں عرب کے گوشے گوشے میں اسلام پھیل گیا۔ پھر 8ھ میں فتح مکہ نے مشرکوں کی کمر توڑ دی۔ عرب کے دیگر علاقوں میں جو مشرک باقی بچے تھے انہوں نے اپنی ساری طاقت مجتمع کر کے حنین کے میدان میں جھونک دی۔ وہاں شکست کھانے کے بعد جزیرہ نماء عرب میں مشرکوں کا قلع قمع ہو گیا صرف چند پراگندہ عناصر عرب کے مختلف گوشوں میں باقی رہ گئے تھے۔ ان گنے چنے لوگوں نے اب روم کی سرحد پر آباد عیسائی قبائل اور مدین کے منافقین کا ایک گروہ جمع ہو کر مسلمانوں کو جنت میں شرکت سے باز رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس گھر کو جلانے کا حکم دیا لیکن اس کے مکینوں اور وہاں جمع ہونے والے افراد کو قتل کا حکم نہیں دیا۔ انہیں کی ریشہ دوانی سے مسجد ضرار قائم ہوئی۔ تبوک سے واپسی پر آپؐ نے اسے ڈھانے اور جلانے کا حکم دیا لیکن اسے بنانے والوں کو قتل نہیں کرایا۔

اس پس منظر کو ذہن میں رکھ کر دیکھیں کہ اب اللہ تعالیٰ اس فساد کی جڑ کو اکھاڑنے کا حکم دے رہا ہے کہ ان کو چار مہینے کا نوٹس دو کہ یا تو اپنی حرکت سے باز آجائیں یا اپنا سارا مال و دولت لے کر اپنے آقاؤں کے دیس میں منتقل ہو جائیں ورنہ انہیں قتل کیا جائے گا۔ اب فیصلہ کریں کہ

کون صحیح الدماغ انسان اسے سخت زیادتی اور تشدد والا حکم قرار دے گا، اِلّا یہ کہ اس کی نیت میں فطور ہو۔ کسی ریاست میں رہتے ہوئے، بیرونی طاقتوں سے ساز باز کر کے، ریاست کے خلاف ریشہ دوانی کرنے والے مجرموں کو جو سزا دی جاتی ہے اور ان کے ساتھ عملاً جو سلوک ہوتا ہے۔ وہ پوری دنیا جانتی ہے۔ ایسے مجرموں سے اسلام نے جو فراخدلانہ سلوک کیا ہے اس کی کوئی ایک مثال بھی پوری تاریخ انسانیت سے دیا ن ممکن نہیں ہے۔ پھر بھی الزام اسلام پر ہے کہ یہ تشدد پسند ہے۔ ناطقہ سربگریباں ہے، اسے کیا کہیے۔

آیت نمبر (9/ التوبۃ:7 تا 16)

ء ل ل

(ن) اَلًّا: کسی حالت کا اتنا صاف اور واضح ہونا کہ انکار ممکن نہ ہو۔ رشتہ دار ہونا۔

اِلٌّ: رشتہ داری۔ زیر مطالعہ آیت ۔8

ذ م م

(ن) ذَمًّا: کسی کی مذمت کرنا۔ برا بھلا کہنا۔

مَذۡمُوۡمٌ: اسم المفعول ہے۔ مذمت کیا ہوا۔ ﴿ فَتَقۡعُدَ مَذۡمُوۡمًا مَّخۡذُوۡلًا ﴾ (17/ بنی اسرائیل:22) ''نتیجتاً تو بیٹھ رہے گا ملامت کیا ہوا، دھتکارا ہوا۔''

ذِمَّةٌ: ذمہ داری یا عہد۔ زیر مطالعہ آیت ۔8

ش ف ی

(ض) شِفَاءً: کوئی مرض دور کر کے صحت دینا۔ شفا دینا۔ زیر مطالعہ آیت ۔14

شِفَاءٌ: اسم ذات بھی ہے۔ صحت یابی۔ شفا۔ ﴿ فِیۡهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ﴾ (16/ النحل:69) ''اس میں شفا ہے لوگوں کے لیے۔''

ترکیب

(آیت ۔7) فَمَا اسۡتَقَامُوۡا میں مَا ظرفیہ ہے۔ (آیت ۔8) کَیۡفَ کے بعد پچھلا پورا جملہ یَکُوۡنُ لِلۡمُشۡرِکِیۡنَ عَهۡدٌ محذوف ہے۔ (آیت ۔11) فَاِخۡوَانُکُمۡ خبر ہے اور اس کا مبتدا هُمۡ محذوف ہے۔ (آیت ۔14، 15) قَاتِلُوۡهُمۡ فعل امر ہے۔ اس کا جواب امر ہونے کی وجہ سے آگے یُعَذِّبۡ۔ یُخۡزِ۔ یَنۡصُرۡ، یَشۡفِ اور یُذۡهِبۡ مجزوم ہیں اور ان کے ساتھ واؤ عاطفہ ہیں۔ جبکہ وَیَتُوۡبُ اللّٰهُ کا واؤ عاطفہ نہیں بلکہ استینافیہ ہے، کیونکہ یَتُوۡبُ مجزوم نہیں ہوا ہے۔

ترجمہ

کَیۡفَ	یَکُوۡنُ	لِلۡمُشۡرِکِیۡنَ	عَهۡدٌ	عِنۡدَ اللّٰهِ	وَعِنۡدَ رَسُوۡلِهٖۤ	اِلَّا	الَّذِیۡنَ
کیسے	ہوگا	مشرکوں کے لئے	کوئی عہد	اللہ کے پاس	اور اس کے رسول کے پاس	سوائے	ان کے جن سے

عٰهَدۡتُّمۡ	عِنۡدَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ ۚ	فَمَا	اسۡتَقَامُوۡا	لَکُمۡ	فَاسۡتَقِیۡمُوۡا	لَهُمۡ ؕ
تم لوگوں نے معاہدہ کیا	مسجد حرام کے پاس	پس جب تک	وہ لوگ سیدھے رہیں	تمہارے لئے	تو تم لوگ سیدھے رہو	ان کے لئے

اِنَّ اللّٰهَ	یُحِبُّ	الۡمُتَّقِیۡنَ ○	کَیۡفَ	وَ	اِنۡ	یَّظۡهَرُوۡا	عَلَیۡکُمۡ	لَا یَرۡقُبُوۡا
بیشک اللہ	پسند کرتا ہے	تقوی کرنے والوں کو	کیسے (ہوگا کوئی عہد)	اس حال میں کہ	اگر	وہ لوگ غالب ہوں	تم لوگوں پر	تو وہ لحاظ نہیں کریں گے

فِيْكُمْ	اِلًّا	وَّلَا ذِمَّةً	يُرْضُوْنَكُمْ	بِاَفْوَاهِهِمْ	وَ	تَاْبٰى	قُلُوْبُهُمْ
تم میں	رشتے داری کا	اور نہ کسی عہد کا	وہ راضی کرتے ہیں تم لوگوں کو	اپنے منہ سے (یعنی باتوں سے)	حالانکہ	انکار کرتے ہیں	ان کے دل

وَاَكْثَرُهُمْ	فٰسِقُوْنَ ۸	اِشْتَرَوْا	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	ثَمَنًا قَلِيْلًا	فَصَدُّوْا	عَنْ سَبِيْلِهٖ	اِنَّهُمْ
اوران کے اکثر	فاسق ہیں	انہوں نے خریدا	اللہ کی آیات کے بدلے	تھوڑی سی قیمت کو	پھر انہوں نے روکا	اس کی راہ سے	بیشک وہ لوگ!

سَآءَ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۹	لَا يَرْقُبُوْنَ	فِيْ مُؤْمِنٍ	اِلًّا	وَّلَا ذِمَّةً	وَاُولٰٓئِكَ
کتنا برا ہے	جو	وہ لوگ کرتے ہیں	وہ لوگ لحاظ نہیں کرتے	کسی مومن (کے بارے) میں	کسی رشتہ داری کا	اور نہ کسی عہد کا	اور وہ لوگ

هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۱۰	فَاِنْ	تَابُوْا	وَاَقَامُوا	الصَّلٰوةَ	وَاٰتَوُا	الزَّكٰوةَ	فَاِخْوَانُكُمْ	فِي الدِّيْنِ
ہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں	پھر اگر	وہ توبہ کریں	اور قائم کریں	نماز	اور ادا کریں	زکوۃ	تو (وہ) تمہارے بھائی ہیں	دین میں

وَنُفَصِّلُ	الْاٰيٰتِ	لِقَوْمٍ	يَّعْلَمُوْنَ ۱۱	وَاِنْ	نَّكَثُوْٓا	اَيْمَانَهُمْ	مِّنْ بَعْدِ عَهْدِهِمْ
اور ہم کھول کھول کر بیان کرتے ہیں	آیات کو	ایسے لوگوں کے لیے جو	علم رکھتے ہیں	اور اگر	وہ توڑ دیں	اپنی قسموں کو	اپنے عہد کے بعد

وَطَعَنُوْا	فِيْ دِيْنِكُمْ	فَقَاتِلُوْٓا	اَئِمَّةَ الْكُفْرِ	اِنَّهُمْ	لَآ اَيْمَانَ
اور طعنہ دیں	تمہارے دین میں	تو تم لوگ جنگ کرو	کفر کے سرداروں سے	بیشک وہ لوگ (ایسے) ہیں	کہ کسی طرح کی کوئی بھی قسم نہیں ہے

لَهُمْ	لَعَلَّهُمْ	يَنْتَهُوْنَ ۱۲	اَ	لَا تُقَاتِلُوْنَ	قَوْمًا	نَّكَثُوْٓا	اَيْمَانَهُمْ	وَهَمُّوْا
ان کے لیے	شاید وہ لوگ	باز آجائیں	کیا	تم لوگ جنگ نہیں کرو گے	ایک ایسی قوم سے	جس نے توڑا	اپنی قسموں کو	اور ارادہ کیا

بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ	وَهُمْ	بَدَءُوْكُمْ	اَوَّلَ مَرَّةٍ	اَ	تَخْشَوْنَهُمْ	فَاللّٰهُ	اَحَقُّ
ان رسول کو نکالنے کا	اور انہوں نے	ابتدا کی تم سے (زیادتی کرنے کی)	پہلی مرتبہ	کیا	تم لوگ ڈرتے ہو ان سے	تو اللہ	زیادہ حقدار ہے

اَنْ	تَخْشَوْهُ	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِيْنَ ۱۳	قَاتِلُوْهُمْ	يُعَذِّبْهُمُ	اللّٰهُ	بِاَيْدِيْكُمْ
کہ	تم لوگ ڈرو اس سے	اگر	تم لوگ ہو	ایمان لانے والے	جنگ کرو ان سے	تو عذاب دے گا ان کو	اللہ	تمہارے ہاتھوں سے

وَيُخْزِهِمْ	وَيَنْصُرْكُمْ	عَلَيْهِمْ	وَيَشْفِ	صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۱۴	وَيُذْهِبْ
اور وہ رسوا کرے گا ان کو	اور وہ مدد کرے گا تمہاری	ان کے خلاف	اور وہ شفا دے گا	ایمان لانے والے لوگوں کے سینوں کو	اور وہ لے جائے گا

غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ	وَيَتُوْبُ	اللّٰهُ	عَلٰى مَنْ	يَّشَآءُ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ۱۵	اَمْ	حَسِبْتُمْ
انکے دل کے غیظ وغضب کو	اور توبہ قبول کرے گا	اللہ	اس کی جس کی	وہ چاہے گا	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	یا	تم لوگوں نے گمان کیا

اَنْ	تُتْرَكُوْا	وَ	لَمَّا يَعْلَمِ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	جٰهَدُوْا	مِنْكُمْ	وَلَمْ يَتَّخِذُوْا
کہ	تمہیں چھوڑ دیا جائے گا	حالانکہ	ابھی تک نہیں جانا	اللہ نے	ان کو جنہوں نے	جہاد کیا	تم میں سے	اور انہوں نے نہیں بنایا

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	وَلَا رَسُوۡلِهٖ	وَلَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ	وَلِيۡجَةً ؕ	وَاللّٰهُ	خَبِيۡرٌۢ	بِمَا	تَعۡمَلُوۡنَ ۝١٦ ع
اللہ کے سوا	اور نہ اس کے رسول کے سوا	اور نہ مومنوں کے سوا	کسی کو دل کا بھیدی	اور اللہ	باخبر ہے	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

نوٹ:1

جنگ (War) کے لیے قرآن مجید کی اصطلاح ''قِتَال'' ہے اور آیات۔12، 13، 14 میں اسی لفظ کے مختلف صیغے استعمال ہوئے ہیں۔ کیونکہ وہاں جنگ کا حکم دینا مقصود تھا۔ لیکن آیت۔16 میں یہ بتانا مقصود ہے کہ قیامت میں جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ کے لیے صرف ایمان کا زبانی اقرار کافی نہیں ہے، بلکہ اس کی کچھ اور بھی شرائط ہیں۔ اس آیت میں پہلی شرط کی نشاندہی کرنے کے لیے لفظ قِتَال کے بجائے لفظ جِهَاد کا فعل ماضی لایا گیا ہے۔ اس فرق کو سمجھنے کے لیے لفظ جِهَاد کا پورا مفہوم واضح ہونا ضروری ہے۔

جہاد کا مطلب ہے کسی مقصد کے لیے جدوجہد کرنا۔ جبکہ قرآن کی ایک اصطلاح کے طور پر اس کا مطلب ہے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لیے جدوجہد کرنا اور قرآن میں یہ لفظ عموماً اسی مفہوم میں آیا ہے۔ خواہ فی سبیل اللہ کے الفاظ لفظاً مذکور ہوں یا نہ ہوں۔ اس کے تین مرحلے ہیں۔ پہلا مرحلہ یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کے ساتھ جدوجہد کر کے اسے اللہ کے احکام کی پابندی کا عادی بنائے۔ اسے جہاد مع النفس کہتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اسے افضل جہاد قرار دیا ہے۔ یہ فرض عین ہے اور جنت میں داخلہ کی شرط کے طور پر یہی مرحلہ مراد ہے۔

اپنے آپ کو اللہ کی اطاعت کا عادی بنا لینے کے بعد انسان کو مطمئن نہیں ہو جانا چاہیے بلکہ اب دوسروں کو جہنم سے بچانے کے لیے اسلام کی دعوت وتبلیغ کی جدوجہد میں حصہ لینا چاہیے۔ اس میں اپنا وقت، اپنی صلاحیت اور اپنا پیسہ صرف کرنا چاہیے۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کا دوسرا مرحلہ ہے اور یہ فرض عین نہیں بلکہ فرض کفایہ ہے۔ (دیکھیں آیت نمبر۔4/ النساء:95، نوٹ۔2) پھر اگر ضرورت پڑے تو اسلام کی سربلندی کے لیے جنگ میں حصہ لینا چاہیے۔ یہ جہاد فی سبیل اللہ کا تیسرا مرحلہ ہے اور اسے قتال فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ یہ بھی فرض کفایہ ہے، اِلَّا یہ کہ اسلامی حکومت کے امیر کی طرف سے General Mobilisation کا حکم ہو۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں تمام غزوات میں شرکت کرنا فرض کفایہ تھی سوائے غزوۂ تبوک کے، جس میں شرکت فرض عین ہوگئی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں شرکت نہ کرنے والوں سے باز پرس ہوئی تھی۔

آیت نمبر (17 تا 22)

ک س د

(ن۔ک) گَسَادًا بازار کا مندا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔24

ترکیب

(آیت۔19) اَلۡحَاجّ پر لام جنس ہے۔ اس لیے ترجمہ جمع میں ہوگا۔ (آیت۔21) بِرَحۡمَةٍ کی با پر عطف ہونے کی وجہ سے رِضۡوَانٍ اور جَنّٰتٍ حالت جر میں آئے ہیں۔ (آیت۔24) اٰبَآؤُكُمۡ سے مَسٰكِنُ تک كَانَ کے اسم ہیں اس لیے یہ سب حالت رفع میں ہیں۔ اَحَبَّ باب افعال کا فعل ماضی نہیں ہے بلکہ مَحَبَّةٌ سے اَفۡعَلُ کے وزن پر افعل تفضیل ہے اور كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں آیا ہے۔

ترجمہ

مَا كَانَ	لِلۡمُشۡرِكِيۡنَ	اَنۡ	يَّعۡمُرُوۡا	مَسٰجِدَ اللّٰهِ	شٰهِدِيۡنَ	عَلٰٓى اَنۡفُسِهِمۡ	بِالۡكُفۡرِ ؕ
نہیں ہے	مشرکوں کے لیے	کہ	وہ لوگ آباد کریں	اللہ کی مسجدوں کو	گواہ ہوتے ہوئے	اپنے اوپر	کفر کے

اُولٰٓئِكَ	حَبِطَتۡ	اَعۡمَالُهُمۡ ۚۖ	وَفِى النَّارِ	هُمۡ	خٰلِدُوۡنَ ۝١٧	اِنَّمَا	يَعۡمُرُ
وہ لوگ ہیں	(کہ) اکارت ہوئے	جن کے اعمال	اور آگ میں ہی	وہ لوگ	ہمیشہ رہنے والے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آباد کرتا

مَسٰجِدَ اللّٰهِ	مَنْ	اٰمَنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	وَاَقَامَ	الصَّلٰوةَ	وَاٰتَى	الزَّكٰوةَ	وَلَمْ يَخْشَ
اللہ کی مسجدوں کو	وہ، جو	ایمان لایا	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور اس نے قائم کی	نماز	اور ادا کی	زکوۃ	اور وہ نہیں ڈرا

اِلَّا	اللّٰهَ	فَعَسٰٓى	اُولٰٓئِكَ	اَنْ	يَّكُوْنُوْا	مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ۝18	اَ	جَعَلْتُمْ	سِقَايَةَ الْحَآجِّ
مگر	اللہ سے	تو امید ہے	وہ لوگ	کہ	ہو جائیں	ہدایت پانے والوں میں سے	کیا	تم لوگوں نے بنایا	حاجیوں کی سبیل کو

وَعِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ	كَمَنْ	اٰمَنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	وَجٰهَدَ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ط	لَا يَسْتَوٗنَ
اور مسجد حرام کی آبادی کو	اس کے جیسا جو	جو ایمان لایا	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور اس نے جدوجہد کی	اللہ کی راہ میں	وہ برابر نہیں ہوتے

عِنْدَ اللّٰهِ ط	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝19	اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَهَاجَرُوْا	وَجٰهَدُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اللہ کے پاس	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظالم لوگوں کو	جو لوگ	ایمان لائے	اور ہجرت کی	اور جدوجہد کی	اللہ کی راہ میں

بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ لا	اَعْظَمُ	دَرَجَةً	عِنْدَ اللّٰهِ ط	وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝20
اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	(وہ) سب سے عظیم ہیں	بلحاظ درجہ کے	اللہ کے پاس	اور وہ لوگ	ہی کامیاب ہونے والے ہیں

يُبَشِّرُهُمْ	رَبُّهُمْ	بِرَحْمَةٍ	مِّنْهُ	وَرِضْوَانٍ	وَّجَنّٰتٍ	لَّهُمْ	فِيْهَا	نَعِيْمٌ مُّقِيْمٌ لا ۝21
خوشخبری دیتا ہے ان کو	ان کا رب	رحمت کی	اپنے پاس سے	اور رضامندی کی	اور باغات کی	ان کے لیے	ان میں	قائم رہنے والی خوشحالی ہے

خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ	اَبَدًا ط	اِنَّ اللّٰهَ	عِنْدَهٗٓ	اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۝22	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
ایک حالت میں رہنے والے ہیں	ان میں	ہمیشہ ہمیش	بیشک اللہ	اس کے پاس ہی	عظیم اجر ہے	اے لوگو جو	ایمان لائے

لَا تَتَّخِذُوْٓا	اٰبَآءَكُمْ	وَاِخْوَانَكُمْ	اَوْلِيَآءَ	اِنِ	اسْتَحَبُّوا	الْكُفْرَ	عَلَى الْاِيْمَانِ ط	وَمَنْ
تم لوگ مت بناؤ	اپنے آباؤاجداد کو	اور اپنے بھائیوں کو	کارساز	اگر	وہ لوگ ترجیح دیں	کفر کو	ایمان پر	اور جو

يَّتَوَلَّهُمْ	مِّنْكُمْ	فَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝23	قُلْ	اِنْ	كَانَ	اٰبَآؤُكُمْ	وَاَبْنَآؤُكُمْ
دوستی کرے گا ان سے	تم میں سے	تو وہ لوگ	ہی ظلم کرنے والے ہیں	آپ کہہ دیجیے	اگر	ہیں	تمہارے آباؤاجداد	اور تمہارے بیٹے

وَاِخْوَانُكُمْ	وَاَزْوَاجُكُمْ	وَعَشِيْرَتُكُمْ	وَاَمْوَالُ	اِقْتَرَفْتُمُوْهَا	وَتِجَارَةٌ	تَخْشَوْنَ	كَسَادَهَا
اور تمہارے بھائی	اور تمہاری بیویاں	اور تمہارے رشتہ دار	اور تمہارے وہ مال	تم نے کمایا جن کو	اور وہ تجارت	تم لوگ ڈرتے ہو	جس کی مندی سے

وَمَسٰكِنُ	تَرْضَوْنَهَآ	اَحَبَّ	اِلَيْكُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	وَجِهَادٍ	فِيْ سَبِيْلِهٖ
اور وہ مکانات	تم لوگ پسند کرتے ہو جن کو	زیادہ پیارے ہیں	تمہیں	اللہ سے	اور اسکے رسول سے	اور جدوجہد کرنے سے	اس کی راہ میں

فَتَرَبَّصُوْا	حَتّٰى	يَاْتِيَ	اللّٰهُ	بِاَمْرِهٖ ط	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝24 ع
تو انتظار کرو	یہاں تک کہ	لے آئے	اللہ	اپنا فیصلہ	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	نافرمان لوگوں کو

نوٹ:1

صحیح مسلم میں ہے کہ ایک دفعہ چند مسلمان آپس میں جھگڑ رہے تھے، کوئی کہتا تھا میرے نزدیک اسلام لانے کے بعد حاجیوں کو پانی پلانے سے زیادہ کوئی عبادت نہیں۔۔ دوسرے نے کہا کہ بہترین عمل مسجد حرام کی خدمت ہے۔ تیسرا بولا کہ جہاد فی سبیل اللہ سب سے افضل ہے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو ڈانٹا کہ تم جمعہ کے وقت منبر رسولؐ کے پاس بیٹھ کر بحث کر رہے ہو، ذرا صبر کرو۔ جب حضور ﷺ فارغ ہو جائیں گے تو یہ چیز دریافت کرلی جائے گی۔ جب آپؐ سے سوال کیا تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ (یعنی آیات۔19 تا 22)۔ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

سمجھنے والی بات یہ ہے کہ خدمت خلق اپنی جگہ ایک بڑی نیکی ہے۔ اس کی بلندترین منزل یہ ہے کہ اللہ کے مہمانوں یعنی حاجیوں کی خدمت کی جائے۔ اسی طرح کسی بھی مسجد کی خدمت کرنا بڑی نیکی کا کام ہے۔ اس کی بلندترین منزل مسجد حرام کی خدمت ہے۔ مذکورہ آیات میں ان میں سے کسی بھی نیکی کی نفی نہیں ہے۔ البتہ مختلف نیکیوں میں نسبت و تناسب کے لحاظ سے یہ بتایا گیا ہے کہ ان بلندترین نیکیوں کے مقابلے میں بھی جہاد فی سبیل اللہ کی نیکی عظیم تر ہے۔

یہ درست ہے کہ کسی کی زندگی میں قتال فی سبیل اللہ کے بہت کم مواقع آتے ہیں لیکن جہاد فی سبیل اللہ کے مواقع ہر شخص کی زندگی میں قدم قدم پر اس کے سامنے آتے رہتے ہیں۔ ایک متقی پرہیزگار انسان کے سامنے بھی معاملات میں ایسے مواقع آتے رہتے ہیں اور جب اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کسی لالچ کو ٹھکرائے بغیر یا کوئی نقصان برداشت کیے بغیر ممکن نہیں ہوتی۔ یہ جہاد مع النفس کا لامتناہی سلسلہ ہے جو موت پر ہی ختم ہوتا ہے اور اسی کو رسول اللہ ﷺ نے افضل جہاد کہا ہے۔ اسی طرح اپنی اپنی صلاحیت اور استعداد کے مطابق اسلام کی دعوت و تبلیغ اور نشر و اشاعت میں حصہ لینے کے مواقع کی کمی نہیں ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم جہاد فی سبیل اللہ کے صحیح مفہوم کو سمجھیں پھر اس کی عظمت کو اپنے دل و دماغ پر نقش کریں۔

آیت نمبر (25 تا 29)

و ط ن

(ض) وَطْنًا: کسی جگہ اقامت کرنا۔ وطن بنانا۔

مَوْطِنٌ: ج: مَوَاطِنُ۔ مَفْعِلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے وطن۔ لیکن اصطلاحًا جنگ کے میدان کے لیے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔25

ر ح ب

(ک) رُحْبًا: کسی جگہ کا کشادہ ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔25۔

مَرْحَبٌ: مَفْعَلٌ کے وزن پر اسم الظرف ہے۔ کشادگی کا وقت یا موقعہ۔ زیادہ تر خوش آمدید کے معنی میں آتا ہے۔ ﴿لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ۭ﴾ (38/ صٓ:59) ''کوئی خوش آمدید نہیں ہے ان کے لیے۔''

ع ی ل

(ض) عَیْلًا: تنگ دست ہونا۔ محتاج ہونا۔

عَیْلَةٌ: مصدر بھی ہے اور اسم ذات بھی ہے۔ تنگ دستی۔ زیر مطالعہ آیت۔28

عَائِلٌ: فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تنگ دست ہونے والا یعنی تنگ دست۔ ﴿وَ وَجَدَكَ عَآىِٕلًا فَاَغْنٰى ؕ﴾ (93/ الضحیٰ:8) ''اور اس نے پایا آپؐ کو تنگ دست تو اس نے غنی کیا۔''

ع ط و

(ن) عَطْوًا: ہاتھ بڑھانا۔ لینا۔

(افعال)	اِعْطَاءً	ہاتھ بڑھا کر دینا۔ خوش دلی سے دینا۔ حق سے زیادہ دینا۔ عطا کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔29
	عَطَاءٌ	اسم ذات ہے۔ عطیہ۔ بخشش۔ ﴿وَمَا کَانَ عَطَآءُ رَبِّكَ مَحْظُوْرًا ﴿٢٠﴾﴾ (17 / بنی اسرائیل:20) ’’اور نہیں آپؐ کے رب کی بخشش روکی ہوئی۔‘‘
(تفاعل)	تَعَاطِيًا	کسی کی طرف ہاتھ بڑھانا (لینے یا پکڑنے کے لیے) ﴿فَنَادَوْا صَاحِبَهُمْ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿٢٩﴾﴾ (54 / القمر:29) ’’پھر انہوں نے پکارا اپنے ساتھی کو تو اس نے ہاتھ بڑھایا پھر کاٹا۔‘‘

ترکیب

(آیت۔28) اَلْمُشْرِكُوْنَ مبتدا ہے اور جمع ہے۔ اس کی خبر نَجَسٌ واحد آئی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ نَجَسٌ مصدر ہے اور مصدر کی جمع نہیں آتی۔ یہ واحد اور جمع کے لیے یکساں آتا ہے۔ (آیت۔29) قَاتِلُوْا کے بعد اَلَّذِيْنَ کی وضاحت لَا يُؤْمِنُوْنَ سے لے کر اُوْتُوا الْكِتٰبَ تک ہے۔ حَتّٰى کا تعلق قَاتِلُوْا سے ہے یعنی جنگ کرو یہاں تک کہ............۔

ترجمہ

لَقَدْ نَصَرَكُمُ	اللّٰهُ	فِيْ مَوَاطِنَ كَثِيْرَةٍ	وَّيَوْمَ حُنَيْنٍ	اِذْ	اَعْجَبَتْكُمْ	كَثْرَتُكُمْ
یقیناً مدد کر چکا ہے تم لوگوں کی	اللہ	بہت سے جنگ کے میدانوں میں	اور حنین کے دن (بھی)	جب	بھلی لگی تم کو	تمہاری کثرت

فَلَمْ تُغْنِ	عَنْكُمْ	شَيْئًا	وَّضَاقَتْ	عَلَيْكُمُ	الْاَرْضُ	بِمَا	رَحُبَتْ	ثُمَّ	وَلَّيْتُمْ
تو وہ کام نہ آئی	تمہارے	کچھ بھی	اور تنگ ہوئی	تم پر	زمین	باوجود	اپنی کشادگی کے	پھر	تم لوگوں نے پیٹھ پھیری

مُّدْبِرِيْنَ ﴿٢٥﴾	ثُمَّ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ	سَكِيْنَتَهٗ	عَلٰى رَسُوْلِهٖ	وَعَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ	وَاَنْزَلَ	جُنُوْدًا
پیٹھ دینے والا ہوتے ہوئے	پھر	اتاری	اللہ نے	اپنی سکینت	اپنے رسولؐ پر	اور مومنوں پر	اور اس نے اتارے	ایسے لشکر

لَّمْ تَرَوْهَا	وَعَذَّبَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَذٰلِكَ	جَزَآءُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦﴾	ثُمَّ	يَتُوْبُ
تم لوگوں نے نہیں دیکھا جن کو	اور اس نے عذاب دیا	ان کو جنھوں نے	کفر کیا	اور یہ (ہی)	کافروں کا بدلہ ہے	پھر	توبہ قبول کرے گا

اللّٰهُ	مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ	عَلٰى مَنْ	يَّشَآءُ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿٢٧﴾	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا
اللہ	اس کے بعد	اس کی جس کی	وہ چاہے گا	اور اللہ	بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے	اے لوگو جو	ایمان لائے

اِنَّمَا	الْمُشْرِكُوْنَ	نَجَسٌ	فَلَا يَقْرَبُوا	الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ	بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا	وَاِنْ	خِفْتُمْ
کچھ نہیں سوائے اس کے	مشرک لوگ	نجس ہیں	پس وہ لوگ نزدیک مت ہوں	مسجد حرام کے	اپنے اس سال کے بعد	اور اگر	خوف ہو تم کو

عَيْلَةً	فَسَوْفَ	يُغْنِيْكُمُ	اللّٰهُ	مِنْ فَضْلِهٖٓ	اِنْ	شَآءَ	اِنَّ اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ○
تنگ دستی کا	تو عنقریب	غنی کر دے گا تم کو	اللہ	اپنے فضل سے	اگر	اس نے چاہا	بیشک اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے

قَاتِلُوا	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	وَلَا يُحَرِّمُوْنَ	مَا	حَرَّمَ	اللّٰهُ
تم لوگ جنگ کرو	ان سے جو	ایمان نہیں لاتے	اللہ پر	اور نہ ہی آخری دن پر	اور نہ ہی حرام ٹھہراتے ہیں	اسے جس کو	حرام کیا	اللہ نے

وَرَسُوْلُهٗ	وَلَا يَدِيْنُوْنَ	دِيْنَ الْحَقِّ	مِنَ الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْكِتٰبَ	حَتّٰى
اوراس کے رسولؐ نے	اور نہ ہی وہ ضابطہ حیات بناتے ہیں	حق کے ضابطہ کو	ان لوگوں میں سے	جن کو دی گئی	کتاب	یہاں تک کہ

يُعْطُوا	الْجِزْيَةَ	عَنْ يَّدٍ	وَّ	هُمْ	صٰغِرُوْنَ ۲۹
وہ دے دیں	جزیہ	ہاتھ سے	اس حال میں کہ	وہ لوگ	چھوٹے ہونے والے ہیں

نوٹ:1 ابتداء جزیہ کا حکم یہود ونصاری کے لیے تھا لیکن آگے چل کر نبی ﷺ نے مجوس سے جزیہ لے کر انھیں ذمی بنایا۔ پھر صحابہ کرامؓ نے بیرون عرب کی تمام قوموں پر اس حکم کو عام کر دیا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 جزیہ ادا کرنے سے غیر مسلم رعایا کے جان و مال کی حفاظت کی ذمہ داری اسلامی حکومت پر عائد ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی انہیں کچھ رعایتیں بھی حاصل ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اسلامی ریاست میں لازمی فوجی خدمت سے یہ لوگ مستثنی ہوتے ہیں۔ اسلام کے مالی احکام بھی ان پر لاگو نہیں ہوتے مثلاً زکوۃ، عشر، فطرانہ، قربانی وغیرہ۔

آیت نمبر (30 تا 37)

ض ھ ی

(ف) ضَهْيًا زمین کا بنجر ہونا۔

(مفاعلہ) مُضَاهَاةً کسی کے مشابہ ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔30

ک ن ز

(ض) كَنْزًا کوئی چیز جمع کر کے محفوظ کرنا۔ ذخیرہ کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔34

كَنْزٌ ج: كُنُوْزٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ ذخیرہ۔ خزانہ۔ ﴿لَوْ لَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ كَنْزٌ﴾ (11/ھود:12) ''کیوں نہیں اتارا گیا انؐ پر کوئی خزانہ۔'' ﴿وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ﴾ (28/القصص:76) ''اور ہم نے دیا اس کو خزانوں میں سے۔''

ک و ی

(ض) كَيًّا لوہے وغیرہ سے کسی کو داغنا۔ زیر مطالعہ آیت۔35

ج ب ھ

(ف) جَبْهًا پیشانی پر مارنا

جَبْهَةٌ ج: جِبَاهٌ پیشانی۔ زیر مطالعہ آیت۔35

ن س ء

(ف) نَسْئًا (1) چوپایہ کو ہانکنا۔ (2) دودھ میں پانی ملانا۔

نَسِیْءٌ ملاوٹ یا گڑبڑ کرنے کا عمل۔ عرب میں محترم مہینوں کو آگے پیچھے کرنے کا رواج۔ زیر مطالعہ آیت۔37

مِنْسَاةٌ اسم آلہ ہے۔ چرواہے کا ڈنڈا۔ لاٹھی۔ ﴿مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ﴾ (34/السبا:14) ''ان کو یعنی جنوں کو خبردار نہیں کیا انؑ کی موت پر مگر دیمک نے جو کھاتی تھی ان کی لاٹھی کو۔''

و	ط	ء

(س) **وَطْئًا**: کسی چیز کو پیر کے نیچے روندنا۔ پامال کرنا۔﴿وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِيَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا﴾ (33/الاحزاب:27) ''اور اس نے وارث بنایا تم لوگوں کو ان کی زمین کا اور ان کی گھروں کا اور ان کے مالوں کا اور ایک ایسی زمین کا جس کو تم نے قدموں سے نہیں روندا۔''

مُوْطِئٌ: اسم الظرف ہے۔ روندنے کی جگہ۔﴿وَلَا يَطَـُٔوْنَ مَوْطِئًا﴾ (9/التوبۃ:120) ''اور وہ نہیں روندتے کسی روندنے کی جگہ کو۔''

(مفاعلہ) **مُوَاطَئَةً**: موافقت پیدا کرنا۔ اشعار کا وزن برابر کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔37

ترکیب

(آیت۔30) يُضَاهِـُٔوْنَ کا مادہ ''ض ھ ی'' ہے۔ اس سے باب مفاعلہ کا مضارع يُضَاهُوْنَ بنتا ہے۔ لیکن ہماری قرءت میں يُضَاهِـُٔوْنَ پڑھا جاتا ہے اس کا ہمزہ اصلی نہیں ہے۔ (آیت۔34۔35) لَا يُنْفِقُوْنَهَا، يُحْمٰى عَلَيْهَا اور فَتُكْوٰى بِهَا میں هَا کی ضمیریں اَلذَّهَبَ اور اَلْفِضَّةَ کے لیے ہیں۔ ذَهَبٌ کا لفظ مذکر مونث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے۔ يُحْمٰى باب افعال کا مضارع مجہول ہے۔ ثلاثی مجرو کا نہیں ہوسکتا کیونکہ وہاں پر یہ فعل لازم ہے۔

ترجمہ

وَقَالَتِ	الْيَهُوْدُ	عُزَيْرُ	ابْنُ اللّٰهِ	وَقَالَتِ	النَّصٰرَى	الْمَسِيْحُ	ابْنُ اللّٰهِ ط	ذٰلِكَ
اور کہا	یہود نے کہ	عزیرؑ	اللہ کے بیٹے ہیں	اور کہا	نصاریٰ نے کہ	مسیحؑ	اللہ کے بیٹے ہیں	یہ

قَوْلُهُمْ	بِاَفْوَاهِهِمْ ج	يُضَاهِـُٔوْنَ	قَوْلَ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْ قَبْلُ ط	قٰتَلَهُمُ	اللّٰهُ	اَنّٰى
ان کی بات ہے	محض ان کے منہ سے	مشابہت کرتے ہیں	ان لوگوں کی بات سے جنہوں نے	کفر کیا	اس سے پہلے	ہلاک کرے ان کو	اللہ	کہاں سے

يُؤْفَكُوْنَ ۝٣٠	اِتَّخَذُوْٓا	اَحْبَارَهُمْ	وَرُهْبَانَهُمْ	اَرْبَابًا	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ج	وَمَآ اُمِرُوْٓا
یہ پھیرے جاتے ہیں	انہوں نے بنایا	اپنے علماء کو	اور اپنے درویشوں کو	رب	اللہ کی علاوہ	اور ابن مریم مسیحؑ کو (بھی)	اور ان کو حکم نہیں دیا گیا

اِلَّا	لِيَعْبُدُوْٓا	اِلٰهًا وَّاحِدًا ج	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ ط	سُبْحٰنَهٗ	عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ ۝٣١
سوائے اس کے	کہ وہ بندگی کریں	واحد الٰہ کی	کوئی الٰہ نہیں	سوائے	اس کے	پاکیزگی اس کی ہے	اس سے جو	یہ لوگ شرک کرتے ہیں

يُرِيْدُوْنَ	اَنْ	يُّطْفِـُٔوْا	نُوْرَ اللّٰهِ	بِاَفْوَاهِهِمْ	وَيَاْبَى	اللّٰهُ	اِلَّآ اَنْ	يُّتِمَّ	نُوْرَهٗ
وہ لوگ ارادہ کرتے ہیں	کہ	بجھادیں	اللہ کے نور کو	اپنے مونہوں سے	اور انکار کرتا ہے	اللہ	مگر یہ کہ	وہ پورا کر کے رہے گا	اپنے نور کو

وَلَوْ	كَرِهَ	الْكٰفِرُوْنَ ۝٣٢	هُوَ	الَّذِيْٓ	اَرْسَلَ	رَسُوْلَهٗ	بِالْهُدٰى	وَدِيْنِ الْحَقِّ
اور اگرچہ	کراہت کریں	کافر لوگ	وہ	وہ ہے جس نے	بھیجا	اپنے رسولؐ کو	ہدایت کے ساتھ	اور دین حق کے ساتھ

لِيُظْهِرَهٗ	عَلَى الدِّيْنِ	كُلِّهٖ	وَلَوْ	كَرِهَ	الْمُشْرِكُوْنَ ۝٣٣	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا
تاکہ وہ غالب کرے اس کو	سارے بقیہ دینوں پر	کل کے کل پر	اور اگرچہ	کراہت کریں	مشرک لوگ	اے لوگو جو	ایمان لائے

اِنَّ	كَثِيْرًا	مِّنَ الْاَحْبَارِ	وَالرُّهْبَانِ	لَيَاْكُلُوْنَ	اَمْوَالَ النَّاسِ	بِالْبَاطِلِ	وَيَصُدُّوْنَ
بیشک	بہت سے	علماء	اور درویش	کھاتے ہیں	لوگوں کے مال	باطل (طریقوں) سے	اور روکتے ہیں

عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ	وَالَّذِيْنَ	يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ	وَالْفِضَّةَ	وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۙ	فَبَشِّرْهُمْ	بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۙ﴿۳۴﴾
اللہ کی راہ سے	اور وہ لوگ جو	جمع کر کے رکھتے ہیں	اور چاندی	اور وہ اسے خرچ نہیں کرتے	اللہ کی راہ میں	تو آپ خوشخبری دیں ان کو	ایک دردناک عذاب کی

يَّوْمَ	يُحْمٰى	عَلَيْهَا	فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ	فَتُكْوٰى	بِهَا
جس دن	خوب گرم کیا جائے گا	ان کو (یعنی اموال کو)	جہنم کی آگ میں	پھر داغا جائے گا	ان سے

جِبَاهُهُمْ	وَجُنُوْبُهُمْ	وَظُهُوْرُهُمْ ؕ	هٰذَا	مَا	كَنَزْتُمْ	لِاَنْفُسِكُمْ	فَذُوْقُوْا	مَا
ان کی پیشانیوں کو	اور انکے پہلوؤں کو	اور ان کی پیٹھوں کو	یہ	وہ ہے جو	تم نے ذخیرہ کیا	اپنی جانوں کے لیے	تو چکھو	اس کو جو

كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾	اِنَّ	عِدَّةَ الشُّهُوْرِ	عِنْدَ اللّٰهِ	اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا	فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ	يَوْمَ
تم لوگ ذخیرہ کرتے تھے	بیشک	مہینوں کی گنتی	اللہ کے پاس	بارہ مہینے ہیں	اللہ کے لکھے ہوئے میں	(اس دن سے) جس دن

خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	مِنْهَآ	اَرْبَعَةٌ	حُرُمٌ ؕ	ذٰلِكَ	الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ۬	فَلَا تَظْلِمُوْا	فِيْهِنَّ
اس نے پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	ان میں سے	چار	محترم ہیں	یہ	پکا ضابطہ ہے	پس تم لوگ ظلم مت کرو	ان میں

اَنْفُسَكُمْ	وَقَاتِلُوا	الْمُشْرِكِيْنَ	كَآفَّةً	كَمَا	يُقَاتِلُوْنَكُمْ	كَآفَّةً ؕ	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ اللّٰهَ
اپنی جانوں پر	اور جنگ کرو	مشرکوں سے	اکٹھا ہو کر	جیسے	وہ جنگ کرتے ہیں تم سے	اکٹھا ہو کر	اور جان لو	کہ اللہ

مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾	اِنَّمَا	النَّسِيْٓءُ	زِيَادَةٌ	فِي الْكُفْرِ	يُضَلُّ	بِهِ
تقویٰ کرنیوالوں کے ساتھ ہے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مہینے آگے پیچھے کرنے کا رواج	زیادتی (یعنی اضافہ) ہے	کفر میں	گمراہ کیا جاتا ہے	اس سے

الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	يُحِلُّوْنَهٗ	عَامًا	وَّيُحَرِّمُوْنَهٗ	عَامًا	لِّيُوَاطِـُٔوْا	عِدَّةَ مَا	حَرَّمَ	اللّٰهُ
ان کو جنہوں نے	کفر کیا	وہ حلال کرتے ہیں اس کو	ایک سال	اور حرام کرتے ہیں اس کو	ایک سال	تا کہ وہ برابر کریں	اس کی گنتی کو جو	حرام کیا	اللہ نے

فَيُحِلُّوْا	مَا	حَرَّمَ	اللّٰهُ ؕ	زُيِّنَ	لَهُمْ	سُوْٓءُ اَعْمَالِهِمْ ؕ	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ ع
نتیجتاً وہ حلال کرتے ہیں	اس کو جسے	حرام کیا	اللہ نے	سجایا گیا	ان کے لیے	ان کے اعمال کی برائی کو	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	کافر لوگوں کو

نوٹ:1

حضرت عدیؓ بن حاتم ایمان لانے سے پہلے عیسائی تھے۔ انھوں نے آیت۔31 کے حوالے سے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا کہ اس آیت میں ہم پر اپنے علماء اور درویشوں کو رب بنا لینے کے الزام کی حقیت کیا ہے۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ یہود اور نصاریٰ اپنے علماء اور درویشوں کو رب نہیں بناتے۔ جواب میں رسول ﷺ نے ان سے پوچھا کہ کیا ایسا نہیں ہے جس کو وہ لوگ حرام قرار دیتے ہیں اسے تم لوگ حرام مان لیتے ہو جس کو وہ لوگ حلال قرار دیتے ہیں اسے حلال مان لیتے ہو۔ حضرت عدیؓ نے کہا کہ یہ تو ہم کرتے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا یہی ان کو رب بنانا ہے۔

نوٹ:2

آیت۔34۔35 میں جب سونے چاندی کی مذمت اُتری اور صحابہ کرامؓ میں اس کا چرچا ہوا تو حضرت عمرؓ نے کہا میں پوچھ آتا ہوں۔ ان کے سوال پر رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لیے مقرر فرمائی ہے کہ بعد کا مال پاک ہو جائے۔ میراث کا مقرر کرنا بتا رہا ہے کہ جمع کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ حضرت عمرؓ سن کر مارے خوشی کے تکبیریں کہنے لگے۔ (ابن کثیرؒ)

آیت نمبر (38 تا 48)

غ و ر

(ن)	غَوْرًا	نشیب میں اترنا۔ پانی کا زمین میں جذب ہونا۔ ﴿اَوْ يُصْبِحَ مَآؤُهَا غَوْرًا﴾ (18/ الکہف:41) ''یا ہوجائے اس کا پانی زمین میں جذب۔''
	مَغَارَةٌ	اسم الظرف ہے۔ نیچے اترنے کی جگہ یعنی غار۔ ﴿لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً اَوْ مَغٰرٰتٍ﴾ (9/ التوبۃ:57) ''اگر وہ پائیں کوئی پناہ گاہ یا غار۔''
	غَارٌ	اسم ذات ہے۔ غار۔ زیر مطالعہ آیت۔40

ث ب ط

(ن)	ثَبْطًا	کسی کو کسی کام سے باز رکھنا۔ روک دینا
(تفعیل)	تَثْبِيْطًا	بالکل یا قطعی طور پر روک دینا۔ ملنے نہ دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔42

ترکیب

(آیت۔39) اِلَّا دراصل اِن شرطیہ اور لائے نفی کو ملا کر لکھا گیا ہے۔ لَا تَنْفِرُوْا فعل نہی نہیں ہے۔ یہ دراصل لائے نفی کے ساتھ مضارع لَا تَنْفِرُوْنَ تھا۔ جو اِن کی شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔ يُعَذِّبْكُمْ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے ان شرطیہ پر عطف ہونے کی وجہ سے يَسْتَبْدِلْ مجزوم ہے اور لَا تَضُرُّوْهُ اس کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔ اس میں ضمیر مفعولی کو اللہ کے لیے بھی مانا جاسکتا ہے اور قَوْمًا کے لیے بھی۔ (آیت۔47) وَلَا اَوْضَعُوْا میں لائے نفی نہیں ہے۔ لَا میں لام تاکید ہے اور الف زائدہ ہے جو پڑھا نہیں جاتا۔ (قرآنی رسم الخط کا ایک حصہ ہے)۔

ترجمہ

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَا لَكُمْ	اِذَا	قِيْلَ	لَكُمُ	انْفِرُوْا	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ
اے لوگو جو	ایمان لائے	تمہیں کیا ہے	جب	کہا جاتا ہے	تم لوگوں سے	کہ تم لوگ نکلو	اللہ کی راہ میں

اثَّاقَلْتُمْ	اِلَى الْاَرْضِ ؕ	اَ	رَضِيْتُمْ	بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ	فَمَا
تو تم لوگ بوجھل ہوتے ہو	زمین کی طرف	کیا	تم لوگ راضی ہوئے	دنیوی زندگی پر	آخرت سے (زیادہ)	تو نہیں ہے

مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	فِي الْاٰخِرَةِ	اِلَّا	قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾	اِلَّا تَنْفِرُوْا	يُعَذِّبْكُمْ	عَذَابًا اَلِيْمًا ۙ
دنیوی زندگی کا سامان	آخرت (کے مقابلہ) میں	مگر	بہت تھوڑا	اگر تم لوگ نہیں نکلو گے	تو وہ عذاب دے گا تم لوگوں کو	ایک دردناک عذاب

وَّيَسْتَبْدِلْ	قَوْمًا	غَيْرَكُمْ	وَ	لَا تَضُرُّوْهُ	شَيْئًا ؕ	وَاللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ
اور وہ تبدیل کرے گا	کسی قوم کو	تمہارے علاوہ	اور (یعنی تو)	تم لوگ نقصان نہیں پہنچاؤ گے اس کو	کچھ بھی	اور اللہ	ہر چیز پر

قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾	اِلَّا تَنْصُرُوْهُ	فَقَدْ نَصَرَهُ	اللّٰهُ	اِذْ	اَخْرَجَهُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا

قادر ہے	اگر تم لوگ مدد نہیں کرو گے انؐ کی	تو مدد کر چکا ہے انؐ کی	اللہ	جب	نکالا ان کو	ان لوگوں نے جنہوں نے	کفر کیا

ثَانِيَ اثْنَيْنِ	اِذْ	هُمَا	فِي الْغَارِ	اِذْ	يَقُوْلُ	لِصَاحِبِهٖ	لَا تَحْزَنْ	اِنَّ اللّٰهَ	مَعَنَا ۚ
دو کا دوسرا ہوتے ہوئے	جب	وہ دونوں	غار میں تھے	جب	وہؐ کہتے تھے	اپنے ساتھی سے	غمگین مت ہو	یقیناً اللہ	ہمارے ساتھ ہے

فَاَنْزَلَ	اللّٰهُ	سَكِيْنَتَهٗ	عَلَيْهِ	وَاَيَّدَهٗ	بِجُنُوْدٍ	لَّمْ تَرَوْهَا	وَجَعَلَ	كَلِمَةَ الَّذِيْنَ
تو اتاری	اللہ نے	اپنی سکینت	ان پر	اور تائید کی ان کی	اپنے لشکروں سے	تم لوگوں نے نہیں دیکھا جن کو	اور اس نے بنایا	ان کی بات کو جنہوں نے

كَفَرُوا	السُّفْلٰى ۭ	وَكَلِمَةُ اللّٰهِ	هِيَ الْعُلْيَا ۭ	وَاللّٰهُ	عَزِيْزٌ	حَكِيْمٌ ۝40	اِنْفِرُوْا	خِفَافًا
کفر کیا	سب سے پست	اور اللہ کا فرمان	ہی سب سے بلند ہے	اور اللہ	بالا دست ہے	حکمت والا ہے	تم لوگ نکلو	ہلکے ہوتے ہوئے

وَّثِقَالًا	وَّجَاهِدُوْا	بِاَمْوَالِكُمْ	وَاَنْفُسِكُمْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ	ذٰلِكُمْ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ
اور بوجھل ہوتے ہوئے	اور جدوجہد کرو	اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	اللہ کی راہ میں	یہ	بہتر ہے	تمہارے لیے	اگر

كُنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ ۝41	لَوْ	كَانَ	عَرَضًا قَرِيْبًا	وَّسَفَرًا قَاصِدًا	لَّاتَّبَعُوْكَ	وَلٰكِنْۢ	بَعُدَتْ	عَلَيْهِمُ
تم لوگ	جانتے ہو	اگر	وہ ہوتا	کوئی قریبی سامان	اور کوئی درمیانی سفر	تو وہ ضرور پیروی کرتے آپؐ کی	لیکن	دور ہوا	ان پر

الشُّقَّةُ ۭ	وَسَيَحْلِفُوْنَ	بِاللّٰهِ	لَوِ	اسْتَطَعْنَا	لَخَرَجْنَا	مَعَكُمْ ۚ	يُهْلِكُوْنَ
مشکل سفر	اور وہ لوگ قسم کھائیں گے	اللہ کی	اگر	ہمیں استطاعت ہوتی	تو ہم ضرور نکلتے	تم لوگوں کے ساتھ	وہ لوگ ہلاکت میں ڈالتے ہیں

اَنْفُسَهُمْ ۚ	وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	اِنَّهُمْ	لَكٰذِبُوْنَ ۝42 ع	عَفَا	اللّٰهُ	عَنْكَ ۚ	لِمَ	اَذِنْتَ	لَهُمْ
اپنی جانوں کو	اور اللہ	جانتا ہے	کہ بیشک وہ لوگ	یقیناً جھوٹے ہیں	درگزر کیا	اللہ نے	آپؐ سے	کیوں	آپؐ نے اجازت دی	انہیں

حَتّٰى	يَتَبَيَّنَ	لَكَ	الَّذِيْنَ	صَدَقُوْا	وَتَعْلَمَ	الْكٰذِبِيْنَ ۝43	لَا يَسْتَاْذِنُكَ
یہاں تک کہ	واضح ہو جاتے	آپؐ کے لیے	وہ لوگ جنہوں نے	سچ کہا	اور آپؐ جان لیتے	جھوٹوں کو	اجازت نہیں مانگتے آپؐ سے

الَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	اَنْ	يُّجَاهِدُوْا	بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ ۭ	وَاللّٰهُ
وہ لوگ جو	ایمان لاتے ہیں	اللہ پر	اور آخری دن پر	کہ	کہ وہ جہاد (نہ) کریں	اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	اور اللہ

عَلِيْمٌۢ	بِالْمُتَّقِيْنَ ۝44	اِنَّمَا	يَسْتَاْذِنُكَ	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ
جاننے والا	تقوی کرنے والوں کو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اجازت مانگتے ہیں آپؐ سے	وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے	اللہ پر	اور آخری دن پر

وَارْتَابَتْ	قُلُوْبُهُمْ	فَهُمْ	فِيْ رَيْبِهِمْ	يَتَرَدَّدُوْنَ ۝45	وَلَوْ	اَرَادُوا	الْخُرُوْجَ	لَاَعَدُّوْا
اور شک میں پڑے	ان کے دل	تو وہ لوگ	اپنے شبہ میں پڑے	حیران ہیں	اور اگر	وہ ارادہ رکھتے	نکلنے کا	تو ضرور تیار کرتے

لَهٗ	عُدَّةً	وَّلٰكِنْ	كَرِهَ	اللّٰهُ	انْۢبِعَاثَهُمْ	فَثَبَّطَهُمْ	وَقِيْلَ	اقْعُدُوْا	مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ۝46
اس کے لیے	کچھ سامان	اور لیکن	ناپسند کیا	اللہ نے	ان کے اٹھنے کو	تو اس نے چپکا کے رکھ دیا ان کو	اور ان سے کہا گیا	کہ تم لوگ بیٹھو	بیٹھنے والوں کے ساتھ

لَوْ	خَرَجُوْا	فِيْكُمْ	مَّا زَادُوْكُمْ	اِلَّا	خَبَالًا	وَّلَا۟اَوْضَعُوْا	خِلٰلَكُمْ
اگر	وہ لوگ نکلتے	تم میں (یعنی تمہارے ساتھ)	تو وہ زیادہ نہ کرتے تم کو	مگر	بلحاظ ذہنی انتشار کے	اور ضرور دوڑاتے (افواہیں)	تمہارے درمیان

يَبْغُوْنَكُمُ	الْفِتْنَةَ ۚ	وَفِيْكُمْ	سَمّٰعُوْنَ	لَهُمْ ۭ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌۢ	بِالظّٰلِمِيْنَ ۝	9 لَقَدِ ابْتَغَوُا
تلاش کرتے ہوئے تم میں	فتنہ	اور تم لوگوں میں	جاسوس ہیں	ان کیلئے	اور اللہ	جاننے والا ہے	ظالموں کو	بیشک وہ لوگ تلاش کر چکے ہیں

الْفِتْنَةَ	مِنْ قَبْلُ	وَقَلَّبُوْا	لَكَ	الْاُمُوْرَ	حَتّٰى	جَآءَ	الْحَقُّ	وَظَهَرَ	اَمْرُ اللّٰهِ
فتنہ کو	اس سے پہلے	اور انہوں نے بار بار الٹا	آپؐ کے لیے	معاملات کو	یہاں تک کہ	آیا	حق	اور غالب ہوا	اللہ کا حکم

وَ	هُمْ	كٰرِهُوْنَ ۝
اس حال میں کہ	وہ	کراہت کرنے والے تھے

نوٹ:1 آیت۔46 میں ہے کہ غزوۂ تبوک میں شرکت کے لیے منافقوں کا اٹھنا اللہ نے پسند نہیں کیا۔اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ جہاد کے جذبے سے خالی تھے اور دین کی سربلندی کے لیے جانفشانی کرنے کی ان کے اندر کوئی خواہش نہیں تھی تو بددلی کی ساتھ یا کسی شرارت کی نیت سے ان کا اٹھنا اللہ کو پسند نہ تھا۔کیونکہ یہ چیز متعدد خرابیوں کا موجب ہوتی۔اگلی آیات میں اسی کی وضاحت ہے۔(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (49 تا 59)

ز ھ ق

(ف) **زَهْقًا** روح کا جسم سے نکل جانا۔کسی چیز کا مٹ جانا۔زیر مطالعہ آیت۔55

زَاهِقٌ، اسم الفاعل ہے۔جانے والا۔مٹنے والا۔﴿ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۭ﴾ (21/الانبیاء:18)''تو جب ہی وہ مٹنے والا ہے۔''

زَهُوْقٌ فَعُوْلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔بے انتہا مٹنے والا۔نیست و نابود ہونے والا۔﴿ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا ۝﴾ (17/بنی اسرائیل:81)''یقیناً باطل ہے ہی نیست و نابود ہونے والا۔''

ل ج ء

(ف) **لَجْئًا** کسی جگہ میں پناہ لینا۔

مَلْجَاً اسم الظرف ہے۔پناہ لینے کی جگہ۔زیر مطالعہ آیت۔57

ج م ح

(ف) **جَمْحًا** گھوڑے کا سوار کے قابو سے باہر ہونا۔سرکش ہونا۔زیر مطالعہ آیت۔57

ل م ز

(ض) **لَمْزًا** عیب جوئی کرنا۔نکتہ چینی کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔58

لُمَزَةٌ بہت عیب جوئی کرنے والا۔﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ ۝ ۙ﴾ (104/الھمزۃ:1)''تباہی ہے ہر ایک غیبت کرنے والے عیب جوئی کرنے والے کی۔''

ترکیب

(آیت - 49) لَا تَفْتِنِّیْ میں نون ثقیلہ نہیں ہے - یہ فعل نہی لَا تَفْتِنْ ہے - اور ضمیر مفعولی نِیْ کو اس میں ملا کر لکھا گیا ہے - (آیت - 52) بِنَآ مادہ ''ب ن ی'' کا کوئی صیغہ نہیں ہے بلکہ ضمیر نَا پر حرف جارہ ب داخل ہوا ہے - اَلْحُسْنَیَیْنِ، حَسَنٌ کا تثنیہ نہیں ہے - بلکہ یہ اَفْعَلُ تفضیل حُسْنٰی کا تثنیہ ہے (آیت - 55) لِیُعَذِّبَهُمْ بِهَا میں هَا کی ضمیر اَمْوَالُهُمْ اور اَوْلَادُهُمْ کے لیے ہے -

ترجمہ

وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّقُوْلُ	ائْذَنْ لِّيْ	وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ	اَلَا	فِي الْفِتْنَةِ
اور ان میں سے وہ بھی ہیں جو	کہتے ہیں	آپؐ اجازت دیں مجھ کو	اور آپ آزمائش میں نہ ڈالیں مجھے	سنو	آزمائش میں ہی

سَقَطُوْا ؕ	وَاِنَّ	جَهَنَّمَ	لَمُحِيْطَةٌۢ	بِالْكٰفِرِيْنَ ۝۴۹	اِنْ	تُصِبْكَ	حَسَنَةٌ	تَسُؤْهُمْ ۚ
وہ لوگ گرے	اور یقیناً	جہنم	ضرور گھیرنے والی ہے	کافروں کو	اگر	آن لگے آپؐ کو	کوئی اچھائی	تو وہ بری لگتی ہیں ان کو

وَاِنْ	تُصِبْكَ	مُصِيْبَةٌ	يَّقُوْلُوْا	قَدْ اَخَذْنَآ	اَمْرَنَا	مِنْ قَبْلُ	وَيَتَوَلَّوْا	وَّ
اور اگر	آن لگے آپؐ کو	کوئی مصیبت	تو وہ کہتے ہیں	ہم نے پکڑ (یعنی سنبھال) لیا ہے	اپنا معاملہ	اس سے پہلے	اور وہ لوٹتے ہیں	اس حال میں کہ

هُمْ	فَرِحُوْنَ ۝۵۰	قُلْ	لَّنْ يُّصِيْبَنَآ	اِلَّا	مَا	كَتَبَ	اللّٰهُ	لَنَا ۚ	هُوَ	مَوْلٰىنَا ۚ
وہ لوگ	اترانے والے ہیں	آپؐ کہہ دیجیے	ہرگز نہیں لگے گا ہم کو	مگر	وہ جو	لکھا	اللہ نے	ہمارے لیے	وہ	ہمارا کارساز ہے

وَعَلَى اللّٰهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۵۱	قُلْ	هَلْ	تَرَبَّصُوْنَ	بِنَآ	اِلَّآ
اور اللہ پر ہی	پس چاہیے کہ بھروسہ کریں	ایمان لانے والے	آپؐ کہیے	کیا	تم لوگ انتظار کرتے ہو	ہمارے بارے میں	سوائے

اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ	وَنَحْنُ	نَتَرَبَّصُ	بِكُمْ	اَنْ	يُّصِيْبَكُمُ	اللّٰهُ	بِعَذَابٍ
دو بہترین اچھائیوں کی ایک کے	اور ہم	انتظار کرتے ہیں	تمہارے بارے میں	کہ	آن لگے تم لوگوں کو	اللہ	کسی عذاب کے ساتھ

مِّنْ عِنْدِهٖٓ	اَوْ	بِاَيْدِيْنَا ۖ	فَتَرَبَّصُوْٓا	اِنَّا	مَعَكُمْ	مُّتَرَبِّصُوْنَ ۝۵۲	قُلْ	اَنْفِقُوْا
اپنے پاس سے	یا	ہمارے ہاتھوں سے	تو انتظار کرو	بیشک ہم	تمہارے ساتھ	انتظار کرنے والے ہیں	اور آپؐ کہہ دیجیے	تم لوگ خرچ کرو

طَوْعًا	اَوْ	كَرْهًا	لَّنْ يُّتَقَبَّلَ	مِنْكُمْ ؕ	اِنَّكُمْ كُنْتُمْ	قَوْمًا	فٰسِقِيْنَ ۝۵۳
تابعدار ہوتے ہوئے	یا	ناپسند کرتے ہوئے	ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا	تم لوگوں سے	بیشک تم لوگ ہو	ایک ایسی قوم جو	نافرمانی کرنے والی ہے

وَمَا مَنَعَهُمْ	اَنْ	تُقْبَلَ	مِنْهُمْ	نَفَقٰتُهُمْ	اِلَّآ	اَنَّهُمْ	كَفَرُوْا	بِاللّٰهِ	وَبِرَسُوْلِهٖ
اور نہیں روکا ان کو	کہ	قبول کیا جائے	ان سے	ان کے خرچوں کو	سوائے اس کے	کہ انہوں نے	انکار کیا	اللہ کا	اور اس کے رسول کا

وَلَا يَاْتُوْنَ	الصَّلٰوةَ	اِلَّآ	وَ	هُمْ	كُسَالٰى	وَلَا يُنْفِقُوْنَ	اِلَّآ	وَ	هُمْ	كٰرِهُوْنَ ۝۵۴
اور وہ نہیں آتے	نماز کے پاس	مگر	اس حال میں کہ	وہ	انتہائی کاہل ہیں	اور وہ خرچ نہیں کرتے	مگر	اس حال میں کہ	وہ	کراہت کرنے والے ہیں

فَلَا تُعْجِبْكَ	اَمْوَالُهُمْ	وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ	اِنَّمَا	يُرِيْدُ	اللّٰهُ	لِيُعَذِّبَهُمْ	بِهَا
تو چاہیے کہ حیرت میں نہ ڈالیں آپؐ کو	ان کے اموال	اور نہ ہی ان کی اولاد	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	چاہتا ہے	اللہ	کہ وہ عذاب دے ان کو	ان سے

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَتَزْهَقَ	اَنْفُسُهُمْ	وَ	هُمْ	كٰفِرُوْنَ ﴿٥٥﴾	وَيَحْلِفُوْنَ	بِاللّٰهِ	اِنَّهُمْ
دنیوی زندگی میں	اور نکلیں	ان کی جانیں	اس حال میں کہ	وہ	کفر کرنے والے ہوں	اور وہ قسمیں کھاتے ہیں	اللہ کی	کہ وہ

لَمِنْكُمْ ؕ	وَمَا هُمْ	مِّنْكُمْ	وَلٰكِنَّهُمْ	قَوْمٌ	يَّفْرَقُوْنَ ﴿٥٦﴾	لَوْ	يَجِدُوْنَ	مَلْجَاً	اَوْ مَغٰرٰتٍ
ضرور تم میں سے ہیں	اور وہ نہیں ہیں	تم میں سے	اور لیکن وہ	ایک ایسی قوم ہیں جو	ڈرتے ہیں	اگر	وہ لوگ پائیں	کوئی پناہ گاہ	یا کچھ غار

اَوْ مُدَّخَلًا	لَّوَلَّوْا	اِلَيْهِ	وَ	هُمْ	يَجْمَحُوْنَ ﴿٥٧﴾	وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّلْمِزُكَ
یا کوئی گھسنے کی جگہ	تو ضرور لوٹیں گے	اس کی طرف	اس حال میں کہ	وہ	سرکشی کرتے ہوں	اور ان میں وہ بھی ہیں جو	نکتہ چینی کرتے ہیں آپ ﷺ پر

فِي الصَّدَقٰتِ ۚ	فَاِنْ	اُعْطُوْا	مِنْهَا	رَضُوْا	وَاِنْ	لَّمْ يُعْطَوْا	مِنْهَآ	اِذَا	هُمْ
صدقات (کے بارے) میں	پھر اگر	عطا کیا جائے گا ان کو	ان میں سے	تو وہ راضی ہوں	اور اگر	عطا نہ کیا جائے ان کو	ان میں سے	تو جب ہی	وہ

يَسْخَطُوْنَ ﴿٥٨﴾	وَلَوْ	اَنَّهُمْ	رَضُوْا	مَآ	اٰتٰىهُمُ	اللّٰهُ	وَرَسُوْلُهٗ ۙ	وَقَالُوْا	حَسْبُنَا	اللّٰهُ
غصہ کرتے ہیں	اور اگر	یہ کہ وہ لوگ	راضی ہوتے	اس سے جو	دیا ان کو	اللہ نے	اور اس کے رسول نے	اور وہ کہتے	کافی ہے ہم کو	اللہ

سَيُؤْتِيْنَا	اللّٰهُ	مِنْ فَضْلِهٖ	وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ	اِنَّآ	اِلَى اللّٰهِ	رٰغِبُوْنَ ﴿٥٩﴾ ع
دے گا ہم کو	اللہ	اپنے فضل سے	اور اس کا رسول بھی	بیشک ہم	اللہ کی طرف ہی	رغبت کرنے والے ہیں

نوٹ:1 آیت۔55 سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ منافقوں اور کافروں کو مال و دولت سے اس دنیا میں بھی عذاب دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دنیا کی محبت میں انہماک انسان کے لیے اس دنیا میں ایک عذاب اور مصیبت بن جاتا ہے۔ دولت حاصل کرنے کے لیے کیسی کیسی محنت و مشقت اور جسمانی وجذباتی کوفت اٹھانی پڑتی ہے کہ نہ دن کا چین نہ رات کی نیند، نہ اپنے تن بدن کی خبر اور نہ اپنے بیوی بچوں میں دل بہلانے کی فرصت۔ پھر اگر دولت حاصل ہوگئی تو اس کو بڑھانے کی فکر بھی دن رات کا عذاب ہے اور اگر ذرا سا نقصان ہو جائے تو غموں کا پہاڑ ٹوٹ پڑتا ہے اور اگر ساری چیزیں خواہش کے مطابق حاصل ہو جائیں تو اس کے گھٹ جانے کا اندیشہ ایک مستقل عذاب ہیں۔ یہ سب عذاب ہی عذاب ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بیوقوف انسان نے راحت کے سامان کو ہی راحت سمجھ لیا ہے اور حقیقی راحت یعنی قلبی سکون واطمینان کی اس کو ہوا بھی نہ لگی۔ اس لیے وہ سامانِ راحت کو ہی راحت سمجھ کر اس میں مگن رہتا ہے جو حقیقت میں اس کے لیے دنیا کے چین و آرام کا بھی دشمن ہے اور آخرت کے عذاب کا مقدمہ بھی ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (60 تا 66)

غ	ر	م

(س)

غَرْمًا (1) کسی چیز کا کسی سے چمٹ جانا۔ (2) کسی جرم یا غلطی کے بغیر نقصان میں پھنسنا۔ مفت کے تاوان میں پڑنا۔

غَرَامٌ اسم ذات ہے۔ چمٹ جانے والی چیز۔ ﴿اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ﴿٦٥﴾﴾ (25/الفرقان:65) ''بیشک اس کا عذاب چمٹنے والی چیز ہے۔''

مَغْرَمٌ اسم الظرف کا وزن مَفْعَلٌ ہے۔ لیکن اسم ذات کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔ تاوان۔ چٹی۔ جرمانہ ﴿وَمِنَ الْاَعْرَابِ مَنْ يَّتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا﴾ (9/التوبہ:98) اور دیہاتیوں میں وہ بھی ہیں جو بناتے ہیں یعنی سمجھتے ہیں اس کو جو وہ خرچ کرتے ہیں ایک جرمانہ۔''

غَارِمٌ		اسم الفاعل ہے۔تاوان میں پھنسنے والا۔زیر مطالعہ آیت۔60
اِغْرَامًا	(افعال)	کسی پر تاوان ڈالنا۔
مُغْرَمٌ		اسم المفعول ہے۔تاوان ڈالا ہوا۔﴿ اِنَّا لَمُغْرَمُوْنَ ﴾ (56/الواقعہ:66)''بیشک ہم ضرور تاوان ڈالے گئے ہیں۔''

ترکیب

(آیت۔60)اَلْمَسٰکِیْنِ، اَلْعٰمِلِیْنَ، اَلْمُؤَلَّفَۃِ، اَلْغٰرِمِیْنَ اور اِبْنِ السَّبِیْلِ، یہ سب لِلْفُقَرَاۗءِ کے حرف جَرّ پر عطف ہونے کی وجہ سے جر میں ہیں۔اَلْمُؤَلَّفَۃِ اسم المفعول نے فعل کا عمل کیا ہے اور قُلُوْبُھُمْ اس کا نائب فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے(آیت۔61)۔اُذُنُ مضاف اور خَیْرٍ اس کا مضاف الیہ ہے۔یُؤْمِنُ کی ضمیر فاعلی اَلنَّبِیَّ کے لیے ہے۔(آیت:64) اَنْ یُّرْضُوْہُ میں ضمیر مفعولی واحد لاکر ظاہر کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا حق اور اس کے رسول کا حق ایک ہی بات ہے۔(آیت۔63)اَنَّہٗ ضمیر الشان ہے(آیت۔64)عَلَیْھِمْ اور تُنَبِّئُھُمْ میں ھُمْ کی ضمیریں مومنوں کے لیے ہیں جبکہ قُلُوْبِھِمْ کی ضمیر منافقوں کے لیے ہے۔

ترجمہ

اِنَّمَا	الصَّدَقٰتُ	لِلْفُقَرَاۗءِ	وَالْمَسٰکِیْنِ	وَالْعٰمِلِیْنَ عَلَیْھَا
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	صدقات	فقیروں کے لیے ہیں	اور مسکینوں کے لیے ہیں	اور اس پر کام کرنے والوں کے لیے ہیں

وَالْمُؤَلَّفَۃِ	قُلُوْبُھُمْ	وَفِی الرِّقَابِ	وَالْغٰرِمِیْنَ	وَفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ
اور جوڑا ہوا ہونے کے لیے ہیں	انکے دلوں کو	اور گردنوں (کو چھڑانے) میں	اور تاوان میں پھنسنے والوں کے لیے ہیں	اور اللہ کی راہ میں (خرچ) کے لیے ہیں

وَابْنِ السَّبِیْلِ	فَرِیْضَۃً	مِّنَ اللّٰہِ	وَاللّٰہُ	عَلِیْمٌ	حَکِیْمٌ ﴿٦٠﴾	وَمِنْھُمُ الَّذِیْنَ	یُؤْذُوْنَ
اور مسافروں کے لیے ہیں	فرض ہوتے ہوئے	اللہ (کی طرف) سے	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اور ان میں وہ بھی ہیں جو	ایذا پہنچاتے ہیں

النَّبِیَّ	وَیَقُوْلُوْنَ	ھُوَ	اُذُنٌ	قُلْ	اُذُنُ خَیْرٍ	لَّکُمْ	یُؤْمِنُ	بِاللّٰہِ	وَیُؤْمِنُ	لِلْمُؤْمِنِیْنَ
ان نبیؐ کو	اور وہ کہتے ہیں	وہ	ایک کان ہیں	آپؐ کہیے	خیر کا کان ہے	تمہارے لیے	وہؐ ایمان رکھتے ہیں	اللہ پر	اور وہؐ بات مانتے ہیں	مومنوں کی

وَرَحْمَۃٌ	لِّلَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	مِنْکُمْ	وَالَّذِیْنَ	یُؤْذُوْنَ	رَسُوْلَ اللّٰہِ	لَھُمْ	عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿٦١﴾
اور رحمت ہیں	ان کے لیے جو	ایمان لائے	تم میں سے	اور وہ لوگ جو	ایذا پہنچاتے ہیں	اللہ کے رسولؐ کو	ان کے لیے	ایک دردناک عذاب ہے

یَحْلِفُوْنَ	بِاللّٰہِ	لَکُمْ	لِیُرْضُوْکُمْ	وَ	اللّٰہُ	وَرَسُوْلُہٗٓ	اَحَقُّ	اَنْ	یُّرْضُوْہُ	اِنْ
وہ لوگ قسم کھاتے ہیں	اللہ کی	تم سے	تاکہ وہ راضی کریں تم کو	حالانکہ	اللہ	اور اس کا رسولؐ	زیادہ حقدار ہیں	کہ	وہ راضی کریں ان کو	اگر

کَانُوْا	مُؤْمِنِیْنَ ﴿٦٢﴾	اَ	لَمْ یَعْلَمُوْٓا	اَنَّہٗ	مَنْ	یُّحَادِدِ	اللّٰہَ	وَرَسُوْلَہٗ	فَاَنَّ	لَہٗ
وہ ہیں	ایمان لانے والے	کیا	انہوں نے نہیں جانا	کہ حقیقت یہ ہے کہ	جو	مخالفت کرتا ہے	اللہ کی	اور اس کی رسولؐ کی	تو یہ کہ	اس کے لیے

نَارَ جَھَنَّمَ	خَالِدًا	فِیْھَا	ذٰلِکَ	الْخِزْیُ الْعَظِیْمُ ﴿٦٣﴾	یَحْذَرُ	الْمُنٰفِقُوْنَ	اَنْ	تُنَزَّلَ
جہنم کی آگ ہے	ہمیشہ رہنے والا ہوتے ہوئے	اس میں	یہ	ہی بڑی رسوائی ہے	ڈرتے ہیں	منافق لوگ	کہ	اتاری جائے

عَلَيۡهِمۡ	سُوۡرَةٌ	تُنَبِّئُهُمۡ	بِمَا	فِيۡ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ	قُلِ	اسۡتَهۡزِءُوۡا ۚ	اِنَّ اللّٰهَ	مُخۡرِجٌ
ان (مومنوں) پر	کوئی سورہ	جو خبر دے ان کو	اس کی جو	ان (منافقوں) کے دلوں میں ہے	آپؐ کہیے	مذاق اڑا لو	یقیناً اللہ	نکالنے والا ہے

مَّا	تَحۡذَرُوۡنَ ﴿۶۴﴾	وَلَئِنۡ	سَاَلۡتَهُمۡ	لَيَقُوۡلُنَّ	اِنَّمَا	كُنَّا نَخُوۡضُ	وَنَلۡعَبُ ؕ
اس کو جس سے	تم لوگ ڈرتے ہو	اور بیشک اگر	آپؐ پوچھیں ان سے	تو یہ لازماً کہیں گے	کچھ نہیں	ہم تو بس گپ شپ کرتے تھے	اور کھیلتے تھے

قُلۡ	اَ	بِاللّٰهِ	وَاٰيٰتِهٖ	وَرَسُوۡلِهٖ	كُنۡتُمۡ تَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ﴿۶۵﴾	لَا تَعۡتَذِرُوۡا	قَدۡ كَفَرۡتُمۡ	بَعۡدَ اِيۡمَانِكُمۡ ؕ
آپؐ کہیے	کیا	اللہ سے	اور اس کی آیات	اور اس کے رسولؐ سے	تم لوگ استہزا کرتے تھے	بہانے مت تراشو	تم لوگ کفر کر چکے ہو	اپنے ایمان کے بعد

اِنۡ	نَّعۡفُ	عَنۡ طَآئِفَةٍ	مِّنۡكُمۡ	نُعَذِّبۡ	طَآئِفَةًۢ	بِاَنَّهُمۡ	كَانُوۡا	مُجۡرِمِيۡنَ ﴿۶۶﴾ ع
اگر	ہم درگزر کریں	کسی جماعت سے	تم میں سے	تو ہم عذاب دیں گے	کسی جماعت کو	بسبب اس کے کہ وہ لوگ	تھے	جرم کرنے والے

نوٹ: 1 آیت۔60 وہ بنیادی آیت ہے جس سے زکوٰۃ کے احکام وضع کیے گئے ہیں اس کی تفصیل مختلف تفاسیر میں دیکھی جاسکتی ہے۔ یہاں ہم صرف چند اہم نکات کی نشاندہی کررہے ہیں جو ہم نے معارف القرآن سے آخذ کیے ہیں۔

(1) اگرچہ قرآن مجید کی آیات میں صدقات کا لفظ عام مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ جس میں واجب یعنی زکوٰۃ اور نفلی یعنی خیرات، دونوں طرح کے صدقات شامل ہیں مگر اس آیت میں باجماع صحابہؓ و تابعین صدقات فرض یعنی زکوٰۃ ہی کے مصارف کا بیان مراد ہے۔ نفلی صدقات میں روایات کی تصریحات کی بنا پر بہت وسعت ہے اور وہ ان آٹھ مصارف میں منحصر نہیں ہیں جن کا اس آیت میں ذکر ہے۔

(2) ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زکوٰۃ میں سے کچھ مانگنے کے لیے حاضر ہوا تو آپؐ نے اسے جواب دیا کہ صدقات کی تقسیم کو اللہ تعالیٰ نے کسی نبی یا غیر نبی کے حوالہ نہیں کیا بلکہ خود ہی اس کے آٹھ مصرف متعین فرما دیے ہیں۔ اگر تم ان میں داخل ہو تو تمہیں دے سکتا ہوں۔ (اس سے ثابت ہو گیا کہ زکوٰۃ کے مصارف کے ضمن میں ''اجتہاد'' کا دروازہ ہمیشہ سے بند ہے۔ روشن خیال اور ترقی پسند مسلمانوں کو خواہ کتنا ہی برا لگے۔ مرتب)۔

زکوٰۃ کے مصرف معین کرنے کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے ذریعے زکوٰۃ کے نصاف اور ہر نصاب میں سے مقدار زکوٰۃ ہمیشہ کے لیے متعین کر کے بتا دیے اور آپؐ نے اسے صرف زبانی بتانے پر کفایت نہیں فرمائی بلکہ اس کے مفصل فرمان لکھوا کر حصرت عمرؓ اور حضرت عمرو بن حزمؓ کے سپرد فرمائے۔

(3) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ہر مذہب والے پر صفقہ کرو۔ اس لیے نفلی صدقات غیر مسلموں کو بھی دیے جاسکتے ہیں۔ اس کی ساتھ ہی آپؐ کی یہ ہدایات بھی ہے کہ زکوٰۃ صرف مسلمانوں کے اغنیاء سے لی جائے اور ان ہی کے فقراء پر صرف کی جائے۔ اس لیے زکوٰۃ غیر مسلموں کو نہیں دی جاسکتی۔

(4) آج کل اسلامی مدارس اور انجمنوں کے مہتمم یا ان کی طرف سے بھیجے ہوئے سفیر صدقات، زکوٰۃ وغیرہ مدارس اور انے لیے وصول کرتے ہیں، ان کا وہ حکم نہیں جو عاملین صدقہ کا اس آیت میں مذکور ہے۔ ان کو مدارس اور انجمن کی طرف سے جداگانہ تنخواہ دینا ضروری نہیں ہے۔ زکوٰۃ کی رقم سے ان کو تنخواہ نہیں دی جاسکتی۔

(5) زکوٰۃ کا ایک مصرف مؤلفۃ القلوب ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی دلجوئی کے لیے ان کو زکوٰۃ سے حصہ دیا جاتا تھا۔ ایک خیال یہ ہے کہ اس میں مسلم اور غیر مسلم دونوں طرح کے لوگ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جب اسلام کو قوت حاصل ہوگئی تو اس طرح کی تدبیروں کی ضرورت نہ رہی اور مصلحت ختم ہوگئی، اس لیے ایسے لوگوں کا حصہ بھی ختم ہوگیا۔ اس کو بعض فقہا نے اس مصرف کے منسوخ ہو جانے سے تعبیر کیا ہے۔ لیکن اکثریت کی رائے یہ ہے کہ مؤلفۃ القلوب کا مصرف منسوخ نہیں ہوا۔ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اس کو ساقط کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ضرورت باقی نہ رہنے کی وجہ سے لوگوں کا حصہ ساقط کیا گیا تھا لیکن کسی زمانہ میں پھر ایسی ضرورت پیش آ جائے تو پھر دیا جا سکتا ہے۔

یہ خیال درست نہیں ہے کہ اس مصرف میں غیر مسلموں کو بھی دیا گیا تھا۔ امام قرطبیؒ نے اپنی تفسیر میں ان سب لوگوں کے نام دیے ہیں جن کی دلجوئی کے لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زکوٰۃ سے حصہ دیا تھا۔ یہ سب کے سب مسلمان تھے، ان میں کوئی کافر شامل نہیں تا۔ مسلم اور ترمذی کی روایت میں یہ ہے کہ آپؐ نے صفوان بن امیہ کو کافر ہونے کے زمانہ میں کچھ عطیات دیے تھے۔ لیکن یہ عطیات زکوٰۃ کے مال سے نہ تھے بلکہ غزوۂ حنین کے مالِ غنیمت کا جو خمس بیت المال میں داخل ہوا تھا، اس میں سے دیے گئے تھے۔

(6) ہر وہ شخص جو کوئی نیک کام یا عبادت کرنا چاہتا ہے اور اس میں مال کی ضرورت ہے تو وہ بھی فی سبیل اللہ میں داخل ہے بشرطیکہ اس کے پاس اتنا مال نہ ہو جس سے اس کام کو پورا کر سکے، جیسے دین کی تعلیم و تبلیغ اور اس کی نشر و اشاعت۔ لیکن کچھ لوگوں نے لفظ ''فی سبیل اللہ'' دیکھ کر زکوٰۃ کے مصارف میں ان تمام کاموں کو داخل کر دیا جو کسی حیثیت سے نیکی یا عبادت ہیں جیسے مساجد، مدارس، شفاخانوں وغیرہ کی تعمیر، کنویں، پل اور سڑکیں بنانا، رفاہی اداروں کے ملازمین کی تنخواہیں وغیرہ۔ یہ سراسر غلط اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ اگر زکوٰۃ کے مصرف میں اتنا عموم ہوتا کہ تمام طاعات و عبادات اور ہر قسم کی نیکی پر خرچ کرنا اس میں داخل ہو تو پھر قرآن میں آٹھ مصرفوں کا بیان بالکل فضول ہو جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ فی سبیل اللہ کے لغوی ترجمہ سے ناواقف لوگوں کو جو عموم سمجھ میں آتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مراد نہیں ہے بلکہ مراد وہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیان اور صحابۂ کرامؓ کی تصریحات سے ثابت ہے۔

(7) جمہور فقہا اس پر متفق ہیں کہ زکوٰۃ کے آٹھ مصارف میں بھی زکوٰۃ کی ادائیگی کے لیے یہ شرط ہے کہ کسی مستحق کو مالِ زکوٰۃ پر مالکانہ قبضہ دیا جائے۔ اس کے بغیر زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اسی وجہ سے جمہور فقہا اس پر متفق ہیں کہ مساجد، مدارس وغیرہ کی تعمیر پر یا ان کی دوسری ضرویات پر زکوٰۃ خرچ کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ یتیم خانوں میں اگر یتیموں کا کھانا، کپڑا وغیرہ مالکانہ حیثیت سے دیا جائے تو اس حد تک زکوٰۃ کی رقم خرچ ہو سکتی ہے۔ اسی طرح سے شفاخانوں میں جو دوا غرباء کو مالکانہ حیثیت سے دی جائے، اس کی قیمت رقم زکوٰۃ میں محسوب ہو سکتی ہے۔ لیکن لاوارث میت کا کفن رقم زکوٰۃ سے نہیں لگایا جا سکتا، کیونکہ میت میں مالک ہونے کی صلاحیت نہیں ہے۔

❁❁❁

[illegible]

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (67تا72)

ع د ن

(ض۔ن)

عَدَنًا — کسی جگہ کو وطن بنانا۔

عَدْنٌ — بہشت کے ایک مقام کا نام۔زیر مطالعہ۔آیت۔72

عَدَنٌ — ملک یمن کے ایک شہر کا نام۔قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

ترکیب

(آیت۔68) حَسْبُهُمْ کی تمیز محذوف ہے جو جَزَاءً ہوسکتی ہے۔(آیت۔70) نَبَاُ مضاف ہے۔اَلَّذِيْنَ اس کا مضاف الیہ ہے۔ قَوْمِ، اَصْحٰبِ اور اَلْمُؤْتَفِكٰتِ کی جر بتا رہی ہے کہ یہ اَلَّذِيْنَ کا بدل ہیں اور نَبَاُ پر عطف ہیں۔(آیت۔72) وَعَدَ کے دو مفعول آتے ہیں۔کس سے وعدہ کیا اور کس چیز کا وعدہ کیا۔یہاں وَعَدَ کے مفعول اول اَلْمُؤْمِنِيْنَ اور اَلْمُؤْمِنٰتِ ہیں جبکہ جَنّٰتٍ اور مَسٰكِنَ طَيِّبَةً مفعول ثانی ہیں۔

ترجمہ

اَلْمُنٰفِقُوْنَ	وَالْمُنٰفِقٰتُ	بَعْضُهُمْ	مِّنْۢ بَعْضٍ	يَاْمُرُوْنَ
منافق مرد	اور منافق عورتیں،	ان کے بعض	بعض میں سے ہیں (یعنی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں)	وہ لوگ ترغیب دیتے ہیں

بِالْمُنْكَرِ	وَيَنْهَوْنَ	عَنِ الْمَعْرُوْفِ	وَيَقْبِضُوْنَ	اَيْدِيَهُمْ ۭ	نَسُوا	اللّٰهَ	فَنَسِيَهُمْ ۭ
برائی کی	اور منع کرتے ہیں	بھلائی سے	اور سیکڑتے ہیں	اپنے ہاتھوں کو	وہ لوگ بھول گئے	اللہ کو	تو وہ (یعنی اللہ) بھول گیا ان کو

اِنَّ	الْمُنٰفِقِيْنَ	هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾	وَعَدَ	اللّٰهُ	الْمُنٰفِقِيْنَ	وَالْمُنٰفِقٰتِ	وَالْكُفَّارَ	نَارَ جَهَنَّمَ
بیشک	منافق لوگ	ہی نافرمانی کرنے والے ہیں	وعدہ کیا	اللہ نے	منافق مردوں سے	اور منافق عورتوں سے	اور کافروں سے	جہنم کی آگ کا

خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا ۭ	هِيَ	حَسْبُهُمْ ۚ	وَلَعَنَهُمُ	اللّٰهُ ۚ	وَلَهُمْ
ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	وہ	ان کو کافی ہے (بطور بدلہ کے)	اور ان پر لعنت کی	اللہ نے	اور ان کے لیے

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٦٨﴾	كَالَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	كَانُوْٓا	اَشَدَّ	مِنْكُمْ	قُوَّةً	وَّاَكْثَرَ	اَمْوَالًا
ایک قائم رہنے والا عذاب ہے	انکی مانند جو	تم لوگوں سے پہلے تھے	وہ لوگ تھے	زیادہ سخت	تم سے	بلحاظ قوت کے	اور زیادہ کثرت والے	بلحاظ مال کے

وَّاَوْلَادًا ۭ	فَاسْتَمْتَعُوْا	بِخَلَاقِهِمْ	فَاسْتَمْتَعْتُمْ	بِخَلَاقِكُمْ
اور اولاد کے	تو انہوں نے فائدہ اٹھایا	اپنے حصے سے	پھر تم لوگوں نے فائدہ اٹھایا	اپنے حصے سے

كَمَا	اسْتَمْتَعَ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	بِخَلَاقِهِمْ
اس کی مانند جو	فائدہ اٹھایا	انہوں نے جو	تم سے پہلے تھے	اپنے حصے سے

وَخُضۡتُمۡ	كَالَّذِیۡ	خَاضُوۡاؕ	اُولٰٓئِكَ	حَبِطَتۡ	اَعۡمَالُهُمۡ	فِی الدُّنۡیَا	وَالۡاٰخِرَةِۚ
اورتم لوگ بھی گھسے	جیسے وہ لوگ	گھستے تھے	وہ لوگ ہیں	اکارت گئے	جن کے اعمال	دنیا میں	اور آخرت میں

وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۶۹﴾	اَلَمۡ یَاۡتِهِمۡ	نَبَاُ الَّذِیۡنَ	مِنۡ قَبۡلِهِمۡ	قَوۡمِ نُوۡحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوۡدَ ۙ۵
اور وہ لوگ	ہی خسارہ پانے والے ہیں	کیا نہیں پہنچی ان کو	ان لوگوں کی خبر جو	ان سے پہلے تھے	ثمود اور عاد اور نوح کی قوم کی خبر

وَقَوۡمِ اِبۡرٰهِیۡمَ	وَاَصۡحٰبِ مَدۡیَنَ	وَالۡمُؤۡتَفِكٰتِؕ	اَتَتۡهُمۡ	رُسُلُهُمۡ	بِالۡبَیِّنٰتِۚ
اور ابراہیم کی قوم کی (خبر)	اور مدین والوں کی (خبر)	اور الٹ جانے والی (بستیوں) کی (خبر)	پہنچے ان کے پاس	ان کے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ

فَمَا كَانَ	اللّٰهُ	لِیَظۡلِمَهُمۡ	وَلٰكِنۡ	كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ یَظۡلِمُوۡنَ ﴿۷۰﴾	وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ	وَالۡمُؤۡمِنٰتُ	بَعۡضُهُمۡ
تو نہیں ہے	اللہ	کہ وہ ظلم کرتا ان پر	اور لیکن	وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے	اور مومن مرد	اور مومن عورتیں،	ان کے بعض

اَوۡلِیَآءُ	بَعۡضٍ ۘ	یَاۡمُرُوۡنَ	بِالۡمَعۡرُوۡفِ	وَیَنۡهَوۡنَ	عَنِ الۡمُنۡكَرِ	وَیُقِیۡمُوۡنَ	الصَّلٰوةَ	وَیُؤۡتُوۡنَ
کارساز ہیں	بعض کے	ترغیب دیتے ہیں	بھلائی کی	اور منع کرتے ہیں	برائی سے	اور قائم کرتے ہیں	نماز کو	اور پہنچاتے ہیں

الزَّكٰوةَ	وَیُطِیۡعُوۡنَ	اللّٰهَ	وَرَسُوۡلَهٗؕ	اُولٰٓئِكَ	سَیَرۡحَمُهُمُ	اللّٰهُؕ	اِنَّ اللّٰهَ	عَزِیۡزٌ
زکوٰۃ کو	اور اطاعت کرتے ہیں	اللہ کی	اور اُس کے رسول کی	وہ لوگ ہیں	رحم کرے گا جن پر	اللہ	بیشک اللہ	بالادست ہے

حَكِیۡمٌ ﴿۷۱﴾	وَعَدَ	اللّٰهُ	الۡمُؤۡمِنِیۡنَ	وَالۡمُؤۡمِنٰتِ	جَنّٰتٍ	تَجۡرِیۡ	مِنۡ تَحۡتِهَا	الۡاَنۡهٰرُ
حکمت والا ہے	وعدہ کیا	اللہ نے	مومن مردوں سے	اور مومن عورتوں سے	ایسے باغات کا	بہتی ہیں	جن کے نیچے	نہریں

خٰلِدِیۡنَ	فِیۡهَا	وَمَسٰكِنَ طَیِّبَةً	فِیۡ جَنّٰتِ عَدۡنٍؕ	وَرِضۡوَانٌ	مِّنَ اللّٰهِ	اَكۡبَرُؕ
ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	اور پاکیزہ ٹھکانوں کا	عدن کے باغات میں	اور رضامندی	اللہ (کی طرف) سے	سب سے بڑی ہے

ذٰلِكَ	هُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۷۲﴾ ع
یہ	ہی عظیم کامیابی ہے

آیت نمبر (73 تا 80)

ترکیب

(آیت۔76) اٰتٰهُمۡ میں هُمۡ کی ضمیر اٰتٰی کا مفعول اول ہے جبکہ اس کا مفعول ثانی محذوف ہے جو کہ مَالًا ہوسکتا ہے، بَخِلُوۡا بِهٖ میں بِهٖ کی ضمیر اسی مفعول محذوف یعنی مَالًا کے لیے ہے۔ (آیت۔77) اِلٰی یَوۡمٍ نہیں آیا بلکہ اِلٰی یَوۡمِ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوگیا کہ یَوۡمِ مضاف ہی اور یَلۡقَوۡنَهٗ پورا جملہ فعلیہ مضاف الیہ ہے۔ یہ عربی کی مخصوص ترکیب ہے جو اردو میں مستعمل نہیں ہے۔ اس لیے یَلۡقَوۡنَ کا ترجمہ مضارع کے طور پر کرنے کے بجائے مصدر کے طور پر کرنا اردو محاورہ کی مجبوری ہے۔ (آیت۔ 80) اَوۡلَا

تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ کے آگے سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ محذوف ہے۔ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ کا مفعول مطلق اِسْتِغْفَارًا محذوف ہے۔ اس کی جگہ پر آنے کی وجہ سے سَبْعِيْنَ حالتِ نصب میں ہے۔

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ	جَاهِدِ	الْكُفَّارَ	وَالْمُنٰفِقِيْنَ	وَاغْلُظْ	عَلَيْهِمْ ط	وَمَاْوٰىهُمْ	جَهَنَّمُ ط
اے نبی	آپ کشمکش کریں	کافروں سے	اور منافقوں سے	اور آپ سخت ہوں	ان پر	اور ان کا ٹھکانہ	جہنم ہے

وَبِئْسَ	الْمَصِيْرُ ﴿٧٣﴾	يَحْلِفُوْنَ	بِاللّٰهِ	مَا قَالُوْا ط	وَ	لَقَدْ قَالُوْا	كَلِمَةَ الْكُفْرِ
اور کتنا برا ہے وہ	لوٹنے کا ٹھکانہ	وہ لوگ قسم کھاتے ہیں	اللہ کی	(کہ) انہوں نے نہیں کہا	حالانکہ	یقیناً وہ کہہ چکے ہیں	کفر کی بات

وَكَفَرُوْا	بَعْدَ اِسْلَامِهِمْ	وَهَمُّوْا	بِمَا	لَمْ يَنَالُوْا ج	وَمَا نَقَمُوْۤا	اِلَّاۤ	اَنْ
اور انہوں نے کفر کیا	اپنے اسلام کے بعد	اور انہوں نے ارادہ کیا	اس (چیز) کا جو	نہیں پہنچی (ان کو)	اور انہیں برا نہیں لگا	مگر	(یہ) کہ

اَغْنٰىهُمُ	اللّٰهُ	وَرَسُوْلُهٗ	مِنْ فَضْلِهٖ ج	فَاِنْ	يَّتُوْبُوْا	يَكُ	خَيْرًا	لَّهُمْ ج	وَاِنْ
غنی کیا ان کو	اللہ نے	اور اسکے رسول نے	اپنے فضل سے	پس اگر	یہ لوگ توبہ کریں	تو یہ ہوگا	بہتر	ان کے لیے	اور اگر

يَّتَوَلَّوْا	يُعَذِّبْهُمُ	اللّٰهُ	عَذَابًا اَلِيْمًا لا	فِي الدُّنْيَا	وَالْاٰخِرَةِ ج	وَمَا لَهُمْ	فِي الْاَرْضِ
وہ روگردانی کریں گے	تو عذاب دے گا ان کو	اللہ	ایک دردناک عذاب	دنیا میں	اور آخرت میں	اور ان کے لیے نہیں ہے	زمین میں

مِنْ وَّلِيٍّ	وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿٧٤﴾	وَمِنْهُمْ مَّنْ	عٰهَدَ	اللّٰهَ	لَئِنْ	اٰتٰىنَا	مِنْ فَضْلِهٖ
کسی قسم کا کوئی کارساز	اور نہ ہی کوئی مددگار	اور ان میں وہ بھی ہیں جنہوں نے	معاہدہ کیا	اللہ سے	(کہ) بیشک اگر	اس نے دیا ہم کو	اپنے فضل سے

لَنَصَّدَّقَنَّ	وَلَنَكُوْنَنَّ	مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾	فَلَمَّاۤ	اٰتٰىهُمْ	مِّنْ فَضْلِهٖ	بَخِلُوْا
تو ہم لازماً صدقہ خیرات کریں گے	اور ہم لازماً ہو جائیں گے	صالح لوگوں میں سے	پھر جب	اس نے دیا ان کو	اپنے فضل سے	تو انہوں نے بخل کیا

بِهٖ	وَتَوَلَّوْا	وَّهُمْ	مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧٦﴾	فَاَعْقَبَهُمْ	نِفَاقًا	فِيْ قُلُوْبِهِمْ	اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ
اسکے ساتھ	اور روگردانی کی	اور وہ	اعراض کرنے والے (ہی) تھے	تو اس نے بدلے میں دیا انکو	ایک نفاق	انکے دلوں میں	اس سے ملنے کے دن تک

بِمَاۤ	اَخْلَفُوا	اللّٰهَ	مَا	وَعَدُوْهُ	وَبِمَا	كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿٧٧﴾	اَلَمْ يَعْلَمُوْۤا
بسبب اس کے جو	انہوں نے خلاف کیا	اللہ سے	اسکے جو	انہوں نے وعدہ کیا	اور بسبب اسکے جو	وہ جھوٹ بولا کرتے تھے	کیا انہوں نے نہیں جانا

اَنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	سِرَّهُمْ	وَنَجْوٰىهُمْ	وَاَنَّ	اللّٰهَ	عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ج ﴿٧٨﴾	اَلَّذِيْنَ	يَلْمِزُوْنَ
کہ	اللہ	جانتا ہے	ان کے راز کو	اور انکی سرگوشی کو	اور یہ کہ	اللہ	غیب (کی باتوں) کا خوب جاننے والا ہے	وہ لوگ جو	عیب جوئی کرتے ہیں

الْمُطَّوِّعِيْنَ	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	فِي الصَّدَقٰتِ	وَالَّذِيْنَ	لَا يَجِدُوْنَ	اِلَّا	جُهْدَهُمْ
نفلی عبادت کرنیوالوں کی	مومنوں میں سے	صدقہ خیرات (کے بارے) میں	اور ان کی جو	نہیں پاتے	مگر	اپنی محنت (کی مزدوری) کو

فَيَسْخَرُوْنَ	مِنْهُمْ ۭ	سَخِرَ	اللّٰهُ	مِنْهُمْ ۡ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝	اِسْتَغْفِرْ	لَهُمْ	اَوْ
تو وہ تمسخر کرتے ہیں	ان سے	تمسخر کیا	اللہ نے	ان سے	اور ان کے لیے	ایک دردناک عذاب ہے	آپؐ استغفار کریں	ان کے لیے	یا

لَا تَسْتَغْفِرْ	لَهُمْ ۭ	اِنْ	تَسْتَغْفِرْ	لَهُمْ	سَبْعِيْنَ مَرَّةً	فَلَنْ يَّغْفِرَ	اللّٰهُ
آپؐ استغفار نہ کریں	ان کے لیے (برابر ہے)	اگر	آپؐ استغفار کریں گے	ان کے لیے	ستر مرتبہ	تو (بھی) ہرگز معاف نہیں کرے گا	اللہ

لَهُمْ ۭ	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ	كَفَرُوْا	بِاللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ ۭ	وَاللّٰهُ	لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ۧ
ان کو	یہ	اس سبب سے کہ انہوں نے	ناشکری کی	اللہ کی	اور اسکے رسول کی	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	نافرمانی کرنے والوں کو

نوٹ:1 آیت۔73 میں کفار اور منافقین سے جہاد اور اس میں شدت اختیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کفار سے جہاد کا معاملہ تو واضح ہے، جبکہ منافقین سے جہاد کا مطلب رسول اللہ ﷺ کے عمل سے یہ ثابت ہوا کہ ان کے ساتھ جہاد سے مراد زبانی جہاد ہے، کہ ان کو اسلام کے سمجھنے کی دعوت دیں تاکہ وہ اپنے دعوئ اسلام میں مخلص ہو جائیں۔

وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ میں لفظ غِلظ کے معنی یہ ہیں کہ مخاطب جس طرز عمل کا مستحق ہے اس میں کوئی رعایت اور نرمی نہ برتی جائے۔ امام قرطبی نے فرمایا کہ اس جگہ لفظ غِلظ استعمال کرنے سے عملی سختی مراد ہے کہ ان پر احکام شرعیہ جاری کرنے میں کوئی رعایت اور نرمی نہ برتی جائے۔ زبان اور کلام میں سختی اختیار کرنا مراد نہیں ہے کیونکہ یہ سنت انبیاء کے خلاف ہے، وہ کسی سے سخت کلامی نہیں کرتے۔ رسول اللہ ﷺ کے عمل میں بھی کہیں یہ ثابت نہیں کہ کفار و منافقین سے گفتگو اور خطاب میں کبھی سختی اختیار فرمائی ہو۔

افسوس کہ خطاب اور کلام میں سختی کو کفار کے مقابلہ میں بھی اسلام نے اختیار نہیں کیا، لیکن آج کل کے مسلمان دوسرے مسلمانوں کے بارے میں بے دھڑک استعمال کرتے ہیں اور بہت سے لوگ تو اس کو دین کی خدمت سمجھ کر خوش ہوتے ہیں۔ (معارف القرآن)۔

آیت نمبر (81 تا 89)

ب ک ی

(ض) بُكَاءً رونا۔ ﴿ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ ﴾ (44/الدخان:29) ''تو نہ روئے ان پر آسمان اور زمین۔''

بَاكٍ ج: بُكِيٌّ۔ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ﴿ سُجَّدًا وَّ بُكِيًّا ۝ ﴾ (19/مریم:58) ''سجدہ کرنے والے اور رونے والے ہوتے ہوئے۔''

(افعال) اِبْكَاءً کسی کو رلانا۔ ﴿ وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ۝ ﴾ (53/النجم:43) ''اور یہ کہ وہ ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔''

ق ب ر

(ض۔ن) قَبْرًا میت کو دفن کرنا۔

قَبْرٌ ج: قُبُوْرٌ۔ اسم ذات بھی ہے۔ قبر۔ زیر مطالعہ آیت۔ 84۔ ﴿ وَاَنَّ اللّٰهَ يَبْعَثُ مَنْ فِي الْقُبُوْرِ ۝ ﴾ (22/الحج:7) ''اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا ان کو جو قبروں میں ہیں۔''

مَقْبَرَةٌ ج: مَقَابِرُ- اسم الظرف ہے۔ دفن کرنے کی جگہ۔ قبرستان۔ ﴿ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ ﴾ (102 / التکاثر: 2) ''یہاں تک کہ تم لوگوں نے دیکھا قبرستانوں کو۔''

(افعال) اِقْبَارًا کسی کے لیے قبر مہیا کرنا۔ دفن کرانا۔ ﴿ ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝ ﴾ (80/عبس: 21) ''پھر اس نے موت دی اس کو پھر اس نے دفن کرایا اس کو۔''

ترکیب

(آیت۔ 81) خِلٰفٌ ظرف کے معنی میں بھی آتا ہے اور باب مفاعلہ کا مصدر بھی ہے۔ یہاں دونوں معانی لینے کی گنجائش ہے اس لیے دونوں ترجمے درست مانے جائیں گے۔ ہم ظرف کے معنی میں ترجمہ کریں گے۔ خِلٰفَ کی نصب ظرف ہونے کی وجہ سے بھی ہو سکتی ہے اور اگر اس کو باب مفاعلہ کا مصدر مانیں تو پھر حال یا مفعول لہٗ ہونے کی وجہ سے۔ کَانُوْا یَفْقَهُوْنَ کے شروع میں لَوْ آجانے کی وجہ سے اس کے ماضی استمراری ہونے کی گنجائش نہیں رہی۔ اس لیے یہاں کَانُوْا فعل ناقص ہے، اس کا اسم اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے اور یَفْقَهُوْنَ جملہ فعلیہ ہو کر اس کی خبر ہے۔ (آیت۔ 83) اَوَّلَ مَرَّةٍ میں اَوَّلَ کی نصب اس کے ظرف ہونے کی وجہ سے ہے۔ (آیت۔ 84) اَحَدٍ نکرہ موصوفہ ہے اور مَاتَ اس کی صفت ہے۔

ترجمہ

فَرِحَ	الْمُخَلَّفُوْنَ	بِمَقْعَدِهِمْ	خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ	وَكَرِهُوْٓا	اَنْ	يُّجَاهِدُوْا
خوش ہوئے	پیچھے چھوڑے ہوئے لوگ	اپنے بیٹھ رہنے پر	اللہ کے رسول کے پیچھے	اور انہوں نے ناپسند کیا	کہ	وہ جہاد کریں

بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَقَالُوْا	لَا تَنْفِرُوْا	فِي الْحَرِّ ۭ	قُلْ	نَارُ جَهَنَّمَ
اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	اللہ کی راہ میں	اور انہوں نے کہا	تم لوگ مت نکلو	گرمی میں	آپ کہہ دیجئے	جہنم کی آگ

اَشَدُّ	حَرًّا ۭ	لَوْ	كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝	فَلْيَضْحَكُوْا	قَلِيْلًا	وَّلْيَبْكُوْا	كَثِيْرًا ۚ	جَزَاۗءًۢ
سب سے سخت ہے	بلحاظ گرمی کے	کاش	وہ لوگ سمجھتے ہوتے	پس چاہیے کہ وہ لوگ ہنسیں	تھوڑا	اور روویں	زیادہ	بدلہ ہوتے ہوئے

بِمَا	كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝	فَاِنْ	رَّجَعَكَ	اللّٰهُ	اِلٰى طَاۗىِٕفَةٍ	مِّنْهُمْ	فَاسْتَاْذَنُوْكَ
بسبب اس کے جو	وہ لوگ کماتے تھے	پس اگر	لوٹائے آپؐ کو	اللہ	کسی گروہ کی طرف	ان میں سے	پھر وہ اجازت مانگیں آپؐ سے

لِلْخُرُوْجِ	فَقُلْ	لَّنْ تَخْرُجُوْا	مَعِيَ	اَبَدًا	وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا	مَعِيَ	عَدُوًّا ۭ
نکلنے کے لیے	تو آپؐ کہیں	تم لوگ ہرگز مت نکلو	میرے ساتھ	کبھی بھی	اور تم لوگ ہرگز جنگ مت کرو	میرے ساتھ (مل کر)	کسی دشمن سے

اِنَّكُمْ	رَضِيْتُمْ	بِالْقُعُوْدِ	اَوَّلَ مَرَّةٍ	فَاقْعُدُوْا	مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝	وَلَا تُصَلِّ	عَلٰٓي اَحَدٍ	مِّنْهُمْ
بیشک تم لوگ	راضی ہوئے	بیٹھ رہنے پر	پہلی مرتبہ	پس تم لوگ بیٹھو	پیچھے رہنے والوں کے ساتھ	اور آپؐ نماز نہ پڑھیں	کسی ایک پر	ان میں سے

مَّاتَ	اَبَدًا	وَّلَا تَقُمْ	عَلٰي قَبْرِهٖ ۭ	اِنَّهُمْ	كَفَرُوْا	بِاللّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ	وَمَاتُوْا	وَ
جو مرا	کبھی بھی	اور آپؐ مت کھڑے ہوں	اس کی قبر پر	بیشک انہوں نے	ناشکری کی	اللہ کی	اور اس کے رسول کی	اور وہ مرے	اس حال میں کہ

هُمْ	فٰسِقُوْنَ ﴿٦٧﴾	وَلَا تُعْجِبْكَ	اَمْوَالُهُمْ	وَاَوْلَادُهُمْ ؕ	اِنَّمَا	يُرِيْدُ
وہ لوگ	نافرمانی کرنے والے تھے	اور چاہیے کہ حیرت میں نہ ڈالیں آپ ؐ کو	ان کے اموال	اور ان کی اولاد	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	چاہتا ہے

اللّٰهُ	اَنْ	يُّعَذِّبَهُمْ	بِهَا	فِي الدُّنْيَا	وَتَزْهَقَ	اَنْفُسُهُمْ	وَ	هُمْ	كٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾	وَاِذَآ
اللہ	کہ	وہ عذاب دے ان کو	ان سے	دنیا میں	اور نکلیں	ان کی جانیں	اس حال میں کہ	وہ لوگ	کفر کرنے والے ہوں	اور جب بھی

اُنْزِلَتْ	سُوْرَةٌ	اَنْ	اٰمِنُوْا	بِاللّٰهِ	وَجَاهِدُوْا	مَعَ رَسُوْلِهِ	اسْتَاْذَنَكَ
اتاری جاتی ہے	کوئی سورت	کہ	تم لوگ ایمان لاؤ	اللہ پر	اور جہاد کرو	اس کے رسول کے ساتھ (مل کر)	تو اجازت مانگتے ہیں آپ ؐ سے

اُولُوا الطَّوْلِ	مِنْهُمْ	وَقَالُوْا	ذَرْنَا	نَكُنْ	مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿٨٦﴾	رَضُوْا	بِاَنْ
دولت والے	ان میں سے	اور کہتے ہیں	آپ چھوڑ دیں ہم کو	تو ہم جائیں	بیٹھنے والوں کے ساتھ	وہ لوگ راضی ہوئے	اس پر کہ

يَّكُوْنُوْا	مَعَ الْخَوَالِفِ	وَطُبِعَ	عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	فَهُمْ	لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿٨٧﴾	لٰكِنِ
وہ ہوں	پیچھے رہنے والوں کے ساتھ	اور چھاپ لگائی گئی	ان کے دلوں پر	نتیجتاً وہ لوگ	سوجھ بوجھ نہیں رکھتے	لیکن (یعنی جبکہ)

الرَّسُوْلُ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَهٗ	جٰهَدُوْا	بِاَمْوَالِهِمْ	وَاَنْفُسِهِمْ ؕ	وَاُولٰٓئِكَ	لَهُمُ
یہ رسول ؐ	اور وہ لوگ جو	ایمان لائے،	ان ؐ کے ساتھ	جہاد کرتے ہیں	اپنے مالوں سے	اور اپنی جانوں سے	اور وہ لوگ ہیں	جن کے لیے

الْخَيْرٰتُ ز	وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٨٨﴾	اَعَدَّ	اللّٰهُ	لَهُمْ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهَا	الْاَنْهٰرُ
بھلائیاں ہیں	اور وہ لوگ	ہی فلاح پانے والے ہیں	تیار کیے	اللہ نے	ان کے لیے	ایسے باغات	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں

خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ	ذٰلِكَ	الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٨٩﴾ ع
ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے ان میں	یہ	ہی عظیم کامیابی ہے

آیت نمبر (90 تا 99)

ع ر ب

(ک) عَرَبًا: کسی چیز کا صاف اور واضح ہونا۔ فصیح زبان بولنا۔

عَرَبِیٌّ: عرب سے نسبت رکھنے والا۔ عرب کا باشندہ۔ عرب کی زبان۔ ﴿وَهٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٣﴾﴾ (16/ النحل: 103) ''اور یہ واضح عربی زبان ہے۔''

اَعْرَابِیٌّ: ج: اَعْرَابٌ۔ صاف اور کھلی فضا میں رہنے والا۔ دیہاتی۔ لیکن یہ لفظ صرف عرب کے دیہاتی کے لیے مختص ہو چکا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 90۔

عَرُبَۃٌ — ج: عُرُوْبٌ (قرآن مجید میں اس کی جمع عُرُبٌ آئی ہے) محبت ظاہر کرنے والی عورت۔ ﴿ عُرُبًا اَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٣٨﴾ ﴾ (56/الواقعۃ: 37۔38) ''محبت ظاہر کرنے والیاں، ہم عمر ہونے والیاں ہوتے ہوئے داہنی جانب والوں کے لیے۔''

ج د ر

(ن) جَدْرًا — دیواروں سے گھرنا۔ دیوار کی اوٹ میں ہونا۔

جِدَارٌ — ج: جُدُرٌ۔ اسم ذات ہے۔ دیوار۔ ﴿ فَوَجَدَا فِيْهَا جِدَارًا ﴾ (18/الکہف: 77) ''تو انہوں نے پائی اس میں ایک دیوار'' ﴿ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ ؕ ﴾ (59/الحشر: 14) ''یا دیواروں کے پیچھے سے ہونا۔''

(ک) جَدَارَۃً — لائق ہونا۔ اہل ہونا۔

اَجْدَرُ — اَفْعَلُ تفضیل کے وزن پر صفت ہے۔ بہت لائق۔ بہت اہل۔ زیر مطالعہ آیت۔97۔

ترکیب

(آیت۔91) لَيْسَ کا اسم مؤخر نکرہ حَرَجٌ ہے۔ اس کی خبر محذوف جو کہ وَاجِبٌ یا ثَابِتٌ ہو سکتی ہے۔ عَلَى الضُّعَفَاءِ سے يُنْفِقُوْنَ تک قائم مقام خبر ہے۔ مانافیہ کا اسم مؤخر نکرہ مِنْ سَبِيْلٍ ہے۔ یہ اصلاً سَبِيْلٌ تھا، اس کو مزید نکرہ کرنے کے لیے مِنْ لگایا گیا ہے۔ عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ قائم مقام خبر ہے۔ (آیت۔92) وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ گذشتہ آیت میں مَا مِنْ سَبِيْلٍ کی قائم مقام خبر ہے۔ اِذَا مَا میں مَا ظرفیہ ہے اور ظرف زمان ہے۔ (آیت۔97) اَجْدَرُ خبر ہے۔ اس کا مبتدا ھُمْ محذوف ہے۔ (آیت۔99) يَتَّخِذُ کا مفعول اول مَا ہے اور قُرُبٰتٍ اس کا مفعول ثانی ہے۔ صَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ کو يَتَّخِذُ کا مفعول اول بھی مانا جاسکتا ہے اور مفعول ثانی بھی۔ دونوں طرح سے ترجمے درست مانیں جائیں گے۔ ہم مفعول ثانی مان کر ترجمہ کریں گے۔

ترجمہ

وَجَآءَ	الْمُعَذِّرُوْنَ	مِنَ الْاَعْرَابِ	لِيُؤْذَنَ	لَهُمْ	وَقَعَدَ	الَّذِيْنَ	كَذَبُوا
اور آئے	بہانے بنانے والے	دیہاتیوں میں سے	تاکہ اجازت دی جائے	ان کو	اور بیٹھ رہے	وہ لوگ جنہوں نے	جھوٹ کہا

اللّٰهَ	وَرَسُوْلَهٗ ؕ	سَيُصِيْبُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	مِنْهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٩٠﴾	لَيْسَ	عَلَى الضُّعَفَآءِ
اللہ سے	اور اس کے رسول سی	آن لگے گا	ان کو جنہوں نے	کفر کیا	ان میں سے	ایک دردناک عذاب	نہیں ہے	کمزوروں پر

وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى	وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ	لَا يَجِدُوْنَ	مَا	يُنْفِقُوْنَ	حَرَجٌ	اِذَا	نَصَحُوْا
اور نہ ہی مریضوں پر	اور نہ ہی ان پر جو	نہیں پاتے	اس کو جو	وہ لوگ خرچ کریں	کوئی گناہ	جب کہ	وہ (دل سے) صاف ہوئے

لِلّٰهِ	وَرَسُوْلِهٖ ؕ	مَا	عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ	مِنْ سَبِيْلٍ ؕ	وَاللّٰهُ	غَفُوْرٌ
اللہ کے لیے	اور اس کے رسول کے لیے	نہیں ہے	احسان کرنے والوں پر	کسی قسم کا کوئی الزام	اور اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے

رَّحِيْمٌ ﴿٩١﴾	وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ	اِذَا مَآ	اَتَوْكَ	لِتَحْمِلَهُمْ	قُلْتَ	لَآ اَجِدُ	مَآ
ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	اور نہ ان پر (کوئی الزام ہے) جو	جس وقت	پہنچے آپؐ کے پاس	تاکہ آپؐ سواری دیں ان کو	تو آپؐ نے کہا	میں نہیں پاتا	اس کو

اَحۡمِلُکُمۡ	عَلَیۡہِ ۪	تَوَلَّوۡا	وَّ	اَعۡیُنُہُمۡ	تَفِیۡضُ	مِنَ الدَّمۡعِ	حَزَنًا	اَلَّا یَجِدُوۡا
میں سوار کروں تم لوگوں کو	جس پر	وہ لوگ پلٹے	اس حال میں کہ	ان کی آنکھیں	بہتی تھیں	آنسو سے	اس غم میں	کہ وہ نہیں پاتے

مَا	یُنۡفِقُوۡنَ ۹۲ ؕ	اِنَّمَا	السَّبِیۡلُ	عَلَی الَّذِیۡنَ	یَسۡتَاۡذِنُوۡنَکَ	وَ	ہُمۡ
اس کو جو	وہ خرچ کریں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	الزام	ان پر ہے جو	اجازت مانگتے آپؐ سے	اس حال میں کہ	وہ لوگ

اَغۡنِیَآءُ ۚ	رَضُوۡا	بِاَنۡ	یَّکُوۡنُوۡا	مَعَ الۡخَوَالِفِ ۙ	وَطَبَعَ	اللّٰہُ	عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ	فَہُمۡ
غنی ہیں	وہ راضی ہوئے	اس پر کہ	وہ ہوں	پیچھے رہنے والیوں کے ساتھ	اور ٹھپہ لگا دیا	اللہ نے	ان کے دلوں پر	نتیجتاً وہ لوگ

لَا یَعۡلَمُوۡنَ ۹۳	یَعۡتَذِرُوۡنَ	اِلَیۡکُمۡ	اِذَا	رَجَعۡتُمۡ	اِلَیۡہِمۡ ؕ	قُلۡ	لَّا تَعۡتَذِرُوۡا
علم نہیں رکھتے	وہ لوگ معذرت پیش کریں گے	تمہاری طرف	جب	تم لوگ لوٹو گے	ان کی طرف	آپؐ کہہ دیجیے	تم لوگ معذرت مت کرو

لَنۡ نُّؤۡمِنَ	لَکُمۡ	قَدۡ نَبَّاَنَا	اللّٰہُ	مِنۡ اَخۡبَارِکُمۡ ؕ	وَسَیَرَی	اللّٰہُ	عَمَلَکُمۡ
ہم ہرگز نہیں مانیں گے	تمہاری بات	ہمیں بتا دیا ہے	اللہ نے	تمہاری خبروں میں سے	اور دیکھے گا	اللہ	تمہارے عمل کو

وَرَسُوۡلُہٗ	ثُمَّ	تُرَدُّوۡنَ	اِلٰی عٰلِمِ الۡغَیۡبِ وَالشَّہَادَۃِ	فَیُنَبِّئُکُمۡ	بِمَا	کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۹۴
اور اس کا رسول (بھی)	پھر	تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	موجود اور غائب کے جاننے والے کی طرف	پھر وہ جتلا دے گا تمہیں	وہ جو	تم لوگ کرتے تھے

سَیَحۡلِفُوۡنَ	بِاللّٰہِ	لَکُمۡ	اِذَا	انۡقَلَبۡتُمۡ	اِلَیۡہِمۡ	لِتُعۡرِضُوۡا	عَنۡہُمۡ ؕ	فَاَعۡرِضُوۡا
وہ لوگ قسم کھائیں گے	اللہ کی	تمہارے لیے (یعنی سامنے)	جب	تم لوگ پلٹو گے	انکی طرف	تا کہ تم لوگ درگزر کرو	ان سے	تو تم لوگ اعراض کرو

عَنۡہُمۡ ؕ	اِنَّہُمۡ	رِجۡسٌ ۫	وَّمَاۡوٰىہُمۡ	جَہَنَّمُ ۚ	جَزَآءًۢ	بِمَا	کَانُوۡا یَکۡسِبُوۡنَ ۹۵	یَحۡلِفُوۡنَ	لَکُمۡ
ان سے	بیشک وہ سب	نجس ہیں	اور ان کا ٹھکانہ	جہنم ہے	بدلہ ہوتے ہوئے	اس کا جو	وہ کماتے تھے	وہ قسم کھائیں گے	تمہارے سامنے

لِتَرۡضَوۡا	عَنۡہُمۡ ۚ	فَاِنۡ	تَرۡضَوۡا	عَنۡہُمۡ	فَاِنَّ	اللّٰہَ	لَا یَرۡضٰی	عَنِ الۡقَوۡمِ الۡفٰسِقِیۡنَ ۹۶
تا کہ تم لوگ راضی ہو جاؤ	ان سے	پس اگر	تم لوگ راضی ہو گے	ان سے	تو بیشک	اللہ	راضی نہیں ہوگا	نافرمانی کرنے والے لوگوں سے

اَلۡاَعۡرَابُ	اَشَدُّ	کُفۡرًا	وَّنِفَاقًا	وَّاَجۡدَرُ	اَلَّا یَعۡلَمُوۡا	حُدُوۡدَ مَاۤ	اَنۡزَلَ
دیہاتی لوگ	زیادہ سخت ہیں	بلحاظ کفر کے	اور بلحاظ نفاق کے	اور (وہ لوگ) اسی لائق ہیں	کہ وہ نہ جانیں	اس کی حدود کو جو	اتارا

اللّٰہُ	عَلٰی رَسُوۡلِہٖ ؕ	وَاللّٰہُ	عَلِیۡمٌ	حَکِیۡمٌ ۹۷	وَمِنَ الۡاَعۡرَابِ	مَنۡ	یَّتَّخِذُ	مَا
اللہ نے	اپنے رسولؐ پر	اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اور دیہاتیوں میں سے	وہ بھی ہیں جو	بناتے ہیں	اس کو جو

یُنۡفِقُ	مَغۡرَمًا	وَّیَتَرَبَّصُ	بِکُمُ	الدَّوَآئِرَ ؕ	عَلَیۡہِمۡ	دَآئِرَۃُ السَّوۡءِ ؕ	وَاللّٰہُ	سَمِیۡعٌ
وہ خرچ کرتے ہیں	ایک جرمانہ	اور انتظار کرتے ہیں	تمہارے لیے	گردش (زمانہ) کا	ان پر ہی ہے	برائی کی گردش	اور اللہ	سننے والا ہے

عَلِيْمٌ ﴿٩٨﴾	وَمِنَ الْاَعْرَابِ	مَنْ	يُّؤْمِنُ	بِاللّٰهِ	وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ	وَيَتَّخِذُ	مَا	يُنْفِقُ
جاننے والا ہے	اور دیہاتیوں میں سے	وہ بھی ہیں جو	ایمان لاتے ہیں	اللہ پر	اور آخری دن پر	اور وہ بناتے ہیں	اس کو جو	وہ خرچ کرتے ہیں

قُرُبٰتٍ	عِنْدَ اللّٰهِ	وَصَلَوٰتِ الرَّسُوْلِ ؕ	اَلَآ	اِنَّهَا	قُرْبَةٌ	لَّهُمْ ؕ	سَيُدْخِلُهُمُ
قربت (کا ذریعہ)	اللہ کے پاس	اور ان رسول ﷺ کی دعاؤں (کا ذریعہ)	سنو!	یقیناً یہ	قربت کا ذریعہ ہیں	ان کے لیے	داخل کرے گا ان کو

اللّٰهُ	فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿٩٩﴾
اللہ	اپنی رحمت میں	بیشک اللہ	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

آیت نمبر (100 تا 106)

ترکیب

(آیت۔100) وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ کو مرکب توصیفی اور مبتدا اور رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کو اس کی خبر مان کر ہم ترجمہ کریں گے۔ اگر السّٰبِقُوْنَ کو مبتدا اور اَلْاَوَّلُوْنَ کو اس کی خبر معرفہ مان کر ترجمہ کیا جائے تو وہ بھی درست ہوگا۔ (آیت۔103) صَدَقَةً نکرہ موصوفہ ہے اور تُطَهِّرُ واحد مؤنث کے صیغہ میں اس کی صفت ہے۔ یہاں پر تُطَهِّرُ کو واحد مذکر مخاطب کا صیغہ ماننے کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ ایسی صورت میں یہ فعل امر خُذْ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم یعنی تُطَهِّرْ ہوتا۔ آگے تُزَكِّيْ واحد مذکر مخاطب کا صیغہ ہے۔

ترجمہ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ	مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ	وَالْاَنْصَارِ	وَالَّذِيْنَ	اتَّبَعُوْهُمْ	بِاِحْسَانٍ ۙ
اور پہلے سبقت کرنے والے	مہاجروں میں سے	اور انصار میں سے	وہ لوگ جنہوں نے	پیروی کی ان کی	نیک کرداری میں

رَّضِيَ	اللّٰهُ	عَنْهُمْ	وَرَضُوْا	عَنْهُ	وَاَعَدَّ	لَهُمْ	جَنّٰتٍ	تَجْرِيْ	تَحْتَهَا	الْاَنْهٰرُ
راضی ہوا	اللہ	ان سے	اور وہ راضی ہوئے	اس سے	اور اس نے تیار کیے	ان کے لیے	ایسے باغات	بہتی ہیں	جن کے نیچے	نہریں

خٰلِدِيْنَ	فِيْهَآ	اَبَدًا ؕ	ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٠٠﴾	وَمِمَّنْ	حَوْلَكُمْ
ایک حالت میں رہنے والے ہوتے ہوئے	ان میں	ہمیشہ ہمیش	یہ ہی عظیم کامیابی ہے	اور ان میں سے	تمہارے اردگرد

مِّنَ الْاَعْرَابِ	مُنٰفِقُوْنَ ۛؕ	وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ	مَرَدُوْا	عَلَى النِّفَاقِ	لَا تَعْلَمُهُمْ ؕ	نَحْنُ	نَعْلَمُهُمْ ؕ
دیہاتیوں میں سے	(وہ) منافق ہیں	اور مدینہ والوں میں سے	جو اڑے رہے	نفاق پر	آپ ﷺ نہیں جانتے ان کو	ہم	جانتے ہیں ان کو

سَنُعَذِّبُهُمْ	مَّرَّتَيْنِ	ثُمَّ	يُرَدُّوْنَ	اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿١٠١﴾	وَاٰخَرُوْنَ	اعْتَرَفُوْا
ہم عذاب دیں گے ان کو	دو مرتبہ	پھر	وہ لوٹائے جائیں گے	ایک عظیم عذاب کی طرف	اور کچھ دوسرے ہیں	جنہوں نے اعتراف کیا

بِذُنُوْبِهِمْ	خَلَطُوْا	عَمَلًا صَالِحًا	وَّاٰخَرَ سَيِّئًا ؕ	عَسَى	اللّٰهُ	اَنْ	يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ
اپنے گناہوں کا	انہوں نے گڈمڈ کیا	نیک عمل کو	اور دوسرے برے کو	قریب ہے	اللہ	کہ	وہ توبہ قبول کرے ان کی	یقیناً اللہ

غَفُوۡرٌ	رَّحِيۡمٌ ﴿۱۰۲﴾	خُذۡ	مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ	صَدَقَةً	تُطَهِّرُهُمۡ	وَتُزَكِّيۡهِمۡ
بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	آپؐ پکڑیں (یعنی قبول کریں)	ان کے مالوں سے	وہ صدقہ	جو پاک کرتا ہے ان کو	اور آپؐ تزکیہ کرتے ہیں ان کا

بِهَا	وَصَلِّ	عَلَيۡهِمۡ ؕ	اِنَّ	صَلٰوتَكَ	سَكَنٌ	لَّهُمۡ ؕ	وَاللّٰهُ	سَمِيۡعٌ	عَلِيۡمٌ ﴿۱۰۳﴾	اَ
جس سے	اور آپؐ دعا دیں	ان کو	بیشک	آپؐ کی دعا	تسکین ہے	ان کے لیے	اور اللہ	سننے والا ہے	جاننے والا ہے	کیا

لَمۡ يَعۡلَمُوۡۤا	اَنَّ	اللّٰهَ	هُوَ	يَقۡبَلُ	التَّوۡبَةَ	عَنۡ عِبَادِهٖ	وَيَاۡخُذُ	الصَّدَقٰتِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ
انہوں نے نہیں جانا	کہ	اللہ	وہ ہی	قبول کرتا ہے	توبہ	اپنے بندوں سے	اور وہ پکڑتا ہے (قبول کرتا ہے)	صدقات	اور یہ کہ	اللہ

هُوَ التَّوَّابُ	الرَّحِيۡمُ ﴿۱۰۴﴾	وَقُلِ	اعۡمَلُوۡا	فَسَيَرَى	اللّٰهُ	عَمَلَكُمۡ	وَرَسُوۡلُهٗ
ہی بار بار قبول کرنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	اور آپؐ کہہ دیجیے	تم لوگ عمل کرو	پھر دیکھے گا	اللہ	تمہارے عمل کو	اور اس کا رسول

وَالۡمُؤۡمِنُوۡنَ ؕ	وَسَتُرَدُّوۡنَ	اِلٰى عٰلِمِ الۡغَيۡبِ وَالشَّهَادَةِ	فَيُنَبِّئُكُمۡ	بِمَا	كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۰۵﴾ ۚ
اور مومن لوگ (بھی)	اور تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	موجود اور غائب کے عالم کی طرف	پھر وہ جتا دے گا تم لوگوں کو	وہ جو	تم لوگ کرتے تھے

وَاٰخَرُوۡنَ	مُرۡجَوۡنَ	لِاَمۡرِ اللّٰهِ	اِمَّا	يُعَذِّبُهُمۡ	وَاِمَّا	يَتُوۡبُ عَلَيۡهِمۡ ؕ
اور کچھ دوسرے	ملتوی کیے ہوئے ہیں	اللہ کے حکم کے لیے	یا	وہ عذاب دے گا ان کو	اور یا	وہ توبہ قبول کرے گا ان کی

وَاللّٰهُ عَلِيۡمٌ	حَكِيۡمٌ ﴿۱۰۶﴾
اور اللہ جاننے والا ہے	حکمت والا ہے

نوٹ: 1

آیت۔101 میں ہے کہ ایسے منافق جو نفاق میں بہت آگے جا چکے ہیں، انہیں عذاب عظیم یعنی دوزخ کے عذاب سے پہلے دو مرتبہ عذاب دیا جائے گا۔ اس میں ایک دنیا کی زندگی کا عذاب ہے اور دوسرا قبر کا عذاب ہے۔ دنیا کے عذاب کی مختلف صورتیں ہو سکتی ہیں۔ لیکن ایک صورت ایسی ہے جس میں تقریباً ہر منافق گرفتار ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ دنیا کے جن مفادات کے تحفظ کی خطر وہ ''خوش رہے باغبان، راضی رہے صیاد بھی'' کی روش اختیار کرتا ہے، انہیں وہ محفوظ پھر بھی نہیں سمجھتا اور ہر وقت اسے کسی نہ کسی نقصان کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔ (اس کی مزید وضاحت کے لیے آیت۔9/ التوبۃ:55 کا نوٹ۔1 پھر سے پڑھ لیں)۔ یہ سوہانِ روح مستقل اس کی جان کو لاگو رہتا ہے، جس کی وجہ سے وہ جھنجھلاہٹ، غصہ، اعصابی تناؤ، بے خوابی وغیرہ میں وقفہ وقفہ سے مبتلا ہوتا رہتا ہے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد یہی چیزیں اسے مختلف بیماریوں میں مبتلا کر دیتی ہیں، جن کی فہرست کافی طویل ہے۔ اس طرح اس کی زندگی ایک مسلسل عذاب ہی ہوتی ہے۔

اس دنیوی عذاب سے نجات کی ایک ہی صورت ہے۔ وہ یہ کہ انسان اس حقیقت کو تسلیم کر لے کہ کسی معاملہ میں کوشش کرنے یا نہ کرنے کا اسے اختیار حاصل ہے، لیکن کسی کوشش کے نتیجہ پر اس کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ ہر کوشش کا نتیجہ اللہ تعالیٰ نے اپنے قبضہ قدرت میں رکھا ہے۔ اپنے علم اور نتیجہ کو ہم برا سمجھتے ہیں۔ اس حقیقت پر جب دل ٹھک جائے تو پھر کسی کوشش کا جو بھی نتیجہ نکلے، کامیابی ہو یا ناکامی، فائدہ ہو یا نقصان اور ہر حال میں راضی برضا رہنے کا خود کو خوگر بنا لے، تو مذکورہ دنیوی عذاب سے نجات پائے جائے گا۔ اس کے علاوہ اس سے نجات کا اور کوئی راستہ نہیں ہے۔

آیت نمبر (107 تا 110)

ء س س

(ن) اَسًّا کسی عمارت کی بنیاد رکھنا۔
(تفعیل) تَاْسِیْسًا بنیاد رکھنا۔اس میں مبالغہ کا مفہوم ہے یعنی بنیاد بھرنا۔زیر مطالعہ آیت۔108، 109

ج ر ف

(ن) جَرْفًا مٹی کھودنا۔مٹی کھرچنا۔
جُرُفٌ دریا کا ایسا کنارہ جس کے نیچے کی مٹی پانی بہالے گیا ہو۔چھجہ۔Cliff۔زیر مطالعہ آیت۔109۔

ھ و ر

(ن) ھَوْرًا عمارت کا گرنا۔
ھَارٍ اسم الفاعل ہے۔قاعدہ کے مطابق اس کا اسم الفاعل ھَائِرٌ بنتا ہے اور استعمال بھی ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ھَارٍ بھی استعمال ہوتا ہے۔گرنے والا۔زیر مطالعہ آیت۔109۔
(انفعال) اِنْھِیَارًا گر پڑنا۔زیر مطالعہ آیت۔109

ترکیب

(آیت۔107) اِتَّخَذُوْا کا مفعول اول مَسْجِدًا جبکہ ضِرَارًا، کُفْرًا، تَفْرِیْقًا اور اِرْصَادًا مفعول ثانی ہیں۔ان میں ضِرَارًا باب مفاعلہ کا، کُفْرًا ثلاثی مجرد کا، تَفْرِیْقًا باب تفعیل کا اور اِرْصَادًا باب افعال کا مصدر ہے۔(آیت۔109) شَفَا مضاف ہے، جُرُفٍ اس کا مضاف الیہ ہے، جبکہ ھَارٍ صفت ہے۔جُرُفٍ کی (آیت۔110) لَا یَزَالُ فعل ناقص ہے، بُنْیَانُھُمْ اس کا اسم ہے اور رِیْبَۃً اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَالَّذِیْنَ	اتَّخَذُوْا	مَسْجِدًا	ضِرَارًا	وَّ کُفْرًا	وَّ تَفْرِیْقًا	بَیْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ
اور وہ لوگ جنھوں نے	بنائی	ایک مسجد	نقصان پہنچانے والی	اور کفر کرنے والی	اور پھوٹ ڈالنے کو	مومنوں کے مابین

وَاِرْصَادًا	لِّمَنْ	حَارَبَ	اللّٰهَ	وَ رَسُوْلَهٗ	مِنْ قَبْلُ	وَلَیَحْلِفُنَّ
اور نگران مقرر کرنے کو	اس کے لیے (یعنی اس کی طرف سے) جس نے	لڑائی کی	اللہ سے	اور اس کے رسول سے	اس سے پہلے	اور وہ لازماً قسم کھائیں گے

اِنْ	اَرَدْنَآ	اِلَّا	الْحُسْنٰی	وَاللّٰهُ	یَشْھَدُ	اِنَّھُمْ	لَکٰذِبُوْنَ ﴿۱۰۷﴾	لَا تَقُمْ	فِیْهِ
(کہ) نہیں	ارادہ کیا ہم نے	مگر	بھلائی کا	اور اللہ	گواہی دیتا ہے	کہ وہ	یقیناً جھوٹے ہیں	آپ ﷺ مت کھڑے ہوں	اس میں

اَبَدًا	لَمَسْجِدٌ	اُسِّسَ	عَلَی التَّقْوٰی	مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ	اَحَقُّ	اَنْ	تَقُوْمَ	فِیْهِ
کبھی بھی	بیشک ایسی مسجد	بنیاد بھری گئی جس کی	تقوی پر (یعنی سے)	پہلے دن سے	زیادہ حق دار ہے	کہ	آپ ﷺ کھڑے ہوں	اس میں

فِیْہِ	رِجَالٌ	یُّحِبُّوْنَ	اَنْ	یَّتَطَھَّرُوْا ؕ	وَاللّٰہُ	یُحِبُّ	الْمُطَّھِّرِیْنَ ۱۰۸	اَفَمَنْ	اَسَّسَ
اس میں	ایسے مرد ہیں	جو پسند کرتے ہیں	کہ	وہ خوب پاک رہیں	اور اللہ	پسند کرتا ہے	خوب پاک رہنے والوں کو	تو کیا وہ	جس نے بنیاد دھری

بُنْیَانَہٗ	عَلٰی تَقْوٰی مِنَ اللّٰہِ	وَرِضْوَانٍ	خَیْرٌ	اَمْ مَّنْ	اَسَّسَ	بُنْیَانَہٗ	عَلٰی شَفَا جُرُفٍ ھَارٍ
اپنی عمارت کی	اللہ کے تقویٰ پر	اور رضامندی پر	بہتر ہے	یا وہ	جس نے بنیاد دھری	اپنی عمارت کی	گرنے والے چھجے کے کنارے پر

فَانْھَارَ	بِہٖ	فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ ؕ	وَاللّٰہُ	لَا یَھْدِی	الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ۱۰۹	لَا یَزَالُ
تو وہ گر پڑا	اس کے (یعنی) عمارت کے ساتھ	دوزخ کی آگ میں	اور اللہ	ہدایت نہیں دیتا	ظالم لوگوں کو	ہمیشہ رہے گا

بُنْیَانُھُمُ الَّذِیْ	بَنَوْا	رِیْبَةً	فِیْ قُلُوْبِھِمْ	اِلَّآ اَنْ	تَقَطَّعَ	قُلُوْبُھُمْ ؕ
ان کی عمارت سے جو	انہوں نے بنائی	ایک شک	ان کے دلوں میں	سوائے اس کے کہ	ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں	ان کے دل

وَاللّٰہُ	عَلِیْمٌ	حَکِیْمٌ ۱۱۰ ع
اور اللہ	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے

نوٹ:1

مدینہ کا ایک شخص ابو عامر زمانہ جاہلیت میں عیسائی ہو گیا تھا اور ابو عامر راحب کے نام سے مشہور تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو اس نے آپؐ کی مخالفت کی اور غزوہ حنین تک تمام غزوات میں مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شرکت کی۔ اس کے بعد یہ شام کی طرف چلا گیا اور قیصر روم کو آمادہ کرنے کی کوشش کی کہ وہ مدینہ پر فوج کشی کرے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے منافقین کو ہدایت کہ تم لوگ اپنی طاقت کو مجتمع کرنے کے لیے ایک مسجد بناؤ، اس میں اپنے لوگوں کو جمع کرو اور ممکنہ حد تک اسلحہ بھی جمع کرو تا کہ وقت پر قیصر روم کی مدد کر سکو۔ چنانچہ منافقین نے قباء کے مقام پر ایک دوسری مسجد کی بنیاد رکھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپؐ اس میں نماز پڑھ لیں تا کہ برکت ہو جائے آپؐ اس وقت غزوۂ تبوک کی تیاری میں مشغول تھے اس لیے آپؐ واپسی کے بعد اس میں نماز پڑھنے کی حامی بھر لی۔ لیکن واپسی کے وقت آپؐ مدینہ کے قریب ایک مقام پر فروکش تھے تو یہ آیات نازل ہوئیں۔ چنانچہ آپؐ صحابہ کرامؓ کو حکم دیا کہ اس مسجد کی گرا دو اور اس میں آگ لگا دو۔ مسجد قبا سے کچھ فاصلے پر یہ جگہ اج تک ویران پڑی ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (111 تا 118)

ء	و	ہ

(ن) اَوِّھَا — دوسروں کی تکلیف کا احساس کرنا۔ دردمند ہونا۔ آہ بھرنا۔

اَوَّاہٌ — فَعَّالٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بہت دردمند۔ زیر مطالعہ آیت۔ 114

ترکیب

(آیت۔111) وَعْدًا حَقًّا مرکب توصیفی ہے اور فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے۔ عَلَیْہِ کی ضمیر اللہ کے لیے ہے۔ اَوْفٰی فعل ماضی بھی ہو سکتا تھا لیکن آگے مِنَ اللّٰہِ سے معلوم ہوا کہ یہ فعل ماضی نہیں بلکہ افعل تفضیل ہے۔ (آیت۔118) وَعَلَی الثَّلٰثَةِ گذشتہ آیت میں لَقَدْ تَابَ اللّٰہُ پر عطف ہے۔

ترجمہ

اِنَّ اللّٰهَ	اشْتَرٰی	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ	اَنْفُسَهُمْ	وَاَمْوَالَهُمْ	بِاَنَّ	لَهُمُ	الْجَنَّةَ ؕ
بیشک اللہ نے	خرید لیا	مومنوں سے	ان کی جانوں کو	اور ان کے مالوں کو	اس کے عوض کہ	ان کے لیے	جنت ہے

يُقَاتِلُوْنَ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	فَيَقْتُلُوْنَ	وَيُقْتَلُوْنَ ۫	وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا	فِي التَّوْرٰىةِ	وَالْاِنْجِيْلِ
وہ لوگ جنگ کرتے ہیں	اللہ کی راہ میں	تو وہ قتل کرتے ہیں	اور وہ قتل کیے جاتے ہیں	اس پر (ہماری طرف سے) سچا وعدہ ہے	تورات میں	اور انجیل میں

وَالْقُرْاٰنِ ؕ	وَمَنْ	اَوْفٰى	بِعَهْدِهٖ	مِنَ اللّٰهِ	فَاسْتَبْشِرُوْا	بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ	بَايَعْتُمْ	بِهٖ ؕ
اور قرآن میں	اور کون	زیادہ وفا کرنے والا ہے	اپنے وعدہ کو	اللہ سے بڑھ کر	پس تم لوگ خوشی مناؤ	اپنے اس سودے کی جس کا	تم نے معاہدہ کیا	اس سے

وَذٰلِكَ	هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾	اَلتَّآئِبُوْنَ	الْعٰبِدُوْنَ	الْحٰمِدُوْنَ	السَّآئِحُوْنَ	الرّٰكِعُوْنَ	السّٰجِدُوْنَ
اور یہ	ہی عظیم کامیابی ہے	توبہ کرنے والے	بندگی کرنے والے	حمد کرنے والے	روزہ رکھنے والے	رکوع کرنے والے	سجدہ کرنے والے

الْاٰمِرُوْنَ	بِالْمَعْرُوْفِ	وَالنَّاهُوْنَ	عَنِ الْمُنْكَرِ	وَالْحٰفِظُوْنَ	لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ	وَبَشِّرِ
ترغیب دینے والے	بھلائی کی	اور منع کرنے والے	برائی سے	اور حفاظت کرنے والے	اللہ کی حدود کی	اور آپ بشارت دیجئے

الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾	مَا كَانَ	لِلنَّبِيِّ	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اَنْ	يَّسْتَغْفِرُوْا	لِلْمُشْرِكِيْنَ	وَلَوْ	كَانُوْٓا
مومنوں کو	نہیں ہے	ان نبیؐ کے لیے	اور ان کے لیے جو	ایمان لائے	کہ	وہ استغفار کریں	مشرکوں کے لیے	اگرچہ	وہ ہوں

اُولِيْ قُرْبٰى	مِنْ بَعْدِ مَا	تَبَيَّنَ	لَهُمْ	اَنَّهُمْ	اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿۱۱۳﴾	وَمَا كَانَ	اسْتِغْفَارُ اِبْرٰهِيْمَ
قرابت والے	اس کے بعد کہ جو	واضح ہوا	ان پر	کہ وہ لوگ	دوزخ والے ہیں	اور نہیں تھا	ابراہیمؑ کا استغفار

لِاَبِيْهِ	اِلَّا	عَنْ مَّوْعِدَةٍ	وَّعَدَهَآ	اِيَّاهُ ۚ	فَلَمَّا	تَبَيَّنَ	لَهٗٓ	اَنَّهٗ	عَدُوٌّ	لِّلّٰهِ
اپنے والد کے لیے	مگر	ایک وعدے کے سبب سے	انہوںؑ نے وعدہ کیا جس کا	اس سے	پھر جب	واضح ہوا	انؑ پر	کہ وہ	دشمن ہے	اللہ کا

تَبَرَّاَ	مِنْهُ ؕ	اِنَّ	اِبْرٰهِيْمَ	لَاَوَّاهٌ	حَلِيْمٌ ﴿۱۱۴﴾	وَمَا كَانَ	اللّٰهُ	لِيُضِلَّ
تو انہوںؑ نے بیزاری کا اظہار کیا	اس سے	بیشک	ابراہیمؑ	یقیناً بہت دردمند تھے	بردبار تھے	اور نہیں ہے	اللہ	کہ وہ گمراہ کرے

قَوْمًۢا	بَعْدَ اِذْ	هَدٰىهُمْ	حَتّٰى	يُبَيِّنَ	لَهُمْ	مَّا	يَتَّقُوْنَ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	بِكُلِّ شَيْءٍ
کسی قوم کو	اسکے بعد کہ جب	اس نے ہدایت دی ان کو	یہاں تک کہ	وہ واضح کردے	ان کے لیے	اس کو جس سے	وہ بچتے رہے	بیشک اللہ	ہر چیز کو

عَلِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾	اِنَّ اللّٰهَ	لَهٗ	مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	يُحْيٖ	وَيُمِيْتُ ؕ	وَمَا لَكُمْ
جاننے والا ہے	بیشک اللہ	اس کے لیے ہی ہے	زمین اور آسمانوں کی بادشاہت	وہ زندگی دیتا ہے	اور وہ موت دیتا ہے	اور نہیں ہے تمہارے لیے

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	مِنْ وَّلِيٍّ	وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۱۱۶﴾	لَقَدْ تَّابَ	اللّٰهُ	عَلَى النَّبِيِّ	وَالْمُهٰجِرِيْنَ	وَالْاَنْصَارِ	الَّذِيْنَ
اللہ کے سوا	کوئی بھی کارساز	اور نہ ہی کوئی مددگار	بیشک توجہ فرمائی	اللہ نے	ان نبیؐ پر	اور مہاجروں پر	اور انصار پر	جنہوں نے

اتَّبَعُوْهُ	فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ	مِنْۢ بَعْدِ مَا	كَادَ يَزِيْغُ	قُلُوْبُ فَرِيْقٍ	مِّنْهُمْ	ثُمَّ	تَابَ
پیروی کی انؐ کی	مشکل گھڑی میں	اس کے بعد کہ جو	قریب تھا کہ بہک جائیں	ایک فریق کے دل	ان میں سے	پھر	اس نے توجہ فرمائی

عَلَيْهِمْ ؕ	اِنَّهٗ	بِهِمْ	رَءُوْفٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ لا	وَّعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِيْنَ	خُلِّفُوْا ؕ
ان پر	بیشک وہ	ان پر	بے انتہا شفقت کرنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے	اور ان تین پر (بھی) جن کو	پیچھے کیا گیا (فیصلے کے لیے)

حَتّٰٓى	اِذَا	ضَاقَتْ	عَلَيْهِمُ	الْاَرْضُ	بِمَا	رَحُبَتْ	وَضَاقَتْ	عَلَيْهِمْ	اَنْفُسُهُمْ
یہاں تک کہ	جب	تنگ ہوئی	ان پر	زمین	ساتھ اس کے جو	وہ کشادہ تھی	اور تنگ ہوئیں	ان پر	ان کی جانیں

وَظَنُّوْٓا	اَنْ	لَّا مَلْجَاَ	مِنَ اللّٰهِ	اِلَّآ	اِلَيْهِ ؕ	ثُمَّ تَابَ	عَلَيْهِمْ	لِيَتُوْبُوْا ؕ
اور انہوں نے خیال کیا	کہ	کوئی بھی پناہ گاہ نہیں ہے	اللہ سے (بچنے کی)	مگر	اس کی طرف ہی	پھر اس نے توجہ فرمائی	ان پر	تاکہ وہ توبہ کریں

اِنَّ اللّٰهَ	هُوَ التَّوَّابُ	الرَّحِيْمُ ﴿۱۱۸﴾ ع
بیشک اللہ	ہی بار بار توبہ قبول کرنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ: 1

آیت۔115 میں ایک قاعدۂ کلیہ بیان ہوا ہے جس سے قرآن مجید کے وہ تمام مقامات اچھی طرح سمجھے جاسکتے ہیں جہاں ہدایت دینے اور گمراہ کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنا فعل بتایا ہے۔ اللہ کا ہدایت دینا یہ ہے کہ وہ صحیح فکر و عمل کو اپنے انبیاء اور اپنی کتابوں کے ذریعہ سے لوگوں کے سامنے واضح طور پر پیش کردیتا ہے۔ پھر جو لوگ اس طریقے پر خود چلنے کے لیے آمادہ ہوتے ہیں انہیں اس کی توفیق بخشتا ہے۔ اور اللہ کا گمراہی میں ڈالنا یہ ہے کہ جو صحیح فکر و عمل اس نے بتایا ہے، اگر کوئی اس کے خلاف چلنے پر اصرار کرے اور سیدھا نہ چلنا چاہے تو اللہ تعالیٰ اس کو زبردستی راہ راست پر نہیں لاتا، بلکہ جدھر وہ خود جانا چاہتا ہے، اسی طرف اس کو جانے کی توفیق دے دیتا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ: 2

غزوۂ تبوک کے لیے تمام مسلمانوں کو نکلنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس وقت مدینہ کے لوگوں کے مختلف گروہ ہوگئے تھے۔ ایک منافق، جن کا ذکر گذشتہ آیات میں آچکا ہے۔ مومنین کے گروہوں کا ذکر آیت۔ 117، 118 میں آیا ہے۔ مومنوں کا ایک گروہ حکم پاتے ہی فوراً جہاد کے لیے تیار ہوگیا۔ ان کا ذکر آیت۔117 میں اَلَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ میں ہے۔ دوسرا گروہ ابتداءً تردد میں رہا لیکن پھر سنبھل گیا اور سب کے ساتھ جہاد پر روانہ ہوا۔ ان کے لیے فرمایا كَادَ يَزِيْغُ قُلُوْبُ فَرِيْقٍ۔ مومنین کا تیسرا گروہ، وہ تھا جو جہاد پر نہیں گیا بعد میں بہانے نہیں تراشے بلکہ اپنے قصور کا اعتراف کیا۔ یہ کل دس صحابہؓ تھے۔ ان میں سے سات نے خود کو مسجد نبوی کے ستونوں سے باندھ لیا تھا کہ جب اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے گا تب وہ کھلیں گے۔ ان کی توبہ قبول کرنے کا ذکر آیت۔102 میں گزر چکا ہے۔ باقی تین نے یہ عمل نہیں کیا۔ ان کے معاشرتی بائیکاٹ کا حکم ہوا تھا۔ ان کی توبہ قبول کرنے کا ذکر آیت۔118 میں ہے۔

آیت نمبر (119 تا 122)

ظ م ء

(س) **ظَمِئَ**: پیاسا ہونا۔ ﴿وَاَنَّكَ لَا تَظْمَؤُا فِيْهَا وَلَا تَضْحٰى ﴿۱۱۹﴾﴾ (20/طٰہٰ:119) ''اور یہ کہ تو پیاسا نہیں ہوگا اس میں اور نہ دھوپ لگے گی۔''

ظَمَاٌ: اسم ذات بھی ہے۔ پیاس۔ زیر مطالعہ آیت۔120

ظَمْاٰنُ: فَعْلَانُ کے وزن پر صفت ہے۔ انتہائی پیاسا۔ ﴿يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً ؕ﴾ (24/النور:39) ''سمجھے گا پیاسا اس کو پانی۔''

ترجمہ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ	اٰمَنُوا	اتَّقُوا	اللّٰهَ	وَكُوْنُوْا	مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۹﴾	مَا كَانَ
اے لوگو جو	ایمان لائے ہو	تقویٰ کرو	اللہ سے	اور ہو جاؤ	سچ کہنے والوں کے ساتھ	نہیں (مناسب) تھا

لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ	وَمَنْ	حَوْلَهُمْ	مِّنَ الْاَعْرَابِ	اَنْ	يَّتَخَلَّفُوْا	عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ	وَلَا يَرْغَبُوْا
مدینہ والوں کے لیے	اور ان کے لیے جو	ان کے اردگرد ہیں	دیہاتیوں میں سے	کہ	وہ پیچھے رہیں	اللہ کے رسول سے	اور یہ کہ نہ چاہیں

بِاَنْفُسِهِمْ	عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ	ذٰلِكَ	بِاَنَّهُمْ	لَا يُصِيْبُهُمْ	ظَمَاٌ	وَّلَا نَصَبٌ
اپنی جانوں کو	ان کی جان سے (زیادہ)	یہ	اس سبب سے کہ	نہیں پہنچتی ان کو (یعنی مجاہدین کو)	کوئی پیاس	اور نہ کوئی مشقت

وَّلَا مَخْمَصَةٌ	فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَلَا يَطَـُٔوْنَ	مَوْطِئًا	يَّغِيْظُ	الْكُفَّارَ	وَلَا يَنَالُوْنَ
اور نہ کوئی شدید بھوک کا وقت	اللہ کی راہ میں	اور وہ پیر سے نہیں روندتے	کسی ایسی روندنے کی جگہ کو جو	سخت غصہ دلائے	کافروں کو	اور وہ حاصل نہیں کرتے

مِنْ عَدُوٍّ	نَّيْلًا	اِلَّا	كُتِبَ	لَهُمْ	بِهٖ	عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	لَا يُضِيْعُ
کسی دشمن سے	کوئی مطلوبہ چیز	مگر (یہ کہ)	لکھا گیا	ان کے لیے	اس کے سبب سے	ایک نیک عمل	بیشک اللہ	ضائع نہیں کرتا

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾	وَلَا يُنْفِقُوْنَ	نَفَقَةً صَغِيْرَةً	وَّلَا كَبِيْرَةً	وَّلَا يَقْطَعُوْنَ	وَادِيًا
احسان کرنے والوں کے اجر کو	اور وہ خرچ نہیں کرتے	کوئی چھوٹا خرچہ	اور نہ ہی کوئی بڑا (خرچہ)	اور وہ نہیں کاٹتے (یعنی طے کرتے)	کسی وادی کو

اِلَّا	كُتِبَ	لَهُمْ	لِيَجْزِيَهُمُ	اللّٰهُ	اَحْسَنَ مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾	وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ
مگر (یہ کہ)	لکھا گیا	ان کے لیے	تاکہ جزا دے ان کو	اللہ	اس کی بہترین جو	وہ عمل کرتے تھے	اور نہیں ہیں مومن لوگ

لِيَنْفِرُوْا	كَآفَّةً ؕ	فَلَوْلَا نَفَرَ	مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ	مِّنْهُمْ	طَآئِفَةٌ	لِّيَتَفَقَّهُوْا	فِي الدِّيْنِ
کہ وہ نکلیں	سب کے سب	تو کیوں نہیں نکلا	ہر ایک فرقہ سے	ان میں سے	ایک گروہ	تاکہ وہ سوجھ بوجھ حاصل کریں	دین میں

وَلِيُنْذِرُوْا	قَوْمَهُمْ	اِذَا	رَجَعُوْۤا	اِلَيْهِمْ	لَعَلَّهُمْ	يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ ع
اور تاکہ وہ خبردار کریں	اپنی قوم کو	جب	وہ لوٹیں	ان کی طرف	شاید وہ لوگ	بچتے رہیں

نوٹ:1 گذشتہ آیات میں مسلسل غزوۂ تبوک کا ذکر چلا آ رہا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نفیر عام کا اعلان کیا تھا کہ ہر شخص اس

میں شریک ہو۔ یہی وجہ ہے کہ اس میں شرکت نہ کرنے والوں سے باز پرس ہوئی۔ منافقوں کے جھوٹے عذر قبول کیے گئے اور مومنوں کی توبہ قبول کی گئی۔ ان سب واقعات سے تاثر یہ ملتا ہے کہ ہر قتال فی سبیل اللہ کی مہم میں شریک ہونا ہر مسلمان پر فرض عین ہے اور شرکت نہ کرنا حرام ہے۔ حالانکہ شرعی حکم یہ نہیں ہے۔ بلکہ عام حالات میں قتال میں شرکت فرض کفایہ ہے الّا یہ کہ مسلمانوں کا امیر نفیر عام کا حکم دے۔ اسی بات کی وضاحت کے لیے آیت نمبر۔122 میں ارشاد ہوا کہ مسلمانوں کے لیے یہ مناسب نہیں ہے کہ کسی مہم پر سب کے سب نکل کھڑے ہوں۔

اس حوالہ سے فرض کفایہ کی حقیقت سمجھ لیں۔ جو فرائض شخصی نہیں بلکہ اجتماعی ہیں، انہیں شریعت نے فرض کفایہ قرار دیا ہے تاکہ تقسیم کار کے اصول پر مختلف جماعتیں فرائض ادا کرتی رہیں اور تمام اجتماعی فرائض ادا ہوتے رہیں۔ مثلاً نماز جنازہ اور اس کی تکفین، مساجد کی تعمیر ونگرانی، سرحدوں کی حفاظت قتال یعنی جنگ وغیرہ۔ یہ سب فرض کفایہ میں شامل ہیں کہ ان کی ذمہ داری تو تمام مسلمانوں پر ہے لیکن بقدر ضرورت اگر افراد مہیا ہو جائیں اور وہ یہ فرائض ادا کر دیں تو باقی تمام مسلمان بھی فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں۔

اسی فرائض کفایہ کے سلسلہ کا ایک اہم فرض دینی تعلیم بھی ہے اور مذکورہ آیت میں اس کے فرض ہونے کا ذکر اس طرح فرمایا ہے کہ قتال جیسے اہم فرض میں بھی اس اہم فرض کو چھوڑنا نہیں چاہیے بلکہ جتنے افراد کی ضرورت ہے، وہ لوگ قتال فی سبیل اللہ کے لیے نکلیں اور باقی لوگ علم دین سیکھنے اور سکھانے کا فریضہ سرانجام دیتے رہیں۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

نوٹ:2

مذکورہ آیت نمبر۔122 سے یہ تاثر بھی ملتا ہے کہ دین کا علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے۔ لیکن دوسری طرف رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان موجود ہے کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور ہر مسلمان عورت پر فرض ہے۔ اس لحاظ سے دین کا علم حاصل کرنا فرض معلوم ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ حدیث مذکورہ آیت سے ٹکراتی ہے اور اسی سے وہ لوگ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ احادیث کی صرف اسناد کی تحقیق کافی نہیں ہے اور اب ضرورت ہے احادیث کے متن کی بھی تحقیق کی جائے۔ یہ بات کہنے والے لوگ نہ کم علم ہوتے ہیں اور نہ ہی ناسمجھ ہوتے ہیں، اس کے باوجود اتنی ناسمجھی کی بات کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ایسے مقامات کے سطحی تاثر کو ان کے دل کا چور لپک کر قبول کر لیتا ہے، اس لیے وہ نہ تو خود بات کی گہرائی میں اترتے ہیں اور نہ یہ جستجو کرتے ہیں کہ ایسے مقامات کی ہمارے بزرگوں نے کیا تشریح کی ہے۔ حقیقت یہ ہے حدیث میں اور آیت میں علم کی مختلف سطح کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ آج کل کی اصطلاح میں اس کو یوں سمجھیں کہ پرائمری کی سطح تک دین کا علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے اس لیے یہ فرض عین کے زمرے میں آتا ہے۔ اس کے آگے اس میں گریجویشن اور ماسٹرس کرنا فرض کفایہ ہے جس کا ذکر آیت مذکورہ میں آیا ہے۔ اب اس کو وضاحت معارف القرآن سے ماخوذ ہے۔

ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ وہ اسلامی عقائد کا علم حاصل کرے، طہارت ونجاست کے احکام سیکھے، وہ عبادات جو فرض یا واجب ہیں ان کا علم حاصل کرے، جن چیزوں کو حرام یا مکروہ قرار دیا گیا ہے ان کا علم حاصل کرے جس کے پاس بقدر نصاب مال ہے اس پر فرض عین ہے کہ زکوٰۃ کے احکام معلوم کرے، جس کو حج کی استطاعت ہے اس پر فرض عین ہے کہ وہ حج کے احکام معلوم کرے۔ جن لوگوں کو خرید وفروخت، مزدوری واجرت اور صنعت کے کام کرنے ہوتے ہیں ان پر فرض عین ہے کہ وہ بیع واجارہ کے احکام سیکھیں۔ جب نکاح کرے تو فرض عین ہے کہ نکاح وطلاق کے احکام معلوم کرے۔

اس کے آگے پورے قرآن مجید کے معانی ومفاہم تمام احادیث کو سمجھنا، ان میں معتبر اور غیر معتبر کی پہچان پیدا کرنا، ان میں صحابہؓ

تابعین اور ائمہ کے اقوال سے واقف ہونا، یہ اتنا بڑا کام ہے کہ پوری عمر لگا کر بھی اس کا حق ادا نہیں ہوتا۔اس لیے شریعت نے اس علم کے حصول کو فرض کفایہ قرار دیا ہے کہ بقدر ضرورت کچھ لوگ یہ علوم حاصل کر لیں تو باقی مسلمان سبکدوش ہو جائیں گے۔

آیت نمبر (123تا129)

ترکیب

(آیت۔124) وَ اِذَا مَآ میں مَا ظرفیہ ہے۔زَادَتْ کا فاعل هٰذِهٖ ہے اور یہ اشارہ سُوْرَةٌ کی طرف ہے۔فَزَادَتْهُمْ میں زَادَتْ کا فاعل اس میں شامل ھِیَ کی ضمیر ہے۔جو سُوْرَةٌ کے لیے ہے۔(آیت۔127) هَلْ یَرٰىكُمْ سے پہلے فَیَقُوْلُ محذوف ہے۔(آیت۔128) اس آیت تین جملہ اسمیہ آئے ہیں۔پہلے جملہ میں عَزِیْزٌ خبر مقدم ہے عَلَیْهِ متعلق خبر اور مَا عَنِتُّمْ مبتدا مؤخر ہے۔دوسرے جملہ میں حَرِیْصٌ خبر مقدم ہے، عَلَیْكُمْ متعلق خبر اور اس کا مبتدا محذوف ہے جو مَا فَرِحْتُمْ ہوسکتا ہے، تیسرے جملہ میں بِالْمُؤْمِنِیْنَ متعلق خبر مقدم، رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ خبر اور اس کا مبتدا ھُوَ محذوف ہے۔

ترجمہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	قَاتِلُوا	الَّذِیْنَ	یَلُوْنَكُمْ	مِّنَ الْكُفَّارِ	وَلْیَجِدُوْا
اے لوگو جو	ایمان لائے	تم لوگ جنگ کرو	ان سے جو	قریب ہیں تمہارے	کافروں میں سے	اور چاہیے کہ پائیں

فِیْكُمْ	غِلْظَةً ط	وَاعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اللّٰهَ	مَعَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿١٢٣﴾	وَاِذَا مَآ	اُنْزِلَتْ	سُوْرَةٌ
تم لوگوں میں	سختی	اور جان لو	کہ	اللہ	تقویٰ کرنے والوں کے ساتھ ہے	اور جب کبھی بھی	اتاری جاتی ہے	کوئی سورۃ

فَمِنْهُمْ مَّنْ	یَّقُوْلُ	اَیُّكُمْ	زَادَتْهُ	هٰذِهٖٓ	اِیْمَانًا ج	فَاَمَّا الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا
تو ان میں وہ بھی ہیں جو	کہتے ہیں	تم میں سے کون ہے	زیادہ کیا جس کو	اس نے (سورت)	بلحاظ ایمان کے	پس جو لوگ وہ ہیں جو	ایمان لائے

فَزَادَتْهُمْ	اِیْمَانًا	وَّهُمْ	یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿١٢٤﴾	وَاَمَّا الَّذِیْنَ	فِیْ قُلُوْبِهِمْ	مَّرَضٌ
تو اس نے زیادہ کیا ان کو	بلحاظ ایمان کے	اور وہ لوگ	خوشی مناتے ہیں	اور جو لوگ وہ ہیں	جن کے دلوں میں	ایک روگ ہے

فَزَادَتْهُمْ	رِجْسًا	اِلٰی رِجْسِهِمْ	وَمَاتُوْا	وَ	هُمْ	كٰفِرُوْنَ ﴿١٢٥﴾	اَوَ
تو اس نے زیادہ کیا ان کو	بلحاظ گندگی کے	ان کی (سابقہ) گندگی کی طرف	اور وہ مرے	اِس حال میں کہ	وہ لوگ	کفر کرنے والے تھے	اور کیا

لَا یَرَوْنَ	اَنَّهُمْ	یُفْتَنُوْنَ	فِیْ كُلِّ عَامٍ	مَّرَّةً	اَوْ	مَرَّتَیْنِ	ثُمَّ	لَا یَتُوْبُوْنَ
وہ لوگ غور نہیں کرتے	کہ وہ	آزمائش میں ڈالے جاتے ہیں	ہر سال	ایک بار	یا	دوبار	پھر (بھی)	وہ لوگ توبہ نہیں کرتے ہیں

وَلَا هُمْ	یَذَّكَّرُوْنَ ﴿١٢٦﴾	وَاِذَا مَآ	اُنْزِلَتْ	سُوْرَةٌ	نَّظَرَ	بَعْضُهُمْ	اِلٰی بَعْضٍ ط
اور نہ ہی وہ لوگ	نصیحت حاصل کرتے ہیں	اور جب کبھی بھی	اتاری جاتی ہے	کوئی سورۃ	تو دیکھتے ہیں	ان کے بعض	بعض کی طرف

هَلْ یَرٰىكُمْ	مِّنْ اَحَدٍ	ثُمَّ	انْصَرَفُوْا ط	صَرَفَ	اللّٰهُ	قُلُوْبَهُمْ	بِاَنَّهُمْ
(پھر وہ کہتے ہیں) کیا دیکھتا ہے تم لوگوں کو	کوئی ایک بھی	پھر	وہ پلٹ جاتے ہیں	پھیرا	اللہ نے	ان کے دلوں کو	بسبب اس کے کہ وہ لوگ

قَوْمٌ	لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾	لَقَدْ جَآءَكُمْ	رَسُوْلٌ	مِّنْ اَنْفُسِكُمْ	عَزِيْزٌ	عَلَيْهِ	مَا
ایک ایسی قوم ہیں جو	سوجھ بوجھ نہیں رکھتے	بیشک آ گیا ہے تم لوگوں کے پاس	ایک ایسا رسول	تمہارے اپنوں میں سے	گراں ہے	جس پر	وہ جس سے

عَنِتُّمْ	حَرِيْصٌ	عَلَيْكُمْ	بِالْمُؤْمِنِيْنَ	رَءُوْفٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۱۲۸﴾
تم لوگ مشکل میں پڑو	شدید خواہش مند ہے	تم لوگوں پر (اس کا جو تمہیں خوش کرے)	مومنوں پر	نہایت شفیق ہے	ہمیشہ مہربان ہے

فَاِنْ	تَوَلَّوْا	فَقُلْ	حَسْبِيَ	اللّٰهُ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ	عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَهُوَ
پھر (بھی) اگر	وہ لوگ منہ موڑیں	تو آپ کہہ دیں	مجھے کافی ہے	اللہ	کوئی الہ نہیں ہے	مگر	وہ (ہی)	اس پر ہی	میں نے بھروسہ کیا	اور وہ

رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۲۹﴾
عظیم عرش کا مالک ہے

نوٹ: 1 آخری دو آیتیں یعنی آیت نمبر 128-129 حضرت ابی بن کعبؓ اور حضرت ابن عباسؓ کے قول کے مطابق، قرآن کی آخری آیتیں ہیں۔ ان کے بعد کوئی آیت نازل نہیں ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ حضرت ابوالدرداءؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص صبح وشام یہ آیتیں سات مرتبہ پڑھ لیا کرے، تو اللہ تعالیٰ اس کے کام آسان فرمادیتے ہیں۔ (معارف القرآن)

سبق ـ 63/4
1/10 تا 20

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ یونس (10)

آیت نمبر (10/یونس:1 تا 10)

ترکیب

(آیت ـ 2) کَانَ کا اسم اس میں شامل ھُوَ کی ضمیر ہے اور عَجَبًا اس کی خبر ہے ـ اَنَّ کا اسم قَدَمَ صِدۡقٍ ہے اس لیے اس کے مضاف قَدَمَ پر نصب آئی ہے اس کی خبر وَاجِبٌ یا ثَابِتٌ محذوف ہے اور لَھُمۡ قائم مقام خبر ہے ـ (آیت ـ 4) وَعۡدَ اللّٰہِ کی نصب بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے اِنَّ محذوف ہے اس کی خبر بھی محذوف ہے جو ثَابِتٌ یا وَاجِبٌ ہو سکتی ہے حَقًّا حال ہے (آیت ـ 6) اِنَّ کا اسم ہونے کی وجہ سے لَاٰیٰتٍ حالت نصب میں ہے ـ اس کی خبر مَوۡجُوۡدٌ محذوف ہے ـ فِی اخۡتِلَافِ سے لے کر وَالۡاَرۡضِ تک قائم مقام خبر ہے ـ (آیت ـ 10) دَعۡوٰھُمۡ کے پہلے یَکُوۡنُ محذوف ہے اور یہ کَانَ تامّہ ہے ـ دَعۡوٰھُمۡ اس کا فاعل ہے اور محلاً حالت رفع میں ہے ـ فِیۡھَا کی ضمیر جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ کے لیے ہے ـ وَاٰخِرُ دَعۡوٰھُمۡ سے پہلے بھی کَانَ تامّہ کا یَکُوۡنُ محذوف ہے اور اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے اٰخِرُ دَعۡوٰھُمۡ کے مضاف اٰخِرُ پر رفع آئی ہے ـ

ترجمہ

الٓرٰ ۚ قف	تِلۡکَ	اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡحَکِیۡمِ ①	اَ	کَانَ	لِلنَّاسِ	عَجَبًا	اَنۡ	اَوۡحَیۡنَاۤ
الرا	یہ	حکمت والی کتاب کی آیات ہیں	کیا	یہ ہوا	لوگوں کے لیے	عجیب	کہ	وحی کیا ہم نے

اِلٰی رَجُلٍ	مِّنۡھُمۡ	اَنۡ	اَنۡذِرِ	النَّاسَ	وَبَشِّرِ	الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡۤا	اَنَّ	لَھُمۡ
ایک شخص کی طرف	ان میں سے	کہ	تو خبردار کر	لوگوں کو	اور خوشخبری دے	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	کہ	ان کے لیے ہے

قَدَمَ صِدۡقٍ	عِنۡدَ رَبِّھِمۡ ؕ	قَالَ	الۡکٰفِرُوۡنَ	اِنَّ	ھٰذَا	لَسٰحِرٌ مُّبِیۡنٌ ②	اِنَّ	رَبَّکُمُ
سچائی کا رتبہ	ان کے رب کے پاس	تو کہا	کافروں نے	بیشک	یہ (تو)	یقیناً ایک کھلا جادوگر ہے	بیشک	تم لوگوں کی پرورش کرنے والا

اللّٰہُ الَّذِیۡ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالۡاَرۡضَ	فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ	ثُمَّ	اسۡتَوٰی	عَلَی الۡعَرۡشِ	یُدَبِّرُ	الۡاَمۡرَ ؕ
وہ اللہ ہے جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	چھ دنوں میں	پھر	وہ متمکن ہوا	عرش پر	وہ تدبیر کرتا ہے	تمام معاملات کی

مَا	مِنۡ شَفِیۡعٍ	اِلَّا	مِنۡۢ بَعۡدِ اِذۡنِہٖ ؕ	ذٰلِکُمُ اللّٰہُ	رَبُّکُمۡ	فَاعۡبُدُوۡہُ ؕ
نہیں ہے	کوئی بھی شفاعت کرنے والا	مگر	اس کی اجازت کے بعد	یہ اللہ	تم لوگوں کی پرورش کرنے والا ہے	پس تم لوگ اس کی بندگی کرو

اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ ③	اِلَیۡہِ	مَرۡجِعُکُمۡ	جَمِیۡعًا ؕ	وَعۡدَ اللّٰہِ	حَقًّا ؕ	اِنَّہٗ
تو کیا تم لوگ نصیحت نہیں حاصل کرتے	اس کی طرف ہی	تمہیں لوٹنا ہے	سب کے سب کو	(بیشک) اللہ کا وعدہ (ثابت) ہے	حق ہوتے ہوئے	بیشک وہ

يَبْدَؤُا	الْخَلْقَ	ثُمَّ	يُعِيْدُهٗ	لِيَجْزِيَ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا
ابتدا کرتا ہے	پیدا کرنے کی	پھر	وہ دوبارہ (پیدا) کرے گا اس کو	تا کہ وہ بدلہ دے	ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کیے

الصّٰلِحٰتِ	بِالْقِسْطِ ؕ	وَالَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَهُمْ	شَرَابٌ	مِّنْ حَمِيْمٍ	وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌ
نیک	انصاف سے	اور وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	ان کے لیے	پینے کی چیز ہے	کھولتے (پانی) سے	اور ایک دردناک عذاب ہے

بِمَا	كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝4	هُوَ	الَّذِيْ	جَعَلَ	الشَّمْسَ	ضِيَآءً	وَّالْقَمَرَ	نُوْرًا
اور بسبب اس کے جو	وہ لوگ کفر کرتے تھے	وہ	وہی ہے جس نے	بنایا	سورج کو	روشنیاں	اور چاند کو	نور

وَّقَدَّرَهٗ	مَنَازِلَ	لِتَعْلَمُوْا	عَدَدَ السِّنِيْنَ	وَالْحِسَابَ ؕ	مَا	خَلَقَ	اللّٰهُ	ذٰلِكَ
اور اس نے مقرر کیا اس کو	بلحاظ منزلوں کے	تا کہ تم لوگ جان لو	سالوں کی گنتی کو	اور حساب کو	نہیں	پیدا کیا	اللہ نے	یہ

اِلَّا	بِالْحَقِّ ج	يُفَصِّلُ	الْاٰيٰتِ	لِقَوْمٍ	يَّعْلَمُوْنَ ۝5	اِنَّ	فِي اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ
مگر	حق کے ساتھ	وہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے	نشانیوں کو	ایسے لوگوں کے لیے جو	علم رکھتے ہیں	یقیناً	دن اور رات کے اختلاف میں

وَمَا	خَلَقَ	اللّٰهُ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	لَاٰيٰتٍ	لِّقَوْمٍ	يَّتَّقُوْنَ ۝6	اِنَّ	الَّذِيْنَ
اور اس میں جو	پیدا کیا	اللہ نے	آسمانوں میں	اور زمین میں	نشانیاں ہیں	ایسے لوگوں کے لیے جو	تقویٰ کرتے ہیں	بیشک	جو لوگ

لَا يَرْجُوْنَ	لِقَآءَنَا	وَ	رَضُوْا	بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَاطْمَاَنُّوْا	بِهَا	وَالَّذِيْنَ	هُمْ
امید نہیں رکھتے	ہماری ملاقات کی	اس حال میں کہ	وہ راضی ہوئے	دنیوی زندگی سے	اور مطمئن ہوئے	اس پر	اور جو لوگ	وہ ہیں جو

عَنْ اٰيٰتِنَا	غٰفِلُوْنَ ۝7 لا	اُولٰٓئِكَ	مَاْوٰىهُمُ	النَّارُ	بِمَا	كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝8	اِنَّ
ہماری نشانیوں سے	غفلت برتنے والے ہیں	یہ ہی لوگ ہیں	جن کا ٹھکانہ	آگ ہے	بسبب اس کے جو	وہ کماتے تھے	بیشک

الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	يَهْدِيْهِمْ	رَبُّهُمْ	بِاِيْمَانِهِمْ ج	تَجْرِيْ	مِنْ تَحْتِهِمُ
جو لوگ	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کیے	نیک	ہدایت دے گا ان کو	ان کا رب	ان کے ایمان کی وجہ سے	بہیں گی	ان کے نیچے سے

الْاَنْهٰرُ	فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۝9	دَعْوٰىهُمْ	فِيْهَا	سُبْحٰنَكَ	اللّٰهُمَّ	وَتَحِيَّتُهُمْ	فِيْهَا	سَلٰمٌ ج
نہریں	نعمتوں کے باغات میں	(ہوگا) ان کا پکارنا	اس میں	(کہ) پاکی تیری ہے	اے اللہ	اور (ہوگا) ان کا دعا دینا	اس میں	سلام

وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ	اَنِ	الْحَمْدُ	لِلّٰهِ	رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝10 ع
اور (ہوگا) ان کا آخری پکارنا	کہ	تمام حمد	اللہ کے لیے ہی ہے	جو تمام جہانوں کا پرورش کرنے والا ہے

نوٹ: 1

لفظ ضِیَاءٌ میں روشنی کے ساتھ تپش کا مفہوم بھی پایا جاتا ہے اور نور، خُنُک (یعنی ٹھنڈی) روشنی کو کہتے ہیں اور یہ ایک امر واقعہ ہے کہ سورج کی روشنی میں تپش ہوتی ہے اور چاند کی روشنی ٹھنڈی ہوتی ہے۔ (تدبر قرآن) ضِیَاءٌ لفظ ضَوْءٌ کی جمع ہے۔ اس میں شاید اس طرف اشارہ

ہے کہ روشنی کے ساتھ رنگ اور قسمیں جو دنیا میں پائی جاتی ہیں، آفتاب ان تمام اقسام کا جامع ہے جو بارش کے بعد قوس قزح میں ظاہر ہوتے ہیں۔ (معارف القرآن)

نوٹ: 2 شمسی وقمری سال اور مہینے قدیم زمانہ سے معروف ہیں لیکن چاند کے ذریعے مہینہ اور تاریخ کا حساب مشاہدہ اور تجربہ سے معلوم ہے۔ جبکہ شمس کی منزلوں کے حسابات سوائے ریاضی والوں کے کوئی دوسرا نہیں سمجھ سکتا۔ اس لیے عوام الناس کی آسانی کی خاطر عموماً احکامِ اسلامیہ میں قمری مہینوں اور تاریخوں کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ شمسی حساب رکھنا یا استعمال کرنا ناجائز ہے۔ کوئی شخص اگر نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، عدت وغیرہ میں قمری حساب کو شریعت کے مطابق استعمال کرے، تو پھر اسے اختیار ہے کہ اپنے کاروبار اور تجارت وغیرہ میں شمسی حساب استعمال کرے۔ البتہ ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمانوں میں مجموعی طور پر قمری حساب جاری رہے تاکہ رمضان اور حج وغیرہ کے اوقات معلوم ہوتے رہیں۔ ایسا نہ ہو کہ شمسی مہینوں کے علاوہ کوئی مہینہ معلوم ہی نہ ہو۔ اس لیے قمری حساب کو باقی رکھنا مسلمانوں کا ذمہ فرض کفایہ ہے۔ اور یہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس کا اتباع باعث ثواب اور باعث برکت ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (10 / یونس: 11 تا 20)

وَلَوْ	يُعَجِّلُ	اللّٰهُ	لِلنَّاسِ	اسْتِعْجَالَهُمْ	الشَّرَّ	بِالْخَيْرِ	لَقُضِيَ
اور اگر	جلدی کرتا	اللہ	لوگوں کے لیے	برائی میں	جیسا کہ ان کا جلدی مچانا ہے	بھلائی میں	تو ضرور پورا کر دیا جاتا

اِلَيْهِمْ	اَجَلُهُمْ ط	فَنَذَرُ	الَّذِيْنَ	لَا يَرْجُوْنَ	لِقَآءَنَا	فِيْ طُغْيَانِهِمْ	يَعْمَهُوْنَ ⑪
ان کی طرف	ان کی مدت کو	تو ہم چھوڑ دیتے ہیں	ان لوگوں کو جو	امید نہیں رکھتے	ہماری ملاقات کی	ان کی سرکشی میں	بھٹکتے ہوئے

وَاِذَا	مَسَّ	الْاِنْسَانَ	الضُّرُّ	دَعَانَا	لِجَنْۢبِهٖٓ	اَوْ	قَاعِدًا	اَوْ	قَآئِمًا ج
اور جب کبھی	چھوتی ہے	انسان کو	تکلیف	تو وہ پکارتا ہے ہم کو	اپنی کروٹ کے بل	یا	بیٹھے ہوئے	یا	کھڑے ہوئے

فَلَمَّا	كَشَفْنَا	عَنْهُ	ضُرَّهٗ	مَرَّ	كَاَنْ	لَّمْ يَدْعُنَآ	اِلٰى ضُرٍّ
پھر جب	ہٹا دیتے ہیں ہم	اس سے	اس کی تکلیف کو	تو وہ گزرتا ہے (یعنی چل دیتا ہے)	جیسے کہ	اس نے پکارا ہی نہیں ہم کو	اس تکلیف کے لیے

مَّسَّهٗ ط	كَذٰلِكَ	زُيِّنَ	لِلْمُسْرِفِيْنَ	مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑫	وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا
جس نے چھوڑا اس کو	اس طرح	مزین کیا گیا	حد سے تجاوز کرنے والوں کے لیے	اس کو جو	وہ لوگ عمل کرتے ہیں	اور بیشک ہم نے ہلاک کیا ہے

الْقُرُوْنَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	لَمَّا	ظَلَمُوْا لا	وَ	جَآءَتْهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ
نسلوں کو	تم لوگوں سے پہلے	جب	انہوں نے ظلم کیا	حالانکہ	آئے ان کے پاس	ان کے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ

وَ	مَا كَانُوْا	لِيُؤْمِنُوْا ط	كَذٰلِكَ	نَجْزِي	الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ⑬	ثُمَّ	جَعَلْنٰكُمْ
اور (پھر بھی)	وہ نہیں تھے	کہ ایمان لاتے	اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	جرم کرنے والے لوگوں کو	پھر	ہم نے بنایا لوگوں کو

خلٰٓئِفَ	فِی الْاَرْضِ	مِنْۢ بَعْدِهِمْ	لِنَنْظُرَ	كَيْفَ	تَعْمَلُوْنَ ۝۱۴	وَاِذَا	تُتْلٰى عَلَيْهِمْ
خلیفہ	زمین میں	ان کے بعد سے	تا کہ ہم دیکھیں	کیسا	تم لوگ عمل کرتے ہو	اور جب بھی	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں انہیں

اٰيَاتُنَا	بَيِّنٰتٍ ۙ	قَالَ	الَّذِيْنَ	لَا يَرْجُوْنَ	لِقَآءَنَا	ائْتِ	بِقُرْاٰنٍ	غَيْرِ هٰذَآ
ہماری آیتیں	واضح ہوتے ہوئے	تو کہتے ہیں	وہ لوگ جو	امید نہیں رکھتے	ہماری ملاقات کی	آپ لائیں	کوئی قرآن	اس کے علاوہ

اَوْ	بَدِّلْهُ ؕ	قُلْ	مَا يَكُوْنُ لِيْٓ	اَنْ	اُبَدِّلَهٗ	مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ۚ
یا	آپ تبدیل کریں، اس کو	آپ کہہ دیجئے	نہیں ہوگا (ممکن) میرے لیے	کہ	میں تبدیل کروں اس کو	اپنے جی سے

اِنْ اَتَّبِعُ	اِلَّا	مَا	يُوْحٰٓى	اِلَيَّ ۚ	اِنِّيْٓ	اَخَافُ	اِنْ	عَصَيْتُ	رَبِّيْ
میں پیروی نہیں کرتا	مگر	اس کی جو	وحی کیا جاتا ہے	میری طرف	بیشک میں	ڈرتا ہوں،	اگر	میں نافرمانی کروں	اپنے رب کی،

عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝۱۵	قُلْ	لَّوْ	شَآءَ	اللّٰهُ	مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ	وَلَآ اَدْرٰىكُمْ	بِهٖ ۖ
ایک عظیم دن کے عذاب سے	آپ کہہ دیجئے	اگر	چاہتا	اللہ	تو میں اسے پڑھ کر نہ سناتا تم لوگوں کو	اور وہ باخبر نہ کرتا تم کو	اس سے

فَقَدْ لَبِثْتُ	فِيْكُمْ	عُمُرًا	مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝۱۶	فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى
میں رہ چکا ہوں	تم لوگوں میں	ایک عمر	اس سے پہلے	تو کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے	پس کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا

عَلَى اللّٰهِ	كَذِبًا	اَوْ	كَذَّبَ	بِاٰيٰتِهٖ ؕ	اِنَّهٗ	لَا يُفْلِحُ	الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۷	وَيَعْبُدُوْنَ
اللہ پر	ایک جھوٹ	یا	جھٹلایا	اس کی آیتوں کو	حقیقت یہ ہے کہ	فلاح نہیں پاتے	جرم کرنے والے	اور وہ بندگی کرتے ہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	مَا	لَا يَضُرُّهُمْ	وَلَا يَنْفَعُهُمْ	وَيَقُوْلُوْنَ	هٰٓؤُلَآءِ	شُفَعَآؤُنَا
اللہ کے علاوہ	اس کی جو	تکلیف نہیں دیتا ان کو	اور نہ ہی نفع دیتا ہے ان کو	اور وہ کہتے ہیں	یہ لوگ	شفاعت کرنے والے ہیں ہماری

عِنْدَ اللّٰهِ ؕ	قُلْ	اَ	تُنَبِّئُوْنَ	اللّٰهَ	بِمَا	لَا يَعْلَمُ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ	سُبْحٰنَهٗ
اللہ کے پاس	آپ کہیے	کیا	تم لوگ خبر دیتے ہو	اللہ کو	اس کی جو	وہ نہیں جانتا	آسمانوں میں	اور نہ ہی زمین میں	پاکیزگی اس کی ہے

وَتَعٰلٰى	عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ ۝۱۸	وَمَا كَانَ	النَّاسُ	اِلَّآ	اُمَّةً وَّاحِدَةً	فَاخْتَلَفُوْا ؕ
اور وہ بلند ہے	اسے جس کو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں	اور نہیں تھے	لوگ	مگر	ایک امت	پھر انہوں نے اختلاف کیا

وَلَوْلَا	كَلِمَةٌ	سَبَقَتْ ؕ	مِنْ رَّبِّكَ	لَقُضِيَ
اور اگر نہ ہوتا	ایک فرمان	جو طے ہوا	آپ کے رب (طرف) سے	تو ضرور فیصلہ کردیا جاتا

بَيْنَهُمْ	فِيْمَا	فِيْهِ	يَخْتَلِفُوْنَ ۝۱۹
ان کے مابین	اس میں	جس میں	یہ لوگ اختلاف کرتے ہیں

وَيَقُوْلُوْنَ	لَوْلَآ	اُنْزِلَ	عَلَيْهِ	اٰيَةٌ	مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ	فَقُلْ	اِنَّمَا
اور وہ کہتے ہیں	کیوں نہیں	اتاری گئی	ان پر	کوئی نشانی	ان کے رب (طرف) سے	تو آپ کہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

الْغَيْبُ	لِلّٰهِ	فَانْتَظِرُوْا ۚ	اِنِّيْ	مَعَكُمْ	مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝۲۰ ع
غیب تو	اللہ کے لیے ہے	پس تم لوگ انتظار کرو	بیشک میں (بھی)	تمہارے ساتھ	انتظار کرنے والوں میں سے ہوں

نوٹ:1

آیت۔13 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نے ''قُرُوْن'' کو ہلاک کیا۔ یہ قُرن کی جمع ہے۔جس کے معنی ہیں ''زمانہ''۔پھر عام طور پر اس سے مراد ایک عہد کے لوگ ہوتے ہیں۔لیکن قرآن مجید میں جس انداز سے مختلف مقامات پر اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے اس سے ایسا محسوس ہوتا کہ ''قرن'' سے مراد وہ قوم ہے جو اپنے عروج پر ہو اور کلی یا جزوی طور پر امامت پر سرفراز ہو۔ایسی قوم کی ہلاکت لازماً یہی معنی نہیں رکھتی کہ اس کی نسل کو بالکل ختم ہی کردیا جائے۔بلکہ اس کا مقام عروج و امامت سے گرادیا جانا، اس کے تہذیب وتمدن کا تباہ ہونا اور اس کے اجزاء کا پارہ پارہ ہو کر دوسری قوموں میں گم ہوجانا، یہ بھی ہلاکت کی ہی ایک صورت ہے(تفہیم القرآن)

نوٹ:2

آیت۔16۔جن ظالموں کا ذکر ہے ان میں مسیلمہ کذاب بھی شامل ہے۔اسے جب ہلاک کیا گیا تو اس کی جماعت پرگندہ ہوگئی حضرت ابوبکرؓ کے پاس اس کے لوگ توبہ کرتے ہوئے آئے او اسلام قبول کیا۔حضرت ابوؓ بکر نے ان سے کہا کہ مسیلمہ کا کوئی قران تو سناؤ انہوں نے معافی مانگی۔ابوبکرؓ نے اصرار کیا کہ ضرور سنانا ہوگا تاکہ لوگ موازنہ کرکے ہدایت والی وحی کی فضلیت کو پہچان سکیں۔انہوں نے جو کچھ سنایا اس کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔

(1) يَاضِفْدَعُ بِنْتَ ضِفْدَعَيْنِ نَقِّيْ كَمْ تَنْقِعِيْنَ لَا الْمَاءَ تُكَدِّرِيْنَ وَلَا الشَّارِبَ تَمْنَعِيْنَ۔ یعنی اے مینڈک والے مینڈکوں کی بیٹی تو ٹراجتنا تو ٹراتی ہے،(اس سے) نہ تو پانی گدلا ہوگا اور نہ پینے والا باز رہے گا۔

(2) وَالْعَاجِنَاتِ عَجْنًا وَالْخَابِذَاتِ خَبْذًا وَالَّاقِمَاتِ لَقْمًا اِهَالَةً وَسَمْنًا اِنَّ قُرَيْشًا قَوْمٌ يَّعْتَدُوْنَ۔ یعنی قسم ہے آٹا گوندھنے والیوں کی جیسا کہ گوندھتے ہیں اور روٹی پکانے والیوں کی جیسا کہ پکاتے ہیں اور لقمہ بنانے والیوں کی جیسا کہ لقمہ بناتے ہیں، چور چور کرتے ہوئے اور گھی ملاتے ہوئے، بیشک قریش ایک ایسی قوم ہے جو زیادتی کرتی ہے۔

(3) اَلْفِيْلَ مَا الْفِيْلُ وَمَا اَدْرٰكَ مَاالْفِيْلَ لَهٗ ذَنْبٌ قَصِيْرٌ وَخَرْطُوْمٌ طَوِيْلٌ۔ یعنی ہاتھی اور کیا ہاتھی اور تجھ کو کیا خبر کہ ہاتھی کیا ہے اس کی چھوٹی دم ہے اور لمبی سونڈ ہے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ اسلام لانے سے پہلے مسیلمہ کے دوست تھے۔وہ اس سے ملنے گئے تو اس نے پوچھا تمہارے آدمی یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آج کل کیا وحی اتری ہے۔انہوںؓ نے کہا میں نے ان کے اصحاب کو ایک بڑی ہی زبردست سورت پڑھتے سنا ہے۔اس نے پوچھا کیا۔تو انہوںؓ نے سورۃ العصر پڑھ کر سنائی۔اس پر اس نے کہا مجھ پر بھی ایک ایسی ہی وحی اتری ہے۔انہوںؓ نے پوچھا وہ کیا۔تو اس نے کہا يَا وَبْرُ يَا وَبْرُ اِنَّمَا اَنْتَ اُذُنَانِ و صَدْرٌ وَسَائِرُكَ حَقْرٌ وَنَقْرٌ یعنی اے جانور، اے جانور تو تو بس دو کان ہے اور سینہ ہے(یعنی تیرے دونوں کان اور سینہ نمایاں ہیں) اور تیرا جسم حقیر اور ذلیل ہے۔(ابن کثیر سے ماخوذ)

نوٹ:1

آیت۔19) میں ہے کہ تمام لوگ ایک ہی امت تھے۔شرک وکفر کا نام نہیں تھا۔پھر توحید میں اختلاف کرکے مختلف قومیں بنیں۔سب مسلمان ہونے کا زمانہ کتنا تھا۔اور کب تک رہا؟ روایات حدیث وسیر سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ کے زمانے میں شرک وکفر ظاہر ہوا جس کا انہیں مقابلہ کرنا پڑا۔یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت آدمؑ سے حضرت نوحؑ تک ایک طویل زمانہ ہے۔دنیا میں انسانوں کی آبادی کافی پھیل چکی تھی۔ان تمام انسانوں میں رنگ وروپ اور طرز معاشرت کا اختلاف ہونا بھی ایک طبعی امر ہے اور مختلف خطوں میں پھیل جانے کے بعد وطن کا اختلاف بھی یقینی ہے۔لیکن قرآن نے نسبی، قبائلی اور وطنی اختلاف کو، جو امور فطریہ ہیں۔وحدت امت میں خلل انداز قرار نہیں دیا اور ان اختلاف کے باوجود اولاد آدمؑ کو امت واحد قرار دیا۔ہاں جب ایمان کے خلاف کفروشرک پھیلا تو کافر ومشرک کو الگ قوم اور الگ ملت قرار دے کر فَاخْتَلَفُوْا ارشاد فرمایا۔اس طرح واضح کردیا کہ اولاد آدمؑ کو مختلف قوموں میں بانٹنے والی چیز صرف ایمان واسلام سے انحراف ہے۔نسبی اور وطنی رشتوں سے قومیں الگ الگ نہیں ہوتیں۔(معارف القرآن)

986/4

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (21 تا 30)

ع ص ف

(ض) عَصۡفًا (۱) جھونکا دینا۔ تیزی تیزی سے چلنا۔ (۲) برباد کرنا۔ چورا چورا کر دینا۔ ﴿ فَالۡعٰصِفٰتِ عَصۡفًا ۙ﴾ (77 / المرسلٰت: 2) ”پھر قسم ہے جھونکا دینے والیوں کی جیسا جھونکا دینے کا حق ہے۔“

عَصۡفٌ اسم ذات بھی ہے۔ خشک پتوں کا چورا۔ بھوسا۔ ﴿ فَجَعَلَهُمۡ كَعَصۡفٍ مَّاۡكُوۡلٍ ﴾ (105 / الفیل: 5) ”پھر اس نے بنا دیا ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی مانند۔“

عَاصِفٌ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ جھونکا دینے والا یعنی (1) تیز و تند (2) آندھی۔ زیر مطالعہ آیت۔22

م و ج

(ن) مَوۡجًا سمندر کا جوش مارنا۔ لہروں کا ایک دوسرے پر چڑھنا۔ ریلا مارنا۔ ﴿ وَتَرَكۡنَا بَعۡضَهُمۡ يَوۡمَئِذٍ يَّمُوۡجُ فِىۡ بَعۡضٍ ﴾ (18 / الکہف: 99) ”اور ہم چھوڑیں گے ان کے بعض کو اس دن وہ ریلا ماریں گے بعض میں۔“

مَوۡجٌ اسم جنس ہے۔ واحد مَوۡجَةٌ۔ جمع اور واحد دونوں کے لئے مَوۡجٌ آتا ہے۔ لہر۔ موج۔ زیر مطالعہ آیت۔22

ر ھ ق

(س) رَهَقًا زبردستی کسی پر حاوی ہو جانا۔ (1) زبردستی کرنا۔ (2) کسی پر چڑھائی کرنا۔ کسی کو ڈھانپ لینا۔ چھا جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔26

رَهَقٌ اسم ذات ہے۔ زبردستی۔ چودھراہٹ۔ دادا گیری۔ ﴿ فَزَادُوۡهُمۡ رَهَقًا ۙ﴾ (72 / الجن: 6) ”تو انہوں نے زیادہ کیا ان کو بلحاظ سر چڑھنے کے۔“

(افعال) اِرۡهَاقًا کسی کو کسی پر چڑھا دینا۔ ڈھانپ دینا۔ ڈال دینا۔ ﴿ وَلَا تُرۡهِقۡنِىۡ مِنۡ اَمۡرِىۡ عُسۡرًا ﴾ (18 / الکہف: 73) ”اور آپ مت ڈالیں مجھ پر میرے کام کی وجہ سے، مشکل کو۔“

ترکیب

(آیت۔21) بَعۡدِ کا مضاف الیہ ضَرَّآءَ ہے اور نکرہ مخصوصہ۔ ضَرَّآءَ غیر منصرف ہے اس لئے نصب اور جر دونوں حالت میں ضَرَّآءَ آتا ہے، مَكۡرًا تمیز ہے۔ (آیت۔22) جَآءَتۡهَا سے پہلے وَاِذَا محذوف ہے اور ھا کی ضمیر اَلۡفُلۡكِ کے لیے ہے۔ (آیت۔23) مَتَاعَ کی نصب بتا رہی ہے کہ اس سے پہلے فعل محذوف ہے جو فَتَمَتَّعُوۡا ہو سکتا ہے۔ (آیت۔24) لَيۡلًا اَوۡ نَهَارًا

ظرف زمان ہیں۔ تَغْنَ دراصل مؤنث کا صیغہ تَغْنٰی ہے۔ لَمْ کی وجہ سے یا گری ہوئی ہے۔ (آیت۔27) اُغْشِيَتْ کا نائب فاعل وُجُوْهُهُمْ ہے اور قِطَعًا اس کا مفعول ثانی ہے، جبکہ مُظْلِمًا حال ہے۔ (آیت۔28) مَكَانَكُمْ مفعول ہے اوراس کا فعل محذوف ہے۔ (آیت۔29) اِنْ كُنَّا میں اِنْ مخففہ ہے جس کے معنی ہیں: یقیناً۔ (آیت۔30) اللّٰهِ کا بدل ہونے کی وجہ سے مَوْلٰهُمُ میں مَوْلٰی محلًا حالت جر میں ہے اس لئے اس کی صفت اَلْحَقِّ حالت جر میں آئی ہے۔

ترجمہ

وَاِذَآ	اَذَقْنَا	النَّاسَ	رَحْمَةً	مِّنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ	مَسَّتْهُمْ	اِذَا	لَهُمْ
اور جب	ہم چکھاتے ہیں	لوگوں کو	کچھ رحمت	اس تکلیف کے بعد جس نے	چھوا ان کو	جب ہی	وہ لوگ

مَّكْرٌ	فِيْٓ اٰيَاتِنَاؕ	قُلِ	اللّٰهُ	اَسْرَعُ	مَكْرًاؕ
چالیں چلنے لگتے ہیں	ہماری نشانیوں میں	آپؐ کہیے	اللہ	سب سے تیز ہے	بلحاظ تدبیر کرنے کے

اِنَّ	رُسُلَنَا	يَكْتُبُوْنَ	مَا	تَمْكُرُوْنَ ﴿٢١﴾	هُوَ	الَّذِيْ
یقیناً	ہمارے رسول (یعنی فرشتے)	لکھتے ہیں	اس کو جو	تم لوگ بہانے بناتے ہو	وہ	وہ ہے جو

يُسَيِّرُكُمْ	فِي الْبَرِّ	وَالْبَحْرِؕ	حَتّٰٓى	اِذَا	كُنْتُمْ	فِي الْفُلْكِۚ
گھماتا پھراتا ہے تم لوگوں کو	خشکی میں	اور سمندر میں	یہاں تک کہ	جب	تم لوگ ہوتے ہو	کشتی میں

وَجَرَيْنَ	بِهِمْ	بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ	وَّ	فَرِحُوْا	بِهَا
اور وہ بہتی ہیں	ان کے ساتھ	ایک سازگار ہوا کے ذریعہ سے	اس حال میں کہ	وہ خوش ہوتے ہیں	اس سے

جَآءَتْهَا	رِيْحٌ عَاصِفٌ	وَّجَآءَهُمُ	الْمَوْجُ
(اور جب) آتی ہے اس (کشتی) کے پاس	ایک تیز و تند ہوا	اور آتی ہے ان لوگوں کے پاس	موج

مِنْ كُلِّ مَكَانٍ	وَّظَنُّوْٓا	اَنَّهُمْ	اُحِيْطَ	بِهِمْ	دَعَوُا
ہر جگہ سے	اور انہوں نے سمجھ لیا	کہ وہ لوگ ہیں	احاطہ کیا گیا	جن کا	تو انہوں نے پکارا

اللّٰهَ	مُخْلِصِيْنَ	لَهُ	الدِّيْنَ	لَئِنْ	اَنْجَيْتَنَا
اللہ کو	خالص کرنے والے ہوتے ہوئے	اس کے	اعتقاد کو	یقیناً اگر	تو نے نجات دی ہم کو

مِنْ هٰذِهٖ	لَنَكُوْنَنَّ	مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٢٢﴾	فَلَمَّآ	اَنْجٰهُمْ
اس سے	تو ہم لازماً ہوں گے	شکر کرنے والوں میں سے	پھر جب	ہم نجات دیتے ہیں ان کو

اِذَا	هُمْ	يَبْغُوْنَ	فِي الْاَرْضِ	بِغَيْرِ الْحَقِّؕ	يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ	اِنَّمَا
جب ہی	وہ لوگ	سرکشی کرتے ہیں	زمین میں	حق کے بغیر	اے لوگوں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

بَغْيُكُمْ	عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ	مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَاؗ	ثُمَّ اِلَيْنَا
تمہاری سرکشی	تمہاری اپنی جانوں پر ہے	(تو فائدہ اٹھالو) دنیوی زندگی کے سامان سے	پھر ہماری طرف ہی

مَرْجِعُكُمْ	فَنُنَبِّئُكُمْ	بِمَا	كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾	اِنَّمَا	مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
تمہارا لوٹنا ہے	تو ہم بتا دیں گے تم کو	وہ جو	تم لوگ کرتے تھے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	دنیوی زندگی کی مثال

كَمَآءٍ	اَنْزَلْنٰهُ	مِنَ السَّمَآءِ	فَاخْتَلَطَ	بِهٖ	نَبَاتُ الْاَرْضِ
ایسے پانی جیسی ہے	ہم نے اتارا جس کو	آسمان سے	تو رل مل گیا	اس کے ذریعہ سے	زمین کا سبزہ

مِمَّا	يَاْكُلُ	النَّاسُ	وَالْاَنْعَامُ ؕ	حَتّٰٓى	اِذَآ	اَخَذَتِ	الْاَرْضُ	زُخْرُفَهَا
جس میں سے	کھاتے ہیں	لوگ	اور چوپائے	یہاں تک کہ	جب	پکڑا	زمین نے	اپنے سنگھار کو

وَازَّيَّنَتْ	وَظَنَّ	اَهْلُهَآ	اَنَّهُمْ	قٰدِرُوْنَ	عَلَيْهَآ ۙ	اَتٰىهَآ
اور وہ سج گئی	اور خیال کیا	اس کے لوگوں نے	کہ وہ	قدرت رکھنے والے ہیں	اس پر	(تو) آیا اس کے پاس

اَمْرُنَا	لَيْلًا	اَوْ	نَهَارًا	فَجَعَلْنٰهَا	حَصِيْدًا	كَاَنْ	لَّمْ تَغْنَ
ہمارا حکم	رات کے وقت	یا	دن کے وقت	پھر بنا دیا ہم نے اس کو	کٹی ہوئی کھیتی	جیسے کہ	وہ تھی ہی نہیں

بِالْاَمْسِ ؕ	كَذٰلِكَ	نُفَصِّلُ	الْاٰيٰتِ	لِقَوْمٍ	يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾
کل کو	اس طرح	ہم کھول کھول کر بیان کرتے ہیں	نشانیوں کو	ایسے لوگوں کے لئے جو	غور و فکر کرتے ہیں

وَاللّٰهُ	يَدْعُوْٓا	اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ	وَيَهْدِيْ	مَنْ	يَّشَآءُ
اور اللہ	بلاتا ہے	سلامتی کے گھر کی طرف	اور وہ ہدایت دیتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے

اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾	لِلَّذِيْنَ	اَحْسَنُوا	الْحُسْنٰى
ایک سیدھے راستے کی طرف	ان لوگوں کے لئے جنہوں نے	بھلائی کی	سب سے خوبصورت (اجر) ہے

وَزِيَادَةٌ ؕ	وَلَا يَرْهَقُ	وُجُوْهَهُمْ	قَتَرٌ	وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ
اور زیادہ (بھی) ہے	اور نہیں چھائے گی	ان کے چہروں پر	کوئی سیاہی	اور نہ ہی کوئی ذلت

اُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾	وَالَّذِيْنَ	كَسَبُوا
یہ لوگ	جنت والے ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	اور جنہوں نے	کمائیں

السَّيِّاٰتِ	جَزَآءُ سَيِّئَةٍۭ	بِمِثْلِهَا ۙ	وَتَرْهَقُهُمْ	ذِلَّةٌ ؕ	مَا لَهُمْ
برائیاں	(تو) برائی کا بدلہ	اسی کے جیسا ہے	اور چھائے گی ان پر	ایک ذلت	نہیں ہے ان کے لئے

مِّنَ اللّٰهِ	مِنْ عَاصِمٍ ۚ	كَاَنَّمَآ	اُغْشِيَتْ	وُجُوْهُهُمْ	قِطَعًا
اللہ سے	کوئی بھی بچانے والا	جیسے کہ بس	ڈھانک دیئے گئے	ان کے چہرے	ایک ٹکڑے سے

مِّنَ الَّيْلِ	مُظْلِمًا ؕ	اُولٰٓئِكَ	اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ ۝٢٧
رات میں سے	اندھیری ہوتے ہوتے	یہ لوگ	آگ والے ہیں	وہ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں

وَيَوْمَ	نَحْشُرُهُمْ	جَمِيْعًا	ثُمَّ نَقُوْلُ	لِلَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْا
اور جس دن	ہم اکٹھا کریں گے ان کو	سب کے سب کو	پھر ہم کہیں گے	ان سے جنھوں نے	شرک کیا

مَكَانَكُمْ	اَنْتُمْ	وَشُرَكَآؤُكُمْ ۚ	فَزَيَّلْنَا
(تم لوگ کھڑے ہو) اپنی جگہ پر	تم بھی	اور تمہارے شریک بھی	پھر ہم الگ الگ کریں گے

بَيْنَهُمْ	وَقَالَ	شُرَكَآؤُهُمْ	مَّا كُنْتُمْ	اِيَّانَا
(ان کو) ان کے مابین سے	اور کہیں گے	ان کے شرکاء	نہیں تھے تم کہ	صرف ہماری ہی

تَعْبُدُوْنَ ۝٢٨	فَكَفٰى	بِاللّٰهِ	شَهِيْدًا	بَيْنَنَا	وَبَيْنَكُمْ
بندگی کرتے تھے	تو کافی ہے	اللہ	بطور گواہ کے	ہمارے درمیان	اور تمہارے درمیان

اِنْ	كُنَّا	عَنْ عِبَادَتِكُمْ	لَغٰفِلِيْنَ ۝٢٩	هُنَالِكَ	تَبْلُوْا	كُلُّ نَفْسٍ
یقیناً	ہم تھے	تمہاری عبادت سے	بالکل غافل	وہاں	جانچ لے گی	ہر جان

مَّآ	اَسْلَفَتْ	وَرُدُّوْٓا	اِلَى اللّٰهِ	مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ
اس کو جو	اس نے آگے بھیجا	اور وہ لوٹائے جائیں گے	اللہ کی طرف	جو ان کا حقیقی کارساز ہے

وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ۝٣٠ ع
اور گم ہو جائے گا	ان سے	وہ جو	وہ گھڑتے تھے

آیت نمبر (31 تا 40)

ترکیب (آیت 35) لَا يَهِدِّيْٓ دراصل لَا يَهْتَدِيْ ہے جو قاعدہ کے مطابق تبدیل ہو کر لَا يَهِدِّيْ استعمال ہوا ہے۔

ترجمہ

قُلْ	مَنْ	يَّرْزُقُكُمْ	مِّنَ السَّمَآءِ	وَالْاَرْضِ	اَمَّنْ	يَّمْلِكُ	السَّمْعَ
آپؐ کہیے	کون	رزق دیتا ہے تم کو	آسمان سے	اور زمین سے	یا کون	اختیار رکھتا ہے	سماعت پر

وَالْاَبْصَارَ	وَمَنْ	يُّخْرِجُ	الْحَيَّ	مِنَ الْمَيِّتِ	وَيُخْرِجُ	الْمَيِّتَ	مِنَ الْحَيِّ
اور بصارتوں پر	اور کون	نکالتا ہے	زندہ کو	مردہ سے	اور (کون) نکالتا ہے	مردہ کو	زندہ سے

وَمَنْ	يُّدَبِّرُ	الْاَمْرَ ؕ	فَسَيَقُوْلُوْنَ	اللّٰهُ ۚ	فَقُلْ	اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝٣١
اور کون	تدبیر کرتا ہے	تمام معاملات کی	تو وہ کہیں گے کہ	اللہ	تو آپؐ کہیں	تو کیا تم لوگ ڈرتے نہیں

فَذٰلِكُمُ	اللّٰهُ	رَبُّكُمُ الْحَقُّ ج	فَمَاذَا	بَعْدَ الْحَقِّ	اِلَّا الضَّلٰلُ ج
پس یہ	اللہ ہے	جو تمہارا حقیقی پرورش کرنے والا ہے	پھر کیا ہے	حق کے بعد	سوائے گمراہی کے

فَاَنّٰى	تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾	كَذٰلِكَ	حَقَّتْ	كَلِمَتُ رَبِّكَ	عَلَى الَّذِيْنَ
تو کہاں سے	تم لوگ پھیرے جاتے ہو	اس طرح	پورا ہوا	آپؐ کے رب کا فرمان	ان لوگوں پر جنہوں نے

فَسَقُوْٓا	اَنَّهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾	قُلْ	هَلْ	مِنْ شُرَكَآئِكُمْ	مَّنْ	يَّبْدَؤُا
نافرمانی کی	کہ وہ لوگ	ایمان نہیں لاتے	آپؐ کہیے	کیا	تمہارے شریکوں میں سے	کوئی	ابتداء کرتا ہے

الْخَلْقَ	ثُمَّ	يُعِيْدُهٗ ط	قُلِ	اللّٰهُ	يَبْدَؤُا
پیدا کرنے کی	پھر	واپس لاتا ہے اس کو	آپؐ کہئے	اللہ	ابتدا کرتا ہے

الْخَلْقَ	ثُمَّ	يُعِيْدُهٗ	فَاَنّٰى	تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾	قُلْ	هَلْ
پیدا کرنے کی	پھر	وہ واپس لاتا ہے اس کو	تو کہاں سے	تم لوگ لوٹائے جاتے ہو	آپؐ کہئے	کیا

مِنْ شُرَكَآئِكُمْ	مَّنْ	يَّهْدِيْٓ	اِلَى الْحَقِّ ط	قُلِ	اللّٰهُ	يَهْدِيْ	لِلْحَقِّ ط
تمہارے شریکوں میں سے	کوئی	ہدایت دیتا ہے	حق کی طرف	آپؐ کہئے	اللہ	ہدایت دیتا ہے	حق کے لیے

اَفَمَنْ	يَّهْدِيْٓ	اِلَى الْحَقِّ	اَحَقُّ	اَنْ	يُّتَّبَعَ
تو کیا وہ جو	ہدایت دیتا ہے	حق کی طرف	زیادہ حقدار ہے	کہ	اس کی پیروی کی جائے

اَمَّنْ	لَّا يَهِدِّيْٓ	اِلَّآ اَنْ	يُّهْدٰى ج	فَمَا لَكُمْ قف	كَيْفَ
یا اس کی جو	ہدایت نہیں پاتا	سوائے اس کے کہ	اس کو ہدایت دی جائے	تو کیا ہے تمہیں	کیسا

تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾	وَمَا يَتَّبِعُ	اَكْثَرُهُمْ	اِلَّا	ظَنًّا ط	اِنَّ	الظَّنَّ
تم لوگ حکم لگاتے ہو	اور پیروی نہیں کرتے	ان کے اکثر	مگر	گمان کی	بیشک	گمان

لَا يُغْنِيْ	مِنَ الْحَقِّ	شَيْئًا ط	اِنَّ اللّٰهَ	عَلِيْمٌۢ	بِمَا	يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾
کام نہیں دیتا	حق بات میں	کچھ بھی	بیشک اللہ	جاننے والا ہے	اس کو جو	وہ لوگ کرتے ہیں

وَمَا كَانَ	هٰذَا الْقُرْاٰنُ	اَنْ	يُّفْتَرٰى	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَلٰكِنْ
اور نہیں ہے	یہ قرآن	کہ	اس کو گھڑا جائے	اللہ کے علاوہ (کسی) سے	اور لیکن (یعنی بلکہ)

تَصْدِيْقَ الَّذِيْ	بَيْنَ يَدَيْهِ	وَتَفْصِيْلَ الْكِتٰبِ	لَا رَيْبَ
اس کی تصدیق کرتا ہے جو	اس سے پہلے ہے	اور تمام فرائض کو کھول کر بیان کرتا ہے	کسی قسم کا کوئی شک نہیں ہے

فِیۡهِ	مِنۡ رَّبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۳۷	اَمۡ	يَقُوۡلُوۡنَ	افۡتَرٰٮهُ ؕ
جس میں	تمام جہانوں کے پروردگار کی طرف سے (ہونے میں)	یا	وہ لوگ کہتے ہیں	اس نے گھڑا اس کو

قُلۡ	فَاۡتُوۡا	بِسُوۡرَةٍ	مِّثۡلِهٖ	وَادۡعُوۡا	مَنِ	اسۡتَطَعۡتُمۡ
آپ کہئے	تو تم لوگ لاؤ	ایک سورت	اس کے جیسی	اور بلا لو	اس کو جس کی	تمہیں استطاعت ہے

مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	اِنۡ كُنۡتُمۡ	صٰدِقِيۡنَ ۳۸	بَلۡ	كَذَّبُوۡا	بِمَا	لَمۡ يُحِيۡطُوۡا
اللہ کے علاوہ	اگر تم لوگ ہو	سچ کہنے والے	بلکہ	انہوں نے جھٹلایا	اس کو جس کا	انہوں نے احاطہ نہیں کیا

بِعِلۡمِهٖ	وَلَمَّا	يَاۡتِهِمۡ	تَاۡوِيۡلُهٗ ؕ	كَذٰلِكَ	كَذَّبَ
اس کے علم سے	اور ابھی تک نہیں	پہنچا ان کے پاس	اس کا انجام	اسی طرح	جھٹلایا

الَّذِيۡنَ	مِنۡ قَبۡلِهِمۡ	فَانۡظُرۡ	كَيۡفَ كَانَ	عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيۡنَ ۳۹
انہوں نے جو	ان سے پہلے تھے	تو آپ دیکھیں	کیا تھا	ظلم کرنے والوں کا انجام

وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ	يُّؤۡمِنُ	بِهٖ	وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ	لَّا يُؤۡمِنُ
اور ان میں وہ بھی ہیں جو	ایمان لاتے ہیں	اس پر	اور ان میں وہ بھی ہیں جو	ایمان نہیں لاتے

بِهٖ ؕ	وَرَبُّكَ	اَعۡلَمُ	بِالۡمُفۡسِدِيۡنَ ۴۰ ع
اس پر	اور آپ کا رب	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	نافرمانی کرنے والوں کو

نوٹ:1

آیت۔32 میں تُصۡرَفُوۡنَ اور آیت۔35 میں تُؤۡفَكُوۡنَ یہ دونوں مضارع مجہول ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ کہاں سے تم لوگ لوٹ جاتے ہو بلکہ یہ کہا ہے کہ تم لوگوں کو لوٹایا جاتا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ گمراہ کرنے والا کوئی شخص یا گروہ ہوتا ہے جو لوگوں کو صحیح رخ سے ہٹا کر غلط رخ پر پھیر دیتا ہے۔ اسی بنا پر لوگوں سے اپیل کی گئی ہے کہ تم اندھے بن کر غلط رہنمائی کرنے والوں کے پیچھے کیوں چلے جا رہے ہو۔ اپنی عقل کیوں نہیں استعمال کرتے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2

آیت۔35 میں جو سوال کیا گیا ہے وہ بہت اہم ہے اس لیے اس کو وضاحت سے سمجھ لیں۔ اس دنیا میں انسان کی ضرورتوں کا دائرہ صرف اسی حد تک محدود نہیں ہے کہ اس کو زندگی بسر کرنے کا سامان ملتا رہے اور وہ آفات و مصائب سے محفوظ رہے بلکہ اس کی ایک ضرورت یہ بھی ہے کہ اسے دنیا میں زندگی بسر کرنے کا سامان ملتا رہے اور وہ آفات و مصائب سے محفوظ رہے بلکہ اس کی ایک ضرورت یہ بھی ہے کہ اسے دنیا میں زندگی بسر کرنے کا صحیح طریقہ معلوم ہو۔ وہ جانے کہ اپنی ذات کے ساتھ، اس سروسامان کے ساتھ جو اس کے تصرف میں ہیں، ان انسانوں کے ساتھ جن سے اس کو سابقہ پیش آتا ہے، وہ کیا اور کس طرح کا معاملہ کرے جس سے اس کی زندگی کامیاب ہو اور اس کی کوشش اور محنت غلط راہوں پر صرف ہو کر تباہی و بربادی پر منتج نہ ہو۔ اسی صحیح طریقے کا نام حق ہے۔ اب قرآن مجید ان سب لوگوں سے پوچھتا ہے جو رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کو ماننے سے انکار کرتے ہیں، کہ اللہ کے سوا تم جن کی بندگی کرتے ہو ان میں کوئی ہے جو تمہارے لیے ہدایت حق کا ذریعہ بنتا ہو یا بن سکتا ہو۔ ظاہر ہے کہ اس کا جواب نفی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ کیوں؟ اس کی وجہ بھی سمجھ لیں۔

انسان اللہ کے سوا جن کی بندگی کرتا ان کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ایک وہ دیوی، دیوتا اور زندہ یا مردہ انسان جن کی طرف انسان کا رجوع صرف اس غرض کے لیے ہوتا ہے کہ فوق الفطری طریقے سے وہ اس کی حاجتیں پوری کریں اور اس کو آفات سے بچائیں۔کبھی کسی مشرک نے ہدایت حق کے لیے ان کی طرف رجوع نہیں کیا۔اور نہ کوئی مشرک یہ کہتا ہے کہ اس کے یہ معبود اسے معاشرت، تمدن، سیاست، اخلاق، عدالت وغیرہ کے اصول سکھاتے ہیں۔دوسرے نمبر پر وہ انسان ہیں جن کے بنائے ہوئے اصولوں اور قوانین کی پیروی اور اطاعت کی جاتی ہے۔یہ لوگ رہنما تو ضرور ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا وہ رہنمائے حق بھی ہیں۔کیا ان میں سے کسی کا بھی علم ان تمام حقائق پر حاوی ہے جن کا جاننا انسانی زندگی کے صحیح اصول وضع کرنے کے لیے ضرورت ہے کیا ان میں سے کوئی بھی ان کمزوریوں، تعصّبات، طبعی میلانات ورجحانات وغیرہ سے بالاتر ہے جو انسانی معاشرے کے لیے منصفانہ قوانین بنانے میں مانع ہوتے ہیں۔اگر جواب نفی میں ہے تو پھر یہ لوگ ہدایت حق کا سرچشمہ کیسے ہو سکتے ہیں۔

اسی بنا پر قرآن یہ سوال کرتا ہے کہ لوگو! تمہارے ان مذہبی معبدوں اور تمدنی خداؤں میں کوئی ایسا بھی ہے جو تمہاری رہنمائی کرنے والا ہو۔آیت نمبر۔31 تا 34 کے سوالات سے مل کر آیت نمبر 35 کا آخری سوال مذہب اور دین کے پورے مسئلے کا فیصلہ کرتا ہے۔

انسان کی ساری ضرورتیں دو ہی نوعیت کی ہیں۔ایک یہ کہ کوئی اس کا پروردگار ہو، جو دعاؤں کا سننے والا اور حاجتوں کا پورا کرنے والا ہو۔اس کے لیے قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ اس ضرورت کو پورا کرنے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں ہے۔دوسری ضرورت یہ ہے کہ کوئی ایسا رہنما ہو جو دنیا میں زندگی بسر کرنے کے اصول بتائے۔اس لیے بھی قرآن کا فیصلہ یہ ہے کہ یہ بھی صرف اللہ کا ہی کام ہے۔(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (41 تا 60)

ترکیب

آیت۔45) كَاَنْ لَّمْ میں كَاَنْ دراصل كَاَنَّ ہے، آگے لَمْ سے ملانے کے لیے نون خفیفہ ہوا ہے۔(آیت۔46) اِمَّا میں اِنْ شرطیہ اور مَا زائدہ ہے۔(آیت۔50) بَيَاتًا کو ظرف بھی مانا جا سکتا ہے لیکن بہتر ہے کہ اس کو حال مانا جائے۔جبکہ نَهَارًا ظرف ہے۔(آیت۔52) ثُمَّ قِيْلَ گذشتہ آیت کے اِذَا سے تسلسل میں ہے اس لیے اس کا ترجمہ بھی مستقبل میں ہوگا۔(آیت۔53) اَحَقٌّ هُوَ میں حَقٌّ خبر مقدم اور هُوَ مبتدا موخر ہے۔اِيْ عربی میں نَعَمْ کے معنی میں آتا ہے۔وَرَبِّيْ کا واو قسمیہ ہے۔

ترجمہ

وَاِنْ	كَذَّبُوْكَ	فَقُلْ	لِّيْ	عَمَلِيْ	وَلَكُمْ	عَمَلُكُمْ ۚ
اور اگر	وہ لوگ جھٹلاتے ہیں آپ کو	تو آپ کہہ دیجئے	میرے لئے	میرا عمل ہے	اور تمہارے لئے	تمہارا عمل ہے

اَنْتُمْ	بَرِيْٓــُٔوْنَ	مِمَّآ	اَعْمَلُ	وَاَنَا	بَرِيْٓءٌ	مِّمَّا	تَعْمَلُوْنَ ﴿۴۱﴾
تم لوگ	بری ہو	اس سے جو	میں عمل کرتا ہوں	اور میں	بری ہوں	اس سے جو	تم لوگ کرتے ہو

وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّسْتَمِعُوْنَ	اِلَيْكَ ؕ	اَفَاَنْتَ	تُسْمِعُ	الصُّمَّ
اور ان میں وہ بھی ہیں جو	کان لگاتے ہیں	آپ کی طرف	تو کیا آپ	سنائیں گے	بہروں کو

وَ	لَوْ	كَانُوْا لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۲﴾	وَمِنْهُمْ مَّنْ	يَّنْظُرُ
اس حال میں کہ	اگر	وہ لوگ عقل استعمال نہیں کرتے ہیں	اور ان میں وہ بھی ہیں جو	دیکھتے ہیں

8202

اِلَيۡكَ ؕ	اَفَاَنۡتَ	تَهۡدِى	الۡعُمۡىَ	وَ	لَوۡ	كَانُوۡا لَا يُبۡصِرُوۡنَ ۝٤٣
آپؐ کی طرف	تو کیا آپؐ	راہ دکھائیں گے	اندھوں کو	اس حال میں کہ	اگر	وہ لوگ بصارت نہیں کرتے ہیں

اِنَّ اللّٰهَ	لَا يَظۡلِمُ	النَّاسَ	شَيۡـئًا	وَّلٰـكِنَّ	النَّاسَ	اَنۡفُسَهُمۡ
یقیناً اللہ	ظلم نہیں کرتا	لوگوں پر	کچھ بھی	اور لیکن	لوگ	اپنے آپ پر

يَظۡلِمُوۡنَ ۝٤٤	وَيَوۡمَ	يَحۡشُرُهُمۡ	كَاَنۡ	لَّمۡ يَلۡبَثُوۡۤا	اِلَّا	سَاعَةً
ظلم کرتے ہیں	اور جس دن	وہ اکٹھا کرے گا ان کو	گویا کہ	وہ لوگ ٹھہرے ہی نہیں	مگر	ایک گھڑی

مِّنَ النَّهَارِ	يَتَعَارَفُوۡنَ	بَيۡنَهُمۡ ؕ	قَدۡ خَسِرَ	الَّذِيۡنَ
دن کی	ایک دوسرے کو پہچانیں گے	اپنے مابین	گھاٹے میں پڑ چکے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے

كَذَّبُوۡا	بِلِقَآءِ اللّٰهِ	وَمَا كَانُوۡا	مُهۡتَدِيۡنَ ۝٤٥	وَاِمَّا	نُرِيَنَّكَ
جھٹلایا	اللہ کی ملاقات کو	اور وہ نہیں تھے	ہدایت پانے والے	اور اگر	ہم دکھا ہی دیں آپ کو

بَعۡضَ الَّذِىۡ	نَعِدُهُمۡ	اَوۡ	نَتَوَفَّيَنَّكَ	فَاِلَيۡنَا	مَرۡجِعُهُمۡ
اس کے بعض کو جو	ہم نے وعدہ کیا ان سے	یا	ہم وفات بھی دیں آپ کو	تو ہماری طرف ہی	لوٹنا ہے ان کو

ثُمَّ	اللّٰهُ	شَهِيۡدٌ	عَلٰى مَا	يَفۡعَلُوۡنَ ۝٤٦	وَلِكُلِّ اُمَّةٍ	رَّسُوۡلٌ ۚ	فَاِذَا
پھر	اللہ	گواہ ہے	اس پر جو	وہ لوگ کرتے ہیں	اور ہر امت کے لیے	ایک رسول ہے	پس جب

جَآءَ	رَسُوۡلُهُمۡ	قُضِىَ	بَيۡنَهُمۡ	بِالۡقِسۡطِ	وَهُمۡ	لَا يُظۡلَمُوۡنَ ۝٤٧
آتا ہے	ان کا رسول	تو فیصلہ کر دیا جاتا ہے	ان کے مابین	انصاف سے	اور ان پر	ظلم نہیں کیا جاتا

وَيَقُوۡلُوۡنَ	مَتٰى	هٰذَا الۡوَعۡدُ	اِنۡ	كُنۡتُمۡ	صٰدِقِيۡنَ ۝٤٨	قُلۡ	لَّاۤ اَمۡلِكُ
اور وہ لوگ کہتے ہیں	کب	یہ وعدہ ہے	اگر	تم لوگ	سچے ہو	آپؐ کہیے	میں اختیار نہیں کرتا

لِنَفۡسِىۡ	ضَرًّا	وَّلَا نَفۡعًا	اِلَّا	مَا	شَآءَ	اللّٰهُ ؕ	لِكُلِّ اُمَّةٍ
اپنی جان کے لیے	کسی تکلیف کا	اور نہ کسی نفع کا	مگر	وہ جو	چاہے	اللہ	ہر ایک امت کے لیے

اَجَلٌ ؕ	اِذَا	جَآءَ	اَجَلُهُمۡ	فَلَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ	سَاعَةً
خاتمے کا ایک وقت ہے	جب بھی	آئے گا	ان کا وقت	تو وہ لوگ نہ پیچھے ہوں گے	ایک گھڑی

وَّلَا يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ۝٤٩	قُلۡ	اَ	رَءَيۡتُمۡ	اِنۡ	اَتٰٮكُمۡ
اور نہ آگے ہوں گے	آپؐ کہیے	کیا	تم لوگوں نے غور کیا	(کہ) اگر	آئے تمہارے پاس

عَذَابُهٗ	بَيَاتًا	اَوۡ	نَهَارًا	مَّاذَا	يَسۡتَعۡجِلُ	مِنۡهُ
اس کا عذاب	رات بسر کرتے ہوئے	یا	دن کے وقت	وہ چیز	جلدی چاہتے ہیں	جس میں

الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٥٠﴾	اَ	ثُمَّ	اِذَا	مَا	وَقَعَ	اٰمَنْتُمْ	[illegible] بِهٖ ط
مجرم لوگ	کیا	پھر	جب	وہ جو	واقع ہوگا	تم لوگ ایمان لاؤ گے	اس پر

آٰلْـٰٔنَ	وَ	قَدْ كُنْتُمْ	بِهٖ	تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿٥١﴾	ثُمَّ	قِيْلَ	لِلَّذِيْنَ
کیا اب	حالانکہ	تم لوگ	اس کی	جلدی مچا چکے ہو	پھر	کہا جائے گا	ان سے جنھوں نے

ظَلَمُوْا	ذُوْقُوْا	عَذَابَ الْخُلْدِ ج	هَلْ تُجْزَوْنَ	اِلَّا	بِمَا
ظلم کیا	تم لوگ چکھو	ہمیشہ کا عذاب	تمھیں کیا بدلہ دیا جائے گا	سوائے	اس کے سبب جو

كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٥٢﴾	وَيَسْتَنْۢبِـُٔوْنَكَ	اَ	حَقٌّ	هُوَ ط
تم لوگ کماتے تھے	اور وہ لوگ خبر مانگتے ہیں آپؐ سے (یعنی پوچھتے ہیں)	کیا	حق ہے	وہ (عذاب)

قُلْ	اِيْ	وَرَبِّيْٓ	اِنَّهٗ	لَحَقٌّ ؔ ج	وَمَآ اَنْتُمْ	بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٥٣﴾ ع
آپؐ کہیے	ہاں	میرے رب کی قسم	بیشک وہ	برحق ہے	اور تم لوگ نہیں ہو	عاجز کرنے والے (اس کو)

وَلَوْ	اَنَّ	لِكُلِّ نَفْسٍ	ظَلَمَتْ	مَا	فِي الْاَرْضِ	لَافْتَدَتْ
اور اگر	(ہوتا) کہ	ہر اس جان کے لئے	جس نے ظلم کیا	وہ (سب کچھ) جو	زمین میں ہے	تو وہ ضرور خود کو چھڑاتی

بِهٖ ط	وَاَسَرُّوا	النَّدَامَةَ	لَمَّا	رَاَوُا	الْعَذَابَ ج	وَقُضِيَ
اسے دے کر	اور وہ چھپائیں گے	ندامت کو	جب	وہ دیکھیں گے	اس عذاب کو	اور فیصلہ کیا جائے گا

بَيْنَهُمْ	بِالْقِسْطِ	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿٥٤﴾	اَلَآ	اِنَّ	لِلّٰهِ
ان کے مابین	انصاف سے	اور ان پر	ظلم نہیں کیا جائے گا	سن لو	یقیناً	اللہ ہی کا ہے

مَا	فِي السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ ط	اَلَآ	اِنَّ	وَعْدَ اللّٰهِ	حَقٌّ
وہ (سب کچھ) جو	آسمانوں میں ہے	اور زمین میں ہے	یاد رکھو	یقیناً	اللہ کا وعدہ	حق ہے

وَّلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٥٥﴾	هُوَ	يُحْيٖ	وَيُمِيْتُ	وَاِلَيْهِ
لیکن	ان کی اکثریت	جانتی نہیں ہے	وہ	زندگی دیتا ہے	اور موت دیتا ہے	اور اس کی طرف

تُرْجَعُوْنَ ﴿٥٦﴾	يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ	قَدْ جَآءَتْكُمْ	مَّوْعِظَةٌ	مِّنْ رَّبِّكُمْ
تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	اے لوگوں	آچکی تمہارے پاس	ایک نصیحت	تمہارے رب (کی طرف) سے

وَشِفَآءٌ	لِّمَا	فِي الصُّدُوْرِ ۙ	وَهُدًى	وَّرَحْمَةٌ	لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٧﴾
اور ایک شفا	اس کے لیے جو	سینوں میں ہے	اور ہدایت	اور رحمت	ایمان لانے والوں کے لیے

قُلْ	بِفَضْلِ اللّٰهِ	وَبِرَحْمَتِهٖ	فَبِذٰلِكَ	فَلْيَفْرَحُوْا
آپؐ کہئے	اللہ کے فضل سے	اور اس کی رحمت سے (یہ آئی ہیں)	پس اس سبب سے	پھر انہیں چاہیے کہ وہ خوش ہوں

هُوَ	خَيْرٌ	مِّمَّا	يَجْمَعُوْنَ ۝۵۸	قُلْ	اَ	رَءَيْتُمْ	مَّآ	اَنْزَلَ	اللّٰهُ
یہ	بہتر ہے	اس سے جو	یہ لوگ جمع کرتے ہیں	آپؐ کہئے	کیا	تم لوگوں نے غور کیا	اس پر جو	اتارا	اللہ نے

لَكُمْ	مِّنْ رِّزْقٍ	فَجَعَلْتُمْ	مِّنْهُ	حَرَامًا	وَّحَلٰلًا	قُلْ	آٰللّٰهُ
تمہارے لئے	رزق	پھر تم لوگوں نے بنایا	اس میں سے	کچھ کو حرام	اور کچھ کو حلال	آپؐ کہئے	کیا اللہ نے

اَذِنَ	لَكُمْ	اَمْ	عَلَى اللّٰهِ	تَفْتَرُوْنَ ۝۵۹	وَمَا ظَنُّ	الَّذِيْنَ	يَفْتَرُوْنَ
اجازت دی	تم لوگوں کو	یا	اللہ پر	تم لوگ گھڑتے ہو (جھوٹ)	اور کیا گمان ہے	ان لوگوں کا جو	گھڑتے ہیں

عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَذُوْ فَضْلٍ	عَلَى النَّاسِ
اللہ پر	جھوٹ	قیامت کے دن کے بارے میں	بیشک	اللہ	یقیناً فضل والا ہے	لوگوں پر

وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَهُمْ	لَا يَشْكُرُوْنَ ۝۶۰
لیکن	ان کی اکثریت	شکر نہیں کرتی

نوٹ:1

زیر مطالعہ آیت۔42-43 کے مخاطب اوّل رسول اللہ ﷺ تھے اور آپؐ کے توسط سے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام مسلمان اس کے مخاطب ہیں۔ اس میں کہا گیا ہے کہ بہروں اور اندھوں کی رہنمائی نہیں کی جاسکتی۔ حالانکہ ایسے لوگوں کے نہ تو کان بہرے ہوتے ہیں اور نہ آنکھیں اندھی ہوتی ہیں۔ اس بات کو سمجھنے کے لیے گزشتہ اسباق میں آیت۔2/ البقرۃ:7 کے نوٹ۔3: اور آیت 7/ الاعراف:179 کے نوٹ۔2 کا دوبارہ مطالعہ کریں۔

آیات زیر مطالعہ کا منشاومراد یہ یاد دلانا ہے کہ دعوت وتبلیغ کا کام، اپنے اپنے ظروف واحوال میں، ہر شخص کا فرض ہے۔ اس جہاد کا نتیجہ تمہارے اختیار میں نہیں ہے، یہ اللہ کا کام ہے۔ اس لیے نتیجہ نہ نکلنے کی صورت میں دل برداشتہ نہ ہو اور اپنا فرض ادا کرتے رہو۔ البتہ ابتدائی کوشش کے بعد اگر واضح ہو جائے کہ کوئی شخص بات کو سمجھنا ہی نہیں چاہتا تو اس سے خوبصورتی سے اعراض کرلو اور ایسے لوگوں کو تلاش کرو جن میں حقیقت کو سمجھنے کی طلب ہو۔ کیونکہ پانی اسے دیتے ہیں جسے پیاس ہو۔

نوٹ:2

زیر مطالعہ آیت۔45 میں ہے کہ لوگ باہم ایک دوسرے کو پہچانیں گے یعنی جب قیامت میں مردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے تو وہ ایک دوسرے کو پہچانیں گے۔ امام بغویؒ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ پہچان شروع میں ہوگی۔ بعد میں قیامت کے ہولناک واقعات سامنے آئیں گے تو یہ پہچان منقطع ہو جائے گی اور بعض روایات میں ہے کہ پہچان تو پھر بھی رہے گی مگر ہیبت کے مارے بات نہ کرسکیں گے۔ (معارف القرآن)

نوٹ:3

زیر مطالعہ آیت۔59 میں رزق کا لفظ آیا ہے۔ اردو زبان میں رزق کا اطلاق کھانے پہننے کی چیزوں پر ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہاں گرفت صرف اس قانون سازی پر کی گئی ہے جو دستر خوان کی چھوٹی سی دنیا میں مذہبی اوہام یا رسم و رواج کی

بنا پر لوگوں نے کر ڈالی ہے۔ اس غلط فہمی میں عوام ہی نہیں علماء تک مبتلاء ہیں۔ حالانکہ عربی زبان میں رزق محض خوراک کے معنی تک محدود نہیں بلکہ عطاء، بخشش اور نصیب کے معنی میں عام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی انسان کو دیا ہے وہ سب اس کا رزق ہے، حتیٰ کہ اولاد تک رزق ہے۔ مشہور دعا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّ ارْزُقْنَا اِتِّبَاعَهٗ یعنی اے اللہ تو ہمیں دکھا حق کو حق ہوتے ہوئے اور تو ہمیں توفیق دے اس کی پیروی کرنے کی۔ یہاں رزق کا لفظ توفیق دینے کے معنی میں آیا ہے۔ پس رزق کو محض دستر خوان کی سرحدوں تک محدود سمجھنا اور یہ خیال کرنا کہ اللہ تعالیٰ کو صرف ان پابندیوں اور آزادیوں پر اعتراض ہے جو کھانے پینے کی چیزوں کے معاملہ میں لوگوں نے بطور خود اختیار کر لی ہیں، سکت غلطی ہے۔ اور یہ کوئی معمولی غلطی نہیں ہے۔ اس کی بدولت اللہ کے دین کی ایک بہت بڑی اصولی تعلیم لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئی ہے۔ یہ اسی غلطی کا نتیجہ ہے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں حلت و حرمت کا معاملہ تو ایک دینی معاملہ سمجھا جاتا ہے لیکن تمدن کے وسیع تر معاملات میں اگر یہ اصول طے کر لیا جائے کہ انسان خود اپنے لیے حدود مقرر کرنے کا حق رکھتا ہے اور اسی بنا پر اللہ اور اس کی کتاب سے بے نیاز ہو کر قانون سازی کی جانے لگے، تو عامی تو درکنار، علماء دین تک کو یہ احساس نہیں ہوتا کہ یہ چیز بھی دین سے اسی طرح ٹکراتی ہے جس طرح کھانے پینے کی چیزوں میں خود جائز و ناجائز کا فیصلہ کرنا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (61 تا 70)

ش ء ن

(ف)　شَاْنًا　قدر و منزلت والا کام کرنا۔ اپنی فطرت کے مطابق کام کرنا۔

شَاْنٌ　اسم ذات بھی ہے۔ کام۔ مصروفیت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 61۔

ع ز ب

(ن)　عَزْبًا　پوشیدہ ہونا۔ غائب ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 61

ترکیب

(آیت۔ 61) مَا تَكُوْنُ اور مَا تَتْلُوْا کے مَا کو نافیہ ماننا بہتر ہے کیونکہ آگے لَا تَعْمَلُوْنَ بھی آیا ہے اور اس کے آگے اِلَّا بھی آیا ہے۔ ذَرَّةٍ پر عطف ہونے کی وجہ سے اَصْغَرَ اور اَكْبَرَ حالت جر میں ہیں۔ فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ قائم مقام خبر ہے۔ اس کا مبتدا اور خبر دونوں محذوف ہیں۔ (آیت۔ 66) وَمَا یَتَّبِعُ کا مَا موصولہ ہے۔ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اس کا صلہ ہے۔

ترجمہ

وَمَا تَكُوْنُ	فِیْ شَاْنٍ	وَّمَا تَتْلُوْا	مِنْهُ	مِنْ قُرْاٰنٍ	وَّلَا تَعْمَلُوْنَ
اور آپؐ نہیں ہوتے	کسی کام میں	اور آپؐ نہیں پڑھتے	اس سے	یعنی قرآن میں سے	اور تم لوگ عمل نہیں کرتے

مِنْ عَمَلٍ	اِلَّا	كُنَّا	عَلَیْكُمْ	شُهُوْدًا	اِذْ	تُفِیْضُوْنَ
کوئی بھی عمل	مگر (یہ کہ)	ہم ہوتے ہیں	تو لوگوں پر	گواہ	جب	تم مصروف ہوتے ہو

فِیْهِ ؕ	وَمَا یَعْزُبُ	عَنْ رَّبِّكَ	مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ	فِی الْاَرْضِ
اس میں	اور پوشیدہ نہیں ہو پاتی	آپؐ کے رب سے	کسی بھی ذرہ کے ہم وزن (کوئی چیز)	زمین میں

وَلَا فِی السَّمَآءِ	وَلَآ اَصْغَرَ	مِنْ ذٰلِكَ	وَلَآ اَكْبَرَ	اِلَّا
اور نہ ہی آسمان میں	اور نہ ہی زیادہ چھوٹی	اس سے	اور نہ ہی زیادہ بڑی	مگر (یہ کہ)

فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿٦١﴾	اَلَآ	اِنَّ	اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ	لَا خَوْفٌ	عَلَيْهِمْ
(سب کچھ) ایک واضح کتاب میں ہے	سن لو	یقیناً	اللہ کے دوست (وہ ہیں)	کوئی خوف نہیں ہے	جن پر

وَلَا هُمْ	يَحْزَنُوْنَ ﴿٦٢﴾	اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿٦٣﴾	لَهُمُ
اور نہ ہی وہ لوگ	پچھتاتے ہیں	وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور تقویٰ اختیار کرتے رہے	ان کے لیے

الْبُشْرٰى	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَفِي الْاٰخِرَةِ ط	لَا تَبْدِيْلَ	لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ط
بشارت ہے	دنیوی زندگی میں	اور آخرت میں	کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہے	اللہ کے فرمانوں میں

ذٰلِكَ	هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٤﴾	وَلَا يَحْزُنْكَ	قَوْلُهُمْ
یہ	ہی عظیم کامیابی ہے	اور چاہیے کہ افسردہ مت کرے آپ کو	ان لوگوں کی بات

اِنَّ	الْعِزَّةَ	لِلّٰهِ	جَمِيْعًا ط	هُوَ السَّمِيْعُ	الْعَلِيْمُ ﴿٦٥﴾	اَلَآ	اِنَّ
یقیناً	کُل عزت	اللہ ہی کی (دی ہوئی) ہے	سب کی سب	وہ ہی سننے والا ہے	جاننے والا ہے	سن لو	یقیناً

لِلّٰهِ	مَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَنْ	فِي الْاَرْضِ ط	وَمَا	يَتَّبِعُ	الَّذِيْنَ
اللہ ہی کا ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ جو	زمین میں ہے	اور کس کی	پیروی کرتے ہیں	وہ لوگ جو

يَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	شُرَكَآءَ ط	اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ	اِلَّا	الظَّنَّ	وَاِنْ هُمْ
پکارتے ہیں	اللہ کے علاوہ	شریکوں کو	وہ پیروی نہیں کرتے	مگر	گمان کی	اور وہ نہیں ہیں

اِلَّا	يَخْرُصُوْنَ ﴿٦٦﴾	هُوَ	الَّذِيْ	جَعَلَ	لَكُمُ	الَّيْلَ
سوائے اس کے کہ	اٹکل لگاتے ہیں	وہ	وہ ہے جس نے	بنایا	تم لوگوں کے لیے	رات کو

لِتَسْكُنُوْا	فِيْهِ	وَالنَّهَارَ	مُبْصِرًا ط	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ
تاکہ تم سکون حاصل کرو	اس میں	اور دن کو	دکھلانے والا	یقیناً	اس میں

لَاٰيٰتٍ	لِّقَوْمٍ	يَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾	قَالُوا	اتَّخَذَ	اللّٰهُ
لازماً نشانیاں ہیں	ایسے لوگوں کے لیے جو	سن کر سمجھتے ہیں	انہوں نے کہا	بنایا	اللہ نے

وَلَدًا	سُبْحٰنَهٗ ط	هُوَ الْغَنِيُّ ط	لَهٗ	مَا	فِي السَّمٰوٰتِ
ایک بیٹا	(حالانکہ) اس کی پاکیزگی ہے (ہر ضرورت سے)	وہ ہی بے نیاز ہے	اس کا ہی ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے

وَمَا	فِي الْاَرْضِ ط	اِنْ	عِنْدَكُمْ	مِّنْ سُلْطٰنٍ	بِهٰذَا ط	اَ	تَقُوْلُوْنَ
اور وہ جو	زمین میں ہے	نہیں ہے	تم لوگوں کے پاس	کوئی بھی دلیل	اس کے لیے	کیا	تم لوگ کہتے ہو

عَلَى اللّٰهِ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ ۝	قُلْ	اِنَّ	الَّذِيْنَ	يَفْتَرُوْنَ	عَلَى اللّٰهِ	الْكَذِبَ
اللہ پر	وہ جو	تم لوگ نہیں جانتے ہو	آپؐ کہئے	بیشک	وہ لوگ جو	گھڑتے ہیں	اللہ پر	جھوٹ

لَا يُفْلِحُوْنَ ۝	مَتَاعٌ	فِي الدُّنْيَا	ثُمَّ	اِلَيْنَا	مَرْجِعُهُمْ
وہ مراد نہیں پاتے	برتنے کا سامان ہے	دنیا میں	پھر	ہماری طرف ہی	ان کا لوٹنا ہے

ثُمَّ	نُذِيْقُهُمُ	الْعَذَابَ الشَّدِيْدَ	بِمَا	كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۝
پھر	ہم چکھائیں گے ان کو	سخت عذاب	بسبب اس کے جو	یہ لوگ کفر کرتے ہیں

نوٹ: 1

زیر مطالعہ آیات 62 تا 64 اللہ تعالیٰ نے ولی اللہ لوگوں کے متعلق کچھ باتیں ہمیں بتائی ہیں۔ ان کو سمجھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لیں کہ ولی اللہ لوگوں کے متعلق جو عام تصور ہے وہ درست نہیں ہے۔ ’’عوام نے جو اولیاء اللہ کی علامت کشف و کرامات یا غیب کی چیزیں معلوم ہونے کو سمجھ رکھا ہے، یہ غلط اور دھوکہ ہے۔ ہزاروں اولیاء اللہ ہیں جن سے اس طرح کی کوئی چیز ثابت نہیں۔ اور۔ اس کے خلاف ایسے لوگوں سے کشف اور غیب کی خبریں معقول ہیں جن کا ایمان بھی درست نہیں (معارف القرآن بحوالہ تفسیر مظہری)۔ ان کے غلط تصورات سے ذہن کو صاف کر کے جو ہم مذکورہ آیات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ولی اللہ کی حقیقت واضح طور پر سمجھ میں آجاتی ہے۔

مذکورہ آیات سے ایک تو یہ بات قطعی طور پر معلوم ہوئی کہ یقیناً ایک ایسے مرتبہ اور مقام کا وجود ہے ہم لوگ ولی اللہ کہتے ہیں اور جس کے لئے آیت میں اللہ تعالیٰ نے جمع کے صیغے میں اولیاء اللہ کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اس لیے ہم لوگوں کا ولی اللہ کا تصور کوئی دیومالائی تصور نہیں ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ ولی اللہ کی پہچان کیا ہے۔ پہچان یہ ہے کہ اولیاء اللہ خوف اور حزن (پچھتاوے) سے محفوظ ہوتے ہیں۔ اب پہلے ان صفات کی نوعیت اور اہمیت کو سمجھ لیں پھر دیکھیں گے کہ انہیں حاصل کرنے کا طریقہ کیا بتایا گیا ہے۔

خوف درحقیقت ایک داخلی کیفیت ہے اور اس کا تعلق مستقبل کے اندیشوں سے ہے کہ ایسا نہ ہو جائے، کہیں ویسا نہ ہو جائے، پتہ نہیں کیا ہوتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ کوئی بظاہر کتنا بھی پُرسکون اور خوش و خرم نظر ہے لیکن اگر اندر ہی اندر وہ اس قسم کے اندیشوں میں مبتلا ہو تو وہ خوف سے محفوظ نہیں ہے۔ اس کیفیت کا اثر یہ ہوتا ہے کہ انسان اضطراب (ANXIETY) اور اعصابی تناؤ (TENSION) کا شکار رہتا ہے۔ ان سے پیدا ہونے والی بیماریوں کی فہرست خاصی طویل ہے اسی طرح حزن یعنی پچھتاوا بھی ایک داخلی کیفیت ہے اور اس کا تعلق ماضی سے ہے۔ کاش ایسا نہ ہوتا، کاش میں ایسا نہ کرتا وغیرہ وغیرہ۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ لفظ ’’لَو‘‘ (کاش) شیطان کے عمل کا دروازہ کھولتا ہے۔ اس کی وجہ یہ سمجھ میں آئی ہے کہ پچھاوے جب ہماری سوچ پر غالب آجاتے ہیں تو ہم قنوطیت (FRUSTRATION) کا شکار ہو جاتے ہیں جو کہ گناہ ہے (15 / الحجر: 56)۔ اس دور کے ماہرین نفسیات متفق ہیں کہ قنوطیت انسان کی قوت کار کو سلب کر کے اسے ناکارہ بنا دیتی ہے اور اس کی شخصیت کی کشش اور جاذبیت کو ختم کر کے لوگوں کو اس سے دور کر دیتی ہے۔ چنانچہ ولی اللہ کی دوسری پہچان کی دوسری صفت یہ ہے کہ یہ لوگ پچھاتے نہیں ہیں۔

اس کے آگے پھر ان دونوں صفات کو حاصل کرنے والے راستے کی نشاندہی کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور پھر تقویٰ اختیار کرتے رہے۔ نوٹ کریں کہ تقویٰ کے لیے یہاں ماضی استمراری کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ولی اللہ کے مقام تک رسائی کے لیے صرف تقویٰ پر تسلسل درکار ہے۔ کیونکہ جو چیز غلام کو آقا کا دوست بناتی ہے وہ آقا کی

خوشنودی کے تجسس یعنی تقویٰ کا دوام ہے۔ چنانچہ جو لوگ تقویٰ کو اپنا طرز زندگی (LIFE STYLE) بنا لیتے ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے، اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔ ان بشارتوں کا ایک سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جو آخرت کی منزلوں یعنی قبر اور حشر وغیرہ میں جاری رہتا ہے، یہاں تک کہ انسان اپنے گھر یعنی جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ نیز یہ بھی نوٹ کر لیں کہ کامیابی کے ISTEST اور MOST MODERN معیار خواہ کچھ بھی ہوں، اللہ تعالیٰ کے نزدیک شاندار کامیابی یہی ہے کہ انسان اس مقام و مرتبہ کو پالے۔

اس مطالعہ سے یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ولی اللہ کا مرتبہ و مقام فرداً فرداً ہر ایک مسلمان کی دسترس میں ہے۔ اس کے لیے نہ تو عالم فاضل ہونا ضروری ہے اور نہ تارک الدنیا ہونا یا کسی خانقاہ میں بیٹھنا ضروری ہے کیونکہ اس منزل تک پہنچانے والا راستہ تقویٰ کا دوام ہے۔ اور تقویٰ کا صحیح ٹیسٹ بھرپور زندگی کے منجدھار میں ہوتا ہے۔ اس لیے عام زندگی بسر کرنے والا جو مسلمان بھی چاہے وہ کوشش کر کے ولی اللہ کا مقام حاصل کر سکتا ہے۔ اگر کسی کو منزل نہ بھی ملے تب بھی اس راہ کا راہی تو بن ہی سکتا ہے اور یہ بھی بڑی بات ہے۔

آیت نمبر (71 تا 82)

ل ف ت

(ض)　لَفْتًا　کسی کو کسی چیز سے پھیر دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔78۔

(افتعال)　اِلْتِفَاتًا　اہتمام سے اپنی توجہ کسی طرف پھیرنا۔ مڑ کر دیکھنا۔ ﴿وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ﴾ (11/ ھود:81) ''اور چاہیے کہ مڑ کر نہ دیکھے تم میں سے کوئی ایک بھی۔''

ترکیب

(آیت۔77) اَتَقُوْلُوْنَ کے بعد ھٰذَا محذوف ہے جو کہ گذشتہ آیت میں لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ کی طرف اشارہ ہے۔ اس کے آگے سِحْرٌ خبر مقدم اور ھٰذَا مبتدا مؤخر ہے۔ (آیت۔78) لِتَلْفِتَنَا کے لام کَیْ پر عطف ہونے کی وجہ سے تَكُوْنَ حالت نصب میں آیا ہے اور یہ واحد مونث کا صیغہ ہے، اس کا فاعل اَلْكِبْرِيَاءُ ہے جو مونث ہے۔ (آیت۔81) اَلسِّحْرُ سے پہلے فَهُوَ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ	نَبَاَ نُوْحٍ	اِذْ	قَالَ	لِقَوْمِهٖ
اور آپؐ پڑھ کر سنائیں ان لوگوں کو	خبر نوحؑ کی	جب	انہوں نے کہا	اپنی قوم سے

يٰقَوْمِ	اِنْ	كَانَ	كَبُرَ	عَلَيْكُمْ	مَّقَامِيْ	وَتَذْكِيْرِيْ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ
اے میری قوم	اگر	ہے	بھاری	تم لوگوں پر	میرا کھڑا ہونا	اور میرا نصیحت کرنا	اللہ کی آیات سے

فَعَلَى اللّٰهِ	تَوَكَّلْتُ	فَاَجْمِعُوْٓا	اَمْرَكُمْ	وَشُرَكَآءَكُمْ	ثُمَّ
تو اللہ پر ہی	میں نے (تو) بھروسہ کیا	پھر تم پختہ کر لو	اپنی تدبیر	مع اپنے شرکاء کے	پھر

لَا يَكُنْ	اَمْرُكُمْ	عَلَيْكُمْ	غُمَّةً	ثُمَّ	اقْضُوْٓا
نہ رہے	تمہاری تدبیر	تمہارے حق میں	پوشیدہ	پھر	تم لوگ کر گزرو

اِلَيَّ	وَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿٧١﴾	فَاِنْ	تَوَلَّيْتُمْ
میرے ساتھ	اور تم لوگ مہلت مت دو مجھ کو	پھر اگر	تم لوگ منہ موڑتے ہو

فَمَا سَاَلْتُكُمْ	مِّنْ اَجْرٍ	اِنْ اَجْرِيَ	اِلَّا	عَلَى اللّٰهِ
تو میں نہیں مانگتا تم سے	کسی قسم کا کوئی اجر	نہیں ہے میرا اجر	مگر	اللہ پر

وَاُمِرْتُ	اَنْ	اَكُوْنَ	مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ	فَكَذَّبُوْهُ
اور مجھے حکم دیا گیا	کہ	میں ہو جاؤں	فرمانبرداری کرنے والوں میں سے	تو انہوں نے جھٹلایا انؑ کو

فَنَجَّيْنٰهُ	وَمَنْ	مَّعَهٗ	فِي الْفُلْكِ	وَجَعَلْنٰهُمْ
پس ہم نے نجات دی انؑ کو	اور ان لوگوں کو جو	انؑ کے ساتھ تھے	کشتی میں	اور ہم نے بنایا ان لوگوں کو

خَلٰٓئِفَ	وَاَغْرَقْنَا	الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِنَا	فَانْظُرْ	كَيْفَ
جانشین	اور ہم نے غرق کیا	ان کو جنہوں نے	جھٹلایا	ہماری نشانیوں کو	تو آپؐ دیکھیں	کیسا

كَانَ	عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾	ثُمَّ	بَعَثْنَا	مِنْۢ بَعْدِهٖ	رُسُلًا
تھا	خبردار کیے جانے والوں کا انجام	پھر	ہم نے بھیجے	انؑ کے بعد	کچھ رسول

اِلٰى قَوْمِهِمْ	فَجَآءُوْهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	فَمَا كَانُوْا
ان لوگوں کی قوم کی طرف	تو وہ آئے ان کے پاس	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	تو نہیں تھے وہ لوگ

لِيُؤْمِنُوْا	بِمَا	كَذَّبُوْا	بِهٖ	مِنْ قَبْلُ	كَذٰلِكَ	نَطْبَعُ
کہ ایمان لاتے	بسبب اس کے	جو انہوں نے جھٹلایا	جس کو	پہلے سے	اس طرح	ہم چھاپ لگاتے ہیں

عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿٧٤﴾	ثُمَّ	بَعَثْنَا	مِنْۢ بَعْدِهِمْ	مُّوْسٰى	وَهٰرُوْنَ
حد سے تجاوز کرنے والوں کے دلوں پر	پھر	ہم نے بھیجا	ان کے بعد	موسیٰؑ کو	اور ھارونؑ کو

اِلٰى فِرْعَوْنَ	وَمَلَا۟ئِهٖ	بِاٰيٰتِنَا	فَاسْتَكْبَرُوْا
فرعون کی طرف	اور اس کے سرداروں کی (طرف)	اپنی نشانیوں کے ساتھ	تو انہوں نے تکبر کیا

وَكَانُوْا	قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿٧٥﴾	فَلَمَّا	جَآءَهُمُ	الْحَقُّ	مِنْ عِنْدِنَا
اور وہ تھے	جرم کرنے والے لوگ	پھر جب	آیا ان کے پاس	حق	ہمارے پاس سے

قَالُوْٓا	اِنَّ	هٰذَا	لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٦﴾	قَالَ	مُوْسٰى	اَ	تَقُوْلُوْنَ
تو انہوں نے کہا	بیشک	یہ	یقیناً کھلا جادو ہے	کہا	موسیٰؑ نے	کیا	تم لوگ کہتے ہو (یہ)

لِلْحَقِّ	لَمَّا	جَآءَكُمْ ؕ	اَ	سِحْرٌ	هٰذَا ؕ	وَلَا يُفْلِحُ	السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾
حق کے لئے	جب	وہ آیا تمہارے پاس	کیا	جادو ہے	یہ	اور مراد نہیں پاتے	جادو کرنے والے

قَالُوْٓا	اَ	جِئْتَنَا	لِتَلْفِتَنَا	عَمَّا	وَجَدْنَا	عَلَيْهِ
انہوں نے کہا	کیا	تو آیا ہمارے پاس	تاکہ تو پھیر دے ہم کو	اس سے	ہم نے پایا	جس پر

اٰبَآءَنَا	وَتَكُوْنَ	لَكُمَا	الْكِبْرِيَآءُ	فِي الْاَرْضِ ؕ
اپنے آباؤاجداد کو	اور تاکہ ہوجائے	تم دونوں کے لئے	بڑائی	زمین میں

وَمَا نَحْنُ	لَكُمَا	بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۷۸﴾	وَقَالَ	فِرْعَوْنُ	ائْتُوْنِيْ
اور ہم نہیں ہیں	تم دونوں پر	ایمان لانے والے	اور کہا	فرعون نے	لاؤ میرے پاس

بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيْمٍ ﴿۷۹﴾	فَلَمَّا	جَآءَ	السَّحَرَةُ	قَالَ	لَهُمْ	مُّوْسٰٓى
ہر ایک جاننے والے جادوگر کو	پس جب	آئے	جادوگر لوگ	تو کہا	ان سے	موسیٰ نے

اَلْقُوْا	مَآ	اَنْتُمْ	مُّلْقُوْنَ ﴿۸۰﴾	فَلَمَّآ	اَلْقَوْا	قَالَ	مُوْسٰى
تم لوگ ڈالو	اس کو جو	تم لوگ	ڈالنے والے ہو	پھر جب	انہوں نے ڈالا	تو کہا	موسیٰ نے

مَا جِئْتُمْ بِهِ ۙ	السِّحْرُ ؕ	اِنَّ اللّٰهَ	سَيُبْطِلُهٗ ؕ
تم لوگ لائے ہو جس کو	(تو وہ تو) جادو ہے	یقیناً اللہ	باطل کرے گا (ناکارہ کرے گا) اس کو

اِنَّ اللّٰهَ	لَا يُصْلِحُ	عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۸۱﴾	وَيُحِقُّ	اللّٰهُ
یقیناً اللہ	اصلاح نہیں کرتا	فساد کرنے والوں کے عمل کی	اور سچ کر دکھاتا ہے	اللہ

الْحَقَّ	بِكَلِمٰتِهٖ	وَلَوْ	كَرِهَ	الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸۲﴾ ع
حق کو	اپنے فرمانوں سے	اگرچہ	ناگوار گزرے	مجرموں کو

سبق۔ 15/4

35/11 تا 83/10

[illegible]

[illegible]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

36/13

آیت نمبر (83 تا 92)

ب د ن

(ن) بَدَنًا موٹے یا فربہ جسم والا ہونا۔

بَدَنٌ اسم ذات بھی ہے۔ جسم۔ زیر مطالعہ آیت 92۔

بَدَنَةٌ ج بُدْنٌ۔ قربانی کے فربہ جانور۔ ﴿وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ﴾ (22/الحج:36)
''اور قربانی کے فربہ جانور، ہم نے بنایا ان کو تمہارے لئے اللہ کے شعائر میں سے۔''

ترجمہ

فَمَآ اٰمَنَ	لِمُوْسٰٓى	اِلَّا	ذُرِّيَّةٌ	مِّنْ قَوْمِهٖ
پس بات نہیں مانی	موسیٰؑ کی	مگر	چند نوجوانوں نے	انؑ کی قوم میں سے

عَلٰى خَوْفٍ	مِّنْ فِرْعَوْنَ	وَمَلَا۟ئِهِمْ	اَنْ	يَّفْتِنَهُمْ ۭ
ایسے خوف کے باوجود	فرعون سے	اور ان کے سرداروں سے	کہ	وہ آزمائش میں ڈالیں ان کو

وَاِنَّ	فِرْعَوْنَ	لَعَالٍ	فِي الْاَرْضِ ۚ	وَاِنَّهٗ	لَمِنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿83﴾
اور بیشک	فرعون	یقیناً سرکشی کرنے والا تھا	زمین میں	اور بیشک وہ	یقیناً حد سے تجاوز کرنے والوں میں سے تھا

وَقَالَ	مُوْسٰى	يٰقَوْمِ	اِنْ	كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ	بِاللّٰهِ	فَعَلَيْهِ	تَوَكَّلُوْٓا
اور کہا	موسیٰؑ نے	اے میری قوم	اگر	تم لوگ ایمان رکھتے ہو	اللہ پر	تو اس پر ہی	بھروسہ رکھو

اِنْ	كُنْتُمْ	مُّسْلِمِيْنَ ﴿84﴾	فَقَالُوْا	عَلَى اللّٰهِ	تَوَكَّلْنَا ۚ
اگر	تم لوگ ہو	فرمانبرداری کرنے والے	تو انہوں نے کہا	اللہ پر ہی	ہم نے بھروسہ کیا

رَبَّنَا	لَا تَجْعَلْنَا	فِتْنَةً	لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿85﴾ لا	وَنَجِّنَا
اے ہمارے رب	تو نہ بنا	تختۂ مشق (آزمائش)	ظلم کرنے والے لوگوں کا	اور تو نجات دے ہم کو

بِرَحْمَتِكَ	مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿86﴾	وَاَوْحَيْنَآ	اِلٰى مُوْسٰى	وَاَخِيْهِ
اپنی رحمت سے	کفر کرنے والے لوگوں سے	اور ہم نے وحی کی	موسیٰؑ کی طرف	اور ان کے بھائی کی طرف

اَنْ	تَبَوَّاٰ	لِقَوْمِكُمَا	بِمِصْرَ	بُيُوْتًا	وَّاجْعَلُوْا
کہ	تم دونوں ٹھکانہ بناؤ	اپنی قوم کے لئے	مصر میں	کچھ گھروں کو	اور تم لوگ بناؤ

بُيُوْتَكُمْ	قِبْلَةً	وَّاَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ ط	وَبَشِّرِ	الْمُؤْمِنِيْنَ ۝٨٧ 86/13
اپنے گھروں کو	قبلہ	اور قائم کرو	نماز کو	اور آپ بشارت دیجئے	ایمان والوں کو

وَقَالَ	مُوْسٰى	رَبَّنَآ	اِنَّكَ	اٰتَيْتَ	فِرْعَوْنَ	وَمَلَاَهٗ
اور کہا	موسیٰ نے	اے ہمارے رب	بیشک	تو نے دیا	فرعون کو	اور اس کے سرداروں کو

زِيْنَةً	وَّاَمْوَالًا	فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	رَبَّنَا	لِيُضِلُّوْا
زینت	اور مال	دنیوی زندگی میں	اے ہمارے رب	تاکہ وہ گمراہ کریں (لوگوں کو)

عَنْ سَبِيْلِكَ ج	رَبَّنَا	اطْمِسْ	عَلٰٓى اَمْوَالِهِمْ	وَاشْدُدْ
تیری راہ سے	اے ہمارے رب	تو تہس نہس کردے	ان کے مالوں کو	اور تو سخت کردے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	فَلَا يُؤْمِنُوْا	حَتّٰى	يَرَوُا	الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ۝٨٨
ان کے دلوں کو	نتیجتاً وہ ایمان نہ لائیں	یہاں تک کہ	وہ دیکھیں	دردناک عذاب

قَالَ	قَدْ اُجِيْبَتْ	دَّعْوَتُكُمَا	فَاسْتَقِيْمَا	وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ
کہا (اللہ نے)	قبول کی گئی ہے	تم دونوں کی دعا	پس ڈٹے رہو	اور تم دونوں ہرگز پیروی مت کرنا

سَبِيْلَ الَّذِيْنَ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٨٩	وَجٰوَزْنَا	بِبَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ	الْبَحْرَ
ان کے راستے کی جو	علم نہیں رکھتے	اور ہم نے پار کیا	بنی اسرائیل کو	سمندر کے

فَاَتْبَعَهُمْ	فِرْعَوْنُ	وَجُنُوْدُهٗ	بَغْيًا	وَّعَدْوًا ط
تو پیچھے لگا ان کے	فرعون	اور اس کا لشکر	سرکشی کرتے ہوئے	اور دشمنی کرتے ہوئے

حَتّٰٓى	اِذَآ	اَدْرَكَهُ	الْغَرَقُ	قَالَ	اٰمَنْتُ	اَنَّهٗ	لَآ اِلٰهَ
یہاں تک کہ	جب	آ لگا اس کو	ڈوبنا	تو اس نے کہا	میں ایمان لایا	کہ	کوئی بھی الٰہ نہیں ہے

اِلَّا الَّذِیْٓ	اٰمَنَتْ	بِهٖ	بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ	وَاَنَا	مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝٩٠
سوائے اس کے	ایمان لائے	جس پر	بنی اسرائیل	اور میں ہوں	فرمانبرداری کرنے والوں میں سے

آٰلْـٰٔنَ	وَقَدْ عَصَيْتَ	قَبْلُ	وَكُنْتَ	مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝٩١	فَالْيَوْمَ
کیا اب	اور تو نافرمانی کر چکا ہے	پہلے	اور تو تھا	فساد کرنے والوں میں سے	پس آج

نُنَجِّيْكَ	بِبَدَنِكَ	لِتَكُوْنَ	لِمَنْ	خَلْفَكَ	اٰيَةً ط
بچا رکھیں گے تجھ کو	تیرے بدن کے ساتھ	تاکہ تو ہو جائے	ان کے لئے جو	تیرے پیچھے (آنے والے) ہیں	ایک نشانی

وَاِنَّ	كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ	عَنْ اٰيٰتِنَا	لَغٰفِلُوْنَ ۝٩٢ ع
اور بیشک	لوگوں میں سے اکثر	ہماری نشانیوں سے	غفلت برتنے والے ہیں

نوٹ:1

آیت 87 میں ایک خاص حکم کا ذکر ہے۔ بنی اسرائیل نمازیں صرف اپنی عبادت گاہوں میں ادا کرتے تھے اور پچھلی امتوں کے لیے بھی یہی حکم تھا، کیونکہ ان کی نماز گھروں میں ادا نہیں ہوتی تھی۔ یہ خصوصی سہولت امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئی کہ ہر جگہ جہاں چاہیں نماز ادا کریں۔ فرعون نے بنی اسرائیل کی عبادت گاہوں کو مسمار کر دیا تھا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے لیے مصر میں نئے مکانات بنائے جائیں اور ان کا رخ قبلہ کی طرف ہوتا کہ وہ ان ہی مکانات میں نماز ادا کرسکیں۔ اس وقت خصوصی حالات کے تحت عارضی اجازت دی گئی تھی کہ گھروں ہی میں نماز ادا کرلیا کریں۔ دوسری رائے یہ ہے کہ اس ضرورت کے وقت بھی ان کو مخصوص گھروں میں نماز پڑھنے کی اجازت دی گئی تھی۔ عام گھروں میں نماز پڑھنے کی اجازت اس وقت بھی نہیں تھی۔ حضرت ابن عباسؓ کا قول ہے کہ حضرت موسیٰؑ اور ان کے اصحاب کا قبلہ خانہ کعبہ تھا۔

اس آیت کے شروع میں حضرت موسیٰؑ اور حضرت ہارونؑ کو تثنیہ کے صیغے میں خطاب کیا گیا کیونکہ مکانات میں نماز کی اجازت دینا ان ہی کا کام تھا۔ اس کے بعد اقامت صلوٰۃ کا حکم جمع کے صیغے میں دیا گیا کیونکہ اس حکم میں پیغمبر اور امت، سب شامل ہیں۔ اس کے بعد بشارت دینے کا حکم واحد کے صیغے میں صرف حضرت موسیٰؑ کو دیا گیا کیونکہ اصل صاحب شریعت نبی آپؑ ہی تھے۔ (معارف القرآن)

نوٹ:2

آیت۔89 میں ان کی دعا کی قبولیت کی اطلاع دونوں پیغمبروں کو دی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ دایت بھی دی گئی ہے کہ اپنے فرض منصبی یعنی دعوت و تبلیغ میں لگے اور قبولیت دعا کا اثر میں ظاہر ہو تو جلد بازی نہ کریں۔ پھر ان کی دعا کی قبولیت کا اثر چالیس سال بعد ظاہر ہوا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (93 تا 103)

ترکیب

(آیت۔93) مُبَوَّاَ صِدۡقٍ میں مُبَوَّاَ دراصل اسم المفعول مُبَوَّاً ہے جو ظرف کے معنی میں آیا ہے اس لیے حالت نصب میں ہے اور مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی ہے۔ (آیت۔95) فَتَكُوۡنَ کا فاسببیہ ہے۔ (آیت۔98) فَنَفَعَهَاۤ اِيۡمَانُهَاۤ میں هَا کی ضمیریں قَرۡيَةٌ کے لیے ہیں۔ لفظی رعایت سے یہ ضمیریں واحد مؤنث آئی ہیں جبکہ یہاں قَرۡيَةٌ سے مراد اہل قریہ ہیں، اس لیے یہاں هَا سے مراد هُمۡ ہے، جس کو ترجمہ میں ظاہر کیا جائے گا۔ (آیت۔100) تُؤۡمِنَ واحد مؤنث کا صیغہ ہے اس کی ضمیر فاعل هِيَ، نَفۡسٍ کے لیے ہے۔ (آیت۔101) اَلنُّذُرُ جمع مکسر ہے۔ نَذِيۡرٌ کا۔ (آیت۔103) نُنۡجِ دراصل مضارع میں جمع متکلم کا صیغہ نُنۡجِيۡ ہے ی حرف علت ہے۔ لفظ میں آخری ہونے کی وجہ سے ساکن ہوئی۔ پھر الۡمُؤۡمِنِيۡنَ میں ’ل‘ بھی ساکن ہے۔ دو ساکن جمع ہوئے۔ اس لیے ی گر گئی ہے۔ (آیت۔97) حَتّٰى کا تعلق گزشتہ آیت کے لَا يُؤۡمِنُوۡنَ سے ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدۡ بَوَّاۡنَا	بَنِيۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ	مُبَوَّاَ صِدۡقٍ	وَّرَزَقۡنٰهُمۡ
اور ہم ٹھکانہ دے چکے ہیں	بنی اسرائیل کو	بہت اچھا ٹھکانہ	اور ہم نے رزق دیا ان کو

مِّنَ الطَّيِّبٰتِ	فَمَا اخۡتَلَفُوۡا	حَتّٰى	جَآءَهُمُ	الۡعِلۡمُ	اِنَّ
پاکیزہ (چیزوں) میں سے	تو انہوں نے اختلاف نہیں کیا	یہاں تک کہ	آیا ان کے پاس	علم	یقیناً

رَبَّكَ	يَقْضِيْ	بَيْنَهُمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	فِيْمَا	كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿٩٣﴾
آپ کا رب	فیصلہ کرے گا	ان کے درمیان	قیامت کے دن	اس میں	جس میں وہ اختلاف کرتے تھے

فَاِنْ	كُنْتَ	فِيْ شَكٍّ	مِّمَّآ	اَنْزَلْنَآ	اِلَيْكَ	فَسْئَلِ
پھر اگر	(بالفرض) آپ ہیں	کسی شک میں	اس کے بارے میں جس کو	ہم نے اتارا	آپ کی طرف	تو آپ پوچھیں

الَّذِيْنَ	يَقْرَءُوْنَ	الْكِتٰبَ	مِنْ قَبْلِكَ ج	لَقَدْ جَآءَكَ	الْحَقُّ
ان سے جو	پڑھتے ہیں	کتاب کو	آپ سے پہلے	یقیناً آچکا ہے آپ کے پاس	حق

مِنْ رَّبِّكَ	فَلَا تَكُوْنَنَّ	مِنَ الْمُمْتَرِيْنَ ﴿٩٤﴾ لا	وَلَا تَكُوْنَنَّ
آپ کے رب (کی طرف) سے	تو آپ ہرگز مت ہوں	شک کرنے والوں میں سے	اور آپ ہرگز مت ہوں

مِنَ الَّذِيْنَ	كَذَّبُوْا	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ	فَتَكُوْنَ	مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٩٥﴾
ان لوگوں میں سے جنہوں نے	جھٹلایا	اللہ کی نشانیوں کو	ورنہ آپ ہوجائیں گے	خسارہ اٹھانے والوں میں

اِنَّ	الَّذِيْنَ	حَقَّتْ	عَلَيْهِمْ	كَلِمَتُ رَبِّكَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٩٦﴾ لا
بیشک	وہ لوگ	ثابت ہوا	جن پر	آپ کے رب کا فرمان	وہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے

وَلَوْ	جَآءَتْهُمْ	كُلُّ اٰيَةٍ	حَتّٰى	يَرَوُا	الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ ﴿٩٧﴾
اور اگرچہ (یعنی خواہ)	آئے ان کے پاس	ہر ایک نشانی	یہاں تک کہ	وہ دیکھیں	دردناک عذاب کو

فَلَوْلَا كَانَتْ	قَرْيَةٌ	اٰمَنَتْ	فَنَفَعَهَآ	اِيْمَانُهَآ	اِلَّآ
پس کیوں نہ ہوئی	کوئی ایسی بستی	جو ایمان لاتی	پھر نفع دیتا ان کو	ان کا ایمان	سوائے

قَوْمَ يُوْنُسَ ط	لَمَّآ	اٰمَنُوْا	كَشَفْنَا	عَنْهُمْ	عَذَابَ الْخِزْيِ
یونسؑ کی قوم کے	جب	وہ لوگ ایمان لائے	تو ہم نے کھول دیا (اٹھالیا)	ان سے	رسوائی کے عذاب کو

فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَمَتَّعْنٰهُمْ	اِلٰى حِيْنٍ ﴿٩٨﴾	وَلَوْ	شَآءَ	رَبُّكَ
دنیوی زندگی میں	اور ہم نے فائدہ پہنچایا ان کو	ایک مدت تک	اور اگر	چاہتا	آپ کا رب

لَاٰمَنَ	مَنْ	فِي الْاَرْضِ	كُلُّهُمْ	جَمِيْعًا ط	اَفَاَنْتَ	تُكْرِهُ
تو ضرور ایمان لاتے	وہ جو	زمین میں ہیں	ان کے کل	سب کے سب	تو کیا آپ	زبردستی کریں گے

النَّاسَ	حَتّٰى	يَكُوْنُوْا	مُؤْمِنِيْنَ ﴿٩٩﴾	وَمَا كَانَ	لِنَفْسٍ
لوگوں سے	یہاں تک کہ	وہ ہوجائیں	ایمان لانے والے	اور (ممکن) نہیں ہے	کسی جان کے لیے

اَنْ	تُؤْمِنَ	اِلَّا	بِاِذْنِ اللّٰهِ ط	وَيَجْعَلُ	الرِّجْسَ	عَلَى الَّذِيْنَ
کہ	وہ ایمان لائے	مگر	اللہ کی اجازت سے	اور وہ ڈالتا ہے	گندگی کو	ان لوگوں پر جو

لَا يَعْقِلُوْنَ ؈	قُلِ	انْظُرُوْا	مَاذَا	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ
عقل نہیں کرتے	آپؐ کہیے	تم لوگ دیکھو	اس کو جو	آسمانوں اور زمین میں ہے

وَمَا تُغْنِي	الْاٰيٰتُ	وَالنُّذُرُ	عَنْ قَوْمٍ	لَّا يُؤْمِنُوْنَ ؁
اور کام نہیں آتیں	نشانیاں	اور ڈرانے والے	ایسے لوگوں کے	جو ایمان نہیں لاتے

فَهَلْ يَنْتَظِرُوْنَ	اِلَّا	مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ	خَلَوْا	مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ
تو وہ لوگ کیا انتظار کرتے ہیں	سوائے	ان لوگوں کے دنوں کے جیسے کا	جو گزرے	ان سے پہلے

قُلْ	فَانْتَظِرُوْٓا	اِنِّىْ	مَعَكُمْ	مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ؂
آپؐ کہہ دیجیے	پس تم لوگ انتظار کرو	بیشک میں (بھی)	تمہارے ساتھ	انتظار کرنے والوں میں سے ہوں

ثُمَّ	نُنَجِّيْ	رُسُلَنَا	وَالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	كَذٰلِكَ ۚ	حَقًّا
پھر	ہم بچا لیتے ہیں	اپنے رسولوں کو	اور ان کو جو	ایمان لائے	اسی طرح (ہے)	ذمے ہے

عَلَيْنَا	نُنْجِ	الْمُؤْمِنِيْنَ ؃
ہمارے	(کہ) ہم بچالیں	ایمان لانے والوں کو

نوٹ:1 آیت۔93 کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اپنے دین میں جو تفرقے کیے اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ ان کو حقیقت کا علم نہیں تھا اور ناواقفیت کی بنا پر انہوں نے ایسا کیا۔ حقیقت یہ کہ یہ سب کچھ ان کے اپنے نفس کی شرارتوں کا نتیجہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو انہیں واضح طور پر بتا دیا گیا تھا کہ دین یہ ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے اللہ کی دی ہوئی بنیادوں کو چھوڑ کر کچھ دوسری بنیادوں پر اپنے فرقوں کی بنیادیں کھڑی کر لیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 آیات۔94۔94 میں ایک خاص اندازِ خطاب اختیار کیا گیا ہے جس کے لیے پنجابی کی ایک کہاوت ہے کہ کہنا بیٹی کو تو سنانا بہو کو اس پر اتفاق رائے ہے کہ ان آیات میں یہی اندازِ خطاب اختیار کیا گیا ہے۔ البتہ اس بات پر دو آراء ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خطاب کر کے دراصل کس کو سنانا مقصود ہیں۔

(۱) حضرت قتادہؒ کا قول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہ میں شک کرتا ہوں اور نہ مجھے پوچھنے کی ضرورت ہے۔ اس آیت میں امت کو ثابت قدم رہنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ (ابن کثیر) اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں دراصل امت کے ایسے افراد کو سنانا مقصود ہے جو ایمان کا اقرار تو کرتے ہیں لیکن دل میں کچھ شکوک وشبہات بھی ہوتے ہیں۔ اللہ کے احکام کو تسلیم تو کرتے ہیں لیکن اپنے عمل سے اس کی تکذیب کرتے ہیں۔ جیسے تسلیم کرتے ہیں کہ نماز فرض ہے لیکن پڑھتے نہیں ہیں وغیرہ۔

(۲) دوسری رائے یہ ہے کہ ان لوگوں کو سنانا مقصود ہے جو سب کچھ سمجھنے کے باجود محض اپنی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے انکار اور تکذیب کرتے ہیں۔ ان کی اس روش پر اظہار ناراضگی کے لیے اللہ تعالیٰ نے براہ راست ان کو خطاب کرنے کے بجائے رسول اللہ ﷺ سے خطاب کر کے ان کو سنایا ہے (تدبر قرآن سے ماخوذ)۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ ان آیات کی دونوں آراء کو جامع سمجھا جائے۔

نوٹ:3 حضرت یونسؑ کا زمانہ 860 ق م سے 784 قبل مسیح کے درمیان بتایا جاتا ہے۔ اگرچہ اسرائیلی نبی تھے، مگر ان کو اشور

(اسیریا) والوں کی ہدایت کے لیے عراق بھیجا گیا تھا۔اسی لیے اشوریوں کو یہاں قوم یونس کہا گیا ہے۔اس قوم کا مرکز نینویٰ کا مشہور شہر تھا۔اس قوم کے عروج کا اندزہ اس سے ہوسکتا ہے کہ اس کا دارالسطنت نینویٰ تقریباً ساٹھ میل میں پھیلا ہوا تھا۔جب یہ قوم ایمان لے آئی تو اس کی مہلت عمر میں اضافہ کر دیا گیا۔بعد میں اس نے پھر گمراہیاں اختیار کرنا شروع کر دیں۔ناحوم نبی۔720 تا 698 ق م) نے آخری وارننگ دی۔ خبردار کیا مگر کوئی اثر نہ ہوا۔پھر صفنیاہ نبی مبعوث ہوئے مگر (640 تا 409 ق م) وہ بھی کارگر نہ ہوئی ت واللہ تعالیٰ نے میڈیا والوں کو ان پر مسلط کر دیا۔اشوری فوج شکست کھا کر نینویٰ میں محصور ہوگئی۔کچھ مدت تک اس نے سخت مقابلہ کیا۔پھر دجلہ کی طغیانی نے شہر کی فصیل توڑ دی اور حملہ آور اندر گھس گئے۔پورا شہر جلا کر خاک کر دیا۔اشور کا بادشاہ اپنے محل میں آگ لگا کر جل مرا۔اس کے ساتھ ہی اشوری سلطنت اور تہذیب بھی ہمیشہ کے لیے ختم ہوگئی۔زمانۂ حال میں آثار قدیمہ کی جو کھدائیاں اس علاقے میں ہوئی ہیں ان میں آتش زدگی کے نشانات کثرت سے پائے جاتے ہیں۔(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (104 تا 109)

ترجمہ

قُلْ	يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ	اِنْ	كُنْتُمْ	فِيْ شَكٍّ	مِّنْ دِيْنِيْ	فَلَآ اَعْبُدُ
آپ کہیے	اے لوگو	اگر	تم لوگ ہو	کسی شک میں	میرے دین سے	تو میں (تو) بندگی نہیں کرتا

الَّذِيْنَ	تَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَلٰكِنْ	اَعْبُدُ
ان لوگوں کی جن کی	تم لوگ بندگی کرتے ہو	اللہ کے علاوہ	بلکہ	میں بندگی کرتا ہوں

اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ښ	وَاُمِرْتُ	اَنْ	اَكُوْنَ
اس اللہ کی جو پورا پورا لے لیتا ہے تم کو (یعنی موت دیتا ہے)	اور مجھے حکم دیا گیا	کہ	میں ہو جاؤں

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ١٠٤	وَاَنْ	اَقِمْ	وَجْهَكَ	لِلدِّيْنِ	حَنِيْفًا ج
ایمان لانے والوں میں سے	اور یہ کہ	تو سیدھا رکھ	اپنے چہرے کو	دین کے لیے	یکسو ہوتے ہوئے

وَلَا تَكُوْنَنَّ	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ١٠٥	وَلَا تَدْعُ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	مَا
اور ہرگز مت ہونا	شرک کرنے والوں میں سے	اور تو مت پکار	اللہ کے علاوہ	اس کو جو

لَا يَنْفَعُكَ	وَلَا يَضُرُّكَ ج	فَاِنْ	فَعَلْتَ	فَاِنَّكَ	اِذًا
نفع نہیں دیتا ہے تجھ کو	اور نہ ہی تکلیف (نقصان) دیتا ہے تجھ کو	پھر اگر	تو نے کیا (ایسا)	تو بیشک تو	جب تو

مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ١٠٦	وَاِنْ	يَّمْسَسْكَ	اللّٰهُ	بِضُرٍّ	فَلَا كَاشِفَ
ظلم کرنے والوں میں سے ہے	اور اگر	چھوئے تجھ کو	اللہ	کسی تکلیف سے	تو کوئی بھی کھولنے والا نہیں ہے

لَهٗٓ	اِلَّا	هُوَ ج	وَاِنْ	يُّرِدْكَ	بِخَيْرٍ	فَلَا رَآدَّ
اس کو	مگر	وہ (یعنی اللہ)	اور اگر	وہ ارادہ کرے تیرے لیے	کسی بھلائی کا	تو کوئی بھی دور کرنے والا نہیں ہے

لِفَضْلِهٖ ط	يُصِيْبُ	بِهٖ	مَنْ	يَّشَآءُ	مِنْ عِبَادِهٖ ط
اس کے فضل کو	وہ پہنچاتا ہے	اسے (یعنی فضل)	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے

وَهُوَ	الْغَفُوْرُ	الرَّحِيْمُ ﴿١٠٧﴾	قُلْ	يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ	قَدْ جَآءَكُمُ
اور وہ ہی	بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	آپؐ کہیے	اے لوگو	آچکا ہے تمہارے پاس

الْحَقُّ	مِنْ رَّبِّكُمْ ج	فَمَنِ	اهْتَدٰى	فَاِنَّمَا
حق	تمہارے رب (کے پاس) سے	پس جس نے	ہدایت پائی	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَهْتَدِيْ	لِنَفْسِهٖ ج	وَمَنْ ضَلَّ	فَاِنَّمَا	يَضِلُّ
وہ ہدایت پاتا ہے	اپنے آپ کے لیے	اور جو گمراہ ہوا	تو کچھ نہیں سوائے اس کے	وہ گمراہ ہوتا ہے

عَلَيْهَا ج	وَمَآ اَنَا	عَلَيْكُمْ	بِوَكِيْلٍ ط ﴿١٠٨﴾	وَاتَّبِعْ
اس پر (یعنی اپنی جان پر)	اور میں نہیں ہوں	تم لوگوں پر	کوئی اختیار والا	اور آپؐ پیروی کریں

مَا	يُوْحٰٓى	اِلَيْكَ	وَاصْبِرْ	حَتّٰى	يَحْكُمَ	اللّٰهُ ج
اس کی جو	وحی کیا گیا	آپؐ کی طرف	اور آپؐ صبر کریں	یہاں تک کہ	فیصلہ کرے	اللہ

وَهُوَ	خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿١٠٩﴾ ع
اور وہ	بہترین فیصلہ کرنے والا ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ ھود

آیت نمبر (1 تا 8)

ترکیب

(آیت۔1) كِتٰبٌ خبر ہے۔اس کا مبتدا ھٰذَا محذوف ہے۔ اُحْكِمَتْ اور فُصِّلَتْ کا نائب فاعل اٰيٰتُهٗ ہے۔ لَّدُنْ مضاف ہے اور حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ اس کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں ہیں۔ (آیت۔3) فعل امر اِسْتَغْفِرُوْا اور تُوْبُوْا کا جواب امر ہونے کی وجہ سے يُمَتِّعْ اور يُؤْتِ مجزوم ہوئے ہیں۔ فَضْلَهٗ کی ضمیر کو ذِيْ فَضْلٍ کے لیے ماننا زیادہ بہتر ہے (پروفیسر احمد یار صاحب مرحوم)۔ اس لیے ہم ترجمہ اسی لحاظ سے کریں گے۔ (آیت۔7) لَيَقُوْلَنَّ کا فاعل اَلَّذِيْنَ اسم ظاہر آ گیا ہے اس لئے یہاں پر لَيَقُوْلَنَّ واحد آیا ہے۔ (آیت۔8) لَيَقُوْلُنَّ کا فاعل اسم ظاہر نہیں ہے بلکہ اس میں شامل ضمیر ہے اس لئے یہاں پر یہ جمع کے صیغے میں آیا ہے۔ لَيْسَ کا اسم اس میں شامل هُوَ کی ضمیر ہے جو اَلْعَذَابَ کے لئے ہے اور مَصْرُوْفًا اس کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ

الٓرٰ قف	كِتٰبٌ	اُحْكِمَتْ	اٰيٰتُهٗ	ثُمَّ	فُصِّلَتْ
-	(یہ) ایک کتاب ہے	محکم کیا گیا	اس کی آیتوں کو	پھر	ان کو کھولا گیا

مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ﴿١﴾ لا	اَلَّا تَعْبُدُوْٓا	اِلَّا	اللّٰهَ ط	اِنَّنِيْ
ایک باخبر حکمت والے کے خزانے میں سے ہے	کہ تم بندگی مت کرو	مگر	اللہ کی	بیشک میں

لَكُمْ	مِّنْهُ	نَذِيْرٌ	وَّبَشِيْرٌ ۙ﴿۲﴾	وَّاَنِ
تمہارے لیے	اس کی (طرف) سے	ایک خبردار کرنے والا ہوں	اور ایک بشارت دینے والا ہوں	66/13 اور یہ کہ

اسْتَغْفِرُوْا	رَبَّكُمْ	ثُمَّ	تُوْبُوْٓا	اِلَيْهِ	يُمَتِّعْكُمْ
تم لوگ مغفرت مانگو	اپنے رب سے	پھر	تم لوگ رجوع کرو	اس کی طرف	تو وہ فائدہ اٹھانے دے گا تم کو

مَّتَاعًا حَسَنًا	اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى	وَّيُؤْتِ	كُلَّ ذِيْ فَضْلٍ	فَضْلَهٗ ۭ
اچھے سامان سے	ایک مقرر وقت تک	اور وہ دے گا	ہر فضیلت والے کو	اس کی فضیلت

وَاِنْ	تَوَلَّوْا	فَاِنِّىْٓ	اَخَافُ	عَلَيْكُمْ	عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيْرٍ ﴿۳﴾
اور اگر	تم لوگوں نے منھ موڑا	تو بیشک میں	ڈرتا ہوں	تم لوگوں پر	ایک بڑے دن کے عذاب سے

اِلَى اللّٰهِ	مَرْجِعُكُمْ ۚ	وَهُوَ	عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ﴿۴﴾	اَلَآ
اللہ کی طرف ہی	تم لوگوں کو لوٹنا ہے	اور وہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے	سن لو

اِنَّهُمْ	يَثْنُوْنَ	صُدُوْرَهُمْ	لِيَسْتَخْفُوْا	مِنْهُ ۭ	اَلَا	حِيْنَ
بیشک وہ لوگ	دوہرا کرتے ہیں	اپنے سینوں کو	تاکہ وہ چھپ جائیں	اس سے	سن لو	جس وقت

يَسْتَغْشُوْنَ	ثِيَابَهُمْ ۙ	يَعْلَمُ	مَا	يُسِرُّوْنَ
وہ چھپنا چاہتے ہیں	اپنے کپڑوں (کے ذریعہ) سے	تو وہ تو جانتا ہے	اس کو جو	وہ لوگ چھپاتے ہیں

وَمَا	يُعْلِنُوْنَ ۚ	اِنَّهٗ	عَلِيْمٌۢ	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۵﴾	وَمَا
اور اس کو جو	اعلانیہ کرتے ہیں	بیشک وہ	جاننے والا ہے	سینوں والی (بات) کو	اور نہیں ہے

مِنْ دَاۗبَّةٍ	فِي الْاَرْضِ	اِلَّا	عَلَي اللّٰهِ	رِزْقُهَا	وَيَعْلَمُ
کسی قسم کا کوئی چلنے والا	زمین میں	مگر	اللہ کے ذمے	اس کا رزق ہے	اور وہ جانتا ہے

مُسْتَقَرَّهَا	وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ	كُلٌّ	فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶﴾
اس کے ٹھہرنے کی جگہ کو	اور جہاں وہ سونپا جاتا ہے	سب کچھ	ایک واضح کتاب میں ہے

وَهُوَ	الَّذِيْ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ	فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ	وَّ	كَانَ
اور وہ	وہ ہے جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو اور زمین کو	چھ دنوں میں	اس حال میں کہ	تھا

عَرْشُهٗ	عَلَي الْمَاۗءِ	لِيَبْلُوَكُمْ	اَيُّكُمْ	اَحْسَنُ
اس کا عرش	پانی پر	تاکہ وہ آزمائے تم لوگوں کو	کہ تم میں سے کون	زیادہ اچھا ہے

عَمَلًا ۭ	وَلَىِٕنْ	قُلْتَ	اِنَّكُمْ	مَّبْعُوْثُوْنَ	مِنْۢ بَعْدِ الْمَوْتِ	لَيَقُوْلَنَّ
بلحاظ عمل کے	اور اگر	آپ کہیں گے	کہ تم لوگ	اٹھائے جانے والے ہو	موت کے بعد	تو لازماً کہیں گے

الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡۤا	اِنۡ	هٰذَاۤ	اِلَّا	سِحۡرٌ مُّبِيۡنٌ ۝	وَلَئِنۡ
وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	نہیں ہے	یہ	مگر	ایک کھلا جادو	اور اگر

اَخَّرۡنَا	عَنۡهُمُ	الۡعَذَابَ	اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعۡدُوۡدَةٍ	لَّيَقُوۡلُنَّ
ہم ملتوی رکھیں	ان سے	عذاب کو	ایک گنتی کئے ہوئے عرصہ تک	تو وہ لوگ لازماً کہیں گے

مَا	يَحۡبِسُهٗ ؕ	اَلَا	يَوۡمَ	يَاۡتِيۡهِمۡ	لَيۡسَ	مَصۡرُوۡفًا
کیا چیز	روکتی ہے اس کو	سن لو	جس دن	وہ آئے گا ان کے پاس	تو وہ نہیں ہے	پھیرا جانے والا

عَنۡهُمۡ	وَحَاقَ	بِهِمۡ	مَّا	كَانُوۡا بِهٖ يَسۡتَهۡزِءُوۡنَ ۝
ان سے	اور چھا جائے گا	ان پر	وہ	جس کا وہ لوگ مذاق اڑاتے تھے

نوٹ:1 آیت 2/ البقرۃ:78 کی لغت میں لفظ ''اُمَّۃٌ'' کے دو مفہوم دیئے گئے ہیں۔(1) دین (2) کسی دین کے پیروکار لوگ۔اب نوٹ کرلیں کہ اس کا ایک تیسرا مفہوم بھی ہے،کسی دین یا اس کے پیروکاروں کے عروج کی مدت یا عرصہ۔اس مفہوم میں یہ لفظ قرآن مجید میں دو جگہ آیا ہے۔ایک زیر مطالعہ آیت۔8 میں اور پھر سورہ یوسف کی آیت۔45 میں۔

نوٹ:2 آیت۔6 میں ہے کہ سب کا رزق اللہ کے ذمہ ہے۔یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر ایسا کیوں ہوتا ہے کہ بعض جانور اور انسان بھوک کے پیاسے مر جاتے ہیں۔علماء نے سد کے متعدد جواب دیئے ہیں۔ایک جواب یہ بھی ہے کہ رزق کی ذمہ داری اسی وقت تک ہے جب عمر پوری نہیں ہوجاتی۔جب عمر پوری ہوگئی تو اس کو بہرحال مرنا ہے۔اس کا عام سبب امراض ہوتے ہیں۔کبھی جلنا یا غرق ہونا یا چوٹ یا زخم بھی سبب ہوتے ہیں۔اسی طرح ایک سبب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ رزق بند کر دیا جائے جس سے موت واقع ہوجائے (معارف القرآن)

نوٹ:3 آیت۔7 میں ہے کہ اس کا عرش پانی پر تھا۔یہ جملہ معترضہ ہے جو غالباً لوگوں کے اس سوال کے جواب میں فرمایا گیا کہ آسمان اور زمین اگر پہلے نہ تھے تو پہلے کیا تھا؟اس سوال کو نقل کئے بغیر اس کا مختصر جواب دیا گیا ہے کہ پہلے پانی تھا۔ہم نہیں کہہ سکتے اس پانی سے مراد کیا ہے۔یہی پانی جسے ہم اس نام سے جانتے ہیں یا یہ لفظ محض استعارے کے طور پر مادے کی اس مائع (Fluid) حالت کے لئے استعمال کیا گیا ہے جو موجودہ صورت میں ڈھالے جانے سے پہلے تھی۔رہا یہ کہ اس کا عرش پانی پر تھا،تو اس کا مفہوم ہماری سمجھ میں یہ آتا ہے کہ اس کی سلطنت پانی پر تھی۔(تفہیم القرآن)۔

آیت نمبر (9تا16)

ترکیب (آیت۔10) نَعۡمَآءُ اور ضَرَّآءُ دونوں غیر منصرف ہیں۔اَذَقۡنَا کا مفعول ثانی ہونے کی وجہ سے نَعۡمَآءَ حالت نصب میں ہے جبکہ بَعۡدَ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے ضَرَّآءَ حالت جر میں ہے۔اور ضَرَّآءَ نکرہ مخصوصہ ہے، مَسَّتۡهُ اس کی خصوصیت ہے۔(آیت۔12) اسم الفاعل تَارِكٌ نے بَعۡضَ کو نصب دی ہے۔صَدۡرُكَ مبتداء مؤخر ہے اور ضَآئِقٌ اس کی خبر مقدم ہے۔(آیت۔14) فَاِلَّمۡ دراصل فَاِنۡ لَّمۡ ہے۔(آیت۔15) مَنۡ شرطیہ ہے۔كَانَ يُرِيۡدُ کو ماضی استمراری ماننے کی گنجائش ہے لیکن ہماری ترجیح ہے کہ كَانَ کو فعل ناقص مانیں۔اس کا اسم اس میں شامل ضمیر ہے اور يُرِيۡدُ سے آگے جملہ فعلیہ اس کی خبر ہے۔اس طرح یہ جملہ اسمیہ ہوگا اور اس کا ترجمہ حال میں ہوگا۔مَنۡ کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے نُوَفِّ مجزوم ہوا ہے،دونوں جگہ

[illegible]

فِيْهَا کی ضمیر اَلْحَیٰوۃُ الدُّنْیَا کے لئے ہے۔

ترجمہ

وَلَئِنْ	اَذَقْنَا	الْاِنْسَانَ	مِنَّا	رَحْمَةً	ثُمَّ	نَزَعْنٰهَا
اور اگر	ہم چکھا دیں	انسان کو	اپنی (طرف) سے	کوئی رحمت	پھر	ہم کھینچ لیں اس کو

مِنْهُ ۚ	اِنَّهٗ	لَيَئُوْسٌ	كَفُوْرٌ ⑨	وَلَئِنْ	اَذَقْنٰهُ
اس سے	تو بیشک وہ	بے انتہا مایوس ہو جاتا ہے	بے انتہا ناشکرا ہو جاتا ہے	اور اگر	ہم چکھائیں اس کو

نَعْمَآءَ	بَعْدَ ضَرَّآءَ	مَسَّتْهُ	لَيَقُوْلَنَّ	ذَهَبَ	السَّيِّاٰتُ
کوئی نعمت	ایسی تکلیف کے بعد	اس کو چھوا جس نے	تو وہ لازماً کہے گا	گئیں	برائیاں

عَنِّيْ ۭ	اِنَّهٗ	لَفَرِحٌ	فَخُوْرٌ ⑩ ۙ	اِلَّا الَّذِيْنَ
مجھ سے	بیشک وہ	بڑا اترانے والا ہے	بے انتہا فخر کرنے والا ہے	سوائے ان لوگوں کے جو

صَبَرُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ ۭ	اُولٰۗىِٕكَ	لَهُمْ	مَّغْفِرَةٌ
ثابت قدم رہے	اور عمل کئے	نیکیوں کے	وہ لوگ ہیں	جن کے لئے	مغفرت ہے

وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ⑪	فَلَعَلَّكَ	تَارِكٌۢ	بَعْضَ مَا	يُوْحٰٓى
اور بڑا اجر ہے	پس شائد کہ آپؐ	چھوڑنے والے ہوں	اس کے بعض کو جو	وحی کیا گیا

اِلَيْكَ	وَضَاۗىِٕقٌۢ	بِهٖ صَدْرُكَ	اَنْ	يَّقُوْلُوْا	لَوْلَآ	اُنْزِلَ
آپؐ کی طرف	اور تنگ ہونے والا ہو	آپ کا سینہ اس سے	کہ	وہ لوگ کہیں گے	کیوں نہیں	اتارا گیا

عَلَيْهِ	كَنْزٌ	اَوْ	جَآءَ	مَعَهٗ	مَلَكٌ ۭ	اِنَّمَآ اَنْتَ	نَذِيْرٌ ۭ
انؐ پر	کوئی خزانہ	یا	(کیوں نہیں) آیا	ان کے ساتھ	کوئی فرشتہ	کچھ نہیں آپؐ تو بس	خبردار کرنے والے ہیں

وَاللّٰهُ	عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ	وَّكِيْلٌ ⑫ ۭ	اَمْ	يَقُوْلُوْنَ	افْتَرٰىهُ ۭ
اور اللہ	ہر چیز پر	نگہبان ہے	یا	وہ لوگ کہیں گے	اس نے گھڑا ہے اس کو (یعنی قرآن کو)

قُلْ	فَاْتُوْا	بِعَشْرِ سُوَرٍ	مِّثْلِهٖ	مُفْتَرَيٰتٍ	وَّادْعُوْا	مَنِ
آپؐ کہئے	تو تم لوگ لے آؤ	دس سورتیں	اس کی مانند	گھڑی ہوئی	اور تم لوگ بلا لو	اس کو جس کو

اسْتَطَعْتُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اِنْ	كُنْتُمْ	صٰدِقِيْنَ ⑬
(بلانے کی) تم استطاعت رکھتے ہو	اللہ کے علاوہ	اگر	تم لوگ	سچ کہنے والے ہو

فَاِلَّمْ يَسْتَجِيْبُوْا	لَكُمْ	فَاعْلَمُوْٓا	اَنَّمَآ اُنْزِلَ	بِعِلْمِ اللّٰهِ	وَاَنْ
پھر اگر وہ لوگ جواب نہ دیں	تم کو	تو جان لو	کہ اس (یعنی قرآن کو) کو تو بس اتارا گیا	اللہ کے علم سے	اور یہ کہ

لَآ اِلٰہَ	اِلَّا	هُوَ ۚ	فَهَلْ	اَنْتُمْ	مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٤﴾	مَنْ كَانَ
کوئی بھی الٰہ نہیں ہے	مگر	وہ	تو کیا	تم لوگ	فرمانبرداری کرنے والے ہو	جو وہ ہو

يُرِيْدُ	الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	وَزِيْنَتَهَا	نُوَفِّ	اِلَيْهِمْ	اَعْمَالَهُمْ
چاہتا ہے	دنیاوی زندگی کو	اور اس کی زینت کو	تو ہم پورا پورا دیں گے	ان کو	ان کے اعمال (کے اجر)

فِيْهَا	وَهُمْ	فِيْهَا	لَا يُبْخَسُوْنَ ﴿١٥﴾	اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ	لَيْسَ
اس (دنیا) میں	اور وہ لوگ	اس (دنیا) میں	حق سے کم نہ دیئے جائیں گے	یہ وہ لوگ ہیں	نہیں ہے

لَهُمْ	فِي الْاٰخِرَةِ	اِلَّا	النَّارُ ۖ	وَحَبِطَ	مَا	صَنَعُوْا	فِيْهَا
جن کے لیے	آخرت میں	مگر	آگ	اور اکارت ہوا	وہ جو	انہوں نے کاریگری کی	اس (دنیا) میں

وَبٰطِلٌ	مَّا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿١٦﴾
اور باطل ہونے والا ہے	وہ جو	یہ لوگ کرتے تھے۔

نوٹ:1

آیت۔9۔10 میں یہ بات قابل غور ہے کہ دینا کی آسائش اور تکلیف دونوں کے بارے میں قرآن کریم نے اَذَقْنَا یعنی چکھانے کا لفظ استعمال کر کے اس طرف اشارہ کر دیا کہ اصل آسائش اور تکلیف آخرت کی ہے۔ دینا کی آسائش اور تکلیف نہ تو مکمل ہیں اور نہ دائمی ہیں، بلکہ نمونے اور چکھنے کے درجہ میں ہیں تاکہ انسان کو آخرت کی آسائس اور تکلیف کا کچھ اندازہ ہو سکے اور اس لئے بھی یہاں کی راحت زیادہ خوش ہونے کی چیز نہیں ہے اور نہ تکلیف پر زیادہ غم کرنا چاہئے (معارف القرآن)۔ دنیا میں اچھے بُرے حلات میں جو صحیح رویہ ہے، اس کی نشاندہی اگلی آیت۔11 میں کی گئی ہے۔

نوٹ:2

آیت۔11 میں صبر کے ایک اور مفہوم پر روشنی پڑتی ہے۔ صبر کی صفت اس تھڑولا پن کی ضد ہے جس کا ذکر آیات۔9۔10 میں کیا گیا ہے صابر وہ شخص ہے جو زمانہ کے بدلتے ہوئے حالات میں اپنے ذہن کے توازن کو برقرار رکھے اوت ایک معقول رویہ پر ہر حال میں قائم رہے۔ اگر کبھی حالات سازگار ہوں تو کامیابی کے نشے میں مست ہو کر بہکنے نہ لگے۔ اگر کبھی مصائب و مشکلات ہوں تو انسانی سطح سے نیچے نہ اترے۔ اللہ کی آزمائش خواہ نعمت کی صورت میں آئے یا مصیبت کی صورت میں، وہ بہر حال بردبار یقائم رہے۔ (تفہیم القرآن) اسی رویہ کو آج کل جذباتی بلوغت (Emotional Maturity) کہتے ہیں۔

آیت نمبر (17 تا 24)

خ ب ت

(ض) خَبَتًا (1) کسی کا چرچا مِٹ جانا۔ (2) پست اور نرم ہونا۔

(افعال) اِخْبَاتًا پست اور نرم زمین میں اترنا۔ پستی اور عاجزی اختیار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔23

مُخْبِتٌ اسم الفاعل ہے۔ عاجزی کرنے والا۔ ﴿ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ﴿٣٤﴾ ﴾ (22/الحج:34) اور آپ خوشخبری سنا دیں عاجزی کرنے والوں کو۔"

ترکیب

(آیت ۔17)اس آیت کے معنی مراد کو سمجھنے کے متعدد امکانات ہیں ۔کیونکہ مَنْ کو جمع کے مفہوم میں بھی لیا جا سکتا ہے اور واحد بھی ۔اس وقت ایک غیر معین شخص بھی مراد ہو سکتا ہے اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ۔بَيِّنَةٍ صفت ہے ۔اس کا موصوف محذوف ہے جو شریعت یا سبیل بھی ہو سکتا ہے اور فطرت کی بدیہیات بھی ۔پھر آگے آنے والی ضمیروں کے مراجع کے تعین میں بھی اختلاف ممکن ہے اسی لئے اس آیت کے مختلف تراجم اور تفسیری اقوال ملتے ہیں ۔ان میں سے کسی کو بھی غلط نہیں کہہ سکتے ۔صرف اپنی ترجیح بیان کر سکتے ہیں ۔

مَنْ جمع کے مفہوم میں ہے کیونکہ آگے آ رہا ہے ۔یہ مَنْ استفہامیہ ہے اور اس کے سوال کا جواب محذوف ہے جسے ترجمہ میں ظاہر کرنا ضروری ہے ۔بَيِّنَةٍ کا موصوف محذوف فطرت کی بدیہیات ہیں ۔يَتْلُوْهُ کی ضمیر بَيِّنَةٍ کے لئے ہے کیونکہ مونث غیر حقیقی کے لئے مذکر اور مونث ، دونوں میں سے کوئی بھی ضمیر آ سکتی ہے ۔مِنْهُ کی ضمیر رَبِّ کے لئے ہے ، قَبْلِهٖ کی ضمیر شَاهِدٌ کے لئے ہے ۔كِتٰبُ مُوْسٰى مبتدا موخر ہے ، اس کی خبر محذوف ہے اور مِنْ قَبْلِهٖ قائم مقام خبر مقدم ہے جبکہ اِمَامًا اور رَحْمَةً حال ہیں ۔يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ اور يَكْفُرْ بِهٖ کی ضمیریں شَاهِدٌ کے لئے ہیں ۔اَلْاَحْزَابِ پر لام جنس ہے ۔(آیت ۔18) يُعْرَضُوْنَ باب افعال کا نہیں بلکہ ثلاثی مجرد کا مجہول ہے ۔(آیت ۔20) مُعْجِزِيْنَ اسم المفول ہے جو فعل کا عمل کر رہا ہے اور اس کا مفعول محذوف ہے جو اللہ کی راہ کے راہی یعنی مومنین ہو سکتا ہے ۔

ترجمہ

اَفَمَنْ	كَانَ	عَلٰى بَيِّنَةٍ	مِّنْ رَّبِّهٖ	وَيَتْلُوْهُ
تو کیا وہ لوگ جو	ہوں	ایک شفاف (فطرت) پر	اپنے رب کی (جانب) سے	اور اس کے ساتھ ساتھ چلتا ہو

شَاهِدٌ	مِّنْهُ	وَمِنْ قَبْلِهٖ	كِتٰبُ مُوْسٰٓى
ایک گواہی دینے والا (قرآن)	اس (کی طرف) سے	اور اس سے پہلے	موسیٰ کی کتاب ہو

اِمَامًا	وَّرَحْمَةً ؕ	اُولٰٓئِكَ
رہنما ہوتے ہوئے	اور رحمت ہوتے ہوئے (انکے برابر ہوں گے جو ان سے محروم ہیں)	یہ لوگ ہی

يُؤْمِنُوْنَ	بِهٖ ؕ	وَمَنْ	يَّكْفُرْ	بِهٖ	مِنَ الْاَحْزَابِ
ایمان لاتے ہیں	اس (قرآن) پر	اور جو کوئی	انکار کرے گا	اس (قرآن) کا	تمام گروہوں میں سے

فَالنَّارُ	مَوْعِدُهٗ ۚ	فَلَا تَكُ	فِيْ مِرْيَةٍ	مِّنْهُ ۗ
تو آگ	اس کے وعدہ کی جگہ سے	پس آپ مت ہوں	کسی شک میں	اس (قرآن) سے

اِنَّهُ	الْحَقُّ	مِنْ رَّبِّكَ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ النَّاسِ
یقیناً یہ	ہی حق ہے	آپ کے رب (کی جانب) سے	اور لیکن	لوگوں کی اکثریت

لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑰	وَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ	افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ	كَذِبًا ؕ
ایمان نہیں لائے گی	اور کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے	گھڑا	اللہ پر	ایک جھوٹ

اُولٰٓئِكَ	يُعْرَضُوْنَ	عَلٰى رَبِّهِمْ	وَيَقُوْلُ	الْاَشْهَادُ	هٰٓؤُلَآءِ الَّذِيْنَ
وہ لوگ ہیں	جو پیش کئے جائیں گے	اپنے رب کے سامنے	اور کہیں گے	گواہی دینے والے	یہ وہ ہیں جنھوں نے

كَذَبُوْا	عَلٰى رَبِّهِمْ ۚ	اَلَا	لَعْنَةُ اللّٰهِ	عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۙ﴿۱۸﴾	الَّذِيْنَ
جھوٹ کہا	اپنے رب پر	سن لو	اللہ کی لعنت ہے	ظلم کرنے والوں پر	وہ لوگ جو

يَصُدُّوْنَ	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	وَيَبْغُوْنَهَا	عِوَجًا ۭ	وَهُمْ	بِالْاٰخِرَةِ
روکتے ہیں	اللہ کی راہ سے	اور تلاش کرتے ہیں اس میں	کجی کو	اور وہ لوگ	آخرت کا

هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۹﴾	اُولٰۗىِٕكَ	لَمْ يَكُوْنُوْا	مُعْجِزِيْنَ	فِي الْاَرْضِ
ہی انکار کرنے والے ہیں	وہ لوگ	ہرگز نہیں ہیں	عاجز کرنے والے (مومنین کو)	زمین میں

وَمَا كَانَ	لَهُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ	مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ	يُضٰعَفُ	لَهُمُ
اور نہیں ہے	ان کے لئے	اللہ کے علاوہ	کوئی بھی کارساز	کئی گنا کیا جائے گا	ان کے لئے

الْعَذَابُ ۭ	مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ	السَّمْعَ	وَمَا كَانُوْا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۰﴾
عذاب کو	وہ استطاعت نہیں رکھتے تھے	سن کر سمجھنے کی	اور وہ لوگ دیکھ کر سمجھتے نہیں تھے

اُولٰۗىِٕكَ	الَّذِيْنَ	خَسِرُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا
وہ لوگ	وہ ہیں جنہوں نے	گھاٹے میں ڈالا	اپنے آپ کو	اور گم ہوا	ان سے	وہ جو

كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿۲۱﴾	لَا جَرَمَ	اَنَّهُمْ	فِي الْاٰخِرَةِ	هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ﴿۲۲﴾
وہ لوگ گھڑا کرتے تھے	کوئی شک نہیں	کہ وہ لوگ	آخرت میں	وہی سب سے زیادہ گھاٹا پانے والے ہیں

اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	وَاَخْبَتُوْٓا	اِلٰى رَبِّهِمْ ۙ
بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور عمل کئے	نیکیوں کے	اور عاجزی اختیار کی	اپنے رب کی طرف

اُولٰۗىِٕكَ	اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ	هُمْ	فِيْهَا	خٰلِدُوْنَ ﴿۲۳﴾	مَثَلُ الْفَرِيْقَيْنِ
وہی لوگ	جنت والے ہیں	وہ لوگ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	دو فریقوں کی مثال (ایسی ہے جیسے)

كَالْاَعْمٰى	وَالْاَصَمِّ	وَالْبَصِيْرِ	وَالسَّمِيْعِ ۭ	هَلْ
(ایک) اندھا	اور بہرا	اور (دوسرا) دیکھنے والا	اور سننے والا	کیا

يَسْتَوِيٰنِ	مَثَلًا ۭ	اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ ع
یہ دونوں برابر ہوں گے	بلحاظ مثال کے	تو کیا تم لوگ سمجھتے نہیں

آیت نمبر (25 تا 35)

ر ذ ل

(س) رَذَالَةً حقیر ہونا۔ گھٹیا ہونا۔

اَرْذَلُ ج اَرَاذِلُ فعل التفضیل ہے۔ کسی سے زیادہ یا سب سے زیادہ حقیر۔ گھٹیا۔ ﴿وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرَدُّ

اِلٰٓی اَرْذَلِ الْعُمُرِ ﴾(16/النحل:70)''اور تم میں وہ بھی ہیں جن کو لوٹا دیا جاتا عمر کے سب سے گھٹیا (حصہ) کی طرف)اور زیر مطالعہ آیت۔27

66/13

ل	ز	م

(س)　لِزَامًا　کسی سے چمٹ جانا۔لازم ہونا۔﴿فَقَدْ كَذَّبْتُمْ فَسَوْفَ يَكُوْنُ لِزَامًا ﴾(25/الفرقان:77)
''تم لوگ جھٹلا چکے ہو تو عنقریب وہ یعنی عذاب چمٹ جائے گا۔''

(افعال)　اِلْزَامًا　کسی کو کسی سے چمٹا دینا۔لازم کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔28۔

ز	ر	ی

(ض)　زَرْيًا　کسی پر عتاب کرنا۔

(افتعال)　اِزْدِرَاءً　کسی کو حقیر سمجھنا۔زیر مطالعہ آیت۔31

ترکیب

(آیت۔26) اَلِيْمٍ مضاف الیہ يَوْمٍ کی صفت ہے۔ یہ اگر مضاف عَذَابَ کی صفت ہوتا تو اَلْاَلِيْمَ آتا۔(آیت۔27) بَادِيَ دراصل اسم الفاعل بَادٍ ہے۔مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی تو ی واپس آگئی اور حال ہونے کی وجہ سے یہ حالت نصب میں ہے۔ اس کو اِتَّبَعَكَ اور اَرَاذِلُنَا، دونوں کا حال ماننے کی گنجائش ہے ہم اسے اَرَاذِلُنَا کا حال مانیں گے۔(آیت۔28) نُلْزِمُكُمُوْهَا میں ھا کی ضمیر بَيِّنَةٍ کے لئے ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا	نُوْحًا	اِلٰى قَوْمِهٖٓ	اِنِّىْ	لَكُمْ
اور بیشک ہم بھیج چکے ہیں	نوحؑ کو	انؑ کی قوم کی طرف	(انہوںؑ نے کہا) کہ میں	تمہارے لئے

نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾	اَنْ	لَّا تَعْبُدُوْٓا	اِلَّا	اللّٰهَ	اِنِّىْٓ
ایک واضح خبردار کرنے والا ہوں	کہ	تم لوگ بندگی مت کرو	مگر	اللہ کی	بیشک میں

اَخَافُ	عَلَيْكُمْ	عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾	فَقَالَ	الْمَلَاُ الَّذِيْنَ
ڈرتا ہوں	تم لوگوں پر	ایک دردناک دن کے عذاب سے	تو کہا	ان کے سرداروں نے جنہوں نے

كَفَرُوْا	مِنْ قَوْمِهٖ	مَا نَرٰىكَ	اِلَّا	بَشَرًا	مِّثْلَنَا
کفر کیا	انکی قوم میں سے	ہم نہیں دیکھتے آپؐ کو	مگر	ایک بشر	اپنے جیسا

وَمَا نَرٰىكَ	اتَّبَعَكَ	اِلَّا الَّذِيْنَ	هُمْ	اَرَاذِلُنَا
اور ہم نہیں دیکھتے آپؐ کو	(کہ) پیروی کی آپؐ کی	سوائے ان لوگوں کے	(کہ) وہ لوگ	ہمارے حقیر ہیں

بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ	وَمَا نَرٰى	لَكُمْ	عَلَيْنَا	مِنْ فَضْلٍۢ	بَلْ
سرسری رائے میں	اور ہم نہیں دیکھتے	تمہارے لئے	ہم پر	کسی قسم کی کوئی فضیلت	بلکہ

نَظُنُّكُمْ	كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾	قَالَ	يٰقَوْمِ	اَ	رَءَيْتُمْ
ہم گمان کرتے ہیں تم لوگوں کو	جھوٹ کہنے والے	انہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	کیا	تم لوگوں نے غور کیا

اِنۡ	کُنۡتُ	عَلٰی بَیِّنَةٍ	مِّنۡ رَّبِّیۡ	وَاٰتٰىنِیۡ	رَحۡمَةً 66/13
(کہ) اگر	میں ہوں	ایک روشن دلیل پر	اپنے رب (کی طرف) سے	اور اس نے دی مجھ کو	ایک رحمت

مِّنۡ عِنۡدِهٖ	فَعُمِّیَتۡ	عَلَیۡكُمۡ ؕ	اَنُلۡزِمُكُمُوۡهَا
اپنے پاس سے	پھر وہ پوشیدہ کی گئی	تم پر	تو (پھر بھی) کیا ہم چمٹا دیں تم لوگوں سے اس کو

وَ	اَنۡتُمۡ	لَهَا	كٰرِهُوۡنَ ۲۸	وَیٰقَوۡمِ	لَاۤ اَسۡـَٔلُكُمۡ
اس حال میں کہ	تم لوگ	اس سے	نفرت کرنے والے ہو	اور اے میری قوم	میں نہیں مانگتا تم سے

عَلَیۡهِ	مَالًا ؕ	اِنۡ	اَجۡرِیَ	اِلَّا	عَلَی اللّٰهِ	وَمَاۤ اَنَا	بِطَارِدِ الَّذِیۡنَ
اس پر	کوئی مال	نہیں ہے	میرا اجر	مگر	اللہ کے ذمے	اور میں نہیں ہوں	ان کو دھتکارنے والا جو

اٰمَنُوۡا ؕ	اِنَّهُمۡ	مُّلٰقُوۡا رَبِّهِمۡ	وَلٰكِنِّیۡۤ	اَرٰٮكُمۡ
ایمان لائے	بیشک وہ لوگ	اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں	اور لیکن میں	دیکھتا ہوں تم کو

قَوۡمًا	تَجۡهَلُوۡنَ ۲۹	وَیٰقَوۡمِ	مَنۡ	یَّنۡصُرُنِیۡ	مِنَ اللّٰهِ
ایک قوم کہ	تم لوگ غلط عقائد رکھتے ہو	اور اے میری قوم	کون	مدد کرے گا میری	اللہ سے (بچنے میں)

اِنۡ	طَرَدۡتُّهُمۡ ؕ	اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ۳۰	وَلَاۤ اَقُوۡلُ	لَكُمۡ
اگر	دھتکار دوں ان کو	تو کیا تم لوگ یاددہانی حاصل نہیں کرتے	اور میں نہیں کہتا	تم سے (کہ)

عِنۡدِیۡ	خَزَآئِنُ اللّٰهِ	وَلَاۤ اَعۡلَمُ	الۡغَیۡبَ	وَلَاۤ اَقُوۡلُ	اِنِّیۡ	مَلَكٌ
میرے پاس	اللہ کے خزانے ہیں	اور میں نہیں جانتا	غیب کو	اور میں نہیں کہتا	کہ میں	کوئی فرشتہ ہوں

وَّلَاۤ اَقُوۡلُ	لِلَّذِیۡنَ	تَزۡدَرِیۡۤ	اَعۡیُنُكُمۡ	لَنۡ یُّؤۡتِیَهُمُ	اللّٰهُ
اور میں نہیں کہتا	ان کے لئے جن کو	حقیر دیکھتی ہیں	تمہاری آنکھیں	(کہ) ہرگز نہیں دے گا ان کو	اللہ

خَیۡرًا ؕ	اَللّٰهُ	اَعۡلَمُ	بِمَا	فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ ۚۖ	اِنِّیۡۤ
کوئی بھلائی	اللہ	خوب جاننے والا ہے	اس کو جو	ان کے جیوں میں ہے	(اگر میں یہ کہوں تو) بیشک میں

اِذًا	لَّمِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ۳۱	قَالُوۡا	یٰنُوۡحُ	قَدۡ جٰدَلۡتَنَا
پھر تو	یقیناً میں ظلم کرنے والوں میں سے ہوں	ان لوگوں نے کہا	اے نوحؑ	آپؑ بحث کر چکے ہم سے

فَاَكۡثَرۡتَ	جِدَالَنَا	فَاۡتِنَا	بِمَا
پھر آپؑ نے کثرت کی	ہم سے بحث کرنے میں	تو (اب) آپؑ لے آئیں ہمارے پاس	اس کو جس کا

تَعِدُنَاۤ	اِنۡ	كُنۡتَ	مِنَ الصّٰدِقِیۡنَ ۳۲	قَالَ	اِنَّمَا یَاۡتِیۡكُمۡ بِهِ
آپؑ وعدہ کرتے ہیں ہم سے	اگر	آپؑ ہیں	سچ کہنے والوں میں سے	انہوںؑ نے کہا	لائے گا تمہارے پاس اس کو

اللّٰهُ	اِنْ	شَآءَ	وَمَآ اَنْتُمْ	بِمُعْجِزِيْنَ ۝٣٣	وَلَا يَنْفَعُكُمْ
اللہ	اگر	اس نے چاہا	اور تم لوگ نہیں ہو	عاجز کرنے والے	اور نفع نہیں دے گی تم کو

نُصْحِيْٓ	اِنْ	اَرَدْتُّ	اَنْ	اَنْصَحَ	لَكُمْ	اِنْ
میری خیر خواہی	اگر	میں ارادہ کروں	کہ	میں خیر خواہی کروں	تمہارے لئے	اگر (یعنی جبکہ)

كَانَ	اللّٰهُ	يُرِيْدُ	اَنْ	يُّغْوِيَكُمْ ۭ	هُوَ	رَبُّكُمْ ۣ	وَاِلَيْهِ
ہو	اللہ	(کہ) وہ ارادہ رکھتا ہو	کہ	وہ گمراہ کرے تم کو	وہ	تمہارا رب ہے	اور اس کی طرف ہی

تُرْجَعُوْنَ ۝٣٤ؕ	اَمْ	يَقُوْلُوْنَ	افْتَرٰىهُ ۭ	قُلْ	اِنِ
تم لوگ لوٹائے جاؤ گے	یا	یہ لوگ کہتے ہیں	اس نے گھڑا اس کو (یعنی قرآن کو)	آپ کہہ دیجیے	اگر

افْتَرَيْتُهٗ	فَعَلَيَّ	اِجْرَامِيْ	وَاَنَا	بَرِيْۗءٌ	مِّمَّا	تُجْرِمُوْنَ ۝٣٥ۧ
میں گھڑتا ہوں اس کو	تو مجھ پر	میرا جرم کرنا ہے	اور میں	بری ہوں	اس سے جو	تم لوگ جرم کرتے ہو

نوٹ:1

آیت 25 سے 49 تک مسلسل حضرت نوحؑ کا ذکر ہے۔ درمیان میں ایک آیت نمبر 135 ایسی ہے جس کے متعلق دو رائے ہیں۔ ایک رائے یہ ہے کہ یہ آیت بھی اسی سلسلہ کلام کی ایک کڑی ہے۔ ایسی صورت میں اِفْتَرٰہُ کی ضمیر مفعولی حضرت نوحؑ کی نصیحت (نُصْحِیْ) کے لئے مانی جائے گی اور قُلْ کا خطاب حضرت نوحؑ کے لئے ہوگا۔ دوسری رائے یہ ہے کہ سلسلہ کلام کو منقطع کر کے مشرکین مکہ کے ایک اعتراض کا حوالہ دیا گیا ہے اور اس کا جواب دینے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ایسی صورت میں اِفْتَرٰہُ کی ضمیر مفعولی قرآن کے لئے مانی جائے گی اور قُلْ کا خطاب رسول اللہ ﷺ کے لئے ہوگا۔ ترجمہ میں ہم نے دوسری رائے کو ترجیح دی ہے۔ اس دوسری رائے کی جو ترجیح تفہیم القرآن میں دی ہوئی ہے، وہ یہ ہے۔

’’اندازہ کلام سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی زبان سے نوحؑ کا یہ قصہ سنتے ہوئے مخالفین نے اعتراض کیا ہوگا کہ محمد (ﷺ) یہ قصے بنا بنا کر اس لئے پیش کرتا ہے کہ انہیں ہم پر چسپاں کرے۔ جو چوٹیں وہ ہم پر براہ راست نہیں کرنا چاہتے ان کے لئے ایک قصہ گھڑتا ہے اور اس طرح ’’در حدیث دیگراں‘‘ کے انداز میں ہم پر چوٹ کرتا ہے۔ لہٰذا سلسلۂ کلام توڑ کر ان کے اعتراض کا جواب اسی فقرے میں دیا گیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک بات اور ہے۔ قرآن مجید میں قُلْ کا خطاب بالعموم رسول اللہ ﷺ کے لئے اور آپؐ کے توسط سے امت مسلمہ کے لئے آیا ہے۔ اس لئے اس مقام پر قُلْ کا خطاب حضرت نوحؑ کے لئے ماننا قرآن کے عمومی مزاج سے مطابقت نہیں رکھتا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

4343

آیت نمبر (36 تا 43)

ت	ن	ر

x x اس مادہ سے کوئی فعل استعمال نہیں ہوتا۔

تَنُّوْرُ ج: تَنَانِیْرُ۔ تنور۔ زیر مطالعہ آیت۔40۔

ترجمہ

وَاُوْحِیَ	اِلٰی نُوْحٍ	اَنَّهٗ	لَنْ یُّؤْمِنَ	مِنْ قَوْمِكَ
اور وحی کی گئی	نوحؑ کی طرف	کہ حقیقت یہ ہے کہ	ہرگز ایمان نہ لائیں گے	آپؑ کی قوم میں سے

اِلَّا	مَنْ	قَدْ اٰمَنَ	فَلَا تَبْتَئِسْ	بِمَا
مگر	وہ جو	ایمان لا چکے ہیں	تو آپؑ دل برداشتہ مت ہوں	بسبب اس کے جو

كَانُوْا یَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾	وَاصْنَعِ	الْفُلْكَ	بِاَعْیُنِنَا	وَوَحْیِنَا
یہ لوگ کرتے رہتے ہیں	اور آپؑ بنائیں	کشتی	ہماری آنکھوں (کے سامنے)	اور ہماری وحی (کی مطابقت) سے

وَلَا تُخَاطِبْنِیْ	فِی الَّذِیْنَ	ظَلَمُوْا	اِنَّهُمْ
اور آپؑ خطاب نہ کریئے گا مجھ سے	ان (کے بارے) میں جنہوں نے	ظلم کیا	بیشک وہ لوگ

مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾	وَیَصْنَعُ	الْفُلْكَ	وَكُلَّمَا	مَرَّ	عَلَیْهِ
غرق کیے جانے والے ہیں	اور وہ بنانے لگے	کشتی	اور جب کبھی	گزرتا	انؑ پر

مَلَاٌ	مِّنْ قَوْمِهٖ	سَخِرُوْا	مِنْهُ	قَالَ	اِنْ	تَسْخَرُوْا
کچھ سرداروں کا	انؑ کی قوم میں سے	تو وہ مذاق کرتے	انؑ سے	تو وہؑ کہتے	اگر	تم لوگ جان لوگے

مِنَّا	فَاِنَّا نَسْخَرُ	مِنْكُمْ	كَمَا	تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾	فَسَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ
ہم سے	تو ہم مذاق کریں گے	تم سے	جیسے	تم لوگ مذاق کرتے ہو	تو عنقریب	تم لوگ مذاق کرتے ہو

مَنْ	یَّاْتِیْهِ	عَذَابٌ	یُّخْزِیْهِ	وَیَحِلُّ	عَلَیْهِ
کون ہے	آئے گا جس کے پاس	ایک ایسا عذاب	رسوا کرے گا اس کو	اور اترے گا	اس پر

عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿٣٩﴾	حَتّٰىٓ	اِذَا	جَآءَ	اَمْرُنَا	وَفَارَ	التَّنُّوْرُ ۙ
ایک قائم رہنے والا عذاب	یہاں تک کہ	جب	آیا	ہمارا حکم	اور ابل پڑا	تنور

قُلْنَا	احْمِلْ	فِيْهَا	مِنْ كُلٍّ	زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
تو ہم نے کہا	آپؑ لادلیں	اس (کشتی) میں	ہر ایک چیز میں سے	دو جوڑوں کو

وَاَهْلَكَ	اِلَّا مَنْ	سَبَقَ	عَلَيْهِ	الْقَوْلُ	وَمَنْ
اور اپنے گھر والوں کو	سوائے اس کے	پہلے ہو چکا	جس کے خلاف	فیصلہ	اور اس کو (بھی) جو

اٰمَنَ ؕ	وَمَآ اٰمَنَ	مَعَهٗٓ	اِلَّا	قَلِيْلٌ ﴿٤٠﴾	وَقَالَ	ارْكَبُوْا
ایمان لایا	اور ایمان نہیں لائے	انؑ کے ساتھ	مگر	تھوڑے سے (لوگ)	اور (اللہ نے) کہا	تم لوگ سوار ہو

فِيْهَا	بِسْمِ اللّٰهِ	مَجْرٖىهَا	وَمُرْسٰىهَا ؕ	اِنَّ	رَبِّيْ
اس (کشتی) میں	(اور کہو) اللہ کے نام سے ہے	اس کا چلنا	اور اس کا ٹھہرنا	بیشک	میرا رب

لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿٤١﴾	وَهِيَ	تَجْرِيْ	بِهِمْ
بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور وہ	بہتی تھی	ان کے ساتھ

فِيْ مَوْجٍ	كَالْجِبَالِ ۣ	وَنَادٰى	نُوْحُ	اۨبْنَهٗ	وَ
ایسی لہروں میں جو	پہاڑوں جیسی تھیں	اور پکارا	نوحؑ نے	اپنے بیٹے کو	اس حال میں کہ

كَانَ	فِيْ مَعْزِلٍ	يّٰبُنَيَّ	ارْكَبْ	مَّعَنَا	وَلَا تَكُنْ	مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٤٢﴾
وہ تھا	ایک کنارے میں	اے میرے بیٹے	تو سوار ہو	ہمارے ساتھ	اور تو مت ہو	کافروں کے ساتھ

قَالَ	سَاٰوِيْٓ	اِلٰى جَبَلٍ	يَّعْصِمُنِيْ	مِنَ الْمَآءِ ؕ	قَالَ
اس نے کہا	میں جالگوں گا	کسی پہاڑ کی طرف	وہ بچالے گا مجھ کو	پانی سے	انہوںؑ نے کہا

لَا عَاصِمَ	الْيَوْمَ	مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ	اِلَّا	مَنْ	رَّحِمَ ۚ
کوئی بھی بچانے والا نہیں ہے	اس دن	اللہ کے فیصلے سے	مگر	اس کو جس پر	اس نے رحم کیا

وَحَالَ	بَيْنَهُمَا	الْمَوْجُ	فَكَانَ	مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ﴿٤٣﴾
اور حائل ہوئی	ان دونوں کے درمیان	لہر	تو وہ ہو گیا	غرق کئے جانے والوں میں سے

نوٹ 1: مذکورہ واقعہ پر غور کرن سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان دنیا کے ظاہر سے کس قدر دھوکا کھاتا ہے۔ جب حضرت نوحؑ دریا سے بہت دور خشکی پر اپنا جہاز بنا رہے ہوں گے تو لوگوں کو یہ ایک مضحکہ خیز فعل محسوس ہوتا ہو گا۔ وہ اسے حضرت نوحؑ کی خرابی دماغ کا ایک ثبوت

قرار دیتے ہوں گے۔ اور ایک ایک سے کہتے ہوں گے کہ اگر پہلے تمہیں اس شخص کے پاگل پن میں کچھ شبہ تھا تو لو اب اپنی آنکھوں سے دیکھ لو کہ یہ کیا حرکت کر رہا ہے (اور خشکی پر بیٹھا جہاز بنا رہا ہے۔) لیکن جو شخص حقیقت کا علم رکھتا تھا اسے ان لوگوں کی جہالت پر ہنسی آتی ہو گی کہ کتنے نادان ہیں یہ لوگ میں انہیں خبردار کر چکا ہوں کہ ان کی شامت ان کے سر پر کھڑی ہے اور ان کی آنکھوں کے سامنے اس سے بچنے کی تیاری کر رہا ہوں، مگر یہ مطمئن ہیں اور الٹا مجھے دیوانہ سمجھ رہے ہیں۔ اس معاملہ کو اگر پھیلا کر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا دنیا کے ظاہر و محسوس پہلو کے لحاظ سے عقلمندی اور بے وقوفی کا جو معیار قائم کیا جاتا ہے وہ اس معیار سے کس قدر مختلف ہوتا ہے جو علم حقیقت کے لحاظ سے قرار پاتا ہے۔ ظاہر بین آدمی جس کو دانش مندی سمجھتا ہی وہ حقیقت سناش آدمی کی نگاہ میں بے وقوفی ہوتی ہے اور ظاہر بین کے نزدیک جو چیز دیوانگی ہوتی ہے، حقیقت سناش کے لیے وہ وہی عین عقلمندی ہوتی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (36 تا 43)

ب ل ع

(ف) بَلَعًا کسی کو نگلنا۔

اِبْلَعْ فعل امر ہے۔ تو نگل۔ زیر مطالعہ آیت۔ 24

ق ل ع

(ف) قَلْعًا کسی کو معزول کرنا۔ کسی سے کچھ چھین لینا۔

(افعال) اِقْلَاعًا کسی چیز یا کام کو چھوڑنا۔ رک جانا۔

اَقْلِعْ فعل امر ہے۔ تو چھوڑ۔ تو رک جا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 44

غ ی ض

(ض) غَیْضًا کم ہونا۔ سکڑنا (لازم)۔ کم کرنا۔ سکیڑنا (متعدی)۔ ﴿اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَ مَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ﴾ (13 / الرعد: 8) ''اللہ جانتا ہے اس کو جو اٹھاتی ہے ہر مادہ اور اس کو جو سکیڑتی ہیں بچہ دانیاں۔'' اور زیر مطالعہ آیت۔ 44

ج و د

(ن) جُوْدَةً عمدہ ہونا۔ بہترین ہونا۔

جُوَادٌ صفت ہے۔ عمدہ۔ بہترین۔ (مذکر و مؤنث دونوں کے لیے) اس کی جمع انسان کے لیے اَجْوَادٌ اور گھوڑے کے لیے جِيَادٌ ہے۔ ﴿اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ﴿٣١﴾﴾ (38 / صٓ: 31) ''جب پیش کیے گئے انؑ پر شام کو بہترین گھوڑے۔''

جُوْدِيٌّ اسم نسبت ہے۔ عمدگی والا۔

اَلْجُوْدِیُّ — اسم علم ہے۔ ایک پہاڑی کا نام۔ زیر مطالعہ آیت۔44

ترکیب

(آیت۔44) بُعْدًا فعل محذوف کا مفعول مطلق ہے اس لیے حالتِ نصب میں ہے۔ (آیت۔46)۔ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ میں اِنَّ کا اسم ہٗ کی ضمیر ہے۔ لَیْسَ کا اسم اس میں شامل ضمیر ہے اور اس کی خبر محذوف ہے۔ مِنْ اَهْلِكَ قائم مقام خبر ہے۔ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ میں اِنَّ کا اسم ہٗ کی ضمیر ہے اور عَمَلٌ اس کی خبر ہے جبکہ غَیْرُ صَالِحٍ اس کا بدل ہے۔ یہاں ہٗ کی ضمیر کے لیے دو رائے ہیں۔ ایک یہ کہ یہاں بھی ہٗ کی ضمیر حضرت نوحؑ کے بیٹے کے لیے ہے۔ ایسی صورت میں کہتے ہیں کہ عَمَلٌ یہاں پر دراصل ذُوْ عَمَلٍ کے معنی میں آیا ہے دوسری رائے یہ ہے کہ یہ ضمیر حضرت نوحؑ کی دعا کے لیے ہے۔ اس رائے کی تائید آیت کے اگلے جملے سے ہوتی ہے۔ اس لیے ترجمہ میں ہم دوسری رائے کو ترجیح دیں گے۔ (آیت۔47) اِلَّا دراصل اِنْ لَا ہے اس لیے تَغْفِرْ اور تَرْحَمْ مجزوم ہیں اور اَكُنْ جوابِ شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

ترجمہ

وَقِیْلَ	یٰۤاَرْضُ	ابْلَعِیْ	مَآءَكِ	وَیٰسَمَآءُ	اَقْلِعِیْ	وَغِیْضَ
اور کہا گیا	اے زمین	تو نگل جا	اپنا پانی	اور اے آسمان	تو تھم جا	اور کم (یعنی خشک) کیا گیا

الْمَآءُ	وَقُضِیَ	الْاَمْرُ	وَاسْتَوَتْ	عَلَى الْجُوْدِیِّ	وَقِیْلَ
پانی کو	اور پورا کیا گیا	حکم کو	اور وہ (یعنی کشتی) متمکن ہوئی	جودی پر	اور کہا گیا

بُعْدًا	لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۴۴﴾	وَنَادٰی	نُوْحٌ	رَّبَّهٗ	فَقَالَ	رَبِّ
دوری ہو	ظلم کرنے والی قوم کے لیے	اور پکارا	نوحؑ نے	اپنے رب کو	اور کہا	اے میرے رب

اِنَّ	ابْنِیْ	مِنْ اَهْلِیْ	وَاِنَّ	وَعْدَكَ	الْحَقُّ	وَاَنْتَ	اَحْكَمُ الْحٰكِمِیْنَ ﴿۴۵﴾
بیشک	میرا بیٹا	میرے گھر والوں میں سے ہے	اور بیشک	تیرا وعدہ	حق ہے	اور تو	سب سے بڑا حاکم ہے

قَالَ	یٰنُوْحُ	اِنَّهٗ	لَیْسَ	مِنْ اَهْلِكَ ۚ	اِنَّهٗ	عَمَلٌ
(اللہ) نے کہا	اے نوحؑ	یقیناً وہ	نہیں ہے	تیرے گھر والوں میں سے	بیشک یہ (پکارنا)	ایک ایسا عمل ہے جو

غَیْرُ صَالِحٍ ۫ۗ	فَلَا تَسْـَٔلْنِ	مَا	لَیْسَ	لَكَ	بِهٖ	عِلْمٌ ؕ	اِنِّیْۤ
صالح کے علاوہ ہے	پس تو سوال نہ کر مجھ سے	اس کا	نہیں ہے	تیرے پاس	جس کا	کوئی علم	بیشک میں

اَعِظُكَ	اَنْ	تَكُوْنَ	مِنَ الْجٰهِلِیْنَ ﴿۴۶﴾	قَالَ	رَبِّ
نصیحت کرتا ہوں تجھ کو	کہ (کہیں)	ہو جائے	جاہلوں میں سے	انہوںؑ نے کہا	اے میرے رب

اِنِّیْۤ	اَعُوْذُ بِكَ	اَنْ	اَسْـَٔلَكَ	مَا	لَیْسَ	لِیْ
بیشک میں	تیری پناہ میں آتا ہو	(اس سے) کہ	میں سوال کروں تجھ سے	اس کا	نہیں ہے	میرے لیے

بِهٖ	عِلْمٌ ؕ	وَاِلَّا تَغْفِرْ لِیْ	وَتَرْحَمْنِیْٓ	اَكُنْ
جس کا	کوئی علم	اور اگر تو نے نہ بخشا مجھ کو	اور رحم نہ کیا مجھ پر	تو میں ہو جاؤں گا

مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۴۷﴾	قِیْلَ	یٰنُوْحُ	اهْبِطْ	بِسَلٰمٍ	مِّنَّا
خسارہ پانے والوں میں سے	کہا گیا	اے نوحؑ	آپؑ اتریں	سلامتی کے ساتھ	ہماری طرف سے

وَبَرَكٰتٍ	عَلَیْكَ	وَعَلٰٓى اُمَمٍ	مِّمَّنْ	مَّعَكَ ؕ
اور ایسی برکتوں کے ساتھ جو	آپؑ پر ہیں	اور ان امتوں پر ہیں جو	ان میں سے ہیں جو	آپؑ کے ساتھ ہیں

وَاُمَمٌ	سَنُمَتِّعُهُمْ	ثُمَّ	یَمَسُّهُمْ	مِّنَّا
اور کچھ امتیں ہیں	ہم فائدہ دیں گے ان کو	پھر	چھوئے گا ان کو	ہماری طرف سے

عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۸﴾	تِلْكَ	مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَیْبِ	نُوْحِیْهَآ	اِلَیْكَ ۚ
ایک دردناک عذاب	یہ () قصہ	غیب کی خبروں میں سے ہے	ہم وحی کرتے ہیں ان کو	آپؑ کی طرف

مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ	اَنْتَ	وَلَا قَوْمُكَ	مِنْ قَبْلِ هٰذَا ؕۛ	فَاصْبِرْ ؕۛ
آپؑ نہیں جانتے تھے ان کو	آپؑ	اور نہ آپؑ کی قوم	اس سے پہلے سے	پس آپؑ ثابت قدم رہیں

اِنَّ	الْعَاقِبَةَ	لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۴۹﴾ ع
یقیناً	(بھلا) انجام	متقی لوگوں کے لیے ہے

نوٹ: 1

حضرت نوحؑ کے بیٹے کا قصہ بیان کر کے اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ اس کا انصاف کس قدر بے لاگ ہے۔ مشرکین مکہ یہ سمجھتے تھے کہ ہم خواہ کیسے ہی کام کریں، ہم پر خدا کا عذاب نہیں ہوگا کیونکہ ہم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کے بھی ایسے ہی کچھ گمان ہیں۔ اور بہت سے غلط کار مسلمان بھی اس قسم کے جھوٹے بھروسوں پر تکیہ کئے ہوئے ہیں کہ ہم فلاں کی اولاد ہیں۔ ان کی سفارش ہم کو خدا کے انصاف سے بچالے گی۔ لیکن یہاں یہ منظر دکھایا گیا ہے کہ ایک جلیل القدر پیغمبر اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے لخت جگر کو ڈوبتے ہوئے دیکھتا ہی اور تڑپ کر بیٹے کی معافی کے لیے درخواست کرتا ہے۔ لیکن یہ دعا کام نہ آئی اور باپ کی پیغمبری بھی ایک بدعمل بیٹے کو عذاب سے نہیں بچاسکتی۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (50 تا 60)

ن ص و

(ن) نَصْوًا : کسی کو پیشانی سے پکڑنا۔

نَاصِیَةٌ : ج نَوَاصِیْ۔ پیشانی یا پیشانی کے بال۔ زیر مطالعہ آیت۔ 56۔ اور ﴿ فَیُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِیْ وَ الْاَقْدَامِ ﴿۴۱﴾ ﴾ (55/ الرحمن: 41) ”پھر انہیں پکڑا جائے گا پیشانیوں سے اور قدموں سے۔“

[illegible]

ع	ن	د

(ک) عُنُوْدًا دشمنی کرنا۔مخالفت کرنا۔

عَنِیْدٌ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔دشمنی کرنے والا یعنی دشمن۔مخالفت۔زیر مطالعہ آیت۔59

ترکیب

(آیت۔50) گذشتہ آیت نمبر۔25 کے لَقَدْ اَرْسَلْنَا پر عطف ہونے اور اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَخَا حالت نصب میں ہے اور اَخَا کا بدل ہونے کی وجہ سے ھُوْدًا بھی حالت نصب میں ہے۔(آیت۔52) اَلسَّمَاءَ مؤنث سماعی ہے اور اس کا حال مِدْرَارًا مذکر آیا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ مِفْعَالٌ کا وزن مذکر مؤنث دونوں کے لیے آتا ہے۔(آیت۔55) کِیْدُوْا فعل امر کے جمع کا صیغہ ہے۔

ترجمہ

وَاِلٰی عَادٍ	اَخَاھُمْ	ھُوْدًا	قَالَ	یٰقَوْمِ	اعْبُدُوا
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) عاد کی طرف	ان کے بھائی	ہودؑ کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو

اللہَ	مَا لَکُمْ	مِّنْ اِلٰہٍ	غَیْرُہٗ	اِنْ	اَنْتُمْ	اِلَّا	مُفْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾
اللہ کی	تمہارے لیے نہیں ہے	کوئی بھی اِلٰہ	اس کے علاوہ	نہیں ہو	تم لوگ	مگر	(جھوٹ) گھڑنے والے

یٰقَوْمِ	لَآ اَسْئَلُکُمْ	عَلَیْہِ	اَجْرًا	اِنْ	اَجْرِیَ	اِلَّا	عَلَی الَّذِیْ
اے میری قوم	میں نہیں مانگتا تم سے	اس پر	کوئی معاوضہ	نہیں ہے	میرا اجر	مگر	اس پر جس نے

فَطَرَنِیْ	اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۵۱﴾	وَیٰقَوْمِ	اسْتَغْفِرُوْا	رَبَّکُمْ
پیدا کیا مجھ کو	تو کیا تم لوگ عقل نہیں کرتے	اے میری قوم	تم لوگ مغفرت مانگو	اپنے رب سے

ثُمَّ تُوْبُوْٓا	اِلَیْہِ	یُرْسِلِ	السَّمَآءَ	عَلَیْکُمْ	مِّدْرَارًا
پھر تم لوگ پلٹو	اس کی طرف	تو وہ بھیجے گا	آسمان کو	تم پر	لگاتار برسنے والا ہوتے ہوئے

وَّیَزِدْکُمْ	قُوَّۃً	اِلٰی قُوَّتِکُمْ	وَلَا تَتَوَلَّوْا
اور وہ زیادہ کرے گا تم کو	بلحاظ قوت کے	تمہاری (موجودہ) قوت کی طرف (یعنی پر)	اور روگردانی مت کرو

مُجْرِمِیْنَ ﴿۵۲﴾	قَالُوْا	یٰھُوْدُ	مَا جِئْتَنَا	بِبَیِّنَۃٍ
جرم کرنے والے ہوتے ہوئے	لوگوں نے کہا	اے ہودؑ	آپ نہیں آئے ہمارے پاس	کسی واضح (دلیل) کے ساتھ

وَّمَا نَحْنُ	بِتَارِکِیْٓ اٰلِھَتِنَا	عَنْ قَوْلِکَ	وَمَا نَحْنُ	لَکَ بِمُؤْمِنِیْنَ ﴿۵۳﴾
اور ہم نہیں ہیں	اپنے خداؤں کو چھوڑنے والے	آپؑ کی بات سے	اور ہم نہیں ہیں	آپؑ کی بات ماننے والے

اِنْ نَّقُوْلُ	اِلَّا	اعْتَرٰىکَ	بَعْضُ اٰلِھَتِنَا	بِسُوْٓءٍ	قَالَ
ہم نہیں کہتے	مگر (یہ کہ)	لاحق ہوا آپؑ کو	ہمارے خداؤں میں سے کوئی	بری طرح سے	انہوںؑ نے کہا

اِنِّيْٓ	اُشْهِدُ	اللّٰهَ	وَاشْهَدُوْٓا	اَنِّيْ	بَرِيْٓءٌ	مِّمَّا	تُشْرِكُوْنَ ۝٥٤
بیشک میں	گواہ بناتا ہوں	اللہ کو	اور تم لوگ گواہ رہو	کہ میں	بری ہوں	اس سے جو	تم لوگ شریک کرتے ہو

مِنْ دُوْنِهٖ	فَكِيْدُوْنِيْ	جَمِيْعًا	ثُمَّ	لَا تُنْظِرُوْنِ ۝٥٥
اس کے علاوہ	پس تم لوگ چالبازی کرو مجھ سے	سب کے سب	پھر	تم لوگ مہلت مت دو مجھ کو

اِنِّيْ	تَوَكَّلْتُ	عَلَى اللّٰهِ	رَبِّيْ	وَرَبِّكُمْ ۭ	مَا	مِنْ دَآبَّةٍ	اِلَّا
بیشک میں نے	بھروسہ کیا	اللہ پر	جو میرا رب ہے	اور تمہارا رب ہے	نہیں ہے	کوئی بھی چلنے والا	مگر (یہ کہ)

هُوَ	اٰخِذٌۢ	بِنَاصِيَتِهَا ۭ	اِنَّ	رَبِّيْ	عَلٰي صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝٥٦	فَاِنْ
وہ	پکڑنے والا ہے	اس کی پیشانی کو	بیشک	میرا رب	ایک سیدھی راہ پر ہے	پھر اگر

تَوَلَّوْا	فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ	مَّآ	اُرْسِلْتُ	بِهٖٓ	اِلَيْكُمْ ۭ	وَيَسْتَخْلِفُ
تم لوگ منہ موڑو گے	تو میں پہنچا چکا ہوں تم کو	وہ	میں بھیجا گیا	جس کے ساتھ	تمہاری طرف	اور جانشین کرے گا

رَبِّيْ	قَوْمًا	غَيْرَكُمْ ۚ	وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ	شَيْـــًٔا ۭ	اِنَّ	رَبِّيْ
میرا رب	ایک قوم کو	تمہارے علاوہ	اور تم لوگ نقصان نہیں پہنچاؤ گے اس کو	کچھ بھی	بیشک	میرا رب

عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ	حَفِيْظٌ ۝٥٧	وَلَمَّا	جَاۗءَ	اَمْرُنَا	نَجَّيْنَا	هُوْدًا
ہر چیز پر	نگہبان ہے	اور جب	آیا	ہمارا حکم	ہم نے نجات دی	ہودؑ کو

وَّالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَهٗ	بِرَحْمَةٍ	مِّنَّا ۚ	وَنَجَّيْنٰهُمْ
اور ان کو جو	ایمان لائے	انؑ کے ساتھ	ایک رحمت سے	ہماری طرف سے	اور ہم نے نجات دی ان کو

مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝٥٨	وَتِلْكَ	عَادٌ ڐ	جَحَدُوْا	بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ
ایک سخت عذاب سے	اور یہ	عاد ہیں	جنہوں نے جانتے بوجھتے انکار کیا	اپنے رب کی نشانیوں کا

وَعَصَوْا	رُسُلَهٗ	وَاتَّبَعُوْٓا	اَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝٥٩
اور نافرمانی کی	اس کے رسولوں کی	اور پیروی کی	ہر ایک زبردستی کرنے والے مخالف کے حکم کی

وَاُتْبِعُوْا	فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا	لَعْنَةً	وَّيَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ	اَلَآ	اِنَّ
اور ان کے پیچھے لگا دیا گیا	اس دنیا میں	ایک لعنت کو	اور قیامت کے دن (بھی)	سن لو	بیشک

عَادًا	كَفَرُوْا	رَبَّهُمْ ۭ	اَلَا	بُعْدًا	لِّعَادٍ	قَوْمِ هُوْدٍ ۝٦٠ ع
عاد نے	ناشکری کی	اپنے رب کی	سن لو	دوری ہے	عاد کے لیے	ہودؑ کی قوم کے لیے

نوٹ 1: آیت۔59 میں رُسُلَہٗ کے الفاظ آئے ہیں جس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ عاد نے اللہ کے رسولوں کی نافرمانی کی تھی [illegible] ان کے پاس ایک ہی رسول، ھودؑ آئے تھے۔ گرجس چیز کی طرف انہوں نے دعوت دی تھی وہ وہی ایک دعوت تھی جو ہمیشہ ہر زمانے اور ہر قوم میں اللہ کے رسول پیش کرتے رہے ہیں اس لیے ایک رسول کی بات نہ ماننے کو سارے رسولوں کی نافرمانی قرار دیا گیا۔

آیت نمبر (61 تا 68)

ص ی ح

(ض) صَیۡحًا زور کی چیخ مارنا۔چنگھاڑنا۔

صَیۡحَۃٌ زوردار چیخ۔چنگھاڑ۔زیر مطالعہ آیت۔67

ترجمہ

وَاِلٰی ثَمُوۡدَ	اَخَاھُمۡ	صٰلِحًا ۘ	قَالَ	یٰقَوۡمِ	اعۡبُدُوا
اور (بیشک ہم بھیج چکے ہیں) ثمود کی طرف	ان کے بھائی	صالحؑ کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم بندگی کرو

اللّٰہَ	مَا لَکُمۡ	مِّنۡ اِلٰہٍ	غَیۡرُہٗ ؕ	ھُوَ	اَنۡشَاَکُمۡ	مِّنَ الۡاَرۡضِ	وَاسۡتَعۡمَرَکُمۡ
اللہ کی	تمہارے لئے نہیں ہے	کوئی بھی الٰہ	اس کے علاوہ	اس نے	اٹھایا (پیدا کیا) تم کو	زمین سے	اور بسایا تم کو

فِیۡھَا	فَاسۡتَغۡفِرُوۡہُ	ثُمَّ	تُوۡبُوۡۤا	اِلَیۡہِ ؕ	اِنَّ	رَبِّیۡ
اس میں	پس تم لوگ مغفرت مانگو اس سے	پھر	تم لوگ پلٹو	اس کی طرف	بیشک	میرا رب

قَرِیۡبٌ	مُّجِیۡبٌ ﴿۶۱﴾	قَالُوۡا	یٰصٰلِحُ	قَدۡ کُنۡتَ	فِیۡنَا	مَرۡجُوًّا
قریب ہے	قبول کرنے والا ہے	ان لوگوں نے کہا	اے صالحؑ	تو رہا ہے	ہم میں	امیدیں وابستہ کیا ہوا

قَبۡلَ ھٰذَاۤ	اَتَنۡھٰنَاۤ	اَنۡ	نَّعۡبُدَ	مَا	یَعۡبُدُ	اٰبَآؤُنَا
اس سے پہلے	کیا تو منع کرتا ہے ہم کو (اس سے)	کہ	ہم بندگی کریں	اس کی جس کی	بندگی کرتے رہے	ہمارے آباء واجداد

وَاِنَّنَا	لَفِیۡ شَکٍّ	مِّمَّا	تَدۡعُوۡنَاۤ	اِلَیۡہِ	مُرِیۡبٍ ﴿۶۲﴾
اور بیشک ہم	یقیناً شک میں ہیں	اس سے	تو بلاتا ہے ہم کو	جس کی طرف	(یقیناً یہ) الجھا دینے والا (شک) ہے

قَالَ	یٰقَوۡمِ	اَ	رَءَیۡتُمۡ	اِنۡ	کُنۡتُ	عَلٰی بَیِّنَۃٍ	مِّنۡ رَّبِّیۡ
انہوں نے کہا	اے میری قوم	کیا	تم نے غور کیا (کہ)	اگر	میں ہوں	ایک واضح (دلیل) پر	اپنے رب (کی طرف) سے

وَاٰتٰىنِیۡ	مِنۡہُ	رَحۡمَۃً	فَمَنۡ	یَّنۡصُرُنِیۡ	مِنَ اللّٰہِ
اور اس نے دیا ہو مجھ کو	اپنے (پاس) سے	ایک رحمت	تو کون	مدد کرے گا میری	اللہ سے (بچنے میں)

اِنۡ	عَصَيۡتُهٗ ۜ	فَمَا تَزِيۡدُوۡنَنِىۡ	غَيۡرَ تَخۡسِيۡرٍ ﴿۶۳﴾
اگر	میں نافرمانی کروں اس کی	پس تم لوگ نہیں بڑھاتے میرا	سوائے نقصان کے

وَيٰقَوۡمِ	هٰذِهٖ	نَاقَةُ اللّٰهِ	لَـكُمۡ	اٰيَةً	فَذَرُوۡهَا
اور اے میری قوم	یہ	اللہ کی اونٹنی ہے	تمہارے لئے	ایک نشانی ہوتے ہوئے	تو تم لوگ چھوڑو اس کو

تَاۡكُلۡ	فِىۡۤ اَرۡضِ اللّٰهِ	وَلَا تَمَسُّوۡهَا	بِسُوۡۤءٍ	فَيَاۡخُذَكُمۡ
(کہ) وہ کھائے	اللہ کی زمین میں	اور تم لوگ مت چھونا اس کو	بُرائی سے	ورنہ پکڑے گا تم کو

عَذَابٌ قَرِيۡبٌ ﴿۶۴﴾	فَعَقَرُوۡهَا	فَقَالَ	تَمَتَّعُوۡا
ایک قریبی عذاب	پھر (بھی) ان لوگوں نے ٹانگیں کاٹیں اس کی	تو انہوںؑ نے کہا	تم لوگ فائدہ اٹھالو

فِىۡ دَارِكُمۡ	ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ؕ	ذٰ لِكَ	وَعۡدٌ	غَيۡرُ مَكۡذُوۡبٍ ﴿۶۵﴾	فَلَمَّا
اپنے اپنے گھر میں	تین دن	یہ	ایک ایسا وعدہ ہے جس میں	ذرا جھوٹ نہیں	پھر جب

جَآءَ	اَمۡرُنَا	نَجَّيۡنَا	صٰلِحًا	وَّالَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	مَعَهٗ	بِرَحۡمَةٍ
آیا	ہمارا حکم	تو ہم نے نجات دی	صالحؑ کو	اور ان کو جو	ایمان لائے	انؑ کے ساتھ	رحمت سے

مِّنَّا	وَمِنۡ خِزۡىِ يَوۡمِئِذٍ ؕ	اِنَّ	رَبَّكَ	هُوَ الۡقَوِىُّ	الۡعَزِيۡزُ ﴿۶۶﴾
اپنی (طرف) سے	اور اس دن کی رسوائی سے	بیشک	آپؐ کا رب	ہی قوت والا ہے	بالا دست ہے

وَاَخَذَ	الَّذِيۡنَ	ظَلَمُوا	الصَّيۡحَةُ	فَاَصۡبَحُوۡا	فِىۡ دِيَارِهِمۡ	جٰثِمِيۡنَ ﴿۶۷﴾ لا
اور پکڑا	ان کو جنہوں نے	ظلم کیا	چیخ نے	پھر وہ ہوگئے	اپنے گھروں میں	اوندھے منہ گرنے والے ہوتے ہوئے

كَاَنۡ لَّمۡ يَغۡنَوۡا	فِيۡهَا ؕ	اَلَاۤ	اِنَّ	ثَمُوۡدَا۟	كَفَرُوۡا	رَبَّهُمۡ ؕ	اَلَا	بُعۡدًا	لِّثَمُوۡدَ ﴿۶۸﴾ ع
جیسے کہ وہ رہتے ہی نہ تھے	اس میں	سن لو	بیشک	ثمود نے	ناشکری کی	اپنے رب کی	سن لو	دوری ہے	ثمود کے لیے

آیت نمبر (69 تا 76)

ح ن ذ

(ض) حَنۡذًا گوشت بھونا۔

حَنِيۡذٌ فعیل کے وزن پر صفت مفعولی ہے۔ بھنا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔69

و ج س

(ض) وَجۡسًا پوشیدہ ہونا۔

(افعال)　اِيْجَاسًا　دل کا کسی چیز کو محسوس کرنا جیسے گھبراہٹ، خوف وغیرہ۔ زیر مطالعہ آیت۔70۔

ض ح ك

(س)　ضَحِكًا　(1) خوشی سے ہنسنا۔ (2) تعجب سے ہنسنا (3) حقارت سے ہنسنا یعنی مذاق اڑانا (1) ﴿ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا ﴾ (9/التوبہ:82) پس انہیں چاہئے کہ وہ ہنسیں کم۔'' (2) ﴿ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ ۝ وَ تَضْحَكُوْنَ ﴾ (53/النجم:59-60) ''تو کیا اس بات سے تم لوگ تعجب کرتے ہو اور ہنستے ہو۔'' (3) ﴿ وَ كُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ ﴾ (23/المؤمنون:110) اور تم لوگ ان سے ٹھٹھا کرتے تھے۔''

ضَاحِكٌ　اسم الفاعل ہے۔ ہنسنے والا۔ ﴿ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا ﴾ (27/النمل:19) تو انہوں نے تبسم فرمایا ہنسنے والا ہوتے ہوئے ان کی بات سے۔''

(افعال)　اِضْحَاكًا　ہنسانا۔ ﴿ وَ اَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَ اَبْكٰى ۝ ﴾ (53/النجم:43) اور یہ کہ وہی ہنساتا ہے اور رلاتا ہے۔''

ش ی خ

(ض)　شَيْخًا　(1) بوڑھا ہونا۔ (2) علم، فضیلت یا رتبہ میں بڑا ہونا (اس معنی میں یہ لفظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا)۔

شَيْخٌ　اسم صفت بھی ہے۔ (1) بوڑھا۔ زیر مطالعہ آیت۔72۔ (2) عالم استاد۔ سردار۔

ر و ع

(ن)　رَوْعًا　ڈرا دینا۔ گھبرا دینا۔

رَوْعٌ　ڈر۔ گھبراہٹ۔ زیر مطالعہ آیت۔74۔

ن و ب

(ن)　نَوْبًا　(1) واپس ہونا۔ لوٹنا۔ اس کے لیے عموماً اِلٰی کا صلہ آتا ہے۔ (2) قائم مقام ہونا۔ نائب ہونا۔ اس کے لئے عموماً عَنْ کا صلہ آتا ہے۔

(افعال)　اِنَابَةً　(1) کسی طرف رخ کرنا۔ متوجہ ہونا۔ اس کے لئے عموماً اِلٰی کا صلہ آتا ہے۔ (2) کسی کو قائم مقام مقرر کرنا۔ نائب بنانا۔ اس کے لئے عموماً عَنْ کا صلہ آتا ہے، (اس معنی میں قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا)۔ ﴿ وَ اتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ﴾ (31/لقمان:15) اور تم پیروی کرو اس کے راستے کی جس نے رخ کیا میری طرف۔''

مُنِيْبٌ　اسم الفاعل ہے۔ رخ کرنے والا۔ متوجہ ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔75۔

ترکیب

(آیت۔69) قَالُوْا کا مفعول ہونے کی وجہ سے سَلٰمًا حالت نصب میں ہے جبکہ قَالَ کا مقولہ Direct Tense میں ہونے کی وجہ سے سَلٰمٌ حالت رفع میں آیا ہے۔ (آیت۔70)۔ رَاٰ کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَيْدِيَهُمْ حالت نصب میں آیا ہے۔

جبکہ لَا تَصِلُ کا فاعل اس میں شامل هِيَ کی ضمیر ہے جو اَيْدِيَهُمْ کے لیے ہے۔ (آیت۔75)۔ اِنَّ کا اسم اِبْرٰهِيْمَ ہے، جبکہ حَلِيْمٌ۔ اَوَّاهٌ اور مُنِيْبٌ۔ یہ تینوں ان کی خبریں ہیں۔ (آیت۔74)۔ اِنَّهٗ ضمیر الشان ہے۔

ترجمہ

وَلَقَدْ جَآءَتْ	رُسُلُنَآ	اِبْرٰهِيْمَ	بِالْبُشْرٰى	قَالُوْا
اور بیشک آچکے ہیں	ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے)	ابراہیمؑ کے پاس	خوشخبری کے ساتھ	ان لوگوں نے کہا

سَلٰمًا ؕ	قَالَ	سَلٰمٌ	فَمَا لَبِثَ	اَنْ	جَآءَ	بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ﴿٦٩﴾	فَلَمَّا
سلام	انہوںؑ نے کہا	سلام	پھر انہوں نے دیر نہیں لگائی	کہ	وہ لے آئے	ایک بھنا ہوا بچھڑا	پھر جب

رَآٰ	اَيْدِيَهُمْ	لَا تَصِلُ	اِلَيْهِ	نَكِرَ	هُمْ
انہوںؑ نے دیکھا	ان کے ہاتھوں کو	(کہ) وہ نہیں پہنچے	اس (بچھڑے) تک	توانہوں نے اجنبی جانا	ان لوگوں کو

وَاَوْجَسَ	مِنْهُمْ	خِيْفَةً ؕ	قَالُوْا	لَا تَخَفْ	اِنَّآ	اُرْسِلْنَآ
اور دل میں محسوس کیا	ان سے	ایک خوف	ان لوگوں نے کہا	آپؑ مت ڈریں	بیشک ہم	بھیجے گئے ہیں

اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٠﴾	وَامْرَاَتُهٗ	قَآئِمَةٌ	فَضَحِكَتْ	فَبَشَّرْنٰهَا
لوطؑ کی قوم کی طرف	اور انؑ کی عورت (یعنی بیوی)	کھڑی تھیں	پھر وہ ہنسیں	تو ہم نے خوشخبری دی ان کو

بِاِسْحٰقَ ۙ	وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ	يَعْقُوْبَ ﴿٧١﴾	قَالَتْ	يٰوَيْلَتٰى	ءَ	اَلِدُ
اسحاقؑ کی	اور اسحاقؑ کے پیچھے	یعقوبؑ کی	وہ کہنے لگیں	ہائے ہائے میں؟	کیا	میں جنوں گی

وَ	اَنَا	عَجُوْزٌ	وَّهٰذَا	بَعْلِيْ	شَيْخًا ؕ	اِنَّ	هٰذَا
اس حال میں کہ	میں	بہت بوڑھی ہوں	اور یہ	میرے شوہر ہیں	بوڑھے	یقیناً	یہ

لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ﴿٧٢﴾	قَالُوْٓا	اَ	تَعْجَبِيْنَ	مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ	رَحْمَتُ اللّٰهِ
تو بیشک ایک عجیب چیز ہے	ان لوگوں نے کہا	کیا	آپ تعجب کرتی ہیں	اللہ کے حکم سے	اللہ کی رحمت

وَبَرَكٰتُهٗ	عَلَيْكُمْ	اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ	اِنَّهٗ	حَمِيْدٌ	مَّجِيْدٌ ﴿٧٣﴾	فَلَمَّا
اور اس کی برکتیں ہیں	آپ لوگوں پر	اے گھر والو	بیشک وہ	حمد کیا ہوا ہے	بڑی شان والا ہے	پھر جب

ذَهَبَ	عَنْ اِبْرٰهِيْمَ	الرَّوْعُ	وَجَآءَتْهُ	الْبُشْرٰى	يُجَادِلُنَا
گئی	ابراہیمؑ سے	گھبراہٹ	اور آئی ان کے پاس	خوشخبری	تو وہ بحث کرنے لگے ہم سے

فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ﴿٧٤﴾	اِنَّ	اِبْرٰهِيْمَ	لَحَلِيْمٌ	اَوَّاهٌ	مُّنِيْبٌ ﴿٧٥﴾
لوطؑ کی قوم (کے بارے) میں	بیشک	ابراہیمؑ	بردبار تھے	بہت دردمند تھے	متوجہ رہنے والے تھے

يٰۤاِبْرٰهِيْمُ	اَعْرِضْ	عَنْ هٰذَا ۚ	اِنَّهٗ	قَدْ جَآءَ	اَمْرُ رَبِّكَ ۚ
اے ابراہیمؑ	آپؑ اعراض کریں	اس سے	حقیقت یہ ہے کہ	آچکا ہے	آپؑ کے رب کا حکم

وَاِنَّهُمْ	اٰتِيْهِمْ	عَذَابٌ	غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۝
اور وہ لوگ!	آنے والا ہے ان کے پاس	ایک ایسا عذاب جو	لوٹایا جانے والا نہیں

نوٹ: 1 آیت۔69 سے معلوم ہوا کہ آنے والوں کی مہمانی کرنا آدابِ اسلام اور مکارم اخلاق میں سے ہے۔اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ مہمانی کرنا واجب ہے یا نہیں؟ جمہور علماء اس پر ہیں کہ واجب نہیں ہے، بلکہ سنت اور مستحسن ہے۔بعض نے فرمایا کہ گاؤں والوں پر واجب ہے کہ جو شخص ان کے گاؤں میں ٹھہرے اس کی مہمانی کریں کیونکہ وہاں کھانے کا کوئی دوسرا انتظام نہیں ہوسکتا۔اور شہر میں ہوٹل وغیرہ سے اس کا انتظام ہوسکتا ہے، اس لیے شہر والوں پر وجاب نہیں ہے۔(معارف القرآن)

آیت نمبر (77تا83)

ذ ر ع

(ف) ذَرْعًا (۱) کسی چیز کو ذِراع (ایک پیمانہ کا نام) سے ناپنا۔(۲) پیچھے سے آکر بازو سے کسی کا گلا گھونٹنا۔کمزور کرنا۔

ذَرْعٌ اسم ذات ہے۔(۱) پیمائش۔لمبائی۔(۲) کمزوری۔زیر مطالعہ آیت۔77

ذِرَاعٌ (۱) ایک پیمانہ۔(کہنی سے لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک کا فاصلہ)۔(۲) بازو۔ہاتھ۔(۱) ﴿فِيْ سِلْسِلَةٍ ذَرْعُهَا سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا﴾ (69/الحاقۃ:32) ''ایک ایسی زنجیر میں جس کی پیمائش ستر بازو ہیں۔'' (۲) ﴿وَكَلْبُهُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَيْهِ﴾ (18/الکھف:18) ''اور ان کا کتا پھیلانے والا ہے اپنے دونوں بازوؤں کو۔''

ع ص ب

(ن) عَصْبًا رسی کو بٹ کر مضبوط کرنا سخت کرنا۔

عُصْبَةٌ ایسی جماعت جس کے افراد باہم گتھے ہوئے ہوں یعنی ایک دوسرے کے حامی و مددگار ہوں۔مضبوط جماعت۔طاقتور جماعت۔﴿وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ؕ﴾ (12/یوسف:8) ''حالانکہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں۔''

عَصِيْبٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔سخت۔زیر مطالعہ آیت۔77۔

ھ ر ع

(ف) هَرْعًا اضطراب اور عجلت سے کسی طرف بھاگنا۔بے سدھ ہو کر دوڑنا۔

(افعال) اِهْرَاعًا کسی کو مضطرب کر کے کسی طرف بھگانا۔بے تحاشا دوڑانا۔زیر مطالعہ آیت۔78

ض ی ف

(ض)	ضَیْفًا	(۱) کسی طرف مائل ہونا۔ جھکنا۔ (۲) کسی کا مہمان ہونا۔
	ضَیْفٌ	اسم ذات بھی ہے۔ مہمان۔ (یہ مذکر، مؤنث، واحد، جمع، سب کے لیے آتا ہے اور اس کی جمع ضُیُوْفٌ بھی آتی ہے)۔ زیر مطالعہ آیت۔ 78۔
(تفعیل)	تَضْیِیْفًا	کسی کو مہمان بنانا۔ ضیافت کرنا۔ ﴿فَاَبَوْا اَنْ یُّضَیِّفُوْھُمَا﴾ (18/الکہف: 77) ''تو ان لوگوں نے انکار کیا کہ وہ مہمان بنائیں ان دونوں کو۔''

س ر ی

(ض)	سَرْیَۃً	رات میں چلنا۔ پھر مجرد چلنے کے لیے بھی آتا ہے۔ ﴿وَالَّیْلِ اِذَا یَسْرِ﴾ (89/الفجر: 4) ''قسم ہے رات کی جب وہ چلتی ہے۔''
	سَرِیٌّ	فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ہمیشہ اور ہر حال میں چلنے والا۔ پھر نہر کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ﴿قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِیًّا﴾ (19/مریم: 24) ''بنا دی ہے آپ کے رب نے آپ کے نیچے ایک نہر۔''
(افعال)	اِسْرَاءً	یہ ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ 'ب' کے صلہ سے متعدی ہوتا ہے۔ کسی کو لے کر نکلنا۔ کسی کو لے جانا۔ ﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا﴾ (17/بنی اسرائیل: 1) ''پاک ہے وہ جو لے گیا اپنے بندے کو رات کے وقت۔''
	اَسْرِ	فعل امر ہے۔ تو لے کر نکل۔ تو لے جا زیر مطالعہ آیت۔ 81

ر ک ن

(ک)	رَکَانَۃً	باوقار ہونا۔ قابل اعتماد ہونا۔
(س)	رُکُوْنًا	کسی طرف مائل ہونا۔ ﴿وَلَا تَرْکَنُوْٓا اِلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا﴾ (11/ھود: 113) ''اور تم لوگ مت مائل ہو ان کی طرف جنہوں نے ظلم کیا۔''
	رُکْنٌ	ہر وہ چیز جس پر بھروسہ یا تکیہ کر کے تقویت حاصل کی جائے۔ سہارا۔ یہ واحد کے علاوہ اسم جمع کے طور پر بھی آتا ہے۔ جیسے رُکْنُ الرَّجُلِ۔ آدمی کے سہارے یعنی قوم۔ اور اس کی جمع اَرْکَانٌ بھی آتی ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 80 اور ﴿فَتَوَلّٰی بِرُکْنِهٖ﴾ (51/الذریات: 39) ''پھر اس نے منہ موڑا اپنے بھروسوں کے ساتھ یعنی لشکر کے ساتھ۔''

س ج ل

(ن)	سَجْلًا	(۱) اوپر سے پانی گرانا۔ (۲) کتاب کو لگاتار پڑھنا۔

سِجِلٌّ دعووں اور فیصلوں کو لکھنے کے اوراق جو قاضی اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے۔ جوڈیشل ریکارڈ۔ ﴿ يَوْمَ نَطْوِي السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ ط﴾ (21/الانبیاء:104) ''جس دن ہم لپیٹیں گے آسمان کو جیسے عدالتی کاروائی کی دستاویز کا لپیٹنا لکھی ہوئی ہونے کے لیے۔''

سِجِّيلٌ گیلی مٹی کی گولیاں بنا کر آگ میں پکا کر سخت کر لیتے ہیں۔ مٹی کے پتھر۔ کنکر۔ زیر مطالعہ آیت۔ 82

ن ض د

(ض)

نَضْدًا سامان کو ایک دوسرے پر چننا۔ تہہ در تہہ رکھنا۔

مَنْضُوْدٌ اسم المفعول ہے۔ تہہ در تہہ کیا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 82۔

نَضِيْدٌ فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ تہہ بہ تہہ۔ ﴿ لَّهَا طَلْعٌ نَّضِيْدٌ ۝۱۰﴾ (50/قٓ:10) ''اس کے لیے خوشہ ہے تہہ بہ تہہ۔''

ترجمہ

وَلَمَّا	جَآءَتْ	رُسُلُنَا	لُوْطًا	سِيْٓءَ	بِهِمْ
اور جب	آئے	ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے)	لوطؑ کے پاس	تو غمگین ہوئے	ان (کے آنے) سے

وَضَاقَ	بِهِمْ	ذَرْعًا	وَّقَالَ	هٰذَا	يَوْمٌ عَصِيْبٌ ۝۷۷
تنگ دل ہوئے	ان (کے آنے) سے	بلحاظ کمزوری کے	اور انہوںؑ نے کہا	یہ	ایک سخت دن ہے

وَجَآءَهٗ	قَوْمُهٗ	يُهْرَعُوْنَ	اِلَيْهِ ط	وَمِنْ قَبْلُ
اور آئی انؑ کے پاس	ان کی قوم	بے اختیار دوڑتی ہوئی	ان کی طرف	اور پہلے سے (ہی)

كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ	السَّيِّاٰتِ ط	قَالَ	يٰقَوْمِ	هٰٓؤُلَآءِ	بَنَاتِيْ	هُنَّ
وہ لوگ عمل کرتے تھے	برائیوں کا	انہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	یہ	میری بیٹیاں ہیں	یہ

اَطْهَرُ	لَكُمْ	فَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَلَا تُخْزُوْنِ	فِيْ ضَيْفِيْ ط
زیادہ پاکیزہ ہیں	تمہارے لیے	تو تقویٰ کرو	اللہ کا	اور تم لوگ رسوا مت کرو مجھ کو	میرے مہمانوں (کے بارے) میں

اَ	لَيْسَ	مِنْكُمْ	رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ۝۷۸	قَالُوْا	لَقَدْ عَلِمْتَ	مَا لَنَا
کیا	نہیں ہے	تم لوگوں میں	کوئی نیک چلن مرد	ان لوگوں نے کہا	یقیناً آپؑ جان چکے ہیں	ہمارے لیے نہیں ہے

فِيْ بَنٰتِكَ	مِنْ حَقٍّ ج	وَاِنَّكَ	لَتَعْلَمُ	مَا	نُرِيْدُ ۝۷۹
آپؑ کی بیٹیوں میں	کوئی بھی حق	اور بیشک آپؑ	یقیناً جانتے ہیں	اس کو جو	ہم چاہتے ہیں

قَالَ	لَوْ اَنَّ	لِيْ	بِكُمْ	قُوَّةً	اَوْ	اٰوِيْٓ	اِلٰى رُكْنٍ شَدِيْدٍ ۝۸۰
انہوںؑ نے کہا	کاش کہ	میرے لیے	تم لوگوں پر	کوئی طاقت ہوتی	یا	میں پناہ لیتا	کسی مضبوط سہارے کی طرف

قَالُوْا	يٰلُوْطُ	اِنَّا	رُسُلُ رَبِّكَ	لَنْ يَّصِلُوْٓا	اِلَيْكَ
انہوں نے کہا	اے لوطؑ	بیشک ہم	آپؑ کے رب کے بھیجے ہوئے ہیں	یہ لوگ ہرگز نہیں پہنچیں گے	آپؑ تک

فَاَسْرِ	بِاَهْلِكَ	بِقِطْعٍ	مِّنَ الَّيْلِ	وَلَا يَلْتَفِتْ	مِنْكُمْ
پس آپؑ لے کر نکلیں	اپنے گھر والوں کو	ایک حصے میں	رات کے	اور چاہئے کہ مڑ کر نہ دیکھے	تم میں سے

اَحَدٌ	اِلَّا	امْرَاَتَكَ ۭ	اِنَّهٗ	مُصِيْبُهَا	مَآ
کوئی ایک بھی	سوائے	آپؑ کی عورت (یعنی بیوی) کے	حقیقت یہ ہے کہ	آ لگنے والا ہے اس کو	وہ جو

اَصَابَهُمْ ۭ	اِنَّ	مَوْعِدَهُمُ	الصُّبْحُ ۭ	اَلَيْسَ الصُّبْحُ	بِقَرِيْبٍ ﴿٨١﴾
آ لگے گا ان کو	بیشک	ان کے وعدے کا وقت	صبح کا ہے	کیا صبح	قریب نہیں ہے

فَلَمَّا	جَاۗءَ	اَمْرُنَا	جَعَلْنَا	عَالِيَهَا	سَافِلَهَا	وَاَمْطَرْنَا	عَلَيْهَا
پھر جب	آیا	ہمارا حکم	تو ہم نے بنا دیا	اس (بستی) کے بلند کو	اس کا پست	اور ہم نے برسائے	اس پر

حِجَارَةً	مِّنْ سِجِّيْلٍ ڏ مَّنْضُوْدٍ ﴿٨٢﴾	مُّسَوَّمَةً	عِنْدَ رَبِّكَ ۭ	وَمَا
کچھ پتھر	تہ بہ تہہ کئے ہوئے مٹی کے پتھر میں سے	نشان لگے ہوئے	آپؑ کے رب کے پاس سے	اور نہیں ہے

هِيَ	مِنَ الظّٰلِمِيْنَ	بِبَعِيْدٍ ﴿٨٣﴾
یہ (بستی)	ان ظالموں سے (یعنی مکہ والوں سے)	کچھ دور

نوٹ: 1

آیت۔77 میں لفظ سِيْۗءَ آیا ہے جو کہ ماضی مجہول ہے۔ اور اگلی آیت میں پھر مضارع مجہول يُهْرَعُوْنَ آیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ لوطؑ کی قوم کو مہمانوں کی آمد کی اطلاع دی گئی تھی۔ اس بات نے لوطؑ کو تکلیف پہنچائی اور ان کی قوم کو سرپٹ دوڑایا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ اطلاع لوطؑ کے گھر کا کوئی فرد ہی پہنچا سکتا ہے۔ جبکہ ان کے گھر کے تمام افراد مومن تھے اور پوری بستی میں یہی ایک گھر مومن تھا۔ (51/الذریات:35۔36)۔ زیر مطالعہ آیت۔81 سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی بیوی مومنین میں شامل نہیں تھی۔ ان کی ہمدردیاں اپنی قوم کے ساتھ تھیں اور وہ پہلے بھی اپنی قوم کو خبریں پہنچاتی رہتی تھی، جس کو قرآن مجید میں خیانت کہا گیا ہے۔ (66/تحریم:11)۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ مہمانوں کی آمد کی اطلاع لوطؑ کی بیوی نے پہنچائی تھی۔ حالانکہ وہ لوطؑ کے گھر کی ایک فرد تھی لیکن اپنے عمل کی وجہ سے وہ عذاب کی مستحق قرار پائی۔

نوٹ: 2

آیت۔78 میں حضرت لوطؑ کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ یہ میری بیٹیاں ہیں۔ یہ تمہارے لیے زیادہ پاکیزہ ہیں۔ اس کے متعلق بعض مفسرین کی رائے ہے اپنی لڑکیوں سے مراد پوری قوم کی لڑکیاں ہیں کیونکہ ہر پیغمبر اپنی قوم کے لیے مثل باپ کے ہوتا ہے اور پوری امت اس کی روحانی اولاد ہوتی ہے۔ اس تفسیر کے مطابق حضرت لوطؑ کے قول کا مطلب یہ ہوگا کہ تم اپنی خبیث عادت سے باز آؤ، شرافت کے ساتھ قوم کی لڑکیوں سے نکاح کرو اور ان کو بیویاں بناؤ۔ (معارف القرآن)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

8034 (overprinted)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آیت نمبر (84 تا 95)

ر ھ ط

(ف)	رَھْطًا	بڑا لقمہ لینا۔ بہت کھانا
(افتعال)	اِرْتِہَاطًا	قوم کا جمع ہونا۔ اکٹھا ہونا۔
	رَھْطٌ	افراد کا گروہ۔ جتھ۔ برادری۔ زیر مطالعہ آیت۔ 91

ترکیب

(آیت۔86) بَقِیَّتُ دراصل بَقِیَّۃُ ہے۔ اس آیت میں اس کو لمبی تا سے لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ یہاں کے علاوہ یہ لفظ قرآن مجید میں دو جگہ (2/248۔ 11/117) آیا ہے اور دونوں جگہ اسے گول تا سے بَقِیَّۃُ لکھا جاتا ہے۔ (آیت۔ 87) اَنْ نَّفْعَلُ سے پہلے اَنْ نَّتْرُكَ محذوف ہے اس آیت میں نَشٰٓؤُا بھی قرآن حکیم کی مخصوص املا ہے۔ (آیت۔91) نَفْقَهُ کے آخر میں مادہ (ف ق ھ) کی ھ ہے اس لئے اس پر سیدھا پیش آیا ہے۔ یہ اگر ضمیر ہوتی تو اس پر الٹا پیش آتا۔

ترجمہ

وَاِلٰی مَدْیَنَ	اَخَاهُمْ	شُعَیْبًا	قَالَ	یٰقَوْمِ	اعْبُدُوا
(اور بیشک ہم بھیج چکے ہیں) مدین کی طرف	ان کے بھائی	شعیبؑ کو	انہوں نے کہا	اے میری قوم	تم لوگ بندگی کرو

اللّٰہَ	مَا لَکُمْ	مِّنْ اِلٰہٍ	غَیْرُہٗ	وَلَا تَنْقُصُوا	الْمِکْیَالَ	وَالْمِیْزَانَ
اللہ کی	نہیں ہے تمہارے لئے	کوئی بھی الٰہ	اس کے علاوہ	اور تم لوگ کمی مت کرو	پیمانے میں	اور ترازو میں

اِنِّیْٓ	اَرٰىکُمْ	بِخَیْرٍ	وَّاِنِّیْٓ	اَخَافُ	عَلَیْکُمْ	عَذَابَ یَوْمٍ مُّحِیْطٍ ۝۸۴
بیشک میں	دیکھتا ہوں تم لوگوں کو	(معاشی) بھلائی میں	اور بیشک میں	ڈرتا ہوں	تم پر	ایک گھیرنے والے دن کے عذاب سے

وَیٰقَوْمِ	اَوْفُوا	الْمِکْیَالَ	وَالْمِیْزَانَ	بِالْقِسْطِ	وَلَا تَبْخَسُوا	النَّاسَ
اور اے میری قوم	تم لوگ پورا بھرو	پیمانے کو	اور ترازو کو	انصاف سے	اور حق سے کم مت دو	لوگوں کو

اَشْیَآءَهُمْ	وَلَا تَعْثَوْا	فِی الْاَرْضِ	مُفْسِدِیْنَ ۝۸۵
ان کی چیزیں	اور انتشار مت پھیلاؤ	زمین میں	فساد کرتے ہوئے

بَقِیَّتُ اللّٰہِ	خَیْرٌ	لَّکُمْ	اِنْ	کُنْتُمْ	مُّؤْمِنِیْنَ ۚ
اللہ کی چھوڑی ہوئی چیزیں (جو حرام نہیں ہوئیں)	بہتر ہیں	تمہارے لئے	اگر	تم لوگ ہو	ایمان لانے والے

وَمَآ اَنَا	عَلَيْكُمْ	بِحَفِيْظٍ ۝٨٦	قَالُوْا	يٰشُعَيْبُ	اَ	صَلٰوتُكَ	تَاْمُرُكَ
اور میں نہیں ہوں	تم لوگوں پر	نگہبان	ان لوگوں نے کہا	اے شعیبؑ	کیا	آپ کی نماز	حکم دیتی ہے آپ کو

اَنْ	نَّتْرُكَ	مَا	يَعْبُدُ	اٰبَآؤُنَآ	اَوْ	اَنْ	نَّفْعَلَ
کہ	ہم چھوڑ دیں	ان کو جن کی	بندگی کرتے ہیں	ہمارے آباواجداد	یا (ہم چھوڑ دیں)	کہ	ہم کریں

فِيْٓ اَمْوَالِنَا	مَا	نَشٰٓؤُا ۭ	اِنَّكَ لَاَنْتَ	الْحَلِيْمُ	الرَّشِيْدُ ۝٨٧
اپنے مالوں میں	وہ جو	ہم چاہیں	بیشک آپ ہی یقیناً	بڑے بردبار ہیں	بڑے نیک چلن ہیں

قَالَ	يٰقَوْمِ	اَ	رَءَيْتُمْ	اِنْ	كُنْتُ	عَلٰي بَيِّنَةٍ	مِّنْ رَّبِّيْ
انہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	کیا	تم نے غور کیا	اگر	میں ہوں	ایک واضح (دلیل) پر	اپنے رب (کی طرف) سے

وَرَزَقَنِيْ	مِنْهُ	رِزْقًا حَسَنًا ۭ	وَمَآ اُرِيْدُ	اَنْ	اُخَالِفَكُمْ
اور اس نے عطا کیا مجھ کو	اپنے پاس سے	ایک رزق حسن	اور میں ارادہ نہیں رکھتا	کہ	تمہاری مخالفت کروں

اِلٰي مَآ	اَنْهٰىكُمْ	عَنْهُ ۭ	اِنْ اُرِيْدُ	اِلَّا	الْاِصْلَاحَ	مَا
اس کی طرف	میں منع کرتا ہوں تم کو	جس سے	میں ارادہ نہیں رکھتا	مگر	اصلاح کا	اتنی جتنی

اسْتَطَعْتُ ۭ	وَمَا	تَوْفِيْقِيْٓ	اِلَّا	بِاللّٰهِ ۭ	عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَاِلَيْهِ
میری استطاعت سے	اور نہیں ہے	میری توفیق	مگر	اللہ سے	اس پر ہی	میں نے بھروسہ کیا	اور اس کی طرف ہی

اُنِيْبُ ۝٨٨	وَيٰقَوْمِ	لَا يَجْرِمَنَّكُمْ	شِقَاقِيْٓ	اَنْ	يُّصِيْبَكُمْ	مِّثْلُ مَآ
میں رخ کرتا ہوں	اور اے میری قوم	ہرگز آمادہ نہ کرے تم کو	میری مخالفت کرنا	کہ	آ لگے تم کو	اس کے جیسا جو

اَصَابَ	قَوْمَ نُوْحٍ	اَوْ	قَوْمَ هُوْدٍ	اَوْ	قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ	وَمَا قَوْمُ لُوْطٍ	مِّنْكُمْ
آ لگا	نوحؑ کی قوم کو	یا	ھودؑ کی قوم کو	یا	صالحؑ کی قوم کو	اور نہیں ہے لوطؑ کی قوم	تم سے

بِبَعِيْدٍ ۝٨٩	وَاسْتَغْفِرُوْا	رَبَّكُمْ	ثُمَّ	تُوْبُوْٓا	اِلَيْهِ ۭ	اِنَّ	رَبِّيْ
کچھ دور	اور تم لوگ مغفرت مانگو	اپنے رب سے	پھر	تم لوگ پلٹو	اس کی طرف	بیشک	میرا رب

رَحِيْمٌ	وَّدُوْدٌ ۝٩٠	قَالُوْا	يٰشُعَيْبُ	مَا نَفْقَهُ
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	بے انتہا محبت کرنے والا ہے	ان لوگوں نے کہا	اے شعیبؑ	ہم پوری طرح نہیں سمجھ پاتے

كَثِيْرًا	مِّمَّا	تَقُوْلُ	وَاِنَّا	لَنَرٰىكَ	فِيْنَا	ضَعِيْفًا ۚ
اکثر کو	اس میں سے جو	آپؑ کہتے ہیں	اور بیشک	ہم یقیناً دیکھتے ہیں آپؑ کو	ہم میں	کمزور

وَلَوْلَا	رَهْطُكَ	لَرَجَمْنٰكَ ۡ	وَمَآ اَنْتَ	عَلَيْنَا	بِعَزِيْزٍ ﴿٩١﴾
اور اگر نہ ہوتا	آپؑ کا قبیلہ	تو ہم ضرور رجم کرتے آپؑ کو	اور آپؑ نہیں ہیں	ہم پر	کوئی بالادست

قَالَ	يٰقَوْمِ	اَ	رَهْطِيْٓ	اَعَزُّ	عَلَيْكُمْ	مِّنَ اللّٰهِ ۭ	وَاتَّخَذْتُمُوْهُ
انہوںؑ نے کہا	اے میری قوم	کیا	میرا قبیلہ	زیادہ سخت ہے	تم لوگوں پر	اللہ سے	اور تم نے بنایا اس کو (یعنی اللہ کو)

وَرَاۗءَكُمْ	ظِهْرِيًّا ۭ	اِنَّ	رَبِّيْ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	مُحِيْطٌ ﴿٩٢﴾
اپنے پیچھے	پیٹھ پیچھے ڈالا ہوا (یعنی بھلایا ہوا)	بیشک	میرا رب	اس کا جو	تم لوگ کرتے ہو	احاطہ کرنے والا ہے

وَيٰقَوْمِ	اعْمَلُوْا	عَلٰي مَكَانَتِكُمْ	اِنِّىْ	عَامِلٌ ۭ	سَوْفَ	تَعْلَمُوْنَ ۙ
اور اے میری قوم	تم لوگ عمل کرو	اپنی جگہ پر	بیشک میں (بھی)	عمل کرنے والا ہوں	عنقریب	تم لوگ جان لو گے

مَنْ	يَّاْتِيْهِ	عَذَابٌ	يُّخْزِيْهِ	وَمَنْ هُوَ	كَاذِبٌ ۭ
کون ہے	پہنچے گا جس کو	ایک ایسا عذاب جو	رسوا کرے گا اس کو	اور کون ہے وہ جو	جھوٹ کہنے والا ہے

وَارْتَقِبُوْٓا	اِنِّىْ	مَعَكُمْ	رَقِيْبٌ ﴿٩٣﴾	وَلَمَّا	جَاۗءَ	اَمْرُنَا
اور تم لوگ انتظار کرو	بیشک میں (بھی)	تمہارے ساتھ	انتظار کرنے والا ہوں	اور جب	آیا	ہمارا حکم

نَجَّيْنَا	شُعَيْبًا	وَّالَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	مَعَهٗ	بِرَحْمَةٍ	مِّنَّا
تو ہم نے نجات دی	شعیبؑ کو	اور ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	ان کے ساتھ	رحمت سے	ہماری (طرف سے)

وَاَخَذَتِ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوا	الصَّيْحَةُ	فَاَصْبَحُوْا	فِيْ دِيَارِهِمْ	جٰثِمِيْنَ ﴿٩٤﴾ ۙ
اور پکڑا	ان کو جنہوں نے	ظلم کیا	چنگھاڑ نے	تو وہ لوگ ہو گئے	اپنے گھروں میں	اوندھے گرنے والے

كَاَنْ	لَّمْ يَغْنَوْا	فِيْهَا ۭ	اَلَا	بُعْدًا	لِّمَدْيَنَ	كَمَا	بَعِدَتْ	ثَمُوْدُ ﴿٩٥﴾ ع
جیسے کہ	وہ رہتے ہی نہ تھے	اس میں	سن لو	دوری ہے	مدین (والوں) کے لیے	جیسے	دور ہوئے	ثمود

نوٹ: 1

آیت نمبر۔87 میں اسلام کے مقابلہ میں جاہلیت کے نظریہ کی پوری ترجمانی ہے۔ اسلام کا نظریہ یہ ہے کہ اللہ کی بندگی کے سوا جو طریقہ بھی ہی وہ غلط ہے۔ کیونکہ دوسرے طریقے کے لیے کوئی دلیل نہیں ہے۔ اور یہ کہ اللہ کی بندگی صرف محدود مذہبی دائرے ہی میں نہیں ہونی چاہیے بلکہ زندگی کے تمام شعبوں میں ہونی چاہیے۔ اس لیے کہ دنیا میں انسان کے پاس جو کچھ بھی ہے، اللہ ہی کا ہے اور انسان کسی چیز پر بھی اللہ کی مرضی سے آزاد ہو کر تصرف کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ اس کے مقابلہ میں جاہلیت کا نظریہ یہ ہے کہ باپ دادا سے جو طریقہ چلا آرہا ہے اس کی پیروی کے لیے اس دلیل کے سوا کسی مزید دلیل کی ضرورت نہیں ہے کہ وہ باپ دادا کا طریقہ ہے۔ نیز یہ کہ دین و مذہب کا تعلق صرف پوجا پاٹ سے ہے، رہے دنیوی معاملات، تو ان میں ہم کو پوری آزادی ہونی چاہیئے کہ ہم جس طرح چاہیں کام کریں۔

اس سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ مذہبی اور دنیوی دائروں میں تقسیم کرنے کا تخیل (یعنی Secularism) آج کا کوئی نیا تخیل نہیں ہے بلکہ آج سے تین، ساڑھے تین ہزار سال پہلے حضرت شعیبؑ کی قوم کو بھی اس تقسیم پر ویسا ہی اصرار تھا جیسا آج اہل مغرب اور ان کے مشرقی شاگردوں کو ہے۔ یہ فی الحقیقت کوئی نئی روشنی نہیں ہے جو انسان کو آج ذہنی ارتقاء کی بدولت نصیب ہوگئی ہے بلکہ یہ وہی پرانی تاریک خیالی ہے جو ہزارہا برس پہلے کی جاہلیت میں پائی جاتی تھی اور اس کے خلاف اسلام کی کشمکش بھی آج کی نہیں ہے بلکہ بہت قدیم ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 آیت نمبر۔88 میں رزق حسن سے مراد علم وحی ہے۔ جس طرح مادی رزق انسان کی مادی زندگی کے لیے باقی رہنے کے لیے ضروری ہے اسی طرح وحی الٰہی کا رزق حسن انسان کی روحانی زندگی کے لیے ضروری ہے۔ حضرت عیسٰیؑ کا قول ہے کہ انسان صرف روٹی سے نہیں جیتا بلکہ اس کلمہ سے جیتا ہے جو اللہ کی طرف سے آتا ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ:3 ممکن ہے حضرت شعیبؑ اپنی معاش کے لیے خود بھی تجارت کرتے ہوں اس چیز سے شریروں نے فائدہ اٹھا کر یہ شوشہ چھوڑا ہو کہ یہ ناپ تول میں ایمانداری کا وعظ اس لیے کرتے ہیں کہ ہم تو ایمانداری کے ہو کر رہ جائیں اور یہ اپنی من مانی کر کے پورے بازار پر قبضہ کرلیں۔ حضرت شعیبؑ نے ان کی یہ بدگمانی دور کرنے کے لیے فرمایا مَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ یعنی بعد میں خود میں وہ کام کروں جس سے تم کو منع کرتا ہوں۔ اصلاح کرنے کے علاوہ میرا اور کوئی ارادہ نہیں ہے۔ (تدبیر قرآن)

آیت نمبر (96 تا 104)

و ر د

(ض) وُرُوْدًا: پانی تک پہنچنا یا آنا۔ پھر کسی بھی جگہ تک پہنچنے کے لیے آتا ہے۔ (جَاءَ اور اَتٰی کی طرح اس کا بھی مفعول آتا ہے۔ (دیکھیں آیت۔ 2/البقرہ 23، نوٹ۔ 2)۔ ﴿ وَلَمَّا وَرَدَ مَاۗءَ مَدْيَنَ ﴾ (28/القصص:23) ''اور جب وہ پہنچے مدین کے پانی یعنی کنویں تک۔''

وَارِدٌ: اسم الفاعل ہے۔ (۱) پہنچنے والا۔ (۲) سقہ۔ بہشتی۔ ﴿ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ ﴾ (19/مریم:71) ''اور نہیں ہے کوئی تم میں سے مگر یہ کہ پہنچے والا ہے اس تک یعنی دور تک۔'' ﴿ وَجَاۗءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ ﴾ (12/یوسف:19) ''اور آیا ایک قافلہ تو انہوں نے بھیجا اپنے سقہ کو۔''

مُوْرُوْدٌ: اسم المفعول ہے۔ جس تک پہنچا جائے۔ زیر مطالعہ آیت۔98۔

وَرِيْدٌ: خون پہنچنے کا راستہ۔ گردن کی ایک رگ جس سے سارے بدن کو خون پہنچتا ہے، اسے حَبْلُ الْوَرِيْد کہتے ہیں۔ جانور کو ذبح کرتے وقت یہی رگ کاٹ دیتے ہیں تو سارے بدن کا خون نکل جاتا ہے۔ ﴿ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ۝ ﴾ (50/ق:16) ''اور ہم اس کے یعنی انسان کے زیادہ قریب ہیں بنسبت گردن کی رگ کے۔''

وِرْدٌ — (ا) پانی تک پہنچنے کی جگہ۔گھاٹ۔زیر مطالعہ آیت۔98۔(۲) پیاسا (پیا[illegible]ان اور جانور ہی گھاٹ پر آتے ہیں) ﴿ وَّ نَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝ ﴾ (19/مریم:86)''اور ہم ہانکیں گے مجرموں کو جہنم کی طرف پیاسے ہوتے ہوئے۔''

(ك) وُرُوْدَةً — کسی چیز کا زردی مائل سرخ ہونا۔گلابی ہونا۔

وَرْدٌ — گلاب کا پھول۔یہ لفظ قرآن مجید میں استعمال نہیں ہوا۔

وَرْدَةٌ — گلابی رنگت۔﴿ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ۝ ﴾ (55/الرحمٰن:37)''پھر جب پھٹے گا آسمان تو وہ ہو جائے گا گلابی جیسے تیل کی چکناہٹ۔''

(افعال) اِيْرَادًا — کسی کو کسی جگہ پہنچانا۔زیر مطالعہ آیت۔98

ر	ف	د

(ض) رَفْدًا — بخشش دینا۔عطیہ دینا۔

رِفْدٌ — وہ چیز جس میں رکھ کر بخشش دی جائے۔زیر مطالعہ آیت۔99۔

مَرْفُوْدٌ — اسم المفعول ہے۔بخشش میں دی ہوئی چیز۔زیر مطالعہ آیت۔99۔

ت	ب	ب

(ن) تَبًّا — تباہ و برباد ہونا۔ہلاکت میں پڑنا (فعل لازم) تباہ و برباد کرنا۔ہلاکت میں ڈالنا (فعل متعدی)۔ ﴿ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّ تَبَّ ۝ ﴾ (111/اللھب:1) تباہ ہوں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ (خود بھی) تباہ ہو۔''

تَبَابٌ — تباہی۔ہلاکت۔﴿ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ۝ ﴾ (40/المؤمن:37)اور نہیں تھی فرعون کی تدبیر مگر ہلاکت میں۔''

(تفعیل) تَتْبِيْبًا — انتہائی تباہی اور ہلاکت میں ڈالنا۔زیر مطالعہ آیت۔101

ترجمہ

اِلٰى فِرْعَوْنَ	وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝	بِاٰيٰتِنَا	مُوْسٰى	وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا
فرعون کی طرف	اور قطعی دلیل کے ساتھ	اپنی نشانیوں کے ساتھ	موسیٰؑ کو	اور بیشک ہم بھیج چکے ہیں

وَمَآ اَمْرُ فِرْعَوْنَ	اَمْرَ فِرْعَوْنَ	فَاتَّبَعُوْٓا	وَمَلَا۟ئِهٖ
اور نہیں تھا فرعون کا حکم	فرعون کے حکم کی	پھر (بھی) ان لوگوں نے پیروی کی	اور اس کے سرداروں کی طرف

النَّارَ	فَاَوْرَدَهُمُ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	قَوْمَهٗ	يَقْدُمُ	بِرَشِيْدٍ ۝
آگ تک	پھر وہ پہنچائے گا ان کو	قیامت کے دن	اپنی قوم کے	وہ آگے ہوگا	کوئی سوجھ بوجھ والا

وَبِئۡسَ	الۡوِرۡدُ الۡمَوۡرُوۡدُ ﴿۹۸﴾	وَاُتۡبِعُوۡا	فِیۡ هٰذِهٖ	لَعۡنَةً
اور کتنا برا ہے	پہنچے جانے والا گھاٹ	اور پیچھے لگائی گئی (ان کے)	اس (دنیا) میں	ایک لعنت

وَیَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ ؕ	بِئۡسَ	الرِّفۡدُ الۡمَرۡفُوۡدُ ﴿۹۹﴾	ذٰلِكَ
اور قیامت کے دن (بھی)	کتنی بری ہے	وہ بخشش جوان پر کی جائے گی	یہ

مِنۡ اَنۡۢبَآءِ الۡقُرٰی	نَقُصُّهٗ	عَلَیۡكَ	مِنۡهَا
بستیوں کی خبروں میں سے (ایک خبر) ہے	ہم بیان کرتے ہیں جس کو	آپؐ پر	ان (بستیوں) میں سے

قَآئِمٌ	وَّحَصِیۡدٌ ﴿۱۰۰﴾	وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ	وَلٰكِنۡ
کچھ قائم ہیں	اور کچھ تہس نہس کی ہوئی ہیں	اور ہم نے ظلم نہیں کیا ان پر	اور لیکن (یعنی بلکہ)

ظَلَمُوۡۤا	اَنۡفُسَهُمۡ	فَمَاۤ اَغۡنَتۡ	عَنۡهُمۡ	اٰلِهَتُهُمُ الَّتِیۡ	یَدۡعُوۡنَ
انہوں نے ظلم کیا	اپنی جانوں پر	تو کام نہ آئے	ان کے	ان لوگوں کے وہ الٰہ جن کو	وہ لوگ پکارتے تھے

مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ	مِنۡ شَیۡءٍ	لَّمَّا	جَآءَ	اَمۡرُ رَبِّكَ ؕ	وَمَا زَادُوۡهُمۡ
اللہ کے علاوہ	کچھ بھی	جب	آیا	آپؐ کے رب کا حکم	اور ان (خداؤں) نے نہیں زیادہ کیا ان کو

غَیۡرَ تَتۡبِیۡبٍ ﴿۱۰۱﴾	وَكَذٰلِكَ	اَخۡذُ رَبِّكَ	اِذَاۤ	اَخَذَ	الۡقُرٰی
انتہائی ہلاکت میں ڈالنے کے سوا	اور اس طرح	آپؐ کے رب کی پکڑ ہے	جب بھی	وہ پکڑتا ہے	بستیوں کو

وَ	هِیَ	ظَالِمَةٌ ؕ	اِنَّ	اَخۡذَهٗۤ	اَلِیۡمٌ شَدِیۡدٌ ﴿۱۰۲﴾	اِنَّ	فِیۡ ذٰلِكَ
اس حال میں کہ	وہ	ظلم کرنے والی ہوں	بیشک	اس کی پکڑ	شدید دردناک ہے	بیشک	اس میں

لَاٰیَةً	لِّمَنۡ	خَافَ	عَذَابَ الۡاٰخِرَةِ ؕ	ذٰلِكَ	یَوۡمٌ مَّجۡمُوۡعٌ ۙ
یقیناً ایک نشانی ہے	اس کے لئے جس نے	خوف کیا	آخرت کے عذاب کا	یہ	جمع کئے جانے والا ایک دن ہے

لَّهُ	النَّاسُ	وَذٰلِكَ	یَوۡمٌ مَّشۡهُوۡدٌ ﴿۱۰۳﴾	وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ
اس کے (یعنی اللہ کے) لئے	لوگوں کو	اور یہ	معائنہ کئے جانے والا ایک دن ہے	اور ہم مؤخر نہیں کرتے اس کو

اِلَّا لِاَجَلٍ مَّعۡدُوۡدٍ ؕ ﴿۱۰۴﴾
مگر ایک گنی ہوئی مدت کے لئے

آیت نمبر (105 تا 111)

ش ق و

(س) شَقًا (ا) کسی مشقت یا سختی میں پڑنا۔(۲) نامراد یا بد بخت ہونا۔زیر مطالعہ آیت۔106۔

شَقِیٌّ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔نامراد۔بد بخت۔زیر مطالعہ آیت۔105۔

اَشْقٰی اَفْعَلُ التَّفْضِیْل۔ زیادہ یا سب سے زیادہ بد بخت۔﴿ وَ یَتَجَنَّبُهَا الْاَشْقَى ﴿11﴾ الَّذِیْ یَصْلَى النَّارَ الْکُبْرٰی ﴿12﴾﴾ (87/الاعلیٰ:11-12)''اور اس سے یعنی نصیحت سے اجتناب کرے گا وہ بڑا بد بخت جو داخل ہوگا بڑی آگ میں۔''

شِقْوَۃٌ اسم ذات ہے۔نامرادی۔بدبختی۔﴿ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا ﴾ (23/المؤمنون:106) ''انہوں نے کہا اے ہمارے رب غالب ہوئی ہم پر ہماری بدبختی۔''

س ع د

(س) سَعَادَۃً سَعِدَ اور سُعِدَ دونوں کے معنی ہیں ''نیک بخت ہونا، زیر مطالعہ آیت۔108۔

سَعِیْدٌ نیک بخت۔زیر مطالعہ آیت۔105

ز ف ر

(ض) زَفْرًا روتے وقت سانس باہر نکالنا۔آہ بھرنا۔چیخنا۔

زَفِیْرٌ آہیں بھرنے والا۔چیخنے والا۔زیر مطالعہ آیت۔106۔

ش ھ ق

(ف۔س) تَشْھَاقًا روتے وقت سانس اندر کھینچنا۔سسکی لینا۔رینکنا۔

شَھِیْقٌ سسکی لینے والا رینکنے والا۔زیر مطالعہ آیت۔106

ج ذ ذ

(ن) جَذًّا کسی چیز کو توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔کاٹنا۔

جُذَاذٌ ٹکڑے۔﴿ فَجَعَلَهُمْ جُذٰذًا ﴾ (21/الانبیاء:58)''پھر انہوں نے کر دیا ان کو ٹکڑے ٹکڑے۔''

مَجْذُوْذٌ توڑا ہوا۔کاٹا ہوا۔زیر مطالعہ آیت۔108۔

ترکیب

(آیت۔105) یَاتِ دراصل یَاْتِیْ ہے کیونکہ یہاں پر جوازم مضارع میں سے کوئی عامل نہیں آیا ہے۔ یہاں پر اس کو یا گرا کر لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ تَکَلَّمُ واحد مؤنث کا صیغہ تَتَکَلَّمُ ہے۔(آیت۔111) لَمَّا کے بعد ایک فعل محذوف ہے جو بُعِثُوْا یا حُشِرُوْا ہوسکتا ہے۔کبھی لَمَّا بمعنی اِلَّا (مگر) بھی ہوتا ہے۔﴿ اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْهَا حَافِظٌ ﴿4﴾﴾ (86/الطارق:4) ''نہیں ہے ہر ایک جان مگر ہے اس پر نگران۔''

ترجمہ

يَوْمَ	يَاْتِ	لَا تَكَلَّمُ	نَفْسٌ	اِلَّا	بِاِذْنِهٖ ج	فَمِنْهُمْ	شَقِيٌّ
جس دن	وہ (دن) آئے گا	تو بات نہیں کرے گی	کوئی جان	مگر	اس کی اجازت سے	تو ان میں سے	کوئی بدبخت ہوگا

وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾	فَاَمَّا	الَّذِيْنَ	شَقُوْا	فَفِي النَّارِ	لَهُمْ
اور کوئی نیک بخت ہوگا	پھر جہاں تک	وہ لوگ ہیں جو	بدبخت ہوئے	تو (وہ) آگ میں ہیں	وہ لوگ

فِيْهَا زَفِيْرٌ	وَّشَهِيْقٌ ﴿۱۰۶﴾ لا	خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا
اس میں آہیں بھرنے والے ہیں	اور سسکیاں لینے والے ہیں	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں

مَا دَامَتِ	السَّمٰوٰتُ	وَالْاَرْضُ	اِلَّا	مَا	شَآءَ	رَبُّكَ ط	اِنَّ	رَبَّكَ
جب تک رہیں	آسمان	اور زمین	سوائے اس کے	جو	چاہے	آپ کا رب	بیشک	آپ کا رب

فَعَّالٌ	لِّمَا	يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾	وَاَمَّا	الَّذِيْنَ	سُعِدُوْا	فَفِي الْجَنَّةِ
کر گزرنے والا ہے	اس کو جو	وہ ارادہ کرتا ہے	اور جہاں تک	وہ لوگ ہیں جو	نیک بخت ہوئے	تو (وہ) جنت میں ہیں

خٰلِدِيْنَ	فِيْهَا	مَا دَامَتِ	السَّمٰوٰتُ	وَالْاَرْضُ	اِلَّا	مَا	شَآءَ
ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	جب تک رہیں	آسمان	اور زمین	سوائے اس کے	جو	چاہے

رَبُّكَ ط	عَطَآءً	غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾	فَلَا تَكُ	فِيْ مِرْيَةٍ	مِّمَّا
آپ کا رب	بخشش ہوتے ہوئے	بغیر توڑی ہوئی (یعنی بے انتہا)	پس آپ مت ہوں	کسی شبہہ میں	اس سے جس کی

يَعْبُدُ	هٰٓؤُلَآءِ ط	مَا يَعْبُدُوْنَ	اِلَّا كَمَا	يَعْبُدُ	اٰبَآؤُهُمْ
بندگی کرتے ہیں	یہ لوگ	یہ لوگ بندگی نہیں کرتے	مگر اس طرح جیسے	بندگی کرتے تھے	ان کے آباواجداد

مِّنْ قَبْلُ ط	وَاِنَّا	لَمُوَفُّوْهُمْ	نَصِيْبَهُمْ	غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ ع
پہلے	اور بیشک ہم	ضرور پورا پورا دینے والے ہیں ان کو	ان کا حصہ	بغیر کوئی کمی کیا ہوا

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا	مُوْسَى	الْكِتٰبَ	فَاخْتُلِفَ	فِيْهِ ط	وَلَوْلَا	كَلِمَةٌ	سَبَقَتْ
اور بیشک ہم دے چکے ہیں	موسیٰؑ کو	کتاب	پھر اختلاف کیا گیا	اس میں	اور اگر نہ ہوتا	ایک فرمان جو	پہلے ہوا

مِنْ رَّبِّكَ	لَقُضِيَ	بَيْنَهُمْ ط	وَاِنَّهُمْ	لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾
آپؐ کے رب (کی طرف) سے	تو ضرور فیصلہ کر دیا جاتا	ان کے درمیان	اور یقیناً وہ	ایک شبہہ ڈالنے والے شک میں ضرور ہیں اس سے

وَاِنَّ	كُلًّا	لَّمَّا	لَيُوَفِّيَنَّهُمْ	رَبُّكَ	اَعْمَالَهُمْ ط
اور یقیناً	سب کے سب	جب (جمع کیے جائیں گے)	تو لازماً پورا پورا دے گا ان کو	آپ کا رب	ان کے اعمال (کا بدلہ)

اِنَّهٗ	بِمَا	يَعْمَلُوْنَ	خَبِيْرٌ
یقیناً وہ	اس سے جو	وہ لوگ کرتے ہیں	باخبر ہے

نوٹ:1 آیت۔107 میں جو الفاظ آئے ہیں ان سے یا تو عالم آخرت کے زمین و آسمان مراد ہیں یا محض محاورہ کے طور پر ان کو دوام اور ہمیشگی کے معنی میں استعمال کیا گیا ہے۔ بہر حال موجودہ زمین و آسمان مراد نہیں ہو سکتے کیونکہ قرآن کی رو سے یہ قیامت کے روز بدل ڈالے جائیں گے اور یہاں جن واقعات کا ذکر ہو رہا ہے وہ قیامت کے بعد پیش انے والے ہیں۔ اس میں استثناء کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اور طاقت ایسی نہیں ہے جو ان لوگوں کو اس دائمی عذاب سے بچا سکے۔ البتہ اللہ تعالیٰ خود ہی کسی کے انجام کو بدلنا چاہے یا کسی کو ہمیشگی کا عذاب دینے کے بجائے ایک مدت تک عذاب دے کر معاف کر دینے کا فیصلہ فرمائے تو ایسا کرنے کا اسے پورا اختیار حاصل ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 آیت۔108 میں جو استثناء ہے اس سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ جنتی لوگوں کے احوال و مراتب میں تبدیلیاں ہوں گی لیکن یہ تبدیلیاں خیر سے شر کے طرف نوعیت کی نہیں، بلکہ خوب سے خوب تر کی طرف ہوں گی کیونکہ ان کو جنت کبھی منقطع نہ ہونے والے عطیہ (عَطَآءً غَيْرَ مَجْذُوْذٍ) کی حیثیت سے ملے گی۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (112 تا 117)

ز ل ف

(ن) زُلْفًا: نزدیک ہونا۔ قریب ہونا۔

زُلْفَةٌ: ج زُلَفٌ (۱) نزدیکی۔ قربت۔ ﴿فَلَمَّا رَاَوْهُ زُلْفَةً﴾ (67/الملک:27) ''پھر جب انہوں نے دیکھا اس کو پاس میں۔'' (۲) کسی چیز کا وہ حصہ جو کسی چیز کے نزدیک ہو جیسے رات کا وہ حصہ جو دن کے نزدیک ہو یعنی سورج غروب ہونے کے بعد اور طلوع ہونے سے پہلے کا حصہ۔ زیر مطالعہ آیت۔114۔

زُلْفٰی: فُعْلٰی کے وزن پر افعل تفضیل ہے۔ زیادہ یا سب سے نزدیک۔ قریب ﴿وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى﴾ (34/سبا:37) ''اور نہیں ہیں تمہارے مال اور نہ ہی تمہاری اولاد وہ جو قریب کرتے ہیں تم کو ہمارے پاس زیادہ قریب۔''

(افعال) اِزْلَافًا: نزدیک کرنا۔ قریب کرنا۔ ﴿وَاَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِيْنَ ۝﴾ (26/الشعراء:64) ''اور ہم نے نزدیک کیا پھر دوسروں کو۔''

ت ر ف

(س) تَرَفًا: خوش حال ہونا۔ عیش و آرام میں ہونا۔

(افعال) اِتْرَافًا: خوشحالی دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔116۔

مُتْرَفٌ: اسم المفعول ہے۔ جس کو خوشحالی دی گئی۔ خوشحال۔ ﴿اِنَّهُمْ كَانُوْا قَبْلَ ذٰلِكَ مُتْرَفِيْنَ ۝﴾ (56/الواقعہ:45) ''بیشک وہ لوگ تھے اس سے پہلے خوشحال۔''

ترکیب

(آیت۔114)طَرَفَيِ دراصل طَرَفٌ کا تثنیہ طَرَفَانِ تھا۔ پھر ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں طَرَفَيْنِ ہوا اور مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو طَرَفَيِ استعمال ہوا اور آگے ملانے کے لیے ی کو کسرہ دی گئی۔ زُلَفًا بھی ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ

فَاسْتَقِمْ	كَمَآ	اُمِرْتَ	وَمَنْ	تَابَ	مَعَكَ
پس آپؐ سیدھے رہیں (یعنی ڈٹے رہیں)	جیسے کہ	آپؐ کو حکم دیا گیا	اور وہ (بھی) جنھوں نے	توبہ کی	آپؐ کے ساتھ

وَلَا تَطْغَوْا ؕ	اِنَّهٗ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾	وَلَا تَرْكَنُوْٓا
اور تم لوگ سرکشی مت کرو	بیشک وہ (اللہ)	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو	دیکھنے والا ہے	اور تم لوگ مت مائل ہو

اِلَى الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	فَتَمَسَّكُمُ	النَّارُ ۙ	وَمَا لَكُمْ	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
ان کی طرف جنھوں نے	ظلم کیا	ورنہ چھولے گی تم کو	آگ	اور نہیں ہے تمہارے لیے	اللہ کے علاوہ

مِنْ اَوْلِيَآءَ	ثُمَّ	لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۱۱۳﴾	وَاَقِمِ	الصَّلٰوةَ	طَرَفَيِ النَّهَارِ
کوئی بھی کارساز	پھر	تم کو مدد نہیں دی جائے گی	اور آپؐ قائم رکھیں	نماز کو	دن کے دونوں کناروں پر

وَزُلَفًا	مِّنَ الَّيْلِ ؕ	اِنَّ	الْحَسَنٰتِ	يُذْهِبْنَ	السَّيِّاٰتِ ؕ	ذٰلِكَ	ذِكْرٰى
اور کچھ حصوں میں	رات میں سے	یقیناً	نیکیاں	لے جاتی ہیں	برائیوں کو	یہ	ایک بڑی نصیحت ہے

لِلذّٰكِرِيْنَ ۚ ﴿۱۱۴﴾	وَاصْبِرْ	فَاِنَّ اللّٰهَ	لَا يُضِيْعُ	اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۵﴾
یاد رکھنے والوں کے لیے	اور آپؐ ثابت قدم رہیں	تو یقیناً اللہ	ضائع نہیں کرتا	خوبصورتی سے کام کرنے والوں کے اجر کو

فَلَوْلَا	كَانَ	مِنَ الْقُرُوْنِ	مِنْ قَبْلِكُمْ	اُولُوْا بَقِيَّةٍ	يَّنْهَوْنَ	عَنِ الْفَسَادِ
تو کیوں نہ ہوا کہ	ہوتے	امتوں میں سے	تم سے پہلے	ایسے باقی رہنے والے (یعنی سمجھ دار) جو	منع کرتے	فساد

فِي الْاَرْضِ	اِلَّا قَلِيْلًا	مِّمَّنْ	اَنْجَيْنَا	مِنْهُمْ ۚ
زمین میں	سوائے تھوڑے سے لوگوں کے	ان میں سے جن کو	ہم نے نجات دی	ان (قوموں) میں سے

وَاتَّبَعَ	الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْا	مَآ	اُتْرِفُوْا	فِيْهِ	وَكَانُوْا	مُجْرِمِيْنَ ﴿۱۱۶﴾
اور پیچھے لگے	وہ لوگ جنھوں نے	ظلم کیا	اس کے	ان کو خوشحالی دی گئی	جس میں	اور وہ تھے	جرم کرنے والے

وَمَا كَانَ	رَبُّكَ	لِيُهْلِكَ	الْقُرٰى	بِظُلْمٍ	وَّ	اَهْلُهَا	مُصْلِحُوْنَ ﴿۱۱۷﴾
اور نہیں ہے	آپؐ کا رب	کہ وہ ہلاک کرے	بستیوں کو	کسی ظلم سے	حالانکہ	اس کے لوگ	اصلاح کرنے والے ہوں

نوٹ:1

آیت۔114 کی ہدایت اس زمانے کی ہے جب نماز کے لیے ابھی پانچ وقت مقرر نہیں کیے گئے تھے۔ معراج کا واقعہ اس کے بعد پیش آیا جس میں پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:1

صحیح مسلم میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ نمازیں اور ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک ان تمام گناہوں کا کفارہ ہو جاتے ہیں جو ان کے درمیان صادر ہوں جبکہ یہ شخص کبائر یعنی بڑے گناہوں سے بچا رہا ہو۔ روایات حدیث میں جتنے واقعات کفارہ ہو جانے کے مفعول ہیں ان سب میں یہ بھی ہے کہ ان کا کرنے والا جب اپنے فعل پر نادم ہو اور آئندہ کے لیے توبہ کرے (معارف القرآن)

نوٹ:2

آیت۔116 میں کسی قوم کے اہل خرد اور سمجھدار لوگوں کو لفظ اُولُوْا بَقِيَّةٍ سے تعبیر کیا ہے کیونکہ انسان اپنی عزیز و محبوب چیز کو ہر حال میں محفوظ رکھنے کا اہتمام کرتا ہے اور انسان کو اپنی عقل و بصیرت سب سے زیادہ عزیز ہے اس لیے اس کو بَقِيَّةٌ کہا جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ:3

آیات۔116۔117 میں ان قوموں کی تباہی کے اصل سبب پر روشنی ڈالی گئی ہے جن کی تاریخ گذشتہ چھ رکوعوں میں بیان ہوئی ہے۔ اس تاریخ پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا جاتا ہے کہ صرف انہیں قوموں کو نہیں، بلکہ انسانی تاریخ میں جتنی قومیں بھی تباہ ہوئی ہیں، ان سب کو جس چیز نے گرایا وہ یہ تھی کہ جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی نعمتوں سے سرفراز کیا تو وہ خوشحالی کے نشے میں مست ہو کر زمین میں فساد برپا کرنے لگیں اور ان کی اجتماعیت اس درجہ بگڑ گئی کہ یا تو ان کے اندر ایسے لوگ باقی رہے ہی نہیں جو ان کو برائیوں سے روکتے، یا وہ اتنے کم تھے کہ ان کے روکنے سے فساد نہ رک سکا۔ یہی چیز ہے جس کی بدولت یہ قومیں اللہ تعالیٰ کے غضب کی مستحق ہوئیں ورنہ اللہ کو اپنے بندوں سے دشمنی نہیں ہے کہ وہ بھلے کام کر رہے ہوں اور اللہ ان کو عذاب میں مبتلا کر دے۔ (تفہیم القرآن)۔

آیت نمبر (12/ یوسف:118 تا 123)

ترجمہ

وَلَوْ	شَآءَ	رَبُّكَ	لَجَعَلَ	النَّاسَ	اُمَّةً وَّاحِدَةً	وَّلَا يَزَالُوْنَ	مُخْتَلِفِيْنَ ﴿۱۱۸﴾
اور اگر	چاہتا	آپ کا رب	تو ضرور بناتا	لوگوں کو	ایک (ہی) امت	اور ہمیشہ رہیں گے	اختلاف کرنے والے

اِلَّا مَنْ	رَّحِمَ	رَبُّكَ	وَلِذٰلِكَ	خَلَقَهُمْ	وَتَمَّتْ
سوائے اس کے جس پر	رحم کیا	آپ کے رب نے	اور اس کے لیے ہی	اس نے پیدا کیا ان کو	اور تمام ہوا

كَلِمَةُ رَبِّكَ	لَاَمْلَـَٔنَّ	جَهَنَّمَ	مِنَ الْجِنَّةِ	وَالنَّاسِ	اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۱۹﴾
آپ کے رب کا فرمان (کہ)	میں لازماً بھر دوں گا	جہنم کو	جنوں سے	اور انسانوں سے	سب سے

وَكُلًّا	نَّقُصُّ	عَلَيْكَ	مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ	مَا	نُثَبِّتُ	بِهٖ	فُؤَادَكَ
اور سب کچھ	ہم بیان کرتے ہیں	آپ پر	رسولوں کی خبروں میں سے	وہ	ہم جماتے ہیں	جس سے	آپ کے دل کو

وَجَآءَكَ	فِيْ هٰذِهِ	الْحَقُّ	وَمَوْعِظَةٌ	وَّذِكْرٰى	لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۰﴾	وَقُلْ
اور آچکا آپ کے پاس	اِن (قصوں) کے اندر	حق	اور نصیحت	اور بڑی یاد دہانی	ایمان لانے والوں کے لیے	اور آپ کہہ دیجئے

لِّلَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	اعْمَلُوْا	عَلٰى مَكَانَتِكُمْ	اِنَّا	عٰمِلُوْنَ ﴿۱۲۱﴾
ان سے جو	ایمان نہیں لاتے	تم لوگ عمل کرو	اپنی جگہ پر	بیشک ہم (بھی)	عمل کرنے والے ہیں

غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَلِلّٰهِ	مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾	اِنَّا	وَانْتَظِرُوْا ۚ
زمین اور آسمانوں کے غیب	اور اللہ ہی کے ہیں	انتظار کرنے والے ہیں	بیشک ہم (بھی)	اور تم لوگ انتظار کرو

فَاعْبُدْهُ	كُلُّهٗ	الْاَمْرُ	يُرْجَعُ	وَاِلَيْهِ
پس آپؐ بندگی کریں اس کی	ان کے سب کے سب	تمام معاملات	لوٹائے جاتے ہیں	اور اس ہی کی طرف

تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲۳﴾ ع	عَمَّا	بِغَافِلٍ	وَمَا رَبُّكَ	عَلَيْهِ ؕ	وَتَوَكَّلْ
تم لوگ عمل کرتے ہو	اس سے جو	غافل نہیں ہے	اور آپؐ کا رب	اس پر	اور آپؐ بھروسہ کریں

نوٹ:1

آیت۔118 کا مطلب یہ ہے کہ اللہ اگر چاہتا تو ایک امت بنا سکتا تھا۔لیکن اس نے ہدایت اور گمراہی کے معاملہ میں اس چیز کو پسند نہیں فرمایا بلکہ اس نے نیکی اور بدی دونوں کو ان کے انجام کی تفصیل کے ساتھ لوگوں کے سامنے رکھ دیا ہے اور انہیں اختیار دیا ہے کہ وہ ان میں سے جس کو چاہیں اختیار کرلیں۔ وَلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ یعنی جب اللہ نے لوگو کو اختیار دے دیا تو یہ توقع نہیں کرنی چاہیے کہ ہر شخص نیکی ہی کی راہ اختیار کرے گا بلکہ ایسے بھی نکلتے رہیں گے جو تعلیم وتذکیر کے باوجود اپنے نفس کی پیروی میں بدی کی راہ اختیار کریں گے۔اور بدی کی راہ اختیار کرنی سے وہی لوگ محفوظ رہیں گے جن پر تیرے رب کی رحمت ہو۔ یہ بات واضح ہے کہ رحمت خداوندی کے سزاوار وہی ہو سکتے ہیں جو عقل وفہم کی صلاحتیوں سے فائدہ اٹھائیں اور ان صلاحیتوں کے ہوتے ہوئے ٹھوکریں نہ کھائیں۔ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ یعنی اللہ نے لوگوں کو اسی لیے پیدا کیا ہے کہ وہ اپنے اختیار اور انتخاب سے خود کو اللہ کے فضل اور رحمت کا سزاوار بنائیں۔ یہ امتحان انسان کی خلقت کا ایک لازمی جز ہے۔ پھر جو لوگ اس امتحان میں فیل ہو جائیں گے ان کے حق میں اللہ تعالیٰ کی یہ بات پوری ہو کر رہے گی کہ وہ جہنم کو جنوں اور انسانوں سے بھر دگا۔ (تدبر قرآن)۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ یوسف ــــ (12)

آیت نمبر (1 تا 6)

ترکیب

(آیت۔3) قَصَصُ مصدر ہے اس لیے اَحْسَنَ الْقَصَصِ کو نَقُصُّ کا مفعول مطلق مانا جائے گا۔ اگر اَحْسَنَ الْقِصَصِ (قِصَّةٌ کی جمع) ہوتا تو پھر اس کو مفعول بِهٖ مانا جا سکتا تھا۔ اِنْ كُنْتَ کا اِنْ مخففہ ہے۔ (آیت۔4) يٰٓاَبَتِ دراصل يٰٓاَبِيْ کا خاص استعمال ہے۔ عرب لوگ زیادہ تر يٰٓاَبِيْ کی جگہ يٰٓاَبَتِ بولتے ہیں۔ اس میں تا زائدہ ہے اور مفہوم میں پیارے یا محترم کا اضافہ ہوتا ہے یعنی ''اے میرے محترم باپ''۔ (آیت۔6) رَاَيْتُهُمْ میں رَاَيْتُ کا مفعول هُمْ ہے جبکہ سٰجِدِيْنَ حال ہونے کی وجہ سے نصب میں آیا ہے۔

اَبَوَانِ۔ اَبَوَیْنِ یعنی دو باپ زیادہ تر ماں باپ کے لیے آتا ہے لیکن یہاں اس کا بدل اِبْرٰهِیْمَ وَاِسْحٰقَ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہاں اَبَوَیْنِ سے مراد باپ دادا ہیں۔

ترجمہ

الٓرٰ قف	تِلْكَ	اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝1 قف	اِنَّآ	اَنْزَلْنٰهُ	قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا
....	یہ	واضح کتاب کی آیتیں ہیں	بیشک ہم نے	اتارا اس کو	عربی قرآن ہوتے ہوئے

لَعَلَّكُمْ	تَعْقِلُوْنَ ۝2	نَحْنُ	نَقُصُّ	عَلَيْكَ	اَحْسَنَ الْقَصَصِ	بِمَآ
تا کہ تم لوگ	عقل سے کام لو	ہم	بیان کرتے ہیں	آپؐ پر	بہترین بیان	اس کے ساتھ جو

اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	هٰذَا الْقُرْاٰنَ ۖ	وَاِنْ	كُنْتَ	مِنْ قَبْلِهٖ	لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ ۝3
ہم نے وحی کیا	آپؐ کی طرف	اس قرآن کو	اور بیشک	آپؐ تھے	اس سے پہلے	یقیناً بے خبر رہنے والوں میں سے

اِذْ	قَالَ	يُوْسُفُ	لِاَبِيْهِ	يٰٓاَبَتِ	اِنِّيْ	رَاَيْتُ	اَحَدَ عَشَرَ كَوْكَبًا
جب	کہا	یوسفؑ نے	اپنے والد سے	اے میرے محترم باپ	بیشک میں نے	دیکھا	گیارہ ستاروں کو

وَّالشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	رَاَيْتُهُمْ	لِيْ	سٰجِدِيْنَ ۝4	قَالَ
اور سورج کو	اور چاند کو	میں نے دیکھا ان کو	اپنے لیے	سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	انہوںؑ نے کہا

يٰبُنَيَّ	لَا تَقْصُصْ	رُءْيَاكَ	عَلٰٓى اِخْوَتِكَ	فَيَكِيْدُوْا	لَكَ
اے میرے پیارے	تم بیان مت کرنا	اپنے خواب کو	اپنے بھائیوں پر	ورنہ وہ خفیہ تدبیر کریں گے	تیرے لیے

كَيْدًا ۭ	اِنَّ	الشَّيْطٰنَ	لِلْاِنْسَانِ	عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝5	وَكَذٰلِكَ
جیسے خفیہ تدبیر کرتے ہیں	یقیناً	شیطان	انسان کے لیے	ایک کھلا دشمن ہے	اور اس طرح

يَجْتَبِيْكَ	رَبُّكَ	وَيُعَلِّمُكَ	مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ	وَيُتِمُّ
چن لے گا تم کو	تمہارا رب	اور وہ سکھائے گا تم کو	باتوں کا انجام نکالنا (یعنی خوابوں کی تعبیر بتانا)	اور وہ تمام کرے گا

نِعْمَتَهٗ	عَلَيْكَ	وَعَلٰٓى اٰلِ يَعْقُوْبَ	كَمَآ	اَتَمَّهَا	عَلٰٓى اَبَوَيْكَ
اپنی نعمت کو	تم پر	اور یعقوبؑ کے پیروکاروں پر	جیسے کہ	اس نے تمام کیا اس کو	تمہارے دونوں دادا پردادا پر

مِنْ قَبْلُ	اِبْرٰهِيْمَ	وَاِسْحٰقَ ۭ	اِنَّ	رَبَّكَ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ۝6 ع
پہلے	ابراہیمؑ پر	اور اسحاقؑ پر	بیشک	آپؐ کا رب	جاننے والا ہے	حکمت والا ہے

آیت نمبر (7تا14)

ط ر ح

(ف) طَرْحًا پھینکنا۔دور کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔9

ج ب ب

(ن) جَبًّا کسی چیز کواس کے اصل سے کاٹ دینا۔

جُبٌّ کنواں۔گہرا گڑھا۔زیر مطالعہ آیت۔10

ل ق ط

(ن) لَقْطًا زمین سے کسی چیز کواٹھانا۔

(افتعال) اِلْتِقَاطًا گری پڑی چیز کواٹھانا۔زیر مطالعہ آیت۔10

ر ت ع

(ف) رَتْعًا (1)جانوروں کا چرنا(2)انسانوں کا جی بھر کے کھانا پینا۔زیر مطالعہ آیت۔12

ترکیب

(آیت۔7)كَانَ کی خبر مَوْجُوْدًا محذوف ہے اور اٰيٰتٌ اس کا اسم ہے اس میں آفاقی صداقت کا بیان ہے کیونکہ جب یہ واقعہ ہوا تھا اس وقت بھی اس میں نشانیاں تھیں۔نزول قرآن کے وقت بھی تھیں۔آج بھی ہیں اور ہمیشہ رہیں گی۔اس لئے كَانَ کا ترجمہ حال میں ہوگا۔(آیت۔9)طَرَحَ کا ایک مفعول آتا ہے۔اِطْرَحُوْا کا مفعول ہٗ کی ضمیر ہے جبکہ اَرْضًا ظرف ہونے کی وجہ سے نصب میں ہے،فعل امر اُقْتُلُوْ اور اِطْرَحُوْا کا جواب امر ہونے کی وجہ سے يَخْلُ مجزوم ہوا ہے۔اس لئے يَخْلُوْ کی واو گری ہوئی ہے۔اسی طرح تَكُوْنُوْا بھی جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے اور تَكُوْنُوْنَ کا نون اعرابی گرا ہوا ہے۔ان دونوں کا ترجمہ جواب امر کے لحاظ سے ہوگا۔(آیت۔10)غَيٰبَتٌ عربی میں گول تا سے غَيٰبَةٌ لکھتے ہیں۔اس کو لمبی تا سے لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔يَلْتَقِطْ جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہے۔

ترجمہ

لَقَدْ كَانَ	فِيْ يُوْسُفَ	وَاِخْوَتِهٖٓ	اٰيٰتٌ
بیشک (موجود) رہی ہیں	یوسفؑ (کے قصے) میں	اور انؑ کے بھائیوں (کے قصے) میں	کچھ نشانیاں

لِّلسَّآئِلِيْنَ ۝٧	اِذْ	قَالُوْا	لَيُوْسُفُ	وَاَخُوْهُ	اَحَبُّ	اِلٰٓى اَبِيْنَا
پوچھنے والوں کے لئے	جب	انہوں نے کہا	بیشک یوسفؑ	اور ان کا بھائی	زیادہ محبوب ہیں	ہمارے والد کو

مِنَّا	وَ	نَحْنُ	عُصْبَةٌ ط	اِنَّ	اَبَانَا	لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِ ۝٨ ج
ہم سے	حالانکہ	ہم	ایک مضبوط گروہ ہیں	بیشک	ہمارے والد	یقیناً ایک واضح بھول میں ہیں

اقْتُلُوْا	يُوْسُفَ	اَوِ	اطْرَحُوْهُ	اَرْضًا	يَّخْلُ	لَكُمْ
تم لوگ قتل کرو	یوسفؑ کو	یا	پھینک دو انؑ کو	کسی زمین میں	تو خالی ہو جائے گا	(صرف) تمہارے لئے

وَجْهُ اَبِيْكُمْ	وَتَكُوْنُوْا	مِنْ بَعْدِهٖ	قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ⑨	قَالَ
تمہارے والد کا چہرہ (یعنی توجہ)	اور تم لوگ ہو جانا	اس کے بعد	ایک نیک قوم	کہا

قَآئِلٌ	مِّنْهُمْ	لَا تَقْتُلُوْا	يُوْسُفَ	وَاَلْقُوْهُ	فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ
ایک کہنے والے نے	ان میں سے	تم لوگ قتل مت کرو	یوسفؑ کو	اور ڈال دو انؑ کو	کنویں کی گہرائی میں

يَلْتَقِطْهُ	بَعْضُ السَّيَّارَةِ	اِنْ	كُنْتُمْ	فٰعِلِيْنَ ⑩	قَالُوْا
تو اٹھالے گا انؑ کو	قافلہ والوں کا کوئی (شخص)	اگر	تم لوگ	کچھ کرنے والے ہو	انہوں نے کہا

يٰٓاَبَانَا	مَا لَكَ	لَا تَاْمَنَّا	عَلٰى يُوْسُفَ
اے ہمارے والد	آپ کو کیا ہے	(کہ) آپ اعتبار نہیں کرتے ہمارا	یوسفؑ پر (یعنی ان کے بارے میں)

وَ	اِنَّا	لَهٗ	لَنٰصِحُوْنَ ⑪	اَرْسِلْهُ	مَعَنَا	غَدًا
حالانکہ	بیشک ہم	انؑ کے لئے	یقیناً خیر خواہی کرنے والے ہیں	آپ بھیجیں ان کو	ہمارے ساتھ	کل

يَّرْتَعْ	وَيَلْعَبْ	وَاِنَّا	لَهٗ	لَحٰفِظُوْنَ ⑫	قَالَ
تو وہ کھائیں پئیں گے	اور کھیلیں گے	اور بیشک ہم	ان کے لئے	یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں	کہا (یعقوبؑ نے)

اِنِّيْ	لَيَحْزُنُنِيْٓ	اَنْ	تَذْهَبُوْا بِهٖ	وَاَخَافُ	اَنْ	يَّاْكُلَهُ
بیشک	مجھ کو یقیناً غمگین کرتی ہے	(یہ بات) کہ	تم لے جاؤ ان کو	اور میں ڈرتا ہوں	کہ	کھالے ان کو

الذِّئْبُ	وَ	اَنْتُمْ	عَنْهُ	غٰفِلُوْنَ ⑬	قَالُوْا	لَئِنْ	اَكَلَهُ
بھیڑیا	اس حال میں کہ	تم لوگ	ان سے	غافل ہو	انہوں نے کہا	یقیناً اگر	کھالے گا ان کو

الذِّئْبُ	وَ	نَحْنُ	عُصْبَةٌ	اِنَّآ	اِذًا	لَّخٰسِرُوْنَ ⑭
بھیڑیا	حالانکہ	ہم	ایک مضبوط گروہ ہیں	تو بیشک ہم	پھر تو	یقیناً خسارہ پانے والے ہیں

آیت نمبر (15 تا 20)

س و ل

(ف)　سَوَالًا　پوچھنا۔ سوال کرنا۔

(تفعیل)　تَسْوِيْلًا　کسی قبیح چیز کو خوشنما بنا کر پیش کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔18

ب ض ع

(ف)　بَضْعًا　کسی چیز کا کچھ حصہ کاٹ کر الگ کرنا۔

بِضَاعَةً مال کا وہ حصہ جو تجارت کے لئے الگ کر لیا گیا ہو۔سرمایہ۔پونجی۔تجارت [illegible]ان۔زیر مطالعہ آیت۔19

بِضْعٌ کسی چیز کے چند حصے۔یہ تین سے نو تک کی تعداد کے لئے بولا جاتا ہے۔﴿ فَلَبِثَ فِي السِّجْنِ بِضْعَ سِنِيْنَ ﴾ (12/یوسف:42)''تو وہ رہے جیل میں چند سال۔''

ز	ھ	د

(ف۔س) زُھْدًا کسی چیز میں رغبت نہ رکھنا۔

زَاھِدٌ اسم الفاعل ہے۔رغبت نہ رکھنے والا۔زیر مطالعہ آیت۔20

ترکیب

(آیت۔16) جَاءُوْ کا مفعول اَبَاھُمْ ہے جبکہ عِشَاءً ظرف زمان ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔(آیت۔18) فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ کسی مبتداء محذوف کی خبر ہے۔وَاللّٰهُ مبتداء ہے اور اَلْمُسْتَعَانُ اس کی خبر معرفہ تاکید کے لئے آئی ہے۔(آیت۔20) دَرَاھِمُ غیر منصرف ہے یہاں بِثَمَنٍ بَخْسٍ کا بدل ہونے کی وجہ سے دَرَاھِمَ حالت جر میں ہے۔مَعْدُوْدَةٍ اس کی صفت ہے۔

ترجمہ

فَلَمَّا	ذَھَبُوْا بِهٖ	وَاَجْمَعُوْٓا	اَنْ	يَّجْعَلُوْهُ	فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ
پھر جب	وہ لوگ لے گئے انؑ کو	اور انہوں نے اتفاق کیا	کہ	وہ ڈالیں انؑ کو	کنویں کی گہرائی میں

وَاَوْحَيْنَآ	اِلَيْهِ	لَتُنَبِّئَنَّھُمْ	بِاَمْرِھِمْ ھٰذَا	وَ
اور ہم نے وحی کی	انؑ کی طرف (کہ)	آپؑ لازماً آگاہ کریں گے ان کو	ان کے اس کام پر	اس حال میں کہ

ھُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ⑮	وَجَآءُوْٓ	اَبَاھُمْ	عِشَآءً	يَّبْكُوْنَ ⑯	قَالُوْا
وہ شعور نہ رکھتے ہوں گے	اور وہ آئے	اپنے والد کے پاس	عشا کے وقت	روتے ہوئے	انہوں نے کہا

يٰٓاَبَانَآ	اِنَّا	ذَھَبْنَا	نَسْتَبِقُ	وَتَرَكْنَا	يُوْسُفَ
اے ہمارے والد	بیشک	ہم گئے (کہ)	ہم دوڑ لگاتے ہیں	اور ہم نے چھوڑا	یوسفؑ کو

عِنْدَ مَتَاعِنَا	فَاَكَلَهُ	الذِّئْبُ	وَمَآ اَنْتَ	بِمُؤْمِنٍ لَّنَا	وَلَوْ
اپنے سامان کے پاس	تو کھا لیا اس کو	بھیڑیئے نے	اور آپ نہیں ہیں	ہماری بات ماننے والے	اور اگرچہ

كُنَّا	صٰدِقِيْنَ ⑰	وَجَآءُوْ	عَلٰي قَمِيْصِهٖ	بِدَمٍ كَذِبٍ	قَالَ
ہم ہوں	سچ کہنے والے	اور وہ آئے	انؑ کے کُرتے	کچھ جھوٹے خون کے ساتھ	کہا (یعقوبؑ نے)

بَلْ	سَوَّلَتْ	لَكُمْ	اَنْفُسُكُمْ	اَمْرًا	فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ
بلکہ	خوشنما بنا کر پیش کیا	تمہارے لئے	تمہارے نفسوں نے	ایک کام کو	تو (اب) خوبصورت صبر کرنا ہے

وَاللّٰهُ	الْمُسْتَعَانُ	عَلٰي مَا	تَصِفُوْنَ ⑱	وَجَآءَتْ	سَيَّارَةٌ
اور اللہ	ہی سے مدد مانگتا ہوں	اس پر جو	تم لوگ بتاتے ہو	اور آیا	ایک قافلہ

فَاَرْسَلُوْا	وَارِدَهُمْ	فَاَدْلٰى	دَلْوَهٗ ؕ	قَالَ	يٰبُشْرٰى
پھرانہوں نے بھیجا	اپنے پانی بھرنے والے کو	تو اس نے کنویں میں لٹکایا	اپنا ڈول	اس نے کہا	ارے! خوشخبری

هٰذَا	غُلٰمٌ ؕ	وَاَسَرُّوْهُ	بِضَاعَةً ؕ	وَاللّٰهُ	عَلِيْمٌۢ
یہ	ایک لڑکا ہے	اور انہوں نے چھپایا انؑ کو	بطور تجارت کے سامان کے	اور اللہ	جاننے والا ہے

بِمَا	يَعْمَلُوْنَ ﴿١٩﴾	وَشَرَوْهُ	بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ	دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ
اس کو جو	یہ لوگ کرتے ہیں	اور انہوں نے سودا کیا انؑ کا	کم قیمت پر	جو کچھ گنتی کے درہم تھے

وَكَانُوْا	فِيْهِ	مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿٢٠﴾
اور وہ	ان کے بارے میں	بیزار تھے

نوٹ:1 آیت 15 میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسفؑ کی طرف وحی کیا۔ یہاں وحی سے مراد اصطلاحی وحی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد دل میں بات ڈال دینا ہے۔ صالحین کو ظالموں اور شریروں کے ہاتھوں جب بھی کوئی آزمائش پیش آتی ہے تو اللہ تعالیٰ جہاں ظالموں کو ڈھیل دیتا ہے، وہیں مظلوم کے دل پر غیب سے سکینت اور طمانیت نازل فرماتا ہے۔ اس کا تجربہ کم و بیش ہر اس شخص کو ہوتا ہے جس کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں کوئی تکلیف اٹھانے کی سعادت حاصل ہوئی ہو۔ حضرت یوسفؑ کے دل میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ بات ڈال دی گئی کہ یہ آزمائش وقتی اور عارضی ہے۔ وہ وقت آئے گا کہ تم ان لوگوں کو ان کی کارستانی سے آگاہ کرو گے اور تم اس وقت ایسے منصب پر ہو گے کہ یہ گمان بھی نہ کر سکیں گے کہ یہ ان کا وہی بھائی ہے جس کو انہوں نے کنویں میں پھینکا تھا۔ (تدبر قرآن)

بائیبل اور تلمود اس ذکر سے خالی ہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ کی طرف یوسفؑ کو کوئی تسلی بھی دی گئی تھی۔ اس کے بجائے تلمود میں جو روایت بیان ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ جب حضرت یوسف کنویں میں ڈالے گئے تو وہ بہت بلبلائے اور چیخ چیخ کر بھائیوں سے فریاد کی۔ قرآن کا بیان پڑھئے تو محسوس ہو گا کہ ایسے نوجوان کا بیان ہو رہا ہے جو آگے چل کر تاریخ کی عظیم ترین شخصیتوں میں شمار ہونے والا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ:2 حضرت یوسفؑ کے متعلق خبر سن کر حضرت یعقوبؑ نے جس تاثر کا اظہار کیا اس کا ذکر آیت۔18 میں ہے اس بھی بائیبل اور تلمود سے موازنہ بہت سبق آموز ہے۔

بائیبل کا بیان ہے کہ ''تب یعقوبؑ نے اپنا پیراہن چاک کیا اور ٹاٹ اپنی کمر سے لپیٹا اور بہت دنوں تک اپنے بیٹے کے لئے ماتم کرتا رہا۔ اور تلمود کا بیان ہے کہ ''یعقوبؑ بیٹے کی قمیص پہچانتے ہی اوندھے منہ زمین پر گر پڑا اور دیر تک بے حس و حرکت پڑا رہا پھر اٹھ کر زور سے چیخا کہ ہاں یہ میرے بیٹے ہی کا قمیص ہے...... اور وہ سالہا سال تک یوسفؑ کا ماتم کرتا رہا۔'' اس نقشے میں حضرت یعقوبؑ وہی کچھ کرتے نظر آتے ہیں جو ایک عام انسان بحیثیت باپ کے ایسے موقع پر کرے گا۔ لیکن قرآن جو نقشہ پیش کر رہا ہے اس سے ہمارے سامنے ایک ایسے غیر معمولی انسان کی تصویر آتی ہے جو کمائی درجہ کا بردبار اور با قاعدہ ہے۔ وہ اتنی بڑی غم انگیز خبر سن کر بھی اپنے دماغ کا توازن نہیں کھولتا۔ وہ اپنی

فراست سے معاملہ کی ٹھیک ٹھیک نوعیت کو بھانپ جاتا ہے کہ یہ ایک بناوٹی بات ہے جو ان حاسد بیٹوں نے بنا کر پیش کی ہے۔ اور پھر ایک عالی ظرف انسان کی طرح صبرِ جمیل کرتا ہے اور اللہ پر بھروسہ کرتا ہے۔ صبرِ جمیل سے مراد ایسا صبر کرہے جس میں شکایت نہ ہو، فریاد نہ ہو اور جزع فزع نہ ہو۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (21 تا 24)

ک ر م

(ک)　گَرَامَۃٌ: (1) بزرگ ہونا۔ معزز ہونا۔ (2) مہربانی سے فائدہ دینا۔ بخشش کرنا۔ فیاض ہونا۔

گَرِیْمٌ: ج کِرَامٌ۔ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ (1) بزرگ۔ معزز۔ مہربان (2) باعزت۔ (3) مفید۔ نفیس و پاکیزہ۔ (1) ﴿فَاِنَّ رَبِّیْ غَنِیٌّ كَرِیْمٌ﴾ (27/النمل:40) ''تو بیشک میرا رب غنی ہے، بزرگ و برتر ہے۔'' ﴿وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِیْمٌ﴾ (44/الدخان:17) ''اور آیا ان کی پاس ایک معزز و مہربان رسول۔'' (2) ﴿لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِیْمٌ﴾ (8/انفال:74) ''ان کے لئے مغفرت اور باعزت رزق ہے۔'' (3) ﴿فَاَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ﴾ (31/لقمٰن:10) ''پھر ہم نے اگایا اس میں ہر ایک نفیس و پاکیزہ جوڑے میں سے۔'' ﴿وَّ ظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍ ۙ لَّا بَارِدٍ وَّ لَا كَرِیْمٍ﴾ (56/الواقعہ:43-44) ''اور کچھ چھاؤں میں، دھویں میں سے جو نہ ٹھنڈا کرے اور نہ مہربان ہو۔'' ﴿وَ اِنَّ عَلَیْكُمْ لَحٰفِظِیْنَ ۙ كِرَامًا كَاتِبِیْنَ ۙ﴾ (82/الانفطار:10-11) ''اور بیشک تم لوگوں پر نگہبان ہیں جو معزز ہیں، لکھنے والے ہیں۔''

اَکْرَمُ: افعل تفضیل ہے۔ زیادہ معزز۔ زیادہ مہربان۔ ﴿اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ﴾ (49/حجرات:13) ''بیشک تم میں سے زیادہ معزز اللہ کے یہاں تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔''

(افعال)　اِکْرَامًا: کسی کو عزت دینا۔ کسی پر مہربانی کرنا۔ ﴿اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَ نَعَّمَهٗ﴾ (89/الفجر:15) ''جب کبھی بھی اس کو آزماتا ہے اس کا رب تو وہ مہربانی کرتا ہے اس پر اور نعمت دیتا ہے اس کو۔''

اَکْرِمْ: فعل امر ہے۔ تو عزت دے۔ تو مہربان ہو۔ زیرِ مطالعہ آیت۔ 21

مُکْرِمٌ: اسم الفاعل ہے۔ عزت دینے والا۔ مہربانی کرنے والا۔ ﴿فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ﴾ (22/الحج:18) ''تو نہیں ہے اس کے لئے کوئی بھی عزت دینے والا۔''

مُکْرَمٌ: اسم المفعول ہے۔ عزت دیا ہوا۔ ﴿بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ﴾ (21/الانبیاء:26) ''بلکہ وہ عزت دیئے ہوئے بندے ہیں۔''

(تفعیل)　تَکْرِیْمًا: عزت دینا۔ مہربانی کرنا۔ ﴿وَ لَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ﴾ (17/بنی اسرائیل:70) ''اور بیشک ہم نے عزت دی ہے آدمؑ کی اولاد کو۔''

مُکَرَّمٌ: اسم المفعول ہے۔ عزت دیا ہوا۔ ﴿فِیْ صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ﴾ (80/عبس:13) ''عزت دیئے ہوئے صحیفوں میں۔''

[illegible]

غ	ل	ق

(س)   غَلَقًا   تنگ دل ہونا۔
(تفعیل)   تَغْلِیْقًا   تنگ کرنا۔ بند کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔23

ھ	ی	ت

(x)   x   ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔
(تفعیل)   تَھْیِیْتًا   چلانا۔ پکارنا۔
ھَیْتَ   یہ عربی محاورہ ہے اور اس کے ساتھ مخاطب کی ضمیریں آتی ہیں۔ یعنی ھَیْتَ لَكَ، لَكِ، لَكُمَا، لَكُمْ اور لَكُنَّ۔ ان سب کے ایک معنی ہیں۔ یہاں آ ؤ۔ آ ؤ۔ زیر مطالعہ آیت۔23۔

ترکیب

(آیت۔24) لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْھَانَ رَبِّهٖ جملہ شرطیہ ہے اور وَھَمَّ بِهَا اس کا جواب شرط ہے۔ جو کہ مقدم ہے۔ قاعدہ یہی ہے کہ لَوْلَا کا جواب شرط عموماً اس کے بعد آتا ہے لیکن کبھی پہلے بھی آسکتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کی اور بھی مثالیں ہیں۔ مثلاً لَوْ کَانَ اِنْ رَّبَطْنَا عَلٰی قَلْبِهَا کا جواب شرط اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِیْ بِهٖ مقدم ہے۔ اس بنیاد پر استاد محترم پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم کا کہنا ہے کہ ہمارے قرآن مجید کے نسخوں میں وَھَمَّ بِهَا کے بعد جو وقف کی علامت (ج) بنی ہوتی ہے یہ بالکل غلط ہے۔ اس کا صحیح مقام ھَمَّتْ بِهٖ کے بعد ہے اس لیے ھَمَّ بِهَا کا ترجمہ ہم جواب شرط کے طور پر کریں گے۔

ترجمہ

وَقَالَ	الَّذِی	اشْتَرٰىهُ	مِنْ مِّصْرَ	لِامْرَاَتِهٖٓ	اَكْرِمِیْ	مَثْوٰىهُ	عَسٰٓی
اور کہا	اس نے جس نے	خریدا انؑ کو	مصر میں	اپنی عورت سے	تو عزت دے	اسؑ کے ٹھکانہ کو	ہوسکتا ہے

اَنْ	یَّنْفَعَنَآ	اَوْ	نَتَّخِذَهٗ	وَلَدًا ؕ	وَكَذٰلِكَ	مَكَّنَّا	لِیُوْسُفَ	فِی الْاَرْضِ ۫
کہ	وہ نفع دے ہم کو	یا	ہم بنالیں اسؑ کو	بیٹا	اور اس طرح	ہم نے جگہ دی	یوسفؑ کو	اس سرزمین میں

وَلِنُعَلِّمَهٗ	مِنْ تَاْوِیْلِ الْاَحَادِیْثِ ؕ	وَاللّٰهُ	غَالِبٌ	عَلٰٓی اَمْرِهٖ	وَلٰكِنَّ
اور تاکہ ہم تعلیم دیں انؑ کو	خوابوں کی تعبیر میں سے	اور اللہ	غالب ہے	اپنے کام پر	اور لیکن

اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱﴾	وَلَمَّا	بَلَغَ	اَشُدَّهٗٓ	اٰتَیْنٰهُ	حُكْمًا
لوگوں کی اکثریت	جانتی نہیں ہے	اور جب	وہ پہنچے	اپنی پختگی کو	تم ہم نے دیا انؑ کو	فیصلہ کرنے (کی صلاحیت)

وَّعِلْمًا ؕ	وَكَذٰلِكَ	نَجْزِی	الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۲۲﴾	وَرَاوَدَتْهُ
اور علم	اور اس طرح	جزا دیتے ہیں	احسان کرنے والوں کو	اور پھسلایا انؑ کو

الَّتِیْ	ھُوَ	فِیْ بَیْتِهَا	عَنْ نَّفْسِهٖ	وَغَلَّقَتِ	الْاَبْوَابَ
اس عورت نے	وہ (یعنی یوسفؑ)	جس کے گھر میں تھے	اپنے نفس (کو تھامنے) سے	اور اس نے بند کئے	دروازے

وَقَالَتْ	هَيْتَ لَكَ	قَالَ	مَعَاذَ اللّٰهِ	اِنَّهٗ	رَبِّيْٓ	اَحْسَنَ
اور کہا	یہاں آؤ	انہوںؑ نے کہا	اللہ کی پناہ	بیشک وہ (عزیز)	مالک ہے میرا	اس نے اچھی طرح رکھا

مَثْوَايَ	اِنَّهٗ	لَا يُفْلِحُ	الظّٰلِمُوْنَ ﴿٢٣﴾	وَلَقَدْ هَمَّتْ	بِهٖ
مجھ کو	حقیقت یہ ہے کہ	فلاح نہیں پاتے	ظلم کرنے والے	اور بیشک وہ ارادہ کر چکی تھی	انؑ کا

وَهَمَّ	بِهَا	لَوْلَآ	اَنْ	رَّاٰ	بُرْهَانَ رَبِّهٖ	كَذٰلِكَ
اور وہؑ (بھی) ارادہ کرتے	اس عورت کا	اگر نہ ہوتا	کہ	انہوںؑ نے دیکھا	اپنے رب کی روشن دلیل کو	اسی طرح ہوا

لِنَصْرِفَ	عَنْهُ	السُّوْٓءَ	وَالْفَحْشَاۗءَ	اِنَّهٗ	مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٢٤﴾
تا کہ ہم دور رکھیں	انؑ سے	برائی کو	بے حیائی کو	بیشک وہؑ	میرے پاک کئے ہوئے بندوں میں سے تھے

نوٹ: 1

بائبل میں اس شخص کا نام فوطیفار لکھا ہے جس نے یوسفؑ کو خریدا تھا۔ قرآن مجید نے آگے چل کر عزیز کے لقب سے اس کا ذکر تھے کیا ہے وہ شاہی خزانے کا یا باڈی گارڈوں کا افسر تھا۔ تلمود میں اس کی بیوی ک انام زلیخا لکھا ہے۔ مگر یہ جو ہمارے ہاں عام شہرت ہے کہ بعد میں اس عورتسے حضرت یوسفؑ کا نکاح ہوا، اس کی کوئی اصل نہیں ہے، نہ قرآن میں اور نہ اسرائیلی تاریخ میں۔ فوطیفار حضرت یوسفؑ کو دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ یہ لڑکا کسی شریف خاندان کا چشم و چراغ ہے۔ اس لئے اس نے یوسفؑ سے غلاموں کا سا برتاؤ نہیں کیا اور بائبل کے بیان کے مطابق انہیں اپنے گھر اور اپنی املاک کا مختار بنا دیا۔

اب تک حضرت یوسف کی تربیت صحرا میں نیم خانہ بدوشی و رگلہ بانی کے ماحول میں ہوئی تھی۔ مگر اس وقت کے سب سے زیادہ ترقی یافتہ ملک مصر میں اللہ تعالیٰ ان سے جو کام لینا چاہتا تھا اور اس کے لئے جس تجربہ اور بصیرت کی ضرورت تھی، اس کے نشو و نما کا کوئی موقع بدوی زندگی میں نہ تھا اس لئے اس نے اپنی قدرت کاملہ سے یہ انتظام فرمایا کہ انہیں سلطنت مصر کے ایک بڑے عہدہ دار کے ہاں پہنچا دیا جس نے انہیں اپنی جاگیر کا مختار بنا دیا۔ اس طرح یہ موقع پیدا ہوا کہ انہیں ایک جاگیر کے انتظام سے وہ تجربہ حاصل ہو جائے جو آئندہ ایک بڑی سلطنت کا نظم و نسق چلانے کے لئے درکار تھا۔ **واللہ غالب علی امرہٖ** میں اسی طرف اشارہ ہے۔ (تفہیم القرآن)

یہاں سے حضرت یوسفؑ کی زندگی کا نیا دور شروع ہوتا ہے۔ اب تک وہ نفرت اور حسد کا شکار تھے، اس سے جان چھوٹی تو عشق و ہوس نے ان پر دام پھینکنے کی کوشش کی اور یہ امتحان پہلے امتحان سے بھی زیادہ سخت ثابت ہوا (تدبر قرآن)

نوٹ: 2

قرآن کریم نے یہ واضح نہیں فرمایا کہ جو برہان حضرت یوسفؑ کے سامنے آئی وہ کیا چیز تھی۔ اسی لئے اس میں مفسرین حضرات کے مختلف اقوال ہیں۔ امام تفسیر ابن جریرؒ نے ان تمام اقوال کو نقل کرنے کے بعد جو بات فرمائی ہے وہ سب اہل تحقیق کے نزدیک پسندیدہ ہے کہ جتنی بات قرآن کریم نے بتلا دی ہے صرف اسی پر اکتفا کیا جائے۔ اس کے تعین میں وہ سب احتمال ہو سکتے ہیں جو حضرات مفسرین نے ذکر کئے ہیں، لیکن قطعی طور پر کسی کو متعین نہیں کیا جا سکتا۔ (معارف القرآن)

سبق۔68/4
25/12 تا 76

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

آیت نمبر (25 تا 29)

ق	د	د

(ن) قَدًّا — کسی چیز کو لمبائی میں کاٹنا یا چیرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔25۔

قِدَّةٌ — ج قِدَدٌ۔ کسی چیز کا ٹکڑا۔ مختلف الرّائے لوگ۔ ﴿ كُنَّا طَرَآئِقَ قِدَدًا ﴾ (72/الجن:11) ''ہم مختلف الرّائے طریقوں پر تھے۔''

س	ج	ن

(ن) سَجْنًا — کسی کو قید کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔25

سِجْنٌ — اسم ذات ہے۔ قید خانہ۔ ﴿ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ ﴾ (12/یوسف:33) ''انہوںؑ نے کہا اے میرے رب قید خانہ زیادہ پسندیدہ ہے میرے لیے۔''

مَسْجُوْنٌ — اسم المفعول ہے۔ قید کیا ہوا۔ ﴿ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ ﴾ (26/الشعراء:29) ''میں لازماً بنا دوں گا تجھ کو قید کئے ہوئے لوگوں میں سے۔''

سِجِّيْنٌ — دائمی سخت جگہ۔ جہنم کی ایک وادی۔ بدکاروں کا اعمال نامہ رکھنے کی جگہ۔ ﴿ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ﴾ (83/المطففین:7) ''بیشک بدکاروں کی کتاب یقیناً سِجّین میں ہے۔''

ترجمہ

وَاسْتَبَقَا	الْبَابَ	وَقَدَّتْ	قَمِيْصَهٗ	مِنْ دُبُرٍ	وَّاَلْفَيَا
اور وہ دونوں دوڑے	دروازے کو	اور اس عورت نے چیرا	انؑ کی قمیص کو	پیچھے سے	اور دونوں نے پایا

سَيِّدَهَا	لَدَا الْبَابِ ؕ	قَالَتْ	مَا	جَزَآءُ مَنْ	اَرَادَ	بِاَهْلِكَ
عورت کے آقا کو	دروازے کے پاس	اس عورت نے کہا	کیا	اس کی سزا ہے جس نے	ارادہ کیا	تیرے گھر والوں سے

سُوْٓءًا	اِلَّآ اَنْ	يُّسْجَنَ	اَوْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾	قَالَ
ایک برائی کا	سوائے اس کے کہ	وہ قید کیا جائے	یا	(سوائے) ایک دردناک عذاب (کے)	انہوںؑ نے کہا

هِيَ	رَاوَدَتْنِيْ	عَنْ نَّفْسِيْ	وَشَهِدَ	شَاهِدٌ
اس عورت نے ہی	پھسلایا مجھ کو	اپنا نفس (تھامنے) سے	اور گواہی دی	ایک گواہی دینے والے نے

مِّنْ اَهْلِهَا ۚ	اِنْ	كَانَ	قَمِيْصُهٗ	قُدَّ	مِنْ قُبُلٍ
اس عورت کے گھر والوں میں سے	اگر	یہ ہے (کہ)	اس کی قمیص	چیری گئی	سامنے سے

فَصَدَقَتْ	وَهُوَ	مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿٢٦﴾	وَاِنْ	كَانَ	قَمِيْصُهٗ
تو عورت نے سچ کہا	اور یہ مرد	جھوٹ کہنے والوں میں سے ہے	اور اگر	یہ ہے (کہ)	اس کی قمیض

قُدَّ	مِنْ دُبُرٍ	فَكَذَبَتْ	وَهُوَ	مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿٢٧﴾	فَلَمَّا
چیری گئی	پیچھے سے	تو عورت نے جھوٹ کہا	اور یہ مرد	سچ کہنے والوں میں سے ہے	پھر جب

رَاٰ	قَمِيْصَهٗ	قُدَّ	مِنْ دُبُرٍ	قَالَ	اِنَّهٗ	مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ
اس (شوہر) نے دیکھا	اس کی قمیض کو	کہ چیری گئی	پیچھے سے	تو اس نے کہا	بیشک یہ	تم عورتوں کی چالبازی میں سے ہے

اِنَّ	كَيْدَكُنَّ	عَظِيْمٌ ﴿٢٨﴾	يُوْسُفُ	اَعْرِضْ	عَنْ هٰذَا ٚ
بیشک	تم عورتوں کی چالبازی	عظیم ہے	(اے) یوسف	آپؑ اعراض کریں	اس سے

وَاسْتَغْفِرِيْ	لِذَنْۢبِكِ ښ	اِنَّكِ	كُنْتِ	مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ ﴿٢٩﴾ ع
اور (اے عورت) تو مغفرت مانگ	اپنے گناہ کے لئے	بیشک تو (ہی)	ہے	خطا کرنے والوں میں سے

نوٹ۔1

یہ واقعہ تلمود میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ فوطیفار نے جب اپنی بیوی کی شکایت سنی تو اس نے یوسفؑ کو خوب پٹوایا، پھر ان کے خلاف عدالت میں استغاثہ دائر کیا۔ عدالت نے یوسفؑ کی قمیص کا جائزہ لے کر فیصلہ کیا کہ قصور عورت کا ہے کیونکہ قمیص پیچھے سے پھٹی ہے نہ کہ آگے سے۔ لیکن ہر صاحبِ عقل بآسانی یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ قرآن کی روایت تلمود کی روایت سے زیادہ قرین قیاس ہے۔ آخر کس طرح یہ باور کر لیا جائے کہ ایک اتنا بڑا ذی وجاہت آدمی اپنی بیوی پر اپنے غلام کی دست درازی کا معاملہ عدالت میں لے گیا ہو گا۔ (کیونکہ آقا کو غلام پر ہر طرح کا اختیار حاصل ہوتا تھا۔ مرتب) یہ ایک نمایاں ترین مثال ہے قرآن اور اسرائیلی روایات کے فرق کی۔ اس سے مغربی مستشرقین کے اس الزام کی لغویت صاف واضح ہو جاتی ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہ قصے بنی اسرائیل سے نقل کئے ہیں۔ سچ یہ ہے کہ قرآن نے تو اسرائیلی روایات کی اصلاح کی ہے اور اصل واقعات دنیا کو بتائے ہیں۔
(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (30 تا 35)

ش غ ف

(ف) **شَغَفًا** (۱) دل کی جھلی کو صدمہ پہنچانا۔ (۲) کسی کے دل پر چھا جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔30۔

و ک ء

(س) **تَكَئًا** ثلاثی مجرد میں اس کی واو کو تا میں بدل دیتے ہیں۔ اور یہ لفظ وَكَاَ، يَوْكَاُ، وَكَئًا کے بجائے تَكَاَ، يَتْكَاُ، تَكَئًا استعمال ہوتا ہے۔ معنی ہیں کسی چیز کا سہارا لینا۔

(تفعّل) **تَوَكُّئًا** بتکلف سہارا لینا۔ ﴿قَالَ هِيَ عَصَايَ ۚ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا﴾ (20/ طٰہٰ:18) ”انہوںؑ نے کہا یہ میری لاٹھی ہے میں ٹیک لگاتا ہوں اس پر۔“

(افتعال) **اِتِّکَاءً** اہتمام سے ٹیک لگا کر بیٹھنا۔ اس میں آرام و آسائش (LUXURY) کا مفہوم شامل ہے۔ ﴿وَ سُرُرًا عَلَیۡهَا یَتَّکِـُٔوۡنَ ﴿۳۴﴾﴾ (43/الزخرف:34) ''اور کچھ تخت جن پر وہ لوگ ٹیک لگا کر آرام سے بیٹھیں گے۔''

مُتَّکِئٌ اسم الفاعل ہے۔ آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھنے والا۔ ﴿مُّتَّکِـِٕیۡنَ عَلَیۡهَا مُتَقٰبِلِیۡنَ ﴿۱۶﴾﴾ (56/الواقعہ:16) ''آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھنے والے ان پر آمنے سامنے ہوتے ہوئے۔''

مُتَّکَأٌ اسم المفعول ہے۔ ظرف کے طور پر آتا ہے۔ (۱) آرام سے ٹیک لگا کر بیٹھنے کی جگہ۔ پر تکلف مجلس۔ زیر مطالعہ آیت 31۔

ص ب و

(ن) **صُبُوًّا** (۱) کسی کے لئے مشتاق ہونا۔ کسی کی طرف مائل ہونا۔ زیر مطالعہ آیت 33۔
(۲) بچپن کی طرف مائل ہونا۔ نابالغ ہونا۔

صَبِیٌّ فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بچوں کی خصلت والا یعنی بچہ۔ نابالغ لڑکا۔ ﴿وَ اٰتَیۡنٰهُ الۡحُکۡمَ صَبِیًّا ﴿ۙ۱۲﴾﴾ (19/مریم:12) ''اور ہم نے دی ان ؑ کو حکمت لڑکپن میں۔''

ترکیب

(آیت۔30) نِسۡوَۃٌ عاقل کی جمع مکسر ہے۔ اس کے لئے قَالَتۡ اور قَالَ دونوں جائز ہیں۔ شَغَفَهَا کا فاعل اس میں شامل ھُوَ کی ضمیر ہے جو فَتٰی کے لئے ہے۔ هَا کی ضمیر مفعولی اِمۡرَاَتُ الۡعَزِیۡزِ کے لئے ہے جب کہ حُبًّا تمیز ہے۔ (آیت۔32) لَیَکُوۡنًا دراصل نون خفیفہ کے ساتھ لَیَکُوۡنَنۡ ہے۔ اس کو تنوین سے لکھنا قرآن کا املا ہے۔ (آیت۔33) وَ اِلَّا دراصل وَ اِنۡ لَا ہے۔ اور اَصۡبُ مضارع میں واحد متکلم اَصۡبُوۡ تھا۔ جواب شرط ہونے کی وجہ سے مضارع مجزوم ہوا تو واو گرگئی۔

ترجمہ

وَ قَالَ	نِسۡوَۃٌ	فِی الۡمَدِیۡنَۃِ	امۡرَاَتُ الۡعَزِیۡزِ	تُرَاوِدُ	فَتٰهَا
اور کہا	کچھ عورتوں نے	اُس شہر میں	(کہ) عزیز کی عورت	پھسلاتی ہے	اپنے نوعمر خادم کو

عَنۡ نَّفۡسِهٖ ج	قَدۡ شَغَفَهَا	حُبًّا ط	اِنَّا	لَنَرٰىهَا
اپنے نفس (کو تھامنے) سے	وہ دل پر چھا گیا ہے اس کے	بلحاظ محبت کے	بیشک ہم	ضرور دیکھتی ہیں اس کو

فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۳۰﴾	فَلَمَّا	سَمِعَتۡ	بِمَکۡرِهِنَّ	اَرۡسَلَتۡ
ایک کھلی گمراہی میں	پھر جب	اس عورت نے سنا	ان عورتوں کے مکر کے بارے میں	تو اس نے پیامبر بھیجا

اِلَیۡهِنَّ	وَ اَعۡتَدَتۡ	لَهُنَّ	مُتَّکَاً	وَّ اٰتَتۡ	کُلَّ وَاحِدَۃٍ	مِّنۡهُنَّ
ان عورتوں کی طرف	اور اس نے تیار کی	ان کے لئے	ایک مجلس	اور اس نے دی	ہر ایک کو	ان میں سے

سِکِّیۡنًا	وَّ قَالَتِ	اخۡرُجۡ	عَلَیۡهِنَّ ج	فَلَمَّا	رَاَیۡنَهٗ	اَکۡبَرۡنَهٗ
ایک چھری	اور اس نے کہا	تو نکل	ان پر	پھر جب	عورتوں نے دیکھا ان ؑ کو	تو وہ ششدر رہ گئیں ان پر

وَقَطَّعْنَ	اَيْدِيَهُنَّ	وَقُلْنَ	حَاشَ لِلّٰهِ	مَا	هٰذَا	بَشَرًا ؕ
اور انہوں نے کاٹ ڈالا	اپنے ہاتھوں کو	اور انہوں نے کہا	پاکیزگی اللہ کی ہے	نہیں ہے	یہ	کوئی بشر

اِنْ	هٰذَآ	اِلَّا	مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾	قَالَتْ	فَذٰلِكُنَّ	الَّذِيْ	لُمْتُنَّنِيْ
نہیں ہے	یہ	مگر	کوئی بزرگ فرشتہ	اس نے کہا	تو یہ ہے	وہ	تم لوگوں نے ملامت کی مجھ پر

فِيْهِ ؕ	وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ	عَنْ نَّفْسِهٖ	فَاسْتَعْصَمَ ؕ
جس (کے بارے) میں	اور بیشک میں نے پھسلایا ہے اس کو	اپنے نفس کو (تھامنے سے)	تو وہ باز رہا

وَلَئِنْ	لَّمْ يَفْعَلْ	مَآ	اٰمُرُهٗ	لَيُسْجَنَنَّ	وَلَيَكُوْنًا
اور بیشک اگر	اس نے نہ کیا	وہ جو	میں نے کہا اس کو	تو وہ لازماً قید کیا جائے گا	اور وہ لازماً ہوگا
مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾	قَالَ	رَبِّ	السِّجْنُ	اَحَبُّ	اِلَيَّ
حقیر ہونے والوں میں سے	انہوںؑ نے کہا	اے میرے رب	قید خانہ	زیادہ پسندیدہ ہے	میرے لیے
مِمَّا	يَدْعُوْنَنِيْٓ	اِلَيْهِ ۚ	وَاِلَّا تَصْرِفْ	عَنِّيْ	كَيْدَهُنَّ
اس سے	یہ عورتیں بلاتی ہیں مجھ کو	جس کی طرف	اور اگر تو نے نہ پھیرا	مجھ سے	ان کی چالبازی کو
اَصْبُ	اِلَيْهِنَّ	وَاَكُنْ	مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾	فَاسْتَجَابَ	لَهٗ
تو میں جھک جاؤں گا	ان عورتوں کی طرف	اور میں ہو جاؤں گا	جاہلوں میں سے	تو قبول کی	انؑ کی بات
رَبُّهٗ	فَصَرَفَ	عَنْهُ	كَيْدَهُنَّ ؕ	اِنَّهٗ	هُوَ السَّمِيْعُ
انؑ کے رب نے	پس اس نے پھیر دیا	انؑ سے	ان عورتوں کو چالبازی کو	بیشک وہ	ہی سننے والا ہے
الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾	ثُمَّ	بَدَا	لَهُمْ	مِّنْ بَعْدِ مَا	رَاَوُا
جاننے والا ہے	پھر	آشکارا ہوا	ان لوگوں کے لئے	اس کے بعد (بھی کہ) جو	ان لوگوں نے دیکھا

الْاٰيٰتِ	لَيَسْجُنُنَّهٗ	حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾ ع
نشانیوں کو (یعنی یوسفؑ کی بیگناہی کے ثبوتوں کو)	کہ وہ لازماً قید میں رکھیں گے انؑ کو	ایک مدت تک

نوٹ۔1

آیت۔33۔ میں حکام مصر کی خواتین کے لئے يَدْعُوْنَنِيْٓ، كَيْدَهُنَّ اور اِلَيْهِنَّ میں جمع کے صیغے آئے ہیں۔ پھر آیت۔35 میں حکام مصر کے لئے لَهُمْ اور رَاَوُا میں جمع کے صیغے آئے ہیں۔ اس سے واضح ہوجاتا ہے کہ آیت۔31 میں دیئے گئے واقعہ کے بعد دوسری خواتین بھی حضرت یوسفؑ کے پیچھے پڑ گئیں۔ انہیں بہلانا پھسلانا شروع کر دیا اور لوگوں میں اس بات کا چرچا پھیل گیا۔ اس صورتحال سے حکام مصر پریشان ہوگئے اور اپنی خواتین کو کنٹرول کرنے سے زیادہ آسان راستہ انہیں یہ نظر آیا کہ بے گناہی کا یقین ہونے کے باوجود یوسفؑ کو کچھ عرصہ کے لئے جیل بھیج دیا جائے۔

آیت نمبر (36 تا 42)

2069

ترکیب

(آیت 38) مِلَّةَ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے اٰبَآءِ حالت جر میں ہے اور اس کا بدل ہونے کی وجہ سے اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ حالت جر میں ہیں۔ (آیت۔ 39) صَاحِبَانِ کو حرف ندا نے نصب دی تو صَاحِبَيْنِ ہوا اور مضاف ہونے کی وجہ سے يٰصَاحِبَيِ ہوا۔ پھر آگے ملانے کے لئے یا کو کسرہ دی گئی۔ (آیت۔ 42) بِضْعَ ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے اور سِنِيْنَ تمیز ہے۔

ترجمہ

وَدَخَلَ	مَعَهُ	السِّجْنَ	فَتَيٰنِ ؕ	قَالَ	اَحَدُهُمَآ	اِنِّيْٓ
اور داخل ہوئے	انؑ کے ساتھ	قید خانہ میں	دو نوجوان	کہا	دونوں میں سے ایک نے	کہ میں
اَرٰىنِيْٓ	اَعْصِرُ	خَمْرًا ۚ	وَقَالَ	الْاٰخَرُ	اِنِّيْٓ	اَرٰىنِيْٓ
دیکھتا ہوں خود کو	(کہ) میں نچوڑتا ہوں	شراب	اور کہا	دوسرے نے	کہ میں	دیکھتا ہوں خود کو
اَحْمِلُ	فَوْقَ رَاْسِيْ	خُبْزًا	تَاْكُلُ	الطَّيْرُ	مِنْهُ ؕ	نَبِّئْنَا
(کہ) میں اٹھاتا ہوں	اپنے سر کے اوپر	کچھ روٹی	کھاتے ہیں	پرندے	اس میں سے	تو خبر دے ہم کو

بِتَاْوِيْلِهٖ ۚ	اِنَّا	نَرٰىكَ	مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۶﴾	قَالَ
اس کے انجام (یعنی تعبیر) کی	بیشک ہم	دیکھتے ہیں تجھ کو	بزرگوں میں سے	انہوںؑ نے کہا
لَا يَاْتِيْكُمَا	طَعَامٌ	تُرْزَقٰنِهٖٓ	اِلَّا	نَبَّاْتُكُمَا
نہیں آئے گا تم دونوں کے پاس	وہ کھانا	جو تم دونوں کو دیا جاتا ہے	مگر (یہ) کہ	میں بتا دوں گا تم دونوں کو

بِتَاْوِيْلِهٖ	قَبْلَ	اَنْ	يَّاْتِيَكُمَا ؕ	ذٰلِكُمَا	مِمَّا	عَلَّمَنِيْ
اس کی تعبیر	اس سے پہلے	کہ	وہ آئے تمہارے پاس	یہ	اس میں سے ہے جس کا	علم دیا مجھ کو
رَبِّيْ ؕ	اِنِّيْ	تَرَكْتُ	مِلَّةَ قَوْمٍ	لَّا يُؤْمِنُوْنَ	بِاللّٰهِ	وَهُمْ
میرے رب نے	بیشک میں نے	چھوڑا	اس قوم کے مذہب کو	جو ایمان نہیں لاتے	اللہ پر	اور وہ لوگ

بِالْاٰخِرَةِ	هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾	وَاتَّبَعْتُ	مِلَّةَ اٰبَآءِيْٓ
آخرت کا	ہی انکار کرنے والے ہیں	اور میں نے پیروی کی	اپنے آباء اجداد کے دین کی

اِبْرٰهِيْمَ	وَاِسْحٰقَ	وَيَعْقُوْبَ ؕ	مَا كَانَ	لَنَآ	اَنْ	نُّشْرِكَ
جو ابراہیمؑ کا ہے	اور اسحاقؑ کا ہے	اور یعقوبؑ کا ہے	نہیں ہے	ہمارے لئے	کہ	ہم شریک کریں
بِاللّٰهِ	مِنْ شَيْءٍ ؕ	ذٰلِكَ	مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ	عَلَيْنَا	وَعَلَى النَّاسِ	وَلٰكِنَّ
اللہ کے ساتھ	کسی بھی چیز کو	یہ	اللہ کے فضل میں سے ہے	ہم پر	اور لوگوں پر	اور لیکن

أَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَشْكُرُوْنَ ۝٣٨	يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ	ءَ	أَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ
لوگوں کی اکثریت	شکر نہیں کرتی	اے جیل کے دونوں ساتھیو	کیا	الگ الگ کئی پرورش کرنے والے

خَيْرٌ	أَمِ	اللّٰهُ الْوَاحِدُ	الْقَهَّارُ ۝٣٩	مَا تَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِهٖٓ
بہتر ہیں	یا	واحد اللہ	جو پوری طرح غالب ہے	تم لوگ بندگی نہیں کرتے	اس کے علاوہ (کسی کی)

إِلَّآ	أَسْمَآءً	سَمَّيْتُمُوْهَآ	أَنْتُمْ	وَاٰبَآؤُكُمْ	مَّآ أَنْزَلَ
مگر	کچھ ایسے ناموں کی	تم لوگوں نے نام رکھے جن کے	تم نے	اور تمہارے آباء واجداد نے	نہیں اتاری

اللّٰهُ	بِهَا	مِنْ سُلْطٰنٍ	إِنِ	الْحُكْمُ	إِلَّا	لِلّٰهِ	أَمَرَ	أَلَّا تَعْبُدُوْٓا
اللہ نے	جس کی	کوئی بھی سند	نہیں ہے	فیصلے کا اختیار	مگر	اللہ کا	اس نے حکم دیا	کہ بندگی مت کرو

إِلَّآ	إِيَّاهُ	ذٰلِكَ	الدِّيْنُ الْقَيِّمُ	وَلٰكِنَّ	أَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٤٠
مگر	اس کی ہی	یہ	ہی سیدھا دین ہے	اور لیکن	لوگوں کی اکثریت	علم نہیں رکھتی

يٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ	أَمَّآ	أَحَدُكُمَا	فَيَسْقِيْ	رَبَّهٗ	خَمْرًا	وَأَمَّا
ایک جیل کے دونوں ساتھیو	وہ جو	تم دونوں میں سے ایک	تو وہ پلائے گا	اپنے آقا کو	شراب	اور وہ جو

الْاٰخَرُ	فَيُصْلَبُ	فَتَأْكُلُ	الطَّيْرُ	مِنْ رَّأْسِهٖ	قُضِيَ	الْأَمْرُ
دوسرا ہے	تو وہ پھانسی دیا جائے گا	پھر کھائیں گے	پرندے	اس کے سر میں سے	فیصلہ کیا گیا	کام کا

الَّذِيْ	فِيْهِ	تَسْتَفْتِيٰنِ ۝٤١	وَقَالَ	لِلَّذِيْ	ظَنَّ
وہ	جس کے بارے میں	تم دونوں پوچھتے ہو	اور انہوںؑ نے کہا	اس سے جس کے لئے	انہوںؑ نے گمان کیا
أَنَّهٗ	نَاجٍ	مِّنْهُمَا	اذْكُرْنِيْ	عِنْدَ رَبِّكَ	فَأَنْسٰهُ
کہ وہ	نجات پانے والا ہے	دونوں میں سے	تم ذکر کرنا میرا	اپنے آقا کے پاس	تو بھلا دیا اس کو
الشَّيْطٰنُ	ذِكْرَ رَبِّهٖ	فَلَبِثَ	فِي السِّجْنِ	بِضْعَ	سِنِيْنَ ۝٤٢
شیطان نے	اپنے آقا سے ذکر کرنے کو	تو وہؑ رہے	جیل میں	چند	سالوں (تک)

نوٹ۔1

خواب کی تعبیر بتانے سے پہلے آیات ۳۷ تا ۴۰ میں جو حضرت یوسفؑ کی تقریر دی ہے وہ اس پورے قصے کی جان ہے اور خود قرآن میں توحید کی بہترین تقریروں میں سے ہے۔ بائبل اور تلمود میں کہیں اس کا اشارہ تک نہیں ہے۔ وہ حضرت یوسفؑ کو محض ایک دانشمند اور پرہیزگار آدمی کی حیثیت سے پیش کرتی ہیں، مگر قرآن نہ صرف ان کی سیرت کے ان پہلوؤں کو زیادہ روشن کر کے پیش کرتا ہے، بلکہ یہ بھی بتاتا ہے کہ وہ ایک پیغمبرانہ مشن رکھتے تھے۔ اور اس کی دعوت کا کام انہوں نے قید میں ہی شروع کر دیا تھا۔ پھر حضرت یوسفؑ نے جس طرح اپنی تبلیغ کے لئے موقع نکالا اس میں ہم کو حکمت تبلیغ کا ایک سبق ملتا ہے۔ دو آدمی اپنے خواب کی تعبیر پوچھتے ہیں۔ جواب

میں آپؑ فرماتے ہیں کہ تعبیر تو میں تمہیں ضرور بتاؤں گا مگر پہلے یہ سن لو کہ یہ علم مجھے کہاں سے ملا ہے۔ یہ ان علوم میں سے ہے جو میرے رب نے مجھے دیا ہے۔ اس طرح ان کی بات میں سے اپنی بات کہنے کا موقع نکال کر آپؑ ان کے سامنے اپنا دین پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر کسی کے دل میں تبلیغ حق کی دھن سمائی ہو اور وہ حکمت بھی رکھتا ہو تو کیسی خوبصورتی کے ساتھ وہ گفتگو کا رخ اپنی دعوت کی طرف پھیر سکتا ہے۔ البتہ بہت فرق ہے حکیم کی موقع شناسی میں اور ایک ناداں مبلغ کی بھونڈی تبلیغ میں جو موقع محل کا لحاظ کئے بغیر لوگوں کے کانوں میں اپنی دعوت ٹھونسنے کی کوشش کرتا ہے اور پھر لیچڑ پن اور جھگڑالو پن سے انہیں الٹا متنفر کر کے چھوڑتا ہے۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (43 تا 49)

س	م	ن

(س) سِمَنًا: موٹا ہونا۔ فربہ ہونا۔

سَمِیْنٌ: ج سِمَانٌ۔ فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ موٹا۔ فربہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 43

(افعال) اِسْمَانًا: موٹا کرنا۔ ﴿لَّا يُسْمِنُ وَلَا يُغْنِيْ مِنْ جُوْعٍ﴾ (88/ الغاشیہ: 7) ''وہ نہ موٹا کرے اور نہ ہی بے نیاز کرے بھوک سے۔''

ع	ج	ف

(س) عَجَفًا: دبلا ہونا۔ پتلا یا باریک ہونا۔

عَجِفٌ: ج عِجَافٌ۔ صفت ہے۔ دبلا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 43۔

غ	ی	ث

(ض) غَیْثًا: بارش برسانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 39۔

غَیْثٌ: اسم ذات بھی ہے۔ بارش۔ ﴿وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ﴾ (31/ لقمان: 34) ''اور وہ اتارتا ہے بارش کو۔''

ض	غ	ث

(ف) ضَغْثًا: (۱) بات کو خلط ملط کرنا۔ (۲) سوکھی اور ہری گھاس کو ملانا۔

ضِغْثٌ: ج اَضْغَاثٌ (۱) پراگندہ خیالات۔ زیر مطالعہ آیت۔ 44۔ (۲) سوکھی اور ہری گھاس کا مٹھا۔ ﴿وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا﴾ (38/ ص: 44) ''اور آپؑ پکڑیں ایک مٹھی گھاس۔''

ترجمہ

وَقَالَ	الْمَلِكُ	اِنِّیْٓ	اَرٰی	سَبْعَ	بَقَرٰتٍ سِمَانٍ	يَّاْكُلُهُنَّ
اور کہا	اُس بادشاہ نے	کہ میں	دیکھتا ہوں (خواب میں)	سات	موٹی گائیں	کھاتی ہیں ان کو

سَبْعٌ	عِجَافٌ	وَّسَبْعَ	سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ	وَّاُخَرَ	يٰبِسٰتٍ	يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ
سات	دبلی (گائیں)	اور سات	سبز خوشے	اور دوسرے	سوکھے	اے سردارو

اَفْتُوْنِیْ	فِیْ رُءْیَایَ	اِنْ	كُنْتُمْ	لِلرُّءْیَا	تَعْبُرُوْنَ ۴۳	قَالُوْٓا
تم لوگ بتاؤ مجھ کو	میرے خواب (کے بارے) میں	اگر	تم لوگ	خواب کی	تعبیر بتاتے ہو	انہوں نے کہا

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ج	وَمَا نَحْنُ	بِتَاْوِیْلِ الْاَحْلَامِ	بِعٰلِمِیْنَ ۴۴	وَقَالَ
یہ خیالی خواب ہیں	اور ہم نہیں ہیں	ایسے خوابوں کی تعبیر کے	جاننے والے	اور کہا

الَّذِیْ	نَجَا	مِنْهُمَا	وَادَّكَرَ	بَعْدَ اُمَّةٍ	اَنَا	اُنَبِّئُكُمْ
اس نے جس نے	نجات پائی	ان دونوں میں سے	اور اس نے یاد کیا	ایک مدت کے بعد	میں	خبر دوں گا تم لوگوں کو

بِتَاْوِیْلِهٖ	فَاَرْسِلُوْنِ ۴۵	یُوْسُفُ	اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ	اَفْتِنَا	فِیْ سَبْعِ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ
اس کی تعبیر کی	پس تم لوگ بھیجو مجھ کو	یوسف	اے سچے	آپ بتائیں ہم کو	سات موٹی گائیوں (کے بارے) میں

یَّاْكُلُهُنَّ	سَبْعٌ عِجَافٌ	وَّسَبْعِ سُنْبُلٰتٍ خُضْرٍ	وَّاُخَرَ	یٰبِسٰتٍ لا
کھاتی ہیں ان کو	سات دبلی (گائیں)	اور سات سبز خوشوں (کے بارے میں)	اور دوسرے	سوکھے

لَّعَلِّیْٓ	اَرْجِعُ	اِلَی النَّاسِ	لَعَلَّهُمْ	یَعْلَمُوْنَ ۴۶	قَالَ	تَزْرَعُوْنَ
شائد میں	لوٹوں	لوگوں کی طرف	شائد وہ لوگ	جان لیں	انہوں نے کہا	تم لوگ کھیتی اگاؤ گے

سَبْعَ سِنِیْنَ	دَاَبًا ج	فَمَا	حَصَدْتُّمْ	فَذَرُوْهُ	فِیْ سُنْۢبُلِهٖٓ	اِلَّا	قَلِیْلًا	مِّمَّا
سات سال	لگاتار	پھر جو	تم لوگ کاٹو	تو چھوڑ دو اس کو	اس کے خوشے میں	مگر	تھوڑا سا	جن میں سے

تَاْكُلُوْنَ ۴۷	ثُمَّ	یَاْتِیْ	مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	سَبْعٌ شِدَادٌ	یَّاْكُلْنَ	مَا
تم لوگ کھاؤ گے	پھر	آئیں گے	اس کے بعد	سات شدید (سال)	وہ کھائیں گے	اس کو جو

قَدَّمْتُمْ	لَهُنَّ	اِلَّا	قَلِیْلًا	مِّمَّا	تُحْصِنُوْنَ ۴۸
تم لوگوں نے آگے بھیجا (یعنی بچا رکھا)	ان (سالوں) کے لیے	مگر	تھوڑا سا	اس میں سے جو	تم لوگ محفوظ رکھو گے (بیج کے لئے)

ثُمَّ	یَاْتِیْ	مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ	عَامٌ	فِیْهِ	یُغَاثُ
پھر	آئے گا	اس کے بعد	ایک ایسا سال	جس میں	بارش برسائی جائے گی

النَّاسُ	وَفِیْهِ	یَعْصِرُوْنَ ۴۹ ع
لوگوں پر	اور اس میں	وہ لوگ رس نچوڑیں گے

آیت نمبر (50 تا 57)

ب	و	ل

(ن) بَوْلًا اندر کی چیز کو باہر نکالنا۔ جیسے بلغم تھوکنا، ناک صاف کرنا وغیرہ۔

بَالُ — (۱) دل میں چھپی ہوئی بات۔حقیقت۔زیر مطالعہ آیت۔۵۰۔(۲) ظاہری حالت۔حال۔
﴿سَیَهۡدِیۡهِمۡ وَیُصۡلِحُ بَالَهُمۡ﴾(47/محمد:5)''وہ ہدایت دے گا ان کو اور اصلاح کرے گا ان کے حال کی۔''

ح ص ح ص

(رباعی) حَصۡحَصَةً — پوشیدہ بات کا ظاہر ہونا۔سامنے آنا۔زیر مطالعہ آیت 51۔

ترکیب

(آیت۔51) ما مبتدا خَطۡبُکُنَّ خبر ہے،لیکن اِذۡ کی وجہ سے اس جملہ اسمیہ کا ترجمہ ماضی میں ہوگا۔(آیت۔52)۔لِیَعۡلَمَ کی ضمیر فاعلی عزیز مصر کے لئے ہے۔اور اَنِّیۡ کی ضمیر متکلم حضرت یوسفؑ کے لئے ہے۔(آیت۔53) اِلَّا مَا رَحِمَ میں جو مَا ہے،اس کے لئے حافظ احمد یار صاحب مرحوم کی ترجیح یہ ہے کہ اس کو مَا ظرفیہ مانا جائے جیسے مَادَامَ میں ہے۔

ترجمہ

وَقَالَ	الۡمَلِكُ	ائۡتُوۡنِیۡ	بِهٖ	فَلَمَّا	جَآءَهُ	الرَّسُوۡلُ	قَالَ
اور کہا	اس بادشاہ نے	تم لوگ لاؤ میرے پاس	اس کو	پھر جب	آیا ان کے پاس	پیغام لانے والا	تو انہوں نے کہا

ارۡجِعۡ	اِلٰی رَبِّكَ	فَسۡـَٔلۡهُ	مَا بَالُ النِّسۡوَةِ الّٰتِیۡ	قَطَّعۡنَ	اَیۡدِیَهُنَّ
تو واپس جا	اپنے آقا کی طرف	پھر پوچھ اس سے	ان عورتوں کی کیا حقیقت ہے جنہوں نے	کاٹا	اپنے ہاتھوں کو

اِنَّ	رَبِّیۡ	بِكَیۡدِهِنَّ	عَلِیۡمٌ ﴿۵۰﴾	قَالَ	مَا	خَطۡبُكُنَّ
بیشک	میرا رب	ان عورتوں کی چال بازی کو	جاننے والا ہے	(بادشاہ نے) کہا	کیا	تم عورتوں کی حقیقت ہے

اِذۡ	رَاوَدۡتُّنَّ	یُوۡسُفَ	عَنۡ نَّفۡسِهٖ	قُلۡنَ	حَاشَ لِلّٰهِ	مَا عَلِمۡنَا
جب	تم عورتوں نے پھسلایا	یوسف کو	اس کے نفس سے	انہوں نے کہا	پاکیزگی اللہ کی ہے	ہم نے نہیں جانی

عَلَیۡهِ	مِنۡ سُوۡٓءٍ	قَالَتِ	امۡرَاَتُ الۡعَزِیۡزِ	الۡـٰٔنَ	حَصۡحَصَ	الۡحَقُّ	اَنَا
اس کے بارے میں	کوئی بھی برائی	کہا	عزیز کی عورت نے	اب	سامنے آگیا	حق	میں نے

رَاوَدۡتُّهٗ	عَنۡ نَّفۡسِهٖ	وَاِنَّهٗ	لَمِنَ	الصّٰدِقِیۡنَ ﴿۵۱﴾	ذٰلِكَ
پھسلایا اس کو	اس کے نفس سے	اور بیشک وہ	یقیناً	سچ کہنے والوں سے ہے	یہ (اس لئے) ہے

لِیَعۡلَمَ	اَنِّیۡ	لَمۡ اَخُنۡهُ	بِالۡغَیۡبِ	وَاَنَّ	اللّٰهَ
تاکہ وہ (عزیز مصر) جان لے	کہ میں (یوسفؑ) نے	اس کی خیانت نہیں کی	پوشیدگی میں	اور یہ کہ	اللہ

لَا یَهۡدِیۡ	كَیۡدَ الۡخَآئِنِیۡنَ	وَمَآ اُبَرِّئُ	نَفۡسِیۡ	اِنَّ	النَّفۡسَ
منزل تک نہیں پہنچاتا	خیانت کرنے والوں کی چالبازی کو	اور میں بری نہیں کرتا	اپنے نفس کو	بیشک	نفس

لَاَمَّارَةٌۢ	بِالسُّوۡٓءِ	اِلَّا	مَا	رَحِمَ	رَبِّیۡ	اِنَّ	رَبِّیۡ	غَفُوۡرٌ	رَّحِیۡمٌ ﴿۵۳﴾
یقیناً بار بار اکسانے والا ہے	برائی پر	مگر	جب	رحم کرے	میرا رب	بیشک	میرا رب	بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا

وَقَالَ	الْمَلِكُ	ائْتُوْنِيْ	بِهٖٓ	اَسْتَخْلِصْهُ	لِنَفْسِيْ	فَلَمَّا
اور کہا	اس بادشاہ نے	لاؤ میرے پاس	اس کو	میں چن لوں گا اس کو	اپنے لئے	پھر جب

كَلَّمَهٗ	قَالَ	اِنَّكَ	الْيَوْمَ	لَدَيْنَا	مَكِيْنٌ اَمِيْنٌ ﴿54﴾	قَالَ
اس نے بات کی ان سے	تو اس نے کہا	بیشک تو	آج سے	ہمارے پاس	ایک امانتدار معزز ہے	انہوں نے کہا

اجْعَلْنِيْ	عَلٰي خَزَاۗىِٕنِ الْاَرْضِ	اِنِّىْ	حَفِيْظٌ عَلِيْمٌ ﴿55﴾	وَكَذٰلِكَ
تو بنادے مجھ کو	زمین کے خزانوں پر (وزیر)	بیشک میں	علم رکھنے والا نگران ہوں	اس طرح

مَكَّنَّا	لِيُوْسُفَ	فِي الْاَرْضِ	يَتَبَوَّاُ	مِنْهَا	حَيْثُ
ہم نے اختیار دیا	یوسفؑ کو	اس سرزمین میں	(کہ) وہ اقامت اختیار کریں	اُس میں سے	جہاں

يَشَاۗءُ	نُصِيْبُ	بِرَحْمَتِنَا	مَنْ	نَّشَاۗءُ	وَلَا نُضِيْعُ	اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿56﴾
وہ چاہیں	ہم پہنچاتے ہیں	اپنی رحمت کو	اسے جسے	ہم چاہتے ہیں	اور ہم ضائع نہیں کرتے	خوب کاروں کے اجر کو

وَلَاَجْرُ الْاٰخِرَةِ	خَيْرٌ	لِّلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿57﴾
اور یقیناً آخرت کا اجر	بہتر ہے	ان کے لئے جو	ایمان لائے	اور تقویٰ کرتے رہے

نوٹ۔1

آیت نمبر ۵۰ تک جو کچھ قرآن نے بیان کیا ہے اس کا کوئی ذکر بائبل اور تلمود میں نہیں ہے، حالانکہ وہ اس قصہ کا ایک بڑا ہی اہم باب ہے۔ بائبل کا بیان ہے کہ بادشاہ کی طلبی پر حضرت یوسفؑ فوراً چلنے کو تیار ہو گئے۔ تلمود اس سے بھی زیادہ گھٹیا صورت میں اس واقعے کو پیش کرتی ہے، اس کا بیان ہے کہ بادشاہ نے اپنے کارندوں کو حکم دیا کہ یوسفؑ کو میرے حضور پیش کرو۔ چنانچہ شاہی کارندوں نے یوسفؑ کو قید سے نکالا حجامت بنوائی، کپڑے بدلوائے اور دربار میں لا کر پیش کر دیا، وہاں زر و جواہر کی چمک دمک اور دربار کی شان دیکھ کر یوسفؑ ہکا بکا رہ گیا۔ شاہی تخت کی سات سیڑھیاں تھیں۔ قاعدہ یہ تھا کہ جب کوئی معزز آدمی بادشاہ سے کچھ عرض کرنا چاہتا تھا تو وہ چھ سیڑھیاں چڑھ کر اوپر جاتا اور بادشاہ سے ہم کلام ہوتا۔ اور ادنیٰ طبقہ کا کوئی آدمی بلایا جاتا تو وہ نیچے کھڑا رہتا اور بادشاہ تیسری سیڑھی تک اتر کر اس سے بات کرتا۔ یوسفؑ اس قاعدے کے مطابق نیچے کھڑا ہوا اور زمین بوس ہو کر اس نے بادشاہ کو سلامی دی اور بادشاہ نے تیسری سیڑھی تک اتر کر اس سے گفتگو کی۔ اس تصویر میں بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر کو جتنا گرا کر پیش کیا ہے اس کو نگاہ میں رکھئے اور پھر دیکھئے کہ قرآن ان کی قید سے نکلنے اور بادشاہ سے ملنے کا واقعہ کس شان کے ساتھ پیش کرتا ہے۔ اب یہ فیصلہ کرنا ہر صاحب نظر کا اپنا کام ہے کہ ان دونوں تصویروں میں سے کون سی تصویر پیغمبری کے مرتبے سے زیادہ مناسبت رکھتی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (58 تا 64)

ج ھ ز

(ف) جَهَزًا کسی ادھورے کام کو پورا کرنا جیسے زخمی کو مار کر اس کا کام تمام کر دینا۔

	جَهَازٌ	کسی کی ضرورت پوری کرنے والا سامان۔ زیر مطالعہ آیت۔59 [illegible]
(تفعیل)	تَجْهِيْزًا	کسی کے لئے ضرورت کا سامان مہیا کرنا۔ تیار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔59۔

ر ح ل

(ف)	رَحْلًا	(۱) اونٹ یا گھوڑے کی پیٹھ پر کجاوہ باندھنا۔ (۲) سفر کرنا۔
	رَحْلٌ	ج رِحَالٌ۔ سامان رکھنے کا تھیلا یا بوری وغیرہ۔ زیر مطالعہ آیت 62۔
	رِحْلَةٌ	کوچ۔ سفر۔ ﴿رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ﴾ (106/القریش:2) ''جاڑے اور گرمی کا سفر۔''

ترکیب

(آیت۔63) نَكْتَلْ۔ باب افتعال کا مضارع مجزوم ہے جو فعل امر اَرْسِلْ کا جواب امر ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔

ترجمہ

وَجَآءَ	اِخْوَةُ يُوْسُفَ	فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ	فَعَرَفَهُمْ
اور آئے	یوسف کے بھائی	پھر وہ لوگ داخل ہوئے ان پر (یعنی حاضر ہوئے)	تو انہوں نے پہچانا ان لوگوں کو

وَهُمْ	لَهٗ	مُنْكِرُوْنَ ﴿۵۸﴾	وَلَمَّا	جَهَّزَهُمْ	بِجَهَازِهِمْ
اور وہ لوگ	ان کو	نہ پہچاننے والے تھے	اور جب	انہوں نے تیار کیا ان کے لئے	ان کی ضرورت کے سامان کو

قَالَ	ائْتُوْنِيْ	بِاَخٍ لَّكُمْ	مِّنْ اَبِيْكُمْ	اَ	لَا تَرَوْنَ	اَنِّيْٓ
تو انہوں نے کہا	تم لوگ آنا میرے پاس	اپنے اس بھائی کے ساتھ جو	تمہارے والد سے ہے	کیا	تم لوگ دیکھتے نہیں	کہ میں

اُوْفِي	الْكَيْلَ	وَاَنَا	خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۵۹﴾	فَاِنْ	لَّمْ تَاْتُوْنِيْ
پورا کرتا ہوں	پیمانہ بھرنے کو	اور میں	مہمان نوازی خوب کرتا ہوں	پھر اگر	تم نہ آئے میرے پاس

بِهٖ	فَلَا كَيْلَ	لَكُمْ	عِنْدِيْ	وَلَا تَقْرَبُوْنِ ﴿۶۰﴾	قَالُوْا
اس کے ساتھ	تو کوئی پیمانہ بھرنا نہیں ہے	تمہارے لئے	میرے پاس	اور تم لوگ قریب مت آنا میرے	ان لوگوں نے کہا

سَنُرَاوِدُ	عَنْهُ	اَبَاهُ	وَاِنَّا	لَفٰعِلُوْنَ ﴿۶۱﴾	وَقَالَ
ہم پھسلائیں گے	اس کو (روکنے) سے	اس کے والد کو	اور بیشک ہم	(یہ) ضرور کرنے والے ہیں	اور انہوں نے کہا

لِفِتْيٰنِهِ	اجْعَلُوْا	بِضَاعَتَهُمْ	فِيْ رِحَالِهِمْ	لَعَلَّهُمْ
اپنے نوجوان خادموں سے	تم لوگ رکھ دو	ان کی پونجی کو	ان کی بوریوں میں	شائد وہ لوگ

يَعْرِفُوْنَهَآ	اِذَا	انْقَلَبُوْٓا	اِلٰٓى اَهْلِهِمْ	لَعَلَّهُمْ	يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۲﴾	فَلَمَّا
پہچانیں اس کو	جب	وہ لوگ پلٹیں	اپنے گھر والوں کی طرف	شائد وہ لوگ	واپس آئیں	پھر جب

رَجَعُوْٓا	اِلٰٓى اَبِيْهِمْ	قَالُوْا	يٰٓاَبَانَا	مُنِعَ	مِنَّا	الْكَيْلُ	فَاَرْسِلْ
وہ لوگ واپس پہنچے	اپنے والد کے پاس	تو ان لوگوں نے کہا	اے ہمارے والد	روکا گیا	ہم سے	پیمانہ بھرنے کو	تو آپ بھیجیں

مَعَنَآ	اَخَانَا	نَكْتَلْ	وَاِنَّا	لَهٗ	لَحٰفِظُوْنَ ۝٦٣
ہمارے ساتھ	ہمارے بھائی کو	تو ہم اپنے لئے پیمانہ بھریں	اور بیشک ہم	اس کی	یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں

قَالَ	هَلْ	اٰمَنُكُمْ	عَلَيْهِ	اِلَّا	كَمَآ	اَمِنْتُكُمْ
(یعقوبؑ نے) کہا	کیا	میں اعتبار کروں تم لوگوں کا	اس (بات) پر	سوائے اس کے کہ	جس طرح	میں نے اعتبار کیا تمہارا

عَلٰٓى اَخِيْهِ	مِنْ قَبْلُ	فَاللّٰهُ	خَيْرٌ	حٰفِظًا	وَّهُوَ
اس کے بھائی کے بارے میں	اس سے پہلے	پس اللہ	سب سے بہتر ہے	بطور حفاظت کرنے والے کے	اور وہ

اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ۝٦٤
رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

آیت ۵۹۔۶۰ کو سمجھنے کے لئے یہ بات ذہن میں رکھیں کہ قحط کے زمانے میں مصر میں غلہ کی ضابطہ بندی تھی اور ہر شخص ایک مقرر مقدار میں غلہ لے سکتا تھا۔ غلہ لینے کے لئے دس بھائی آئے تھے مگر وہ اپنے والد اور اپنے گیارہویں بھائی کا حصہ بھی مانگتے ہوں گے۔ اس پر حضرت یوسفؑ نے کہا ہوگا کہ تمہارے والد کے نہ آنے کا عذر تو معقول ہوسکتا ہے کہ وہ بہت بوڑھے اور نابینا ہیں مگر بھائی کے نہ آنے کا معقول سبب نہیں ہے۔ اس وقت تو ہم تمہاری زبان کا اعتبار کر کے پورا غلہ دے دیتے ہیں مگر آئندہ اگر تم اس کو ساتھ نہ لائے تو تمہارا اعتبار جاتا رہے گا اور تمہیں یہاں سے کوئی غلہ نہیں مل سکے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیوں کی پونجی ان کے سامان میں رکھوا دی تھی۔ اس کی کیا وجہ تھی۔ ابن کثیر نے اس کے کئی احتمال بیان کئے ہیں۔ ایک یہ کہ ان کو خیال آیا کہ شاید ان کے بھائیوں کے پاس اس نقد اور زیور کے سوا اور کچھ نہ ہو تو پھر دوبارہ غلہ لینے کے لئے نہیں آسکیں گے۔ دوسرے یہ کہ اپنے والد اور بھائیوں سے کھانے کی قیمت لینا گوارہ نہ ہو۔ اس لئے شاہی خزانہ میں اپنے پاس سے رقم جمع کر کے ان کی رقم واپس کردی۔ تیسرے یہ کہ وہ جانتے تھے کہ جب ان کی پونجی ان کو واپس ملے گی اور والد کو علم ہوگا تو وہ اللہ کے رسول ہیں۔ اُس پونجی کو مصری خزانے کی امانت سمجھ کر ضرور واپس بھیجیں گے۔ اس طرح بھائیوں کا واپس آنا یقینی ہوجائے گا۔ بہرحال حضرت یوسفؑ نے یہ انتظام اس لئے کیا کہ آئندہ بھی بھائیوں کے آنے کا سلسلہ جاری رہے اور اپنے سگے چھوٹے بھائی سے ملاقات بھی ہوجائے۔ (منقول از معارف القرآن)

آیت نمبر (65تا68)

م	ی	ر

(ض) مَيْرًا : کسی کے لئے خوراک لانا۔ زیر مطالعہ آیت۔65

ب	ع	ر

(س) بَعَرًا : اونٹ کا چار سال یا نو سال کا ہونا۔

بَعِيْرٌ	اونٹ (مذکر و مونث دونوں کے لئے آتا ہے)۔ زیر مطالعہ آیت۔65

ح	و	ج

(ن)	حَوْجًا	ضرورت مند ہونا۔ کسی چیز کی خواہش کرنا۔
	حَاجَةٌ	ایسی ضرورت جس کی دل میں خواہش ہو۔ (ا) ضرورت (۲) دلی خواہش۔ زیر مطالعہ آیت۔68

ترکیب

(آیت 65) نَزْدَادُ دراصل مادہ ''ز ی د'' سے باب افتعال کے مضارع کا جمع متکلم کا صیغہ ہے۔ جو اصل میں نَزْتَادُ تھا تاءِ افتعال کی ''ت'' کو دال سے بدل دیا گیا ہے۔ (آیت۔ 67) بَنِیَّ در اصل بَنِیْنَ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون گرا تو بَنِیْ باقی بچی۔ اس پر مضاف الیہ یائے متکلم داخل ہوئی تو بَنِیَّ ہو گیا۔ (آیت۔ 68) قَضٰھَا کی ضمیر فاعلی ھُوَ کی ضمیر ہے جو یعقوبؑ کے لئے ہے اور ھَا کی ضمیر مفعولی حَاجَةً کے لئے ہے۔

ترجمہ

وَلَمَّا	فَتَحُوْا	مَتَاعَهُمْ	وَجَدُوْا	بِضَاعَتَهُمْ	رُدَّتْ	اِلَيْهِمْ
اور جب	انہوں نے کھولا	اپنے سامان کو	تو انہوں نے پایا	اپنی پونجی کو	جو لوٹائی گئی	ان کی طرف

قَالُوْا	يٰٓاَبَانَا	مَا نَبْغِيْ	هٰذِهٖ	بِضَاعَتُنَا	رُدَّتْ	اِلَيْنَا
انہوں نے کہا	اے ہمارے باپ	ہم (اور) کیا چاہیں	یہ	ہماری پونجی ہے	جو لوٹائی گئی	ہماری طرف

وَنَمِيْرُ	اَهْلَنَا	وَنَحْفَظُ	اَخَانَا	وَنَزْدَادُ
اور ہم خوراک لائیں گے	اپنے گھر والوں کے لئے	اور ہم حفاظت کریں گے	اپنے بھائی کی	اور ہم زیادہ ہوں گے

كَيْلَ بَعِيْرٍ ؕ	ذٰلِكَ	كَيْلٌ يَّسِيْرٌ ﴿۶۵﴾	قَالَ	لَنْ اُرْسِلَهٗ
ایک اونٹ کے پیمانے (بوجھ) کے لحاظ سے	یہ	آسان پیمانہ بھرنا ہے	انہوں نے کہا	میں ہرگز نہیں بھیجوں گا اس کو

مَعَكُمْ	حَتّٰى	تُؤْتُوْنِ	مَوْثِقًا	مِّنَ اللّٰهِ	لَتَاْتُنَّنِيْ
تم لوگوں کے ساتھ	یہاں تک کہ	تم لوگ دو مجھ کو	ایک پختہ وعدہ	اللہ سے	(کہ) تم لوگ لازماً آؤ گے میرے پاس

بِهٖٓ	اِلَّآ اَنْ	يُّحَاطَ	بِكُمْ ۚ	فَلَمَّآ	اٰتَوْهُ	مَوْثِقَهُمْ
اس کے ساتھ	سوائے اس کے کہ	گھیر لیا جائے	تم لوگوں کو	پھر جب	ان لوگوں نے دیا انؑ کو	اپنا پختہ وعدہ

قَالَ	اللّٰهُ	عَلٰى مَا	نَقُوْلُ	وَكِيْلٌ ﴿۶۶﴾	وَقَالَ	يٰبَنِيَّ
تو انہوں نے کہا	اللہ	اس پر جو	ہم کہتے ہیں	نگہبان ہے	اور انہوں نے کہا	اے میرے بیٹو

لَا تَدْخُلُوْا	مِنْۢ بَابٍ وَّاحِدٍ	وَّادْخُلُوْا	مِنْ اَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ؕ
تم لوگ داخل مت ہونا	ایک دروازے سے	اور تم لوگ داخل ہونا	الگ الگ دروازوں سے

وَمَآ اُغْنِيْ	عَنْكُمْ	مِّنَ اللّٰهِ	مِنْ شَيْءٍ ؕ	اِنِ	الْحُكْمُ	اِلَّا	لِلّٰهِ ؕ
اور میں کام نہیں آؤں گا	تمہارے	اللہ سے	کسی بھی چیز سے	نہیں ہے	حکم دینا	مگر	اللہ کے لئے

عَلَيۡهِ	تَوَكَّلۡتُ ج	وَعَلَيۡهِ	فَلۡيَتَوَكَّلِ	الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ۝٦٧	وَلَمَّا
اس پر ہی	میں نے بھروسہ کیا	اور اس پر ہی	پس چاہیے کہ بھروسہ کریں	بھروسہ کرنے والے	اور جب

دَخَلُوۡا	مِنۡ حَيۡثُ	اَمَرَهُمۡ	اَبُوۡهُمۡ ؕ	مَا كَانَ	يُغۡنِىۡ	عَنۡهُمۡ	مِّنَ اللّٰهِ
وہ داخل ہوئے	جہاں سے	حکم دیا ان کو	ان کے والد نے	تو وہ نہیں تھا (کہ)	کام آتا	ان کے	اللہ سے

مِنۡ شَىۡءٍ	اِلَّا	حَاجَةً	فِىۡ نَفۡسِ يَعۡقُوۡبَ	قَضٰهَا ؕ	وَاِنَّهٗ
کسی بھی چیز سے	مگر	ایک خواہش	یعقوبؑ کے جی میں	انہوں نے پورا کیا اس کو	اور بیشک وہ
لَذُوۡ عِلۡمٍ	لِّمَا	عَلَّمۡنٰهُ	وَلٰكِنَّ	اَكۡثَرَ النَّاسِ	لَا يَعۡلَمُوۡنَ ع ۝٦٨
یقیناً صاحب علم تھے	اس کے جو	ہم نے علم دیا ان کو	اور لیکن	لوگوں کے اکثر	جانتے نہیں ہیں۔

نوٹ۔1

آیت۔ ۶۸ میں ہے کہ حضرت یعقوبؑ صاحب علم تھے اور یہ علم اللہ نے ان کو دیا تھا، لیکن اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تدبیر اور توکل کے درمیان اتنا ٹھیک اور صحیح توازن جو حضرت یعقوبؑ کے مذکورہ بالا اقوال میں پایا جاتا ہے۔ وہ در اصل اس علم حقیقت کا فیض ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیا تھا۔ ایک طرف وہ عالم اسباب کے قوانین کے مطابق تمام ایسی تدبیریں کرتے ہیں جو عقل وفکر اور تجربہ کی بنیاد پر اختیار کرنی ممکن تھیں۔ بیٹوں کا ان کا پہلا جرم یاد دلا کر تنبیہ کرتے ہیں، خدا کے نام پر عہد و پیمان لیتے ہیں اور وقت کے سیاسی حالات کے تحت تاکید کرتے ہیں کہ تم سب ایک دروازے سے داخل مت ہونا۔ مگر دوسری طرف بار بار اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہیں کہ کوئی انسانی تدبیر اللہ کی مشیت کو نافذ ہونے سے نہیں روک سکتی۔ اور اصل حفاظت اللہ کی حفاظت ہے اور بھروسہ اپنی تدبیروں پر نہیں بلکہ اللہ ہی کے فضل پر ہونا چاہئے۔

اپنی باتوں اور اپنے کاموں میں یہ صحیح توازن صرف وہی شخص قائم کر سکتا ہے جو حقیقت کا علم رکھتا ہو۔ جو یہ بھی جانتا ہو کہ دنیا کے ظاہری اسباب وعدل کے نظام کے پیچھے اصل کارفرما طاقت کون سی ہے اور اس کے ہوتے ہوئے اپنی سعی وعمل پر انسان کا بھروسہ کس قدر بے بنیاد ہے۔ یہی وہ بات ہے جس کو اکثر لوگ نہیں جانتے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (69تا76)

ع ی ر

(ض)

عَيۡرًا ادھر ادھر آنا جانا۔

عِيۡرٌ قافلہ۔ زیر مطالعہ آیت۔70

ف ق د

(ض) فُقۡدَانًا (۱) کسی چیز کا گم ہو جانا۔ (۲) کسی چیز کو نہ پانا۔ زیر مطالعہ آیت۔71۔

1069

(تفعّل)	تَفَقُّدًا	(۱) تلاش کرنا۔ (۲) کسی چیز کا جائزہ لینا کہ کچھ کم یا گم تو نہیں ہوا۔ ﴿وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ﴾ (27/النمل:20) ''اور اس نے جائزہ لیا پرندوں کا۔''
ص و ع		
(ن)	صَوْعًا	کسی پیمانے سے ناپنا۔
	صُوَاعٌ	پینے کا پیالہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 72۔
و ع ی		
(ض)	وَعْيًا	جمع کرنا۔ یاد رکھنا۔ ﴿لِنَجْعَلَهَا لَكُمْ تَذْكِرَةً وَّ تَعِيَهَآ اُذُنٌ وَّاعِيَةٌ﴾ (69/الحاقۃ:12) ''تا کہ ہم بنائیں اس کو تمہارے لئے ایک یاد دہانی اور تا کہ یاد رکھیں اس کو یاد رکھنے والے کان۔''
	وَاعِيَةٌ	اسم الفاعل وَاعٍ کا مونث ہے۔ یاد رکھنے والا۔ اور آیت۔ 69/12 دیکھیں۔
	وِعَاءٌ	ج اَوْعِيَةٌ۔ وہ چیز جس میں کوئی چیز جمع کی جائے۔ تھیلا۔ بوری وغیرہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 76۔
(افعال)	اِيْعَاءً	جمع کی ہوئی چیز کو محفوظ رکھنا۔ ﴿وَجَمَعَ فَاَوْعٰى﴾ (70/المعارج:18) ''اور اس نے جمع کیا پھر محفوظ رکھا۔''

ترجمہ

وَلَمَّا	دَخَلُوْا	عَلٰى يُوْسُفَ	اٰوٰٓى	اِلَيْهِ	اَخَاهُ
اور جب	وہ لوگ داخل (حاضر) ہوئے	یوسفؑ پر	تو انہوں نے جگہ دی	اپنے پاس	اپنے بھائی کو

قَالَ	اِنِّىْٓ اَنَا	اَخُوْكَ	فَلَا تَبْتَئِسْ	بِمَا	
(پھر) انہوں نے کہا	کہ میں ہی	تمہارا بھائی ہوں	پس تم دل برداشتہ مت ہو	اس سے جو	
كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۶۹﴾	فَلَمَّا	جَهَّزَهُمْ	بِجَهَازِهِمْ	جَعَلَ	
یہ لوگ کرتے تھے	پھر جب	انہوں نے تیار کیا ان کے لئے	ان ضرورت کے سامان کو	تو انہوںؑ نے رکھا	
السِّقَايَةَ	فِىْ رَحْلِ اَخِيْهِ	ثُمَّ	اَذَّنَ	مُؤَذِّنٌ	اَيَّتُهَا الْعِيْرُ
پینے کے پیالے کو	اپنے بھائی کے تھیلے میں	پھر	پکارا	ایک پکارنے والے نے	اے قافلے والو
اِنَّكُمْ	لَسٰرِقُوْنَ ﴿۷۰﴾	قَالُوْا	وَاَقْبَلُوْا	عَلَيْهِمْ	مَّاذَا
بیشک تم لوگ	یقیناً چوری کرنے والے ہو	ان لوگوں نے کہا	اور وہ لوگ سامنے ہوئے	ان کے	وہ کیا ہے جو
تَفْقِدُوْنَ ﴿۷۱﴾	قَالُوْا	نَفْقِدُ	صُوَاعَ الْمَلِكِ	وَلِمَنْ	جَآءَ بِهٖ
تم لوگ نہیں پاتے	ان لوگوں نے کہا	ہم نہیں پاتے	بادشاہ کا پینے کا پیالہ	اور اس کے لئے جو	لائے گا اس کو

حِمْلُ بَعِيْرٍ	وَّاَنَا	بِهٖ	زَعِيْمٌ ﴿۷۲﴾	قَالُوْا	تَاللّٰهِ	لَقَدْ عَلِمْتُمْ
ایک اونٹ کا بوجھ (انعام) ہے	اور میں	اس کا	ضامن ہوں	ان لوگوں نے کہا	اللہ کی قسم	بیشک تم لوگ جان چکے ہو

مَّا جِئۡنَا	لِنُفۡسِدَ	فِی الۡاَرۡضِ	وَمَا کُنَّا	سٰرِقِیۡنَ ﴿۷۳﴾	قَالُوۡا	فَمَا
ہم نہیں آئے	فساد مچانے	زمین میں	اور ہم نہیں ہیں	چوری کرنے والے	ان لوگوں نے کہا	تو کیا

جَزَآؤُہٗۤ	اِنۡ	کُنۡتُمۡ	کٰذِبِیۡنَ ﴿۷۴﴾	قَالُوۡا	جَزَآؤُہٗ	مَنۡ	وُّجِدَ
اس کا بدلہ ہے	اگر	تم لوگ	جھوٹ کہنے والے ہو	ان لوگوں نے کہا	اس کا بدلہ	وہ ہے	وہ (پیالہ) پایا گیا

فِیۡ رَحۡلِہٖ	فَہُوَ	جَزَآؤُہٗ ؕ	کَذٰلِکَ	نَجۡزِی	الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۷۵﴾
جس کے تھیلے میں	تو وہ ہی	اس کا بدلہ ہے	اس طرح	ہم بدلہ دیتے ہیں	ظلم کرنے والوں کو

فَبَدَاَ	بِاَوۡعِیَتِہِمۡ	قَبۡلَ وِعَآءِ اَخِیۡہِ	ثُمَّ	اسۡتَخۡرَجَہَا
تو انہوںؑ نے ابتدا کی	ان لوگوں کے تھیلوں (کی تلاشی) سے	اپنے بھائی کے تھیلے سے پہلے	پھر	انہوںؑ نے نکالا اس (پیالے) کو

مِنۡ وِّعَآءِ اَخِیۡہِ ؕ	کَذٰلِکَ	کِدۡنَا	لِیُوۡسُفَ ؕ	مَا کَانَ
اپنے بھائی کے تھیلے سے	اس طرح	ہم نے (یعنی اللہ نے) خفیہ تدبیر کی	یوسفؑ کے لئے	(ممکن) نہیں تھا

لِیَاۡخُذَ	اَخَاہُ	فِیۡ دِیۡنِ الۡمَلِکِ	اِلَّاۤ اَنۡ	یَّشَآءَ	اللّٰہُ ؕ	نَرۡفَعُ
کہ وہؑ پکڑیں	اپنے بھائی کو	بادشاہ کے دستور میں	سوائے اس کے کہ (جو)	چاہے	اللہ	ہم بلند کرتے ہیں

دَرَجٰتٍ	مَّنۡ	نَّشَآءُ ؕ	وَفَوۡقَ کُلِّ ذِیۡ عِلۡمٍ	عَلِیۡمٌ ﴿۷۶﴾
درجوں کے لحاظ سے	اس کو جسے	ہم چاہتے ہیں	اور ہر علم والے کے اوپر	ایک علیم (ذات) ہے

نوٹ:1

اپنے بھائی کو روکنے کے لئے یوسفؑ نے جو تدبیر کی اس سے ذہن میں کچھ الجھنیں پیدا ہوتی ہیں اور اس کے مختلف جوابات دیئے گئے ہیں لیکن صحیح جواب وہی ہے جو قرطبی اور مظہری وغیرہ نے دیا ہے کہ اس واقعہ میں جو کچھ کیا گیا اور کہا گیا وہ سب بامر الٰہی تھے اور اس ہی کی حکمت بالغہ کے مظاہر تھے۔ اس جواب کی طرف خود قرآن کی اس آیت میں اشارہ موجود ہے کہ ''اس طرح ہم نے خفیہ تدبیر کی یوسفؑ کے لئے۔'' اس آیت میں واضح طور پر اللہ تعالیٰ نے اس تدبیر کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔ جب یہ سب کچھ بامر خداوندی ہوا تو اس کو ناجائز کہنے کے کوئی معنی نہیں رہتے۔ اس کی مثال ایسی ہی ہے جیسے حضرت خضرؑ کا کشتی توڑنا، لڑکے کا قتل کرنا وغیرہ جو بظاہر گناہ تھے۔ اسی لئے حضرت موسیٰؑ نے ان پر اعتراض کیا تھا۔ مگر حضرت خضرؑ یہ سب کام باذنِ خداوندی خاص مصلحتوں کے تحت کر رہے تھے اس لئے ان کا کوئی گناہ نہ تھا۔ (معارف القرآن)

[illegible]

1085

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیت نمبر (77تا82)

ب	ر	ح

(س) بَرِحَا کسی چیز کو چھوڑ دینا۔ کسی جگہ سے ہٹ جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔80۔

ترجمہ

قَالُوْٓا	اِنْ	يَّسْرِقْ	فَقَدْ سَرَقَ	اَخٌ	لَّهٗ	مِنْ قَبْلُ ۚ
ان لوگوں نے کہا	اگر	اس نے چوری کی ہے	تو چوری کر چکا ہے	ایک بھائی	اس کا	اس سے پہلے

فَاَسَرَّهَا	يُوْسُفُ	فِيْ نَفْسِهٖ	وَلَمْ يُبْدِهَا	لَهُمْ ۚ
تو چھپایا اس (بات) کو	یوسفؑ نے	اپنے جی میں	اور ظاہر نہیں کیا اس (بات) کو	ان کے لئے

قَالَ	اَنْتُمْ	شَرٌّ	مَّكَانًا ۚ	وَاللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِمَا
انہوں نے (اپنے جی میں) کہا	تم لوگ	سب سے گھٹیا ہو	بلحاظ درجہ کے	اور اللہ	خوب جاننے والا ہے	اس کو جو

تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾	قَالُوْا	يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ	اِنَّ لَهٗٓ	اَبًا	شَيْخًا كَبِيْرًا
تم لوگ بتاتے ہو	ان لوگوں نے کہا	اے عزیز	اس کے	والد	بہت بوڑھے ہیں

فَخُذْ	اَحَدَنَا	مَكَانَهٗ ۚ	اِنَّا	نَرٰىكَ	مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾
پس آپؑ پکڑیں	ہمارے ایک کو	اس کی جگہ	بیشک	ہم دیکھتے ہیں آپؑ کو	احسان کرنے والوں میں سے

قَالَ	مَعَاذَ اللّٰهِ	اَنْ	نَّاْخُذَ	اِلَّا	مَنْ	وَّجَدْنَا	مَتَاعَنَا	عِنْدَهٗٓ ۙ
انہوں نے کہا	اللہ کی پناہ	کہ	ہم پکڑیں	مگر	اس کو	ہم نے پایا	اپنا سامان	جس کے پاس

اِنَّآ	اِذًا	لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ ع	فَلَمَّا	اسْتَيْـَٔسُوْا	مِنْهُ	خَلَصُوْا
بیشک ہم	پھر تو	ضرور ظلم کرنے والے ہیں	پھر جب	وہ مایوس ہوئے	ان سے	تو وہ لوگ الگ ہوئے

نَجِيًّا ۭ	قَالَ	كَبِيْرُهُمْ	اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا	اَنَّ	اَبَاكُمْ	قَدْ اَخَذَ
سرگوشی کرتے ہوئے	کہا	ان کے بڑے نے	کیا تم لوگوں نے نہیں جانا	کہ	تمہارے والد نے	لیا ہے

عَلَيْكُمْ	مَّوْثِقًا	مِّنَ اللّٰهِ	وَمِنْ قَبْلُ	مَا	فَرَّطْتُّمْ	فِيْ يُوْسُفَ ۚ
تم لوگوں سے	ایک پختہ وعدہ	اللہ سے (یعنی اللہ کی قسم کھلا کر)	اور اس سے پہلے	جو	تم نے کوتاہی کی	یوسفؑ (کے معاملہ) میں

فَلَنْ اَبْرَحَ	الْاَرْضَ	حَتّٰى	يَاْذَنَ	لِيْٓ	اَبِيْٓ	اَوْ	1085 يَحْكُمَ
پس میں ہرگز نہیں ہٹوں گا	اس سرزمین سے	یہاں تک کہ	اجازت دیں	مجھ کو	میرے والد	یا	حکم دے

اللّٰهُ	لِيْ ۚ	وَهُوَ	خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾	اِرْجِعُوْٓا	اِلٰٓى اَبِيْكُمْ
اللہ	مجھ کو	اور وہ	حکم دینے والوں کا بہترین ہے	تم لوگ لوٹو	اپنے والد کی طرف

فَقُوْلُوْا	يٰٓاَبَانَآ	اِنَّ	ابْنَكَ	سَرَقَ ۚ	وَمَا شَهِدْنَآ	اِلَّا	بِمَا
پھر کہو	اے ہمارے والد	بیشک	آپ کے بیٹے نے	چوری کی	اور ہم نے گواہی نہیں دی	مگر	اس کی جو

عَلِمْنَا	وَمَا كُنَّا	لِلْغَيْبِ	حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾	وَسْــَٔلِ	الْقَرْيَةَ الَّتِيْ	كُنَّا
ہم نے جانا	اور ہم نہیں تھے	غیب کی	حفاظت کرنے والے	اور آپ پوچھ لیں	اس بستی والوں سے	ہم تھے

فِيْهَا	وَالْعِيْرَ الَّتِيْٓ	اَقْبَلْنَا	فِيْهَا ۭ	وَاِنَّا	لَصٰدِقُوْنَ ﴿۸۲﴾
جس میں	اور اس قافلہ سے	ہم آگے بڑھے (یعنی آئے)	جس میں	اور بیشک ہم	یقیناً سچ کہنے والے ہیں۔

آیت نمبر (83 تا 87)

ف ت ء

(ف۔س) فَتْئًا — کسی کام کو کرتے رہنا۔ زیر مطالعہ آیت۔85

ش ک و

(ن) شَكْوًا — کسی چیز کو ظاہر کرنا۔ بیان کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔86

مِشْكٰوةٌ — ظاہر کرنے کا آلہ۔ چراغ رکھنے کا طاق۔ ﴿مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ﴾ (24/النور:35) ”اس کے نور کی مثال ایک طاق جیسی ہے جس میں ایک چراغ ہے۔“

(افتعال) اِشْتِكَاءً — اہتمام سے بیان کرنا۔ فریاد کرنا۔ ﴿وَتَشْتَكِيْٓ اِلَى اللّٰهِ﴾ (58/المجادلہ:1) ”اور وہ فریاد کرتی ہے اللہ سے۔“

ترکیب

(آیت۔84) يٰٓاَسَفٰى میں اَسَفٌ پر یائے متکلم لگی ہوئی ہے۔ منادیٰ پر جب یائے متکلم لگاتے ہیں تو عموماً اسے الف مقصوریٰ کی طرح لکھتے ہیں جیسے يٰوَيْلَتٰى۔ يٰحَسْرَتٰى وغیرہ۔

ترجمہ:

قَالَ	بَلْ	سَوَّلَتْ	لَكُمْ	اَنْفُسُكُمْ	اَمْرًا ۭ
(یعقوبؑ نے) کہا	بلکہ	خوشنما بنا کر پیش کیا	تمہارے لئے	تمہاری نفسوں نے	ایک کام کو

فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ۭ	عَسَى اللّٰهُ اَنْ	يَّاْتِيَنِيْ	بِهِمْ	جَمِيْعًا ۭ	اِنَّهٗ
تو (اب) خوبصورت صبر کرنا ہے	امید ہے کہ اللہ	لے آئے گا میرے پاس	ان کو	سب کو	بیشک وہ

هُوَ الْعَلِيْمُ	الْحَكِيْمُ ۝۸۳	وَتَوَلّٰى	عَنْهُمْ	وَقَالَ	1085 يٰاَسَفٰى
ہی جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اور انہوں نے منہ پھیرا	ان سے	اور کہا	ہائے افسوس

عَلٰى يُوْسُفَ	وَابْيَضَّتْ	عَيْنٰهُ	مِنَ الْحُزْنِ	فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝۸۴
یوسفؑ (کی جدائی) پر	اور سفید ہوگئیں	ان کی دونوں آنکھیں	غم سے	اور وہ گھٹ گھٹ کر رہتے تھے

قَالُوْا	تَاللّٰهِ	تَفْتَؤُا	تَذْكُرُ يُوْسُفَ	حَتّٰى	تَكُوْنَ
ان لوگوں نے کہا	اللہ کی قسم	آپ کرتے رہیں گے	یوسفؑ کا تذکرہ	یہاں تک کہ	آپ ہوجائیں

حَرَضًا	اَوْ	تَكُوْنَ	مِنَ الْهٰلِكِيْنَ ۝۸۵	قَالَ	اِنَّمَآ
لاغر	یا	آپ ہوجائیں	ہلاک ہونے والوں میں سے	(یعقوبؑ نے) کہا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

اَشْكُوْا	بَثِّىْ	وَحُزْنِیْٓ	اِلَى اللّٰهِ	وَاَعْلَمُ	مِنَ اللّٰهِ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸۶
میں کھولتا ہوں	اپنا رنج	اور اپنا غم	اللہ کے سامنے	اور میں جانتا ہوں	اللہ (کی طرف) سے	اس کو جو	تم لوگ نہیں جانتے

يٰبَنِىَّ	اذْهَبُوْا	فَتَحَسَّسُوْا	مِنْ يُّوْسُفَ	وَاَخِيْهِ	وَلَا تَايْـَٔسُوْا
اے میرے بیٹو	تم لوگ جاؤ	پھر سراغ لگاؤ	یوسفؑ کا	اور ان کے بھائی کا	اور مایوس مت ہو

مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ	اِنَّهٗ	لَا يَايْـَٔسُ	مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ
اللہ کی رحمت سے	حقیقت یہ ہے کہ	مایوس نہیں ہوتے	اللہ کی رحمت سے

اِلَّا	الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ۝۸۷
مگر	کفر کرنے والے لوگ

نوٹ۔1

آیت۔۸۶ میں یعقوبؑ نے کہا کہ اللہ کی طرف سے جو میں جانتا ہوں وہ تم لوگ نہیں جانتے۔ یہ دراصل اشارہ ہے کہ اللہ نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ وہ یوسفؑ کو ان سے ملا دے گا۔ وہ یہ بھی جانتے تھے کہ اللہ کے وعدہ کے ظہور کے لئے کوشش ضروری ہے۔ اس لئے اپنے بیٹوں کو ہدایت کی کہ تم لوگ جاؤ اور یوسفؑ کو تلاش کرو۔

آیت نمبر (88 تا 93)

ز ج و

(ن) — زَجْوًا — کسی کو ہانکنا۔ چلانا۔

(افعال) — اِزْجَاءً — یہ ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔ ہانکنا۔ چلانا۔ ﴿اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُزْجِىْ سَحَابًا﴾ (24/النور:43) ''کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہانکتا ہے بادل کو۔''

مُزْجٰىةٌ — اسم المفعول ہے۔ ہانکی ہوئی چیز۔ حقیر و ذلیل چیز۔ زیر مطالعہ آیت۔88۔

1085

ث ر ب

(ض) ثَرَبًا کسی کے کام کو برا سمجھنا۔

(تفعیل) تَثْرِيْبًا کسی کو اس کے کام پر سرزنش کرنا۔عتاب کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔۹۲۔

ترجمہ

فَلَمَّا	دَخَلُوْا	عَلَيْهِ	قَالُوْا	يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ	مَسَّنَا
پھر جب	وہ لوگ داخل (حاضر) ہوئے	ان پر	تو انہوں نے کہا	اے عزیز	چھوا ہم کو

وَ اَهْلَنَا	الضُّرُّ	وَ جِئْنَا	بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ	فَاَوْفِ	لَنَا
اور ہمارے گھر والوں کو	سختی نے	اور آئے ہم	ایک حقیری پونجی کے ساتھ	پس آپؑ پورا کریں	ہمارے لئے

الْكَيْلَ	وَ تَصَدَّقْ	عَلَيْنَا ط	اِنَّ	اللّٰهَ	يَجْزِي
پیمانہ بھرنے کو	اور آپؑ حق سے زیادہ نچھاور کریں	ہم پر	بیشک	اللہ	جزا دیتا ہے

الْمُتَصَدِّقِيْنَ	قَالَ	هَلْ	عَلِمْتُمْ	مَّا	فَعَلْتُمْ	بِيُوْسُفَ
حق سے زیادہ دینے والوں کو	(یوسفؑ نے) کہا	کیا	تم لوگوں نے جانا	اس کو جو	تم لوگوں نے کیا	یوسف کے ساتھ

وَ اَخِيْهِ	اِذْ	اَنْتُمْ	جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾	قَالُوْٓا	ءَ	اِنَّكَ
اور اس کے بھائی کے ساتھ	جب	تم لوگ	نادان تھے	ان لوگوں نے کہا	کیا	بیشک

لَاَنْتَ يُوْسُفُ ط	قَالَ	اَنَا	يُوْسُفُ	وَهٰذَآ	اَخِيْ	قَدْ مَنَّ	اللّٰهُ
تو ہی یوسف ہے	انہوں نے کہا	میں	یوسف ہوں	اور یہ	میرا بھائی ہے	احسان کیا ہے	اللہ نے

عَلَيْنَا ط	اِنَّهٗ	مَنْ	يَّتَّقِ	وَيَصْبِرْ	فَاِنَّ	اللّٰهَ	لَا يُضِيْعُ
ہم پر	حقیقت یہ ہے کہ	جو	تقویٰ کرتا ہے	اور صبر کرتا ہے	تو بیشک	اللہ	ضائع نہیں کرتا

اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾	قَالُوْا	تَاللّٰهِ	لَقَدْ اٰثَرَكَ	اللّٰهُ	عَلَيْنَا
خوب کاروں کے اجر کو	ان لوگوں نے کہا	اللہ کی قسم	یقیناً ترجیح دی ہے آپ کو	اللہ نے	ہم پر

وَ اِنْ	كُنَّا	لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾	قَالَ	لَا تَثْرِيْبَ	عَلَيْكُمُ
اور بیشک	ہم تھے	یقیناً غلطی کرنے والے	انہوں نے کہا	کوئی بھی الزام نہیں ہے	تم لوگوں پر

اَلْيَوْمَ ط	يَغْفِرُ	اللّٰهُ	لَكُمْ	وَهُوَ	اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾
آج	مغفرت کرے گا	اللہ	تم لوگوں کی	اور وہ	رحم کرنے والوں کا سب سے زیادہ رحم کرنے والا

اِذْهَبُوْا	بِقَمِيْصِيْ هٰذَا	فَاَلْقُوْهُ	عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ	يَاْتِ
تم لوگ جاؤ	میرے اس کرتہ کے ساتھ	پھر ڈالو اس کو	میرے والد کے چہرے پر	تو وہ آئیں گے

بَصِيۡرًا ۚ	وَ اۡتُوۡنِیۡ	بِاَهۡلِكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۹۳﴾ 1085
دیکھنے والا ہوتے ہوئے	اور تم لوگ آؤ میرے پاس	اپنے تمام گھر والوں کے ساتھ

نوٹ۔1

قَدۡ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيۡنَا سے معلوم ہوا کہ جب انسان کسی تکلیف و مصیبت میں گرفتار ہو اور پھر اللہ تعالیٰ اسے نجات عطا فرما کر اپنی نعمت سے نوازیں تو اب اس کو گذشتہ مصائب کا ذکر کرنے کے بجائے اللہ تعالیٰ کے اس انعام و احسان کا ذکر کرنا چاہئے جو اب حاصل ہوا ہے۔ مصیبت سے نجات اور انعام الٰہی کے حصول کے بعد بھی پچھلی تکلیف و مصیبت کو روتے رہنا ناشکری ہے اور ایسے ناشکرے کو قرآن مجید میں کَنُوۡدٌ کہا گیا ہے۔ (۱۱۰ / ٦) یعنی ایسا شخص جو احسانات کو یاد نہ رکھے، صرف تکلیفوں اور مصیبتوں کو ہی یاد رکھے۔ (معاف القرآن)

آیت نمبر (94 تا 98)

ف ن د

(س) فَنَدًا ضعیف العقل ہونا۔ بہکی بہکی باتیں کرنا۔

(تفعیل) تَفۡنِيۡدًا کسی کو بہکا ہوا قرار دینا یا سمجھنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 94۔

ترجمہ:

وَلَمَّا	فَصَلَتِ	الۡعِيۡرُ	قَالَ	اَبُوۡهُمۡ	اِنِّیۡ	لَاَجِدُ	رِيۡحَ يُوۡسُفَ
اور جب	روانہ ہوا،	قافلہ	کہا	ان لوگوں کے والد نے	کہ میں	پاتا ہوں	یوسفؑ کی مہک کو

لَوۡلَاۤ	اَنۡ	تُفَنِّدُوۡنِ ﴿۹۴﴾	قَالُوۡا	تَاللّٰهِ	اِنَّكَ	لَفِیۡ ضَلٰلِكَ الۡقَدِيۡمِ ﴿۹۵﴾
اگر نہ ہو	کہ	تم لوگ بہکا ہوا سمجھو مجھ کو	ان لوگوں نے کہا	اللہ کی قسم	بیشک آپ	اپنی پرانی گمراہی میں ہی ہیں

فَلَمَّاۤ اَنۡ	جَآءَ	الۡبَشِيۡرُ	اَلۡقٰهُ	عَلٰى وَجۡهِهٖ	فَارۡتَدَّ
پھر جیسے ہی	آیا	بشارت دینے والا	تو اس نے ڈالا اس کو	ان کے چہرے پر	تو وہ لوٹے

بَصِيۡرًا ۚ	قَالَ	اَ	لَمۡ اَقُلۡ	لَّكُمۡ ۚۙ	اِنِّیۡۤ	اَعۡلَمُ
دیکھنے والے ہوتے ہوئے	انہوں نے کہا	کیا	میں نے نہیں کہا تھا	تم لوگوں سے	کہ میں	جانتا ہوں

مِنَ اللّٰهِ	مَا	لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۹۶﴾	قَالُوۡا	يٰۤاَبَانَا	اسۡتَغۡفِرۡ
اللہ (کی طرف) سے	اس کو جو	تم لوگ نہیں جانتے	ان لوگوں نے کہا	اے ہمارے والد	آپؑ مغفرت مانگیں

لَنَا	ذُنُوۡبَنَاۤ	اِنَّا كُنَّا	خٰطِـِٕيۡنَ ﴿۹۷﴾	قَالَ	سَوۡفَ	اَسۡتَغۡفِرُ
ہمارے لئے	ہمارے گناہوں کی	بیشک ہم تھے	غلطی کرنے والے	انہوں نے کہا	عنقریب	میں مغفرت مانگوں گا

لَكُمۡ	رَبِّیۡ ؕ	اِنَّهٗ	هُوَ الۡغَفُوۡرُ	الرَّحِيۡمُ ﴿۹۸﴾
تم لوگوں کے لئے	اپنے رب سے	بیشک وہ	ہی بخشنے والا ہے	رحم کرنے والا ہے

1085

آیت نمبر (99 تا 101)

ترکیب

(آیت۔ 99) مِصْرَ غیر منصرف آیا ہے اس لئے اسے مراد ملکِ مصر ہے۔ دیکھیں آیت نمبر 2/ 61 مادہ ”م ص ر“ (آیت۔ ۱۰۰) مِنْ قَبْلُ کے آگے رَءَ یْتُھَا محذوف ہے۔ (آیت۔ ۱۰۱) فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ میں فَاطِرَ کی نصب منادیٰ مضاف ہونے کی وجہ سے ہے یعنی اس سے پہلے حرف ندا ”یا“ محذوف ہے۔

ترجمہ:

فَلَمَّا	دَخَلُوْا	عَلٰی یُوْسُفَ	اٰوٰۤی	اِلَیْهِ	اَبَوَیْهِ
پھر جب	وہ لوگ داخل (حاضر) ہوئے	یوسفؑ پر	تو انہوں نے جگہ دی	اپنے پاس	اپنے والدین کو

وَقَالَ	ادْخُلُوْا	مِصْرَ	اِنْ	شَآءَ	اللّٰهُ	اٰمِنِيْنَ ؀
اور انہوں نے کہا	آپ لوگ داخل ہوں	ملک مصر میں	اگر	چاہا	اللہ نے (تو)	امن میں ہونے والے ہوتے ہوئے

وَرَفَعَ	اَبَوَيْهِ	عَلَى الْعَرْشِ	وَخَرُّوْا	لَهٗ	سُجَّدًا ۚ
اور انہوں نے بلند کیا	اپنے والدین کو	تخت پر	اور وہ لوگ گر پڑے	ان کے لئے	سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے

وَقَالَ	يٰۤاَبَتِ	هٰذَا	تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ	مِنْ قَبْلُ ١	قَدْ جَعَلَهَا
اور انہوں نے کہا	اے میرے والد	یہ	میرے خواب کی تعبیر ہے	اس سے پہلے (جو میں نے دیکھا)	بنا دیا ہے اس کو

رَبِّيْ	حَقًّا ۭ	وَقَدْ اَحْسَنَ	بِيْٓ	اِذْ	اَخْرَجَنِيْ	مِنَ السِّجْنِ
میرے رب نے	سچ	اور اس نے احسان کیا ہے	مجھ پر	جب	اس نے نکالا مجھ کو	قید خانہ سے

وَجَاۗءَ بِكُمْ	مِّنَ الْبَدْوِ	مِنْۢ بَعْدِ	اَنْ	نَّزَغَ	الشَّيْطٰنُ	بَيْنِيْ
اور وہ لایا آپ لوگوں کو	گاؤں سے	اس کے بعد	کہ	ناچاقی ڈالی	شیطان نے	میرے درمیان

وَبَيْنَ اِخْوَتِيْ ۭ	اِنَّ	رَبِّيْ	لَطِيْفٌ	لِّمَا	يَشَاۗءُ ۭ
اور میرے بھائیوں کے درمیان	بیشک	میرا رب	غیر محسوس تدبیر کرنے والا ہے	اس کی جو	وہ چاہتا ہے

اِنَّهٗ	هُوَ الْعَلِيْمُ	الْحَكِيْمُ	رَبِّ	قَدْ اٰتَيْتَنِيْ	مِنَ الْمُلْكِ
بیشک وہ	ہی جاننے والا ہے	حکمت والا ہے	اے میرے رب	تو نے دیا ہے مجھ کو	حکومت میں سے

وَعَلَّمْتَنِيْ	مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ	فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۣ
اور تو نے علم دیا مجھ کو	خوابوں کی تعبیر میں سے	اے زمین اور آسمانوں کو وجود بخشنے والے

اَنْتَ	وَلِيّٖ	فِي الدُّنْيَا	وَالْاٰخِرَةِ ۚ	تَوَفَّنِيْ	مُسْلِمًا
تو	میرا ولی ہے	دنیا میں	اور آخرت میں	تو وفات دے مجھ کو	فرمانبردار ہوتے ہوئے

وَّ اَلۡحِقۡنِیۡ	بِالصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۰۱﴾ 1085
اور تو ملا دے مجھ کو	صالح لوگوں کے ساتھ

نوٹ۔1

بائبل کا بیان ہے کہ حضرت یعقوبؑ کے خاندان کے جو افراد مصر گئے وہ ۶۷ تھے۔ اس وقت حضرت یعقوبؑ کی عمر ۱۳۰ سال تھی اور اس کے بعد وہ مصر میں ۱۷ سال زندہ رہے۔ پھر جب تقریباً پانچ سو سال کے بعد وہ لوگ مصر سے نکلے تو لاکھوں کی تعداد میں تھے۔ بائبل میں ہے کہ خروج کے بعد دوسرے سال صحرائے سینا میں حضرت موسیٰؑ نے ان کی جو مردم شماری کرائی تھی اس میں صرف قابل جنگ مردوں کی تعداد = ۶،۰۳،۵۵۱ اس کے معنی یہ ہیں کہ عورت، مرد، بچے سب ملا کر وہ کم از کم بیس لاکھ ہوں گے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا کسی حساب سے پانچ سو سال میں ۶۸ آدمیوں کی اتنی اولاد ہو سکتی ہے؟ اس سوال پر غور کرنے سے ایک اہم حقیقت کا انکشاف ہوتا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ پانچ سو سال میں ایک خاندان تو اتنا نہیں بڑھ سکتا لیکن بنی اسرائیل پیغمبروں کی اولاد تھے۔ حضرت یوسفؑ خود بھی پیغمبر تھے اور چار، پانچ صدی تک اقتدار انہیں لوگوں کے ہاتھ میں رہا۔ اس دوران یقیناً انہوں نے مصر میں اسلام کی تبلیغ کی ہوگی۔ اہل مصر میں سے جو لوگ اسلام لائے ہوں گے ان کا مذہب ہی نہیں بلکہ ان کا پورا طرز زندگی غیر مسلم مصریوں سے الگ اور بنی اسرائیل سے ہم رنگ ہو گیا ہو گا۔ مصریوں سے وہ سب ایسے ہی الگ ہو گئے ہوں گے جیسے ہندوستان میں ہندی مسلمان ہندوؤں سے الگ ہیں۔ ان کے اوپر اسرائیلی کا لفظ اسی طرح چسپاں کر دیا گیا ہو گا جس طرح غیر عرب مسلمانوں پر محمڈن کا لفظ آج چسپاں کیا جاتا ہے۔ اور وہ خود بھی دینی وتہذیبی روابط اور شادی بیاہ کے تعلقات کی وجہ سے غیر مسلم مصریوں سے کٹ کر بنی اسرائیل سے وابستہ ہو کر رہ گئے ہوں گے۔ پھر جب مصر میں قوم پرستی کا طوفان اٹھا تو مظالم صرف بنی اسرائیل ہی پر نہیں ہوئے بلکہ مصری مسلمان بھی ان کے ساتھ لپیٹ لئے گئے اور جب بنی اسرائیل نے ملک چھوڑا تو مصری مسلمان بھی ان کے ساتھ نکلے۔

ہمارے اس قیاس کی تائید بائبل کے متعدد اشارات سے ہوتی ہے۔ مثلاً خروج میں جہاں بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے کا حال بیان ہوا ہے بائبل کا مصنف کہتا ہے کہ ''ان کے ساتھ ایک ملی جلی گروہ بھی گئی'' (۱۲:۳۸)۔ اسی طرح گنتی میں وہ پھر کہتا ہے کہ ''جو ملی جلی اصطلاحیں استعمال ہونے لگیں۔ چنانچہ توراۃ میں حضرت موسیٰؑ کو جو احکام دیئے گئے ان میں ہم کو یہ تصریح ملتی ہے کہ ''تمہارے لئے اور اس پردیسی کے لئے جو تم میں رہتا ہے نسل در نسل سدا ایک ہی آئین رہے گا۔ خداوندی کے آگے پردیسی بھی ویسے ہی ہوں جیسے تم ہو۔ تمہارے لئے اور پردیسیوں کے لئے جو تمہارے ساتھ رہتے ہیں ایک ہی شرع اور ایک ہی قانون ہو (گنتی۔۱۵:۱۵۔۱۶)۔ ''جو شخص بے باک ہو کر گناہ کرے خواہ وہ دیسی ہو یا پردیسی وہ خداوند کی اہانت کرتا ہے۔ وہ شخص اپنے لوگوں میں سے کاٹ ڈالا جائے گا (گنتی۔۱۵:۳۰)۔ ''خواہ بھائی بھائی کا معاملہ ہو یا پردیسی کا تم ان کا فیصلہ انصاف کے ساتھ کرنا'' (استثناء۔۱:۲۱)

اب یہ تحقیق کرنا مشکل ہے کہ کتاب الٰہی میں غیر اسرائیلیوں کے لئے وہ اصل لفظ کیا استعمال کیا گیا تھا جسے ترجمہ کرنے والوں نے پردیسی بنا کر رکھ دیا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (102 تا 108)

ترکیب

(آیت۔102) نُوۡحِیۡہِ کی ضمیر مفعولی ذٰلِکَ کے لئے ہے اگر اَنۡۢبَآءِ کے لئے ہوتی تو ھا کی ضمیر آتی۔ اَجۡمَعُوۡۤا میں شامل ھُمۡ

کی ضمیر فاعلی یوسفؑ کے بھائیوں کے لئے ہے۔(آیت۔105)۔اَیٌّ پر حرف جار ''كَ'' داخل ہوا تو یہ كَاَيٍّ[1085] ہے جسے نون تنوین ظاہر کر کے كَاَيِّنْ لکھا گیا ہے اور یہ كَمْ خبریہ کا ہم معنی ہے۔فرق یہ ہے کہ كَمْ خبریہ مِنْ کے ساتھ بھی آتا ہے اور مِنْ کے بغیر بھی جبکہ كَاَيٍّ عام طور پر مِنْ کے ساتھ آتا ہے۔(آیت۔108)۔ایک امکان یہ ہے کہ عَلٰى بَصِيْرَةٍ کو اَدْعُوْا کا حال مانا جائے۔ ایسی صورت میں اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ کو اَدْعُوْا کی وضاحت مانا جائے گا۔دوسرا امکان یہ ہے اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ کو مبتدا مؤخر اور عَلٰى بَصِيْرَةٍ اس کی قائم مقام خبر مقدم مانا جائے۔ دونوں طرح کے ترجمے درست تسلیم کئے جائیں گے۔ہم پہلے امکان کی ترجیح دیں گے۔

ترجمہ:

ذٰلِكَ	مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ	نُوْحِيْهِ	اِلَيْكَ ۚ	وَمَا كُنْتَ
یہ	غیب کی خبروں میں سے ہے	ہم وحی کرتے ہیں اس کو	آپؐ کی طرف	اور آپ نہیں تھے

لَدَيْهِمْ	اِذْ	اَجْمَعُوْٓا	اَمْرَهُمْ	وَ	هُمْ	يَمْكُرُوْنَ ١٠٢
ان کے پاس	جب	ان لوگوں نے اتفاق کیا	اپنے کام پر	اس حال میں کہ	وہ لوگ	خفیہ تدبیر کر رہے تھے

وَمَآ اَكْثَرُ النَّاسِ	وَلَوْ حَرَصْتَ	بِمُؤْمِنِيْنَ ١٠٣	وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ
اور نہیں ہے لوگوں کی اکثریت	اور اگرچہ آپؐ شدید خواہش کریں	ایمان لانے والے	اور آپ نہیں مانگتے ان سے

عَلَيْهِ	مِنْ اَجْرٍ ۭ	اِنْ	هُوَ	اِلَّا	ذِكْرٌ	لِّلْعٰلَمِيْنَ ١٠٤ ؑ
اس پر	کوئی بھی معاوضہ	نہیں ہے	یہ	مگر	ایک یاددہانی	تمام جہانوں کے لئے

وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	يَمُرُّوْنَ	عَلَيْهَا	وَ
اور کتنی ہی نشانیاں	آسمانوں اور زمین میں ہیں	یہ لوگ گزرتے ہیں	جن پر سے	اس حال میں کہ

هُمْ	عَنْهَا	مُعْرِضُوْنَ ١٠٥	وَمَا يُؤْمِنُ	اَكْثَرُهُمْ	بِاللّٰهِ	اِلَّا
وہ لوگ	ان سے	اعراض کرنے والے ہوتے ہیں	اور ایمان نہیں لاتے	ان کے اکثر	اللہ پر	مگر

وَ	هُمْ	مُّشْرِكُوْنَ ١٠٦	اَفَاَمِنُوْٓا	اَنْ
اس حال میں کہ	وہ لوگ	شرک کرنے والے ہوتے ہیں	تو کیا وہ لوگ امن میں ہو گئے	(اس سے) کہ

تَاْتِيَهُمْ	غَاشِيَةٌ	مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ	اَوْ	تَاْتِيَهُمُ
پہنچے ان کے پاس	کوئی چھا جانے والی (آفت)	اللہ کے عذاب میں سے	یا	پہنچے ان کے پاس

السَّاعَةُ	بَغْتَةً	وَّ	هُمْ	لَا يَشْعُرُوْنَ ١٠٧	قُلْ
وہ گھڑی (یعنی قیامت)	بے گمان	اس حال میں کہ	وہ لوگ	شعور نہ رکھتے ہوں	آپؐ کہہ دیجئے

هٰذِهٖ	سَبِيْلِيْٓ	اَدْعُوْٓا	اِلَى اللّٰهِ ۣ	عَلٰي بَصِيْرَةٍ	اَنَا	وَمَنِ
یہ	میرا راستہ ہے	میں بلاتا ہوں	اللہ کی طرف	دلیل پر قائم ہوں	میں (بھی)	اور وہ (بھی) جس نے

اتَّبَعَنِیْ ؕ	وَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ	وَمَاۤ اَنَا	مِنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ 1085
پیروی کی میری	اور پاکی اللہ کی ہے	اور میں نہیں ہوں	شرک کرنے والوں میں سے

نوٹ۔1

آیت۔۱۰۶ میں ہے کہ اکثر لوگ اللہ پر ایمان تو رکھتے ہیں لیکن اس کے ساتھ دوسروں کو شریک بھی کرتے ہیں۔ ابن کثیر نے فرمایا کہ اس ایت کے مفہوم میں وہ مسلمان بھی داخل ہیں جو ایمان کے باوجود مختلف قسم کے شرک میں مبتلا ہیں۔ ایک حدیث میں غیر اللہ کی قسم کھانے کو شرک فرمایا (بحوالہ ترمذی) ریاء کو بھی شرک اصغر فرمایا (بحوالہ مسند احمد) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے کے نام کی منت اور نیاز ماننا بھی باتفاق فقہاء اس میں داخل ہے۔ (منقول از معارف القرآن)

مذکورہ مسلمانوں کے علاوہ اس آیت میں بہت سے دیگر مذاہب کے لوگ بھی شامل ہیں کیونکہ تمام مذاہب میں اس کائنات کی ایک خالق اور مالک ہستی کو تسلیم کیا جاتا ہے۔ قریش مکہ بھی اللہ کو تو مانتے تھے۔ البتہ اس کے ساتھ پھر دوسروں کو شریک کرتے ہیں۔ (ترجمہ قرآن کیسٹ) حافظ احمد یار صاحب مرحوم کی اس بات کو مزید سمجھنے کے لئے آیت نمبر ۲/۶۲، نوٹ۔۱ کو دوبارہ دیکھ لیں۔

نوٹ۔2

آیت۔۱۰۸ میں وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ میں صحابہ کرامؓ بھی شامل ہیں اور ہر وہ شخص شامل ہیں جو قیامت تک رسول اللہ ﷺ کی دعوت کو لوگوں تک پہچانے کی خدمت میں مشغول ہو۔ جو شخص رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا دعویٰ کرے اس پر لازم ہے کہ وہ آپ ﷺ کی دعوت کو لوگوں میں پھیلائے اور قرآن مجید کی تعلیم کو عام کرے (معارف القرآن) یہ بات ظاہر ہے کہ ہر شخص کی ذمہ داری اور جوابدہی اس کے ظروف واحوال اور استعداد کے مطابق ہوگی۔

آیت نمبر (109 تا 111)

ترکیب:

(آیت۔۱۱۰) اَلرُّسُلُ کے بعد مِنۡھُمۡ محذوف ہے۔ وَظَنُّوۡا میں ھُمۡ کی ضمیر فاعلی اَھۡلِ الۡقُرٰی یعنی رسولوں کے امتیوں کے لئے ہے جبکہ جَآءَھُمۡ میں ھُمۡ کی ضمیر رسولوں کے لئے ہے (آیت۔۱۱۱) لَقَدۡ کَانَ میں کَانَ کا اسم عِبۡرَۃٌ ہے۔ اس کی خبر محذوف ہے اور فِیۡ قَصَصِھِمۡ قائم مقام خبر مقدم ہے۔ مَاکَانَ کا اسم اس میں ھُوَ کی ضمیر ہے اور حَدِیۡثًا اس کی خبر ہے۔ تَصۡدِیۡقَ سے پہلے کَانَ محذوف ہے اور تَصۡدِیۡقَ اس کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ جبکہ تَفۡصِیۡلَ کُلِّ شَیۡءٍ ھُدًی، رَحۡمَۃً، یہ سب بھی اسی کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا	مِنۡ قَبۡلِکَ	اِلَّا	رِجَالًا	نُّوۡحِیۡۤ	اِلَیۡھِمۡ
اور نہیں بھیجا ہم نے	آپ ﷺ سے پہلے	مگر	کچھ ایسے مرد	ہم وحی کرتے تھے	جن کی طرف

مِّنۡ اَھۡلِ الۡقُرٰی ؕ	اَفَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا	فِی الۡاَرۡضِ	فَیَنۡظُرُوۡا	کَیۡفَ
بستیوں والوں میں سے	تو کیا ان لوگوں نے سیر نہیں کی	زمین میں	تا کہ وہ دیکھتے	کیسا

کَانَ	عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ	مِنۡ قَبۡلِھِمۡ ؕ	وَلَدَارُ الۡاٰخِرَۃِ	خَیۡرٌ	لِّلَّذِیۡنَ
تھا	ان لوگوں کا انجام جو	ان سے پہلے تھے	اور یقینا آخرت کا گھر	بہترین ہے	ان کے لئے جنھوں نے

اتَّقَوۡا ؕ	اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۰۹﴾	حَتّٰۤی	اِذَا	اسۡتَیۡـَٔسَ	الرُّسُلُ
تقویٰ کیا	تو کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے	یہاں تک کہ	جب	مایوس ہوئے	رسول (لوگوں سے)

وَظَنُّوْٓا	اَنَّهُمْ	قَدْ كُذِبُوْا	جَآءَهُمْ	نَصْرُنَا	فَنُجِّيَ	1085 مَنْ
اورلوگوں نے گمان کیا	کہ ان سے	جھوٹ کہا گیا ہے	تو آئی ان کے پاس	ہماری مدد	پھر بچا لیا گیا	اس کو جس کو

نَّشَآءُ ۭ	وَلَا يُرَدُّ	بَاْسُنَا	عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝١١٠	لَقَدْ كَانَ
ہم نے چاہا	اور لوٹائی نہیں جاتی	ہماری سختی	جرم کرنے والے لوگوں سے	یقینا ہو چکی ہے

فِيْ قَصَصِهِمْ	عِبْرَةٌ	لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۭ	مَا كَانَ
ان لوگوں کا قصہ سنانے میں	ایک عبرت	عقل والوں کے لئے	یہ نہیں ہے

حَدِيْثًا	يُّفْتَرٰى	وَلٰكِنْ	تَصْدِيْقَ الَّذِيْ	بَيْنَ يَدَيْهِ
کوئی ایسی بات جو	گھڑی گئی	اور لیکن	(یہ ہے) تصدیق کرنا اسی کی جو	اس سے پہلے ہے

وَتَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ	وَّهُدًى	وَّرَحْمَةً	لِّقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ ۝١١١ ع
اور ہر چیز کی تفصیل بیان کرنا ہے	اور ہدایت	اور رحمت	ایسے لوگوں کے لئے جو	ایمان لاتے ہیں

نوٹ۔1

آیت۔۱۰۹ سے معلوم ہوا کہ نبوت خواتین میں نہیں رہی۔اس کی وضاحت آیت۔۵/۵، نوٹ۔۲ میں کی جا چکی ہے۔

نوٹ۔2

آیت۔۱۱۱ میں تَفْصِيْلَ كُلِّ شَيْءٍ کا مطلب ہے ہر اس چیز کی تفصیل جو انسانوں کی ہدایت و رہنمائی کے لئے ضروری ہو۔ بعض لوگ اس سے دنیا بھر کی چیزوں کی تفصیل لے لیتے ہیں پھر ان کو یہ پریشانی لاحق ہوتی ہے کہ قرآن میں دوسرے علوم وفنون کے متعلق کوئی تفصیل نہیں ملتی۔(تفہیم القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الرّعد(13)

آیت نمبر(1 تا 4)

ص ن و		
(x)		ثلاثی مجرد سے فعل نہیں آتا۔
(افعال)	اِصْنَاءً	درخت کا جڑ سے دو شاخیں نکالنا۔
	صِنْوٌ	کسی درخت کی جڑ سے پھوٹنے والی مختلف شاخوں میں سے ہر ایک کو صِنْوٌ کہتے ہیں۔تثنیہ صِنْوَانِ۔جمع صِنْوَانٌ۔زیر مطالعہ آیت۔4۔

ترکیب

(آیت۔۱) اَلْحَقُّ خبر معرفہ ہے۔اس سے پہلے هُوَ محذوف ہے۔(آیت۔2) تَرَوْنَهَا کی ضمیر مفعولی اَلسَّمٰوٰتِ کے لئے ہے۔

1085

ترجمہ

الٓمّٓرٰ قف	تِلْكَ	اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ط	وَالَّذِيْٓ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ
	یہ	کتاب کی آیات ہیں	اور جو	اتارا گیا	آپ کی طرف

مِنْ رَّبِّكَ	الْحَقُّ	وَلٰكِنَّ	اَكْثَرَ النَّاسِ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝1
آپ ﷺ کے رب (کی طرف) سے	(وہی) حق ہے	اور لیکن	لوگوں کے اکثر	ایمان نہیں لاتے

اَللّٰهُ	الَّذِيْ	رَفَعَ	السَّمٰوٰتِ	بِغَيْرِ عَمَدٍ	تَرَوْنَهَا	ثُمَّ
اللہ	وہ ہے جس نے	بلند کیا	آسمانوں کو	ستونوں کے بغیر	تم لوگ دیکھتے ہو جن کو	پھر
اسْتَوٰى	عَلَى الْعَرْشِ	وَسَخَّرَ	الشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ ط	كُلٌّ	يَّجْرِيْ
وہ قائم ہوا	عرش پر	اور اس نے مطیع کیا	سورج کو	اور چاند کو	سب	رواں ہیں

لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ط	يُدَبِّرُ	الْاَمْرَ	يُفَصِّلُ	الْاٰيٰتِ
ایک معین مدت کے لئے	وہ تدبیر کرتا ہے	تمام کاموں کی	وہ کھول کھول کر بیان کرتا ہے	نشانیوں کو

لَعَلَّكُمْ	بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ	تُوْقِنُوْنَ ۝2	وَهُوَ	الَّذِيْ	مَدَّ	الْاَرْضَ
شائد تم لوگ	اپنے رب کی ملاقات پر	یقین کرو	اور وہ	وہ ہے جس نے	پھیلایا	زمین کو
وَجَعَلَ	فِيْهَا	رَوَاسِيَ	وَاَنْهٰرًا ط	وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ	جَعَلَ	فِيْهَا
اور اس نے بنایا	اس میں	پہاڑوں کو	اور نہروں کو	اور سب پھلوں میں سے	اس نے بنایا	ان میں
زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ	يُغْشِي	الَّيْلَ	النَّهَارَ ط	اِنَّ	فِيْ	لَاٰيٰتٍ
دو جوڑے	وہ ڈھانپتا ہے	رات سے	دن کو	بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ	يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝3	وَفِي الْاَرْضِ	قِطَعٌ مُّتَجٰوِرٰتٌ	وَّجَنّٰتٌ
ایسے لوگوں کے لئے جو	سوچ بچار کرتے ہیں	اور زمین میں	باہم متصل قطعات ہیں	اور باغات ہیں

مِّنْ اَعْنَابٍ	وَّزَرْعٌ	وَّنَخِيْلٌ صِنْوَانٌ	وَّغَيْرُ صِنْوَانٍ	يُّسْقٰى
انگوروں میں سے	اور کھیتی ہے	اور ایک جڑ سے کئی شاخوں والے کھجور ہیں	اور کئی بغیر شاخوں والے ہیں	ان کو پلایا جاتا ہے

بِمَآءٍ وَّاحِدٍ قف	وَنُفَضِّلُ	بَعْضَهَا	عَلٰى بَعْضٍ	فِي الْاُكُلِ ط
ایک (ہی) پانی	اور (پھر) ہم فضیلت دیتے ہیں	ان کے بعض کو	بعض پر	پھلوں (کے ذائقے) میں

اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّقَوْمٍ	يَّعْقِلُوْنَ ۝4
بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں	ایسے لوگوں کے لئے جو	عقل استعمال کرتے ہیں

نوٹ۔1

آیت ۔۳ میں اس حقیقت کی نشاندہی کی گئی ہے کہ اس کائنات کے ہر گوشہ میں، ہر چیز میں، آسمان اور زمین میں، سورج اور چاند، رات اور وغیرہ میں جس طرح کا تضاد اور پھر ساتھ ہی جس طرح کی موافقت پائی جاتی ہے وہ صاف صاف شہادت ہے کہ یہ کائنات مختلف دیوتاؤں کی رزم گاہ نہیں ہے بلکہ اس پر ایک ہی قادر مطلق کا ارادہ کارفرما ہے۔ مِنۡ الثَّمَرٰتِ کے الفاظ سے تضاد اور موافقت کے اس قانون کی ہمہ گیری کی طرف اشارہ ہے کہ جس شب و روز کے اندر یہ قانون کارفرما ہے۔ اسی طرح ایک ایک پھل اور ایک ایک دانے کے اندر بھی کارفرما ہے، خواہ انسان کو اس کا علم ہو یا نہ ہو۔ گندم کے ایک دانے کو دیکھیں تو وہ بھی دو حصوں میں منقسم نظر آتا ہے، تاہم دونوں میں پوری وابستگی اور پیوستگی پائی جاتی ہے۔ کائنات کے ہر گوشہ کی یہ شہادت اس حقیقت کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ یہ دنیا بھی تنہا نہیں ہے بلکہ اس کا بھی جوڑا ہے، اور وہ ہے آخرت۔ اپنے اس جوڑے کے ساتھ مل کر ہی یہ اپنی غایت کو پہنچتی ہے ورنہ اس کا وجود بے نقصد ہو کر رہ جاتا ہے۔ (تدبر قرآن)

ترجمہ:

وَاِنۡ	تَعۡجَبۡ	فَعَجَبٌ	قَوۡلُهُمۡ	ءَ	اِذَا	كُنَّا	تُرٰبًا
اور اگر	آپ تعجب کریں	تو تعجب کے قابل	ان کا یہ قول ہے کہ	کیا	جب	ہم ہو جائیں گے	مٹی

ءَ	اِنَّا	لَفِیۡ خَلۡقٍ جَدِیۡدٍ ؕ	اُولٰٓئِكَ	الَّذِیۡنَ	كَفَرُوۡا
(تو) کیا	ہم	نئے سرے سے پیدا ہوں گے	وہ لوگ ہیں	جنھوں نے	انکار کیا

بِرَبِّهِمۡ ۚ	وَاُولٰٓئِكَ	الۡاَغۡلٰلُ	فِیۡۤ اَعۡنَاقِهِمۡ ۚ	وَاُولٰٓئِكَ	اَصۡحٰبُ النَّارِ ۚ
اپنے رب کا	اور وہ ہیں (کہ)	طوق ہیں	ان کی گردنوں میں	اور وہ لوگ	آگ والے ہیں

هُمۡ	فِیۡهَا	خٰلِدُوۡنَ ۝۵	وَیَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ	بِالسَّیِّئَةِ
وہ	اس میں	ہمیشہ رہنے والے ہیں	اور وہ لوگ جلدی مانگتے ہیں آپؐ سے	برائی کو
قَبۡلَ الۡحَسَنَةِ	وَ	قَدۡ خَلَتۡ	مِنۡ قَبۡلِهِمُ	الۡمَثُلٰتُ ؕ
بھلائی سے پہلے	حالانکہ	گزر چکی ہیں	ان سے پہلے	عبرتناک سزائیں

وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَذُوۡ مَغۡفِرَةٍ	لِّلنَّاسِ	عَلٰی ظُلۡمِهِمۡ ۚ	وَاِنَّ
اور بیشک	آپؐ کا رب	یقیناً مغفرت والا ہے	لوگوں کے لئے	ان کے ظلم کے باوجود	اور بیشک
رَبَّكَ	لَشَدِیۡدُ الۡعِقَابِ ۝۶	وَیَقُوۡلُ	الَّذِیۡنَ	كَفَرُوۡا	لَوۡلَاۤ
آپؐ کا رب	سخت سزا دینے والا ہے	اور کہتے ہیں	وہ لوگ جنھوں نے	کفر کیا	کیوں نہیں

اُنۡزِلَ	عَلَیۡهِ	اٰیَةٌ	مِّنۡ رَّبِّهٖ ؕ	اِنَّمَاۤ	اَنۡتَ	مُنۡذِرٌ
اتاری گئی	ان پر	کوئی نشانی	اُن کے رب (کی طرف) سے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپؐ	خبردار کرنے والے ہیں

وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿۷﴾	اَللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا	تَحْمِلُ	كُلُّ اُنْثٰى
اور ہر قوم کے لئے ایک ہدایت دینے والا ہے	اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	اٹھاتی ہے	ہر مونث

وَمَا	تَغِيْضُ	الْاَرْحَامُ	وَمَا	تَزْدَادُ	وَكُلُّ شَيْءٍ	عِنْدَهٗ
اور اس کو جو	سکڑتی ہیں	بچہ دانیاں	اور اس کو جو	وہ بڑھاتی ہیں	اور ہر چیز	اس کے پاس

بِمِقْدَارٍ ﴿۸﴾	عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ	الْكَبِيْرُ	الْمُتَعَالِ ﴿۹﴾
ایک معین اندازہ سے ہے	(وہ) ظاہر اور پوشیدہ کا جاننے والا ہے	جو سب سے بڑا ہے	جو سب سے بلند ہے

نوٹ۔1

آیت۔۵ میں ہے کہ ان کی گردنوں میں طوق ہیں۔ گردن میں طوق ہونا قیدی ہونے کی علامت ہے۔ ان کی گردنوں میں طوق ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی جہالت، ہٹ دھرمی، خواہشاتِ نفس اور آباؤ اجداد کی اندھی تقلید کے اسیر بنے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ آزادانہ غور و فکر نہیں کر سکتے۔ ان کو ان کی تعصبات نے جکڑ رکھا ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

آیت۔۷ میں جو یہ ارشاد ہے کہ ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہے، اس سے ثابت ہوا کہ کوئی قوم اور کوئی خطہ ملک اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے اور ہدایت کرنے والوں سے خالی نہیں ہو سکتا، خواہ وہ نبی ہو یا اس کے قائم مقام نبی کی دعوت کو پھیلانے والا ہو۔ جیسا سورۃ یٰسین میں نبی کی طرف سے کسی قوم کی طرف دو شخصوں کو دعوت و ہدایت کے لئے بھیجنے کا ذکر ہے، جو خود نبی نہیں تھے اور پھر تیسرے آدمی کو ان کی تائید کے لئے بھیجنا مذکورہ ہے۔ اس لئے اس آیت سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہندوستان میں بھی کوئی نبی و رسول پیدا ہوا ہو۔ البتہ دعوت کو پہنچانے والے علماء کا یہاں آنا بھی ثابت ہے اور پھر یہاں ایسے ہادیوں کا پیدا ہونا سب کو معلوم ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (10 تا 15)

س ر ب

(ن) سُرُوْبًا: پانی کا جاری ہونا۔ گھستے چلے جانا۔

(س) سَرَبًا: پانی کا برتن سے بہہ نکلنا۔ نشیب میں اترنا۔ ﴿فَاتَّخَذَ سَبِيْلَهٗ فِي الْبَحْرِ سَرَبًا﴾ (18/ الکہف:61) ''تو اس نے یعنی مچھلی نے بنایا اپنا راستہ پانی میں، نشیب میں گھستے ہوئے۔''

سَارِبٌ: اسم الفاعل ہے۔ بہنے والا۔ چلنے پھرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔۱۰

سَرَابٌ: بہتے پانی کی طرح نظر آنے والی ریت۔ دھوکہ۔ فریب ﴿اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَآءً﴾ (24/ النور:39) ''ان کے اعمال ایک چمکتی ریت کی مانند ہیں پیاسا اس کو گمان کرتا ہے پانی۔''

م ح ل

(ف۔س) مِحَالًا: کسی کے خلاف تدبیر کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔13

ترکیب

(آیت۔۱۱) لَهٗ يَدَيْهِ اور خَلْفِهٖ کی ضمیریں گذشتہ آیت میں مَنْ کے لئے ہیں۔ مُعَقِّبٰتٌ صفت ہے۔ اس کا موصوف مَلٰٓئِكَةٌ محذوف ہے۔ يَحْفَظُوْنَهٗ کی ضمیر فاعلی هُمْ مَلَائِكَه کے لئے ہے۔ یہ مونث غیر حقیقی ہے اس لئے مذکر کا صیغہ بھی جائز ہے۔

(آیت۔12) خَوۡفًا اور طَمَعًا حال نہیں بن سکتے اس لئے یہاں یہ مفعول لَہٗ ہیں۔ (آیت۔14) اگر وَالَّذِيۡنَ کو يَدۡعُوۡنَ کا فاعل مانیں تو اس کا مفعول محذوف مانا جائے گا اور لَا يَسۡتَجِيۡبُوۡنَ کی ضمیر فاعلی، مفعول محذوف کے لئے ہوگی۔ دوسری صورت یہ ہے کہ وَالَّذِيۡنَ کو مفعول مقدم مانا جائے۔ ایسی صورت میں يَدۡعُوۡنَ کا فاعل اس کی ضمیر فاعلی ہوگی اور لَا يَسۡتَجِيۡبُوۡنَ کی ضمیر فاعلی وَالَّذِيۡنَ کے لئے ہوگی۔ ترجمہ میں ہم دوسری صورت کو ترجیح دیں گے۔

ترجمہ:

سَوَآءٌ	مِّنۡكُمۡ	مَّنۡ	اَسَرَّ	الۡقَوۡلَ	وَمَنۡ	جَهَرَ	بِهٖ
(اس کے علم میں) برابر ہے	تم لوگوں میں سے	وہ جس نے	چھپایا	بات کو	اور وہ جس نے	ظاہر کیا	اس کو

وَمَنۡ هُوَ	مُسۡتَخۡفٍۢ	بِالَّيۡلِ	وَسَارِبٌۢ	بِالنَّهَارِ ﴿۱۰﴾	لَهٗ
اور وہ جو	چھپ جائے	رات میں	اور جو چلے پھرے	دن میں	اس کے لئے ہیں

مُعَقِّبٰتٌ	مِّنۡۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ	وَمِنۡ خَلۡفِهٖ	يَحۡفَظُوۡنَهٗ
پہرہ دینے والے (فرشتے)	اس کے سامنے سے	اور اس کے پیچھے سے	وہ حفاظت کرتے ہیں اس کی

مِنۡ اَمۡرِ اللّٰهِ ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا يُغَيِّرُ	مَا بِقَوۡمٍ	حَتّٰى	يُغَيِّرُوۡا
اللہ کے حکم سے	بیشک	اللہ	نہیں بدلتا	کسی قوم کی (اچھی) حالت کو	یہاں تک کہ	وہ لوگ نہ بدلیں

مَا	بِاَنۡفُسِهِمۡ ؕ	وَاِذَاۤ	اَرَادَ	اللّٰهُ	بِقَوۡمٍ	سُوۡۤءًا
اس کو جو	ان کے جیوں میں ہے	اور جب کبھی	ارادہ کرتا ہے	اللہ	کسی قوم سے	کسی برائی کا

فَلَا مَرَدَّ	لَهٗ ۚ	وَمَا لَهُمۡ	مِّنۡ دُوۡنِهٖ	مِنۡ وَّالٍ ﴿۱۱﴾
تو کوئی بھی لوٹانے کی جگہ (یعنی امکان) نہیں ہے	اس کو	اور نہیں ہے ان کے لئے	اس کے علاوہ	کوئی بھی حمایتی

هُوَ	الَّذِىۡ	يُرِيۡكُمُ	الۡبَرۡقَ	خَوۡفًا	وَّطَمَعًا	وَّيُنۡشِئُ
وہ	وہ ہے جو	دکھاتا ہے تم لوگوں کو	بجلی کی چمک	خوف کے لئے	اور امید کے لئے	اور وہ اٹھاتا ہے

السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿۱۲﴾ ۚ	وَيُسَبِّحُ	الرَّعۡدُ	بِحَمۡدِهٖ	وَالۡمَلٰۤـئِكَةُ
بھاری بادلوں کو	اور تسبیح کرتی ہے	بادل کی گرج	اس کی حمد کے ساتھ	اور فرشتے (بھی)

مِنۡ خِيۡفَتِهٖ ۚ	وَيُرۡسِلُ	الصَّوَاعِقَ	فَيُصِيۡبُ بِهَا	مَنۡ	يَّشَآءُ
اس کے خوف سے	اور وہ بھیجتا ہے	بجلیاں	پھر وہ گراتا ہے ان کو	جس پر	وہ چاہتا ہے

وَ	هُمۡ	يُجَادِلُوۡنَ	فِى اللّٰهِ ۚ	وَهُوَ	شَدِيۡدُ الۡمِحَالِ ﴿۱۳﴾ ؕ	لَهٗ
اس حال میں کہ	وہ لوگ	مناظرہ کرتے ہیں	اللہ کے بارے میں	اور وہ	زبردست قوت والا ہے	اس کے لئے ہی ہے

دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ	وَالَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِهٖ	لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ	1085 لَهُمْ
حق کی پکار	اور جن لوگوں کو	یہ لوگ پکارتے ہیں	اس کے علاوہ	وہ کام نہیں آتے	ان کے

بِشَيْءٍ	اِلَّا	كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ	اِلَى الْمَآءِ
کچھ بھی	مگر	جیسے کسی نے پھیلائے دونوں ہاتھ	پانی کی طرف

لِيَبْلُغَ	فَاهُ	وَ	مَا	هُوَ	بِبَالِغِهٖ ؕ	وَمَا	دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ
کہ آ پہنچے	اس کے منہ تک	حالانکہ	نہیں ہے	وہ	پہنچنے والا اس کو	اور نہیں ہے	کافروں کی دعا

اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾	وَلِلّٰهِ	يَسْجُدُ	مَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
مگر گمراہی میں (یعنی بے اثر)	اور اللہ کے لئے ہی	سجدہ کرتے ہیں	وہ جو	زمین اور آسمانوں میں ہیں

طَوْعًا	وَّكَرْهًا	وَّظِلٰلُهُمْ	بِالْغُدُوِّ	وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ السجدة
تابعدار ہوتے ہوئے	اور ناپسند کرتے ہوئے	اور ان کے سائے (بھی)	صبح میں	اور شام میں

آیت نمبر (16تا17)

س ی ل

(ض) سَيْلًا: پانی کا بہہ نکلنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17۔

سَيْلٌ: اسم ذات بھی ہے۔ بہتا پانی۔ سیلاب۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17۔

(افعال) اِسَالَةً: رقیق چیز کو بہانا۔ جمی ہوئی چیز کو پگھلانا۔ ﴿وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ﴾ (34/سبا:12) ''اور ہم نے پگھلایا ان کے لئے تانبے کے چشمے کو۔''

ز ب د

(ض) زَبْدًا: دودھ کا مکھن نکالنا۔ پانی کا جھاگ نکالنا۔

زَبَدٌ: اسم ذات ہے۔ دھاتوں کا میل۔ پانی کا جھاگ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17

ج ف ء

(ف) جَفْئًا: ہانڈی کا ابل کر کناروں سے بہہ نکلنا۔ کسی چیز کا رائیگاں جانا۔ بے فائدہ ہو جانا۔

جُفَاءٌ: فُعَالٌ کے وزن پر صفت ہے۔ بے فائدہ۔ رائیگاں۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17

م ک ث

(ن) مَكْثًا: کسی جگہ رکنا۔ ٹھہرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17

مُكْثٌ — اسم فعل ہے۔ رکنے کا عمل۔ ٹھہراؤ۔ ﴿لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ﴾ (17/ بنی
اسرائیل: 106) ''تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پڑھ کر سنائیں اسے لوگوں کو ٹھہراؤ پر یعنی رک رک کر۔''

مَاكِثٌ — اسم الفاعل ہے۔ رکنے والا۔ ٹھہرنے والا۔ ﴿مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ اَبَدًا ③﴾ (18/ الکہف: 3)
''ٹھہرنے والے ہیں اس میں ہمیشہ۔''

ترجمہ

قُلْ	مَنْ	رَّبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	قُلِ اللّٰهُ ؕ	قُلْ	اَفَاتَّخَذْتُمْ
آپؐ کہئے	کون	زمین اور آسمان کا رب ہے	آپؐ کہئے (وہ) اللہ ہی ہے	آپؐ کہئے	تو کیا تم لوگوں نے بنائے
مِّنْ دُوْنِهٖٓ	اَوْلِيَآءَ	لَا يَمْلِكُوْنَ	لِاَنْفُسِهِمْ	نَفْعًا	وَّلَا ضَرًّا ؕ
اس کے علاوہ	کچھ ایسے کارساز	جو مالک نہیں ہیں	اپنی جانوں کے لئے (بھی)	کسی نفع کے	اور نہ ہی کسی نقصان کے

قُلْ	هَلْ	يَسْتَوِي	الْاَعْمٰى	وَالْبَصِيْرُ ۙ	اَمْ	هَلْ	تَسْتَوِي	الظُّلُمٰتُ
آپؐ کہئے	کیا	برابر ہوتا ہے	اندھا	اور دیکھنے والا	یا	کیا	برابر ہوتے ہیں	اندھیرے

وَالنُّوْرُ ۚ	اَمْ	جَعَلُوْا	لِلّٰهِ	شُرَكَآءَ	خَلَقُوْا
اور نور	یا	ان لوگوں نے بنایا	اللہ کے لئے	کچھ ایسے شریک	جنہوں نے پیدا کیا
كَخَلْقِهٖ	فَتَشَابَهَ	الْخَلْقُ	عَلَيْهِمْ ؕ	قُلِ	اللّٰهُ
اس کی مخلوق کی مانند	پھر باہم ملتی جلتی ہوگئیں	تمام مخلوقیں	ان پر	آپؐ کہئے	اللہ

خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ	وَّهُوَ	الْوَاحِدُ	الْقَهَّارُ ⑯	اَنْزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً
ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے	اور وہ	واحد ہے	زبردست ہے	اس نے اتارا	آسمان سے	پانی

فَسَالَتْ	اَوْدِيَةٌۢ	بِقَدَرِهَا	فَاحْتَمَلَ	السَّيْلُ	زَبَدًا رَّابِيًا ؕ
تو بہہ نکلیں	وادیاں	اپنے اندازے (یعنی گنجائش) کے مطابق	تو اوپر لے آیا	سیلاب	جھاگ پھولا ہوا

وَمِمَّا	يُوْقِدُوْنَ عَلَيْهِ	فِي النَّارِ	ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ
اور جن چیزوں کو	وہ لوگ تپاتے ہیں	آگ میں	زیور بنانے کی غرض سے

اَوْ مَتَاعٍ	زَبَدٌ	مِّثْلُهٗ ؕ	كَذٰلِكَ	يَضْرِبُ	اللّٰهُ	الْحَقَّ
یا کسی سامان (بنانے کی غرض سے)	(اس میں) جھاگ ہے	ایسا ہی	اس طرح	بیان کرتا ہے	اللہ	حق کو

وَالْبَاطِلَ ۚ	فَاَمَّا	الزَّبَدُ	فَيَذْهَبُ	جُفَآءً ۚ	وَاَمَّا	مَا	يَنْفَعُ
اور باطل کو	سو وہ	جھاگ تو	جاتا رہتا ہے	نکما ہوکر	اور وہ	جو	نفع دیتا ہے

النَّاسَ	فَيَمْكُثُ	فِي الْاَرْضِ ؕ	كَذٰلِكَ	يَضْرِبُ	اللّٰهُ	الْاَمْثَالَ ؕ ⑰
لوگوں کو	تو وہ رہ جاتا ہے	زمین میں	اس طرح	بیان کرتا ہے	اللہ	مثالوں کو

1101

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیت نمبر (18 تا 24)

ترکیب

(آیت ۔19) اَنَّمَآ اُنْزِلَ میں اَنَّمَا کلمہ حصر نہیں ہے بلکہ یہ اَنَّ مَا ہے۔ یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔ کہ یہاں اس کو ملا کر لکھا گیا ہے۔ جب کہ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ میں اِنَّمَا کلمہ حصر ہے۔ (آیت ۔22) اِبْتِغَاۗءَ مفعول لَہٗ ہے اور اس کو حال ماننے کی بھی گنجائش ہے۔ ہم ترجمہ مفعول لَہٗ کے لحاظ سے کریں گے۔ جب کہ سِرًّا اور عَلَانِيَةً حال ہیں۔

ترجمہ

لِلَّذِيْنَ	اسْتَجَابُوْا	لِرَبِّهِمُ	الْحُسْنٰىؕ	وَالَّذِيْنَ	لَمْ يَسْتَجِيْبُوْا	لَهٗ
ان کے لئے جنہوں نے	حکم مانا	اپنے رب کا	کل بھلائی ہے	اور جنہوں نے	حکم نہیں مانا	اس کا

لَوْ	اَنَّ	لَهُمْ	مَّا	فِي الْاَرْضِ	جَمِيْعًا	وَّمِثْلَهٗ	مَعَهٗ
اگر	یہ کہ	ان کے لئے (ہوتا)	وہ جو	زمین میں ہے	سب کا سب	اور اس کے جیسا	اس کے ساتھ (اور ہوتا)

لَافْتَدَوْا	بِهٖؕ	اُولٰۗىِٕكَ	لَهُمْ	سُوْۗءُ الْحِسَابِ ڏ	وَمَاْوٰىهُمْ
تو ضرور خود کو چھڑاتے	اسے دے کر	وہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہے	برا حساب	اور ان کی اترنے کی جگہ

جَهَنَّمُ ؕ	وَبِئْسَ	الْمِهَادُ ﴿١٨﴾	اَفَمَنْ	يَّعْلَمُ	اَنَّمَآ	اُنْزِلَ	اِلَيْكَ
جہنم ہے	اور (وہ) کتنی بری	آرام گاہ ہے	تو کیا جو	جانتا ہے	کہ وہ جو	اتارا گیا	آپ ؐ کی طرف

مِنْ رَّبِّكَ	الْحَقُّ	كَمَنْ	هُوَ	اَعْمٰى ؕ	اِنَّمَا
آپ ؐ کے رب (کی طرف) سے	کل حق ہے	اس کی مانند ہے	جو	اندھا ہے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَتَذَكَّرُ	اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿١٩﴾	الَّذِيْنَ	يُوْفُوْنَ	بِعَهْدِ اللّٰهِ	وَلَا يَنْقُضُوْنَ
نصیحت حاصل کرتے ہیں	عقل والے	جو لوگ	پورا کرتے ہیں	اللہ کے عہد کو	اور وہ نہیں توڑتے

الْمِيْثَاقَ ﴿٢٠﴾	وَالَّذِيْنَ	يَصِلُوْنَ	مَآ	اَمَرَ	اللّٰهُ	بِهٖٓ	اَنْ	يُّوْصَلَ
اس وعدہ کو	اور جو لوگ	ملاتے ہیں	اس کو	حکم دیا	اللہ نے	جس کا	کہ	وہ ملایا جائے

وَيَخْشَوْنَ	رَبَّهُمْ	وَيَخَافُوْنَ	سُوْۗءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾	وَالَّذِيْنَ	صَبَرُوا
اور ڈرتے ہیں	اپنے رب سے	اور اندیشہ رکھتے ہیں	برے حساب کا	اور جو لوگ	ثابت قدم رہے

ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ	وَاَقَامُوا	الصَّلٰوةَ	وَاَنْفَقُوْا	مِمَّا
اپنے رب کی رضامندی کی تلاش میں	اور انہوں نے قائم کی	نماز	اور انہوں نے خرچ کیا	اس میں سے جو

رَزَقْنٰهُمْ	سِرًّا	وَّعَلَانِيَةً	وَّيَدْرَءُوْنَ	بِالْحَسَنَةِ	1101 السَّيِّئَةَ
ہم نے عطا کیا ان کو	چھپاتے ہوئے	اور اعلانیہ	اور ہٹاتے ہیں	بھلائی سے	برائی کو

اُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۲﴾	جَنّٰتُ عَدْنٍ	يَّدْخُلُوْنَهَا
وہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہے	اس (آخری) گھر کا انجام	عدن کے باغات ہیں	وہ لوگ داخل ہوں گے ان میں
وَمَنْ	صَلَحَ	مِنْ اٰبَآئِهِمْ	وَاَزْوَاجِهِمْ	وَذُرِّيّٰتِهِمْ
اور وہ (بھی) جو	نیک ہوا	ان کے آباؤ اجداد میں سے	اور ان کے جوڑوں میں سے	اور ان کی اولادوں میں سے

وَالْمَلٰٓئِكَةُ	يَدْخُلُوْنَ	عَلَيْهِمْ	مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾	سَلٰمٌ	عَلَيْكُمْ
اور فرشتے	داخل ہوں گے	ان پر	ہر دروازے سے	(وہ کہیں گے) سلامتی ہو	تم لوگوں پر

بِمَا	صَبَرْتُمْ	فَنِعْمَ	عُقْبَى الدَّارِ ﴿۲۴﴾
بسبب اس کے جو	تم لوگ ثابت قدم رہے	تو کتنا اچھا ہے	اس (آخری) گھر کا انجام

نوٹ۔1

ان آیات میں اللہ کا حکم ماننے والوں کی کچھ صفات کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ یہ لوگ برائی کے جواب میں برائی نہیں کرتے بلکہ ان کے ساتھ بھی بھلائی کرتے ہیں جو ان کے ساتھ برائی کرے۔ اس مفہوم کی وضاحت میں ہمیں متعدد احادیث ملتی ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے طرزِ عمل کو لوگوں کے طرزِ عمل کا تابع بنا کر مت رکھو۔ یہ کہنا غلط ہے کہ اگر لوگ بھلائی کریں گے تو ہم بھلائی کریں گے اور لوگ ظلم کریں گے تو ہم بھی ظلم کریں گے۔ تم اپنے نفس کو ایک قاعدے کا پابند بناؤ۔ اگر لوگ نیکی کریں تو تم نیکی کرو اور اگر لوگ تم سے بدسلوکی کریں تو تم ظلم نہ کرو۔ اسی معنی میں وہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا اور ان میں سے چار باتیں آپ ﷺ نے یہ فرمائیں کہ میں خواہ کسی سے خوش ہوں یا ناراض ہر حالت میں انصاف کی بات کہوں، جو میرا حق مارے میں اس کا حق ادا کروں۔ جو مجھے محروم کرے میں اس کو عطا کروں اور جو مجھ پر ظلم کرے میں اس کو معاف کر دوں اور اسی معنی میں وہ حدیث ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو تجھ سے خیانت کرے تو اس سے خیانت نہ کر۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (25تا29)

ترجمہ

وَالَّذِيْنَ	يَنْقُضُوْنَ	عَهْدَ اللّٰهِ	مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ	وَيَقْطَعُوْنَ	مَآ
اور وہ لوگ جو	توڑتے ہیں	اللہ کے عہد کو	اس کے پختہ ہونے کے بعد	اور وہ لوگ کاٹتے ہیں	اس کو

اَمَرَ	اللّٰهُ	بِهٖٓ	اَنْ	يُّوْصَلَ	وَيُفْسِدُوْنَ	فِي الْاَرْضِ
حکم دیا	اللہ نے	جس کا	کہ	وہ جوڑا جائے	اور وہ لوگ فساد مچاتے	زمین میں

اُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	اللَّعْنَةُ	وَلَهُمْ	سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿۲۵﴾	اَللّٰهُ
وہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہے	کل لعنت	اور ان کے لئے ہے	اس (آخری) گھر کی برائی	اللہ

يَبْسُطُ	الرِّزْقَ	لِمَنْ	يَّشَآءُ	وَيَقْدِرُ 1101
کشادہ کرتا ہے	رزق کو	اس کے لئے جس کو	وہ چاہتا ہے	اور وہ اندازہ لگاتا ہے (یعنی ناپ تول کر دیتا ہے جس کو چاہتا ہے)

وَفَرِحُوْا	بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا	فِي الْاٰخِرَةِ	اِلَّا
اور وہ لوگ خوش ہوئے	دنیوی زندگی پر	اور دنیوی زندگی نہیں ہے	آخرت (کے مقابلہ) میں	مگر

مَتَاعٌ	وَيَقُوْلُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَوْلَآ	اُنْزِلَ	عَلَيْهِ	اٰيَةٌ
ایک برتنے کا سامان	اور کہتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	کیوں نہیں	اتاری جاتی	ان پر	کوئی نشانی

مِّنْ رَّبِّهٖ	قُلْ	اِنَّ	اللّٰهَ	يُضِلُّ	مَنْ	يَّشَآءُ	وَيَهْدِيْٓ
ان کے رب (کی طرف) سے	آپ کہئے	بیشک	اللہ	گمراہ کرتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور وہ ہدایت دیتا ہے

اِلَيْهِ	مَنْ	اَنَابَ ﴿۲۷﴾	اَلَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَتَطْمَىِٕنُّ	قُلُوْبُهُمْ
اپنی طرف	اس کو جس نے	رخ کیا (اس کی طرف)	جو لوگ	ایمان لائے	اور اطمینان پاتے ہیں	ان کے دل

بِذِكْرِ اللّٰهِ	اَلَا	بِذِكْرِ اللّٰهِ	تَطْمَىِٕنُّ	الْقُلُوْبُ ﴿۲۸﴾	اَلَّذِيْنَ
اللہ کی یاد سے	سن لو	اللہ کی یاد سے ہی	اطمینان پاتے ہیں	دل	جو لوگ

اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	طُوْبٰى	لَهُمْ	وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾
ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے	تو انتہائی خوشحالی ہے	ان کے لئے	اور اچھا ٹھکانہ ہے

آیت نمبر (30 تا 32)

ق ر ع

(ف) قَرْعًا کھٹکھٹانا۔

قَارِعَةٌ کھٹکھٹانے والی۔ آفت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 31۔

ترکیب

(آیت۔30)۔ مَتَابِ کی کسرہ بتارہی ہے کہ اس کے آگے یائے متکلم محذوف ہے۔ یعنی یہ مَتَابِیْ ہے۔ (آیت۔31) پروفیسر حافظ احمد یار صاحب مرحوم کا کہنا ہے کہ يَئِسَ کے بعد مِنْ کا صلہ آئے تو معنی ہوتے ہیں ''مایوس ہونا'' اگر اَنْ کا صلہ آئے تو معنی ہوتے ہیں ''جاننا'' اس کی سند المنجد کے علاوہ کچھ تفاسیر ہیں جن میں اس کی سند کے لئے اشعار جاہلیہ کا حوالہ دیا گیا ہے۔ اور قرآن مجید میں یہ واحد مقام ہے جہاں يَئِسَ اَنْ کے صلہ کے ساتھ ''جاننا'' کے معنی میں آیا ہے۔ ترجمہ میں ہم حافظ صاحب کی رائے کو ترجیح دیں گے۔ (آیت۔32) عِقَابِ بھی دراصل عِقَابِیْ ہے۔

ترجمہ:

كَذٰلِكَ	اَرْسَلْنٰكَ	فِيْٓ اُمَّةٍ	قَدْ خَلَتْ	مِنْ قَبْلِهَآ	اُمَمٌ
اس طرح	ہم نے بھیجا آپ کو	ایک ایسی امت میں	گزر چکی ہیں	جس سے پہلے	کچھ امتیں

1101

لِتَتْلُوَا۟ عَلَيْهِمُ	الَّذِىٓ	اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	وَ	هُمْ
تاکہ آپؐ پڑھ کر سنائیں ان کو	وہ جو	ہم نے وحی کیا	آپؐ کی طرف	حالانکہ	وہ لوگ

يَكْفُرُوْنَ	بِالرَّحْمٰنِ ؕ	قُلْ	هُوَ	رَبِّىْ	لَآ اِلٰهَ	اِلَّا	هُوَ ۚ
انکار کرتے ہیں	رحمن کا	آپؐ کہئے	وہ	میرا رب ہے	کوئی الہ نہیں ہے	مگر	وہ (ہی)

عَلَيْهِ	تَوَكَّلْتُ	وَاِلَيْهِ	مَتَابِ ۝۳۰	وَلَوْ	اَنَّ	قُرْاٰنًا
اس پر ہی	میں نے بھروسہ کیا	اور اس کی طرف ہی	میرا لوٹنا ہے	اور اگر	یہ کہ	کوئی ایسا قرآن (ہوتا)

سُيِّرَتْ	بِهِ	الْجِبَالُ	اَوْ	قُطِّعَتْ	بِهِ	الْاَرْضُ	اَوْ	كُلِّمَ
چلائے جاتے	جس سے	پہاڑ	یا	ٹکڑے ٹکڑے کی جاتی	جس سے	زمین	یا	بلوائے جاتے

بِهِ	الْمَوْتٰى ؕ	بَلْ	لِّلّٰهِ	الْاَمْرُ	جَمِيْعًا ؕ	اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ
جس سے	مردے	بلکہ	اللہ کے لئے ہی ہیں	تمام معاملات	سب کے سب	تو کیا جانا ہی نہیں

الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْٓا	اَنْ	لَّوْ	يَشَآءُ	اللّٰهُ	لَهَدَى	النَّاسَ	جَمِيْعًا ؕ
ان لوگوں نے جو	ایمان لائے	کہ	اگر	چاہتا	اللہ	تو ضرور ہدایت دیتا	لوگوں کو	سب کے سب کو

وَلَا يَزَالُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	تُصِيْبُهُمْ	بِمَا	صَنَعُوْا
اور ہمیشہ	جنہوں نے	کفر کیا	آلگتی رہے گی ان کو	بسبب اس کے جو	انہوں نے کارستانی کی

قَارِعَةٌ	اَوْ	تَحُلُّ	قَرِيْبًا	مِّنْ دَارِهِمْ	حَتّٰى	يَاْتِىَ
کوئی آفت	یا (ہمیشہ)	اترتی رہے گی	نزدیک ہی	ان کے گھر سے	یہاں تک کہ	آئے

وَعْدُ اللّٰهِ ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ	لَا يُخْلِفُ	الْمِيْعَادَ ۝۳۱ ع	وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ
اللہ کا وعدہ	بیشک	اللہ	خلاف نہیں کرتا	وعدے کے	اور بیشک مذاق اُڑایا جا چکا ہے۔

بِرُسُلٍ	مِّنْ قَبْلِكَ	فَاَمْلَيْتُ	لِلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	ثُمَّ
رسولوں کا	آپؐ سے پہلے	تو میں نے مہلت دی	ان کو جنہوں نے	کفر کیا	پھر

اَخَذْتُهُمْ قف	فَكَيْفَ	كَانَ	عِقَابِ ۝۳۲
میں نے پکڑا ان کو	تو کیسا	تھا	میرا پکڑنا

آیت نمبر (33 تا 37)

1101

د و م

(ن) دَوَامًا: ساکن رہنا۔ ہمیشہ رہنا۔

مَادَامَ: افعال ناقصہ میں سے ہے۔ دیکھیں آیت۔2/57 نوٹ۔ا۔

دَآئِمٌ: ساکن رہنے والا۔ ہمیشہ رہنے والا۔ زیرِ مطالعہ آیت۔35۔

ترجمہ

اَفَمَنۡ	هُوَ قَآئِمٌ	عَلٰى كُلِّ نَفۡسٍۢ	بِمَا	كَسَبَتۡ ۚ
تو کیا وہ جو	نگرانی کرنے والا ہے	ہر ایک جان کی	اس کے ساتھ جو	اس نے کمایا (کسی کے مانند ہوسکتا ہے)
وَجَعَلُوۡا	لِلّٰهِ	شُرَكَآءَ ؕ	قُلۡ	سَمُّوۡهُمۡ ؕ
اور (پھر بھی) انہوں نے بنائے	اللہ کے لئے	کچھ شریک	آپ ﷺ کہیے	تم لوگ نام (یعنی صفات) بتاؤ ان کی
اَمۡ	تُنَبِّـئُوۡنَهٗ	بِمَا	لَا يَعۡلَمُ	فِى الۡاَرۡضِ
یا	تم لوگ خبر دیتے ہو اس کو	اس کی جو	وہ نہیں جانتا (یعنی جس کا وجود نہیں ہے)	زمین میں

اَمۡ	بِظَاهِرٍ	مِّنَ الۡقَوۡلِ ؕ	بَلۡ	زُيِّنَ	لِلَّذِيۡنَ
یا (کرتے ہو)	اوپر ہی اوپر	باتیں	بلکہ	سجایا گیا	ان کے لئے جنہوں نے

كَفَرُوۡا	مَكۡرُهُمۡ	وَصُدُّوۡا	عَنِ السَّبِيۡلِ ؕ	وَمَنۡ
کفر کیا	ان کی چالبازی کو	اور وہ لوگ روک دیئے گئے	اس راستے سے	اور جس کو

يُّضۡلِلِ	اللّٰهُ	فَمَا	لَهٗ	مِنۡ هَادٍ ۝۳۳	لَهُمۡ	عَذَابٌ
گمراہ کرتا ہے	اللہ	تو نہیں ہے	اس کے لئے	کوئی بھی ہدایت دینے والا	ان کے لئے	ایک عذاب ہے

فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا	وَلَعَذَابُ الۡاٰخِرَةِ	اَشَقُّ ۚ	وَمَا
دنیوی زندگی میں	اور یقیناً آخرت کا عذاب	سب سے زیادہ دشوار ہے	اور نہیں ہے

لَهُمۡ	مِّنَ اللّٰهِ	مِنۡ وَّاقٍ ۝۳۴	مَثَلُ الۡجَـنَّةِ الَّتِىۡ	وُعِدَ
ان کے لئے	اللہ سے	کوئی بھی بچانے والا	اس جنت کی مثال جس کا	وعدہ کیا گیا
الۡمُتَّقُوۡنَ ؕ	تَجۡرِىۡ	مِنۡ تَحۡتِهَا	الۡاَنۡهٰرُ ؕ	اُكُلُهَا
متقی لوگوں سے (یہ ہے کہ)	بہتی ہیں	اس کے نیچے سے	نہریں	اس کا پھل
دَآئِمٌ	وَّظِلُّهَا ؕ	تِلۡكَ	عُقۡبَى الَّذِيۡنَ	اتَّقَوْا ۖ
ہمیشہ رہنے والا ہے	اور اس کا سایہ (بھی)	یہ	ان کا انجام ہے جنہوں نے	تقویٰ کیا

1101

وَّعُقۡبَى الۡكٰفِرِيۡنَ	النَّارُ ﴿۳۵﴾	وَالَّذِيۡنَ	اٰتَيۡنٰهُمُ	الۡكِتٰبَ	يَفۡرَحُوۡنَ
اور کافروں کا انجام	آگ ہے	اور وہ لوگ	ہم نے دی جن کو	کتاب	خوش ہوتے ہیں

بِمَآ	اُنۡزِلَ	اِلَيۡكَ	وَمِنَ الۡاَحۡزَابِ مَنۡ	يُّنۡكِرُ	بَعۡضَهٗ ؕ
اس سے جو	اتارا گیا	آپؐ کی طرف	اور گروہوں میں سے وہ بھی ہیں جو	انکار کرتے ہیں	اس کے بعض کا

قُلۡ	اِنَّمَآ	اُمِرۡتُ	اَنۡ	اَعۡبُدَ	اللّٰهَ	وَلَاۤ اُشۡرِكَ
آپؐ کہئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مجھے حکم دیا گیا	کہ	میں بندگی کروں	اللہ کی	اور میں شریک نہ کروں (کسی کو)

بِهٖ ؕ	اِلَيۡهِ	اَدۡعُوۡا	وَاِلَيۡهِ	مَاٰبِ ﴿۳۶﴾	وَكَذٰلِكَ
اس کے ساتھ	اس کی طرف ہی	میں بلاتا ہوں	اور اس کی طرف ہی	میرے لوٹنے کی جگہ ہے	اور اس طرح
اَنۡزَلۡنٰهُ	حُكۡمًا	عَرَبِيًّا ؕ	وَلَئِنِ	اتَّبَعۡتَ	اَهۡوَآءَهُمۡ
ہم نے اتارا اس کو	حکم ہوتے ہوئے	عربی زبان میں	اور یقیناً اگر	آپؐ نے پیروی کی	ان کی خواہشات کی
بَعۡدَمَا	جَآءَكَ	مِنَ الۡعِلۡمِ ۙ	مَا	لَكَ	مِنَ اللّٰهِ
اس کے بعد کہ جو	آیا آپؐ کے پاس	علم میں سے	تو نہیں ہوگا	آپؐ کے لئے	اللہ سے

مِنۡ وَّلِىٍّ	وَّلَا وَاقٍ ﴿۳۷﴾ ع
کوئی بھی حمایت کرنے والا	اور نہ ہی کوئی بچانے والا

نوٹ۔1 آیت۔ ۳۲ کے ترجمہ میں ہم نے نام کے ساتھ صفات کا اضافہ کیا ہے۔ اس کو سمجھنے کے لئے آیت۔ ۲/ ۲۱ کا نوٹ۔ ۱، دوبارہ دیکھ لیں۔

نوٹ۔2 آیت۔ ۳۳ میں شرک کو مکاری یعنی چالبازی اس لئے کہا گیا ہے کہ جن اجرام فلکی یا فرشتوں یا ارواح یا بزرگ انسانوں کو خدائی اختیارات میں شریک قرار دیا گیا ہے ان میں سے کسی نے بھی کبھی ان اختیارات وصفات کا دعویٰ نہیں کیا۔ یہ تو چالاک انسانوں کا کام ہے کہ انہوں نے عوام پر اپنی خدائی کا سکہ جمانے کے لئے اور ان کی کمائی میں حصہ بٹانے کے لئے کچھ بناوٹی خدا تصنیف کئے، لوگوں وان کا معتقد بنایا اور اپنے آپ کو ان کا نمائندہ ٹھہرا کر اپنا اُلّو سیدھا کرنا شروع کر دیا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (38 تا 43)

م	ح	و

(ن) مَحۡوًا کسی چیز اور نشان کو مٹا دینا۔ زیرِ مطالعہ آیت 39۔

ترجمہ

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا	رُسُلًا	مِّنۡ قَبۡلِكَ	وَجَعَلۡنَا	لَهُمۡ	اَزۡوَاجًا
اور ہم بھیج چکے ہیں	کچھ رسولوں کو	آپؐ سے پہلے	اور ہم نے بنائیں	ان کے لئے	بیویاں

وَّذُرِّيَّةً	وَمَا كَانَ	لِرَسُوْلٍ	اَنْ	يَّاْتِيَ	بِاٰيَةٍ 1101	اِلَّا
اور اولاد	اور (ممکن) نہیں تھا	کسی رسول کے لئے	کہ	وہ لائے	کوئی نشانی	مگر

بِاِذْنِ اللّٰهِ	لِكُلِّ اَجَلٍ	كِتَابٌ ۳۸	يَمْحُوا	اللّٰهُ	مَا	يَشَآءُ
اللہ کی اجازت سے	ہر ایک کا وقت (خاتمے کا)	لکھا ہوا ہے	مٹاتا ہے	اللہ	اسے جو	وہ چاہتا ہے

وَيُثْبِتُ	وَعِنْدَهٗٓ	اُمُّ الْكِتٰبِ ۳۹	وَاِنْ مَّا
اور باقی رہنے دیتا ہے (جو وہ چاہتا ہے)	اور اس کے پاس ہی	اصل کتاب ہے	اور اگر

نُرِيَنَّكَ	بَعْضَ الَّذِيْ	نَعِدُهُمْ	اَوْ	نَتَوَفَّيَنَّكَ
ہم دکھا دیں آپؐ کو	اس کے بعض کو جو	ہم وعدہ کرتے ہیں ان سے	یا	ہم اٹھا لیں آپؐ کو

فَاِنَّمَا	عَلَيْكَ	الْبَلٰغُ	وَعَلَيْنَا	الْحِسَابُ ۴۰	اَوَلَمْ يَرَوْا
پس کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپؐ پر ہے	پہنچانا	اور ہم پر ہے	حساب لینا	کیا انہوں نے نہیں دیکھا

اَنَّا نَاْتِي	الْاَرْضَ	نَنْقُصُهَا	مِنْ اَطْرَافِهَا	وَاللّٰهُ	يَحْكُمُ
کہ ہم آتے ہیں	زمین کے پاس	گھٹاتے ہوئے اس کو	اس کے کناروں سے	اور اللہ	حکم کرتا ہے

لَا مُعَقِّبَ	لِحُكْمِهٖ	وَهُوَ	سَرِيْعُ الْحِسَابِ ۴۱	وَقَدْ مَكَرَ
(تو) کوئی بھی پیچھے ڈالنے والا نہیں ہے	اس کے حکم کو	اور وہ	جلد حساب لینے والا ہے	اور چالبازی کر چکے ہیں

الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ	فَلِلّٰهِ	الْمَكْرُ	جَمِيْعًا	يَعْلَمُ
وہ لوگ جو	ان سے پہلے تھے	تو اللہ ہی کے لئے ہیں	تمام تدبیریں	سب کی سب	وہ جانتا ہے

مَا	تَكْسِبُ	كُلُّ نَفْسٍ	وَسَيَعْلَمُ	الْكُفّٰرُ	لِمَنْ	عُقْبَى الدَّارِ ۴۲
اس کو جو	کماتی ہے	ہر ایک جان	اور جان لیں گے	کافر لوگ	کس کے لئے ہے	پچھلا گھر

وَيَقُوْلُ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَسْتَ	مُرْسَلًا	قُلْ	كَفٰى	بِاللّٰهِ
کہتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	آپ نہیں ہیں	بھیجے ہوئے	آپؐ کہیے	کافی ہے	اللہ

شَهِيْدًا	بَيْنِيْ	وَبَيْنَكُمْ	وَمَنْ	عِنْدَهٗ	عِلْمُ الْكِتٰبِ ۴۳
بطور گواہ کے	میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	اور وہ (بھی)	جس کے پاس	کتاب کا علم ہے

نوٹ۔1

آیت۔۳۹ کی تشریح یہ ہے کہ بہت سی احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض اعمال سے انسان کی عمر اور رزق میں کمی بیشی ہوئی ہے۔ بخاری میں ہے کہ صلہ رحمی عمر میں زیادتی کا سبب بنتی ہے۔ مسند احمد کی روایات میں ہے کہ بعض اوقات آدمی کوئی ایسا گناہ کرتا ہے کہ اس کے سبب سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے اور ماں باپ کی خدمت واطاعت سے عمر بڑھ جاتی ہے اور تقدیر الٰہی کو کوئی چیز بجز دعا کے ٹال نہیں سکتی۔ ان تمام روایات سے معلوم ہوتا ہے کہا اللہ تعالیٰ نے جو عمر یا رزق وغیرہ کسی کی تقدیر میں لکھ دیا ہے وہ بعض اعمال کی وجہ سے

1101

کم یا زیادہ ہو سکتے ہیں اور دعا کی وجہ سے تقدیر بدلی جا سکتی ہے۔ (معارف القرآن)

۲۵۔ ربیع الاوّل ۱۴۲۶ھ بمطابق ۵ مئی ۲۰۰۵ء۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ ابراہیم (14)

آیت نمبر (1تا4)

ترکیب

(آیت۔۱) کِتٰبٌ خبر ہے اور اس کا مبتداء محذوف ہے۔ (آیت۔۲) اَلۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ کا بدل ہونے کی وجہ سے اللہ حالت جر میں آیا ہے۔ (آیت۔3) یَبۡغُوۡنَهَا کی ضمیر مفعولی سَبِیۡلِ کے لئے ہے۔

ترجمہ

الٓرٰ قف	کِتٰبٌ	اَنۡزَلۡنٰهُ	اِلَیۡكَ	لِتُخۡرِجَ	النَّاسَ
۔	(یہ) ایک کتاب ہے	ہم نے اتارا اس کو	آپؐ کی طرف	تا کہ آپؐ نکالیں	لوگوں کو

مِنَ الظُّلُمٰتِ	اِلَی النُّوۡرِ ۙ	بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ	اِلٰی صِرَاطِ الۡعَزِیۡزِ الۡحَمِیۡدِ ۙ①
اندھیروں سے	روشنی کی طرف	اپنے رب کی اجازت سے	حمد کئے ہوئے بالا دست کے راستے کی طرف

اللّٰهِ الَّذِیۡ	لَهٗ	مَا	فِی السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِی الۡاَرۡضِ ط
جو وہ اللہ ہے	جس کے لئے ہی ہے	وہ جو	آسمانوں میں ہے	اور وہ جو	زمین میں ہے

وَوَیۡلٌ	لِّلۡكٰفِرِیۡنَ	مِنۡ عَذَابٍ شَدِیۡدِۣ ۙ②	الَّذِیۡنَ	یَسۡتَحِبُّوۡنَ
اور ہلاکت ہے	کافروں کے لئے	ایک شدید عذاب سے	وہ لوگ جو	ترجیح دیتے ہیں

الۡحَیٰوةَ الدُّنۡیَا	عَلَی الۡاٰخِرَةِ	وَیَصُدُّوۡنَ	عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ
دنیوی زندگی کو	آخرت پر	اور وہ لوگ روکتے ہیں	اللہ کی راہ سے

وَیَبۡغُوۡنَهَا	عِوَجًا ط	اُولٰٓئِكَ	فِیۡ ضَلٰلٍۭ بَعِیۡدٍ ③
اور تلاش کرتے ہیں اس میں	کجی کو	یہ لوگ	دور والی گمراہی میں ہیں

وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا	مِنۡ رَّسُوۡلٍ	اِلَّا	بِلِسَانِ قَوۡمِهٖ	لِیُبَیِّنَ
اور ہم نے نہیں بھیجا	کوئی بھی رسول	مگر	اپنی قوم کی زبان (بولنے) والا	تا کہ وہ خوب واضح کردے

لَهُمۡ ط	فَیُضِلُّ	اللّٰهُ	مَنۡ	یَّشَآءُ	وَیَهۡدِیۡ	مَنۡ
ان کے لئے	پھر گمراہ کرتا ہے	اللہ	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور وہ ہدایت دیتا ہے	اس کو جس کو

یَّشَآءُ ط	وَهُوَ	الۡعَزِیۡزُ	الۡحَكِیۡمُ ④
وہ چاہتا ہے	اور وہ ہی	بالا دست ہے	حکمت والا ہے

1101

نوٹ۔1

ظُلُمٰت سے مراد عقائد و اعمال کی تاریکیاں اور نور سے مراد ایمان اور عمل صالح کی روشنی ہے۔ گمراہی کے ہزاروں راستے ہیں لیکن ہدایت کی راہ ایک ہی ہے۔ اس وجہ سے ظُلُمٰت جمع ہے اور نور واحد۔ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ کا مطلب یہ ہے کہ تاریکیوں سے نکل کر روشنی کی طرف آنا جن کو بھی میسر ہوگا وہ خدا کی دی ہوئی توفیق سے ہی میسر ہوگا۔ وہی اپنی سنت کے مطابق جن کو ہدایت کا اہل پائے گا ان کو ہدایت بخشے گا اور جن کو اس کا اہل نہیں پائے گا ان کو گمراہی میں بھٹکتا چھوڑ دے گا۔ مطلب یہ ہے کہ پیغمبر کی ذمہ داری اس معاملے میں دعوت و تبلیغ کی ہے۔ لوگوں کو ہدایت کی راہ پر لا کھڑا کرنا اس کی ذمہ داری نہیں ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔2

رسول اللہ ﷺ کی بعثت پوری اقوامِ دنیا کے لئے ہے۔ ایسی صورت میں یہ بھی ہوسکتا تھا کہ قرآن ہر قوم کی زبان میں الگ الگ ہوتا۔ لیکن اس کو تو کوئی ادنیٰ سمجھ کا آدمی بھی درست نہیں سمجھ سکتا۔ اس لئے ضروری ہوا کہ قرآن کسی ایک ہی زبان میں آئے پھر دوسری زبانوں میں اس کے ترجمے پھیلائے جائیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا کی زبانوں میں سے عربی کا انتخاب فرمایا۔ اس کی وجہ ہے۔

عربی آسمان کی زبان ہے۔ فرشتوں کی زبان عربی ہے۔ لوح محفوظ کی زبان عربی ہے اور جنت کی زبان بھی عربی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ تم لوگ تین وجہ سے عرب سے محبت کرو۔ ایک یہ کہ میں عربی ہوں، دوسرے یہ کہ قرآن عربی ہے اور تیسرے یہ کہ اہل جنت کی زبان عربی ہے۔ تفسیر قرطبی وغیرہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی زبان جنت میں عربی تھی۔ زمین پر نازل ہونے کے بعد عربی ہی میں تغیرات ہو کر سریانی زبان پیدا ہوئی۔ اس سے ان روایات کی بھی تائید ہوتی ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ وغیرہ سے منقول ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جتنی کتابیں نازل فرمائی ہیں ان کی اصلی زبان عربی ہی تھی۔ جبرئیل امین نے قومی زبانوں میں ترجمہ کر کے پیغمبروں کو بتلایا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فطری طور پر عربی زبان سے ایک مناسبت عطا فرمائی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جس ملک میں پہنچے تھوڑے ہی عرصہ بعد بغیر جبر و اکراہ کے پورے ملک کی زبان عربی ہوگئی۔ آج جو عربی ممالک کہلاتے ہیں، جیسے عراق، شام، مصر وغیرہ، ان میں سے کسی کی زبان عربی نہیں تھی۔ اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے رسول کریم ﷺ کی امت میں تعلیم و تعلّم، تصنیف و تالیف اور تبلیغ و اشاعت کا ایسا جذبہ پیدا فرما دیا کہ اس کی نظیر پچھلی تاریخ میں نہیں ملتی۔ اس کے نتیجہ میں عجمی اقوام میں نہ صرف قرآن و سنت کے علوم حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا بلکہ عربی زبان کو حاصل کرنے اور اس کی ترویج و اشاعت میں عجمیوں کا قدم عرب سے پیچھے نہیں رہا۔ یہ ایک حیرت انگیز حقیقت ہے کہ اس وقت عربی لغت اور اس کی گرائمر پر جتنی کتابیں دنیا میں موجود ہیں وہ بیشتر عجمیوں کی لکھی ہوئی ہیں۔ قرآن و سنت کی جمع و تدوین اور تفسیر میں بھی ان کا حصہ عربوں سے کم نہیں رہا۔

اس طرح رسول کریم ﷺ کی زبان اور آپ ﷺ کی کتاب عربی ہونے کے باوجود پورے عالم پر محیط ہوگئی اور دعوت و تبلیغ کی حد تک عربی و عجم کا فرق مٹ گیا اور رسول کو قوم کی زبان میں بھیجنے کی حکمت تھی وہ حاصل ہوگئی۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

1101

آیت نمبر (5تا8)

ترجمہ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا	مُوْسٰى	بِاٰيٰتِنَآ	اَنْ	اَخْرِجْ	قَوْمَكَ
اور ہم بھیج چکے ہیں	موسیٰ کو	اپنی نشانیوں کے ساتھ	کہ	آپؑ نکالیں	اپنی قوم کو

مِنَ الظُّلُمٰتِ	اِلَى النُّوْرِ	وَذَكِّرْهُمْ	بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ
اندھیروں سے	روشنی کی طرف	اور آپؑ نصیحت کریں ان کو	اللہ کے دنوں کے ساتھ

اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّكُلِّ	صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ⑤
بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں	ہر ایک بہت ثابت قدم کے لئے	بہت شکر گزار کے لئے

وَاِذْ	قَالَ	مُوْسٰى	لِقَوْمِهِ	اذْكُرُوْا	نِعْمَةَ اللّٰهِ	عَلَيْكُمْ	اِذْ
اور جب	کہا	موسیٰؑ نے	اپنی قوم سے	تم لوگ یاد کرو	اللہ کی نعمت کو	تم لوگوں پر	جب

اَنْجٰىكُمْ	مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ	يَسُوْمُوْنَكُمْ	سُوْٓءَ الْعَذَابِ
اس نے نجات دی تم کو	فرعون کے پیروکاروں سے	وہ لوگ تکلیف دیتے تھے تم کو	برے عذاب سے

وَيُذَبِّحُوْنَ	اَبْنَآءَكُمْ	وَيَسْتَحْيُوْنَ	نِسَآءَكُمْ	وَفِيْ ذٰلِكُمْ
اور وہ ذبح کیا کرتے تھے	تمہارے بیٹوں کو	اور زندہ رکھتے تھے	تمہاری عورتوں کو	اور اس میں

بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ⑥	وَاِذْ	تَاَذَّنَ	رَبُّكُمْ	لَئِنْ
تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑی آزمائش تھی	اور جب	جتا دیا	تمہارے رب نے	یقیناً اگر

شَكَرْتُمْ	لَاَزِيْدَنَّكُمْ	وَلَئِنْ	كَفَرْتُمْ
تم لوگ شکر کرو گے	تو میں لازماً زیادہ کروں گا تم کو (ہر لحاظ سے)	اور البتہ اگر	تم لوگ ناشکری کرو گے

اِنَّ	عَذَابِيْ	لَشَدِيْدٌ ⑦	وَقَالَ	مُوْسٰى	اِنْ	تَكْفُرُوْٓا
تو بیشک	میرا عذاب	یقیناً شدید ہے	اور کہا	موسیٰؑ نے	اگر	تم لوگ ناشکری کرو گے

اَنْتُمْ	وَمَنْ	فِي الْاَرْضِ	جَمِيْعًا	فَاِنَّ	اللّٰهَ	لَغَنِيٌّ	حَمِيْدٌ ⑧
تم لوگ	اور وہ (بھی) جو	زمین میں ہیں	سب کے سب	تو بیشک	اللہ	یقیناً بے نیاز ہے	حمد کیا ہوا ہے

نوٹ۔1

مسند احمد کی مرفوع حدیث میں اَيّٰىمِ اللّٰهِ کی تفسیر خدا کی نعمتوں سے مروی ہے۔(ابن کثیر)۔ ایام کا لفظ جب اس طرح آتا ہے جیسے یہاں آیا ہے تو اس سے اہم تاریخی دن مراد ہوتے ہیں۔ مثلاً ایام العرب سے عرب کی جنگیں مراد ہوں گی۔ اسی طرح اَيّٰىمِ اللّٰهِ سے مراد وہ تاریخی دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے نافرمان قوموں پر عذاب نازل فرمائے اور اہل ایمان کو ان کے ظلم وستم سے نجات دی۔ (تدبر قرآن)

1101

آیت نمبر (9تا12)

ترکیب

(آیت 9) نَبَؤُ مضاف ہے۔ اس کے آگے الف کا اضافہ قرآن کا املا ہے۔ اَلَّذِيْنَ اس کا مضاف الیہ ہے اور محلاً حالت جر میں ہے۔ اَلَّذِيْنَ کا بدل ہونے کی وجہ سے قَوْمِ حالت جر میں آیا ہے۔ جب کہ قَوْمِ کا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے نُوْحٍ مجرور ہے۔ عَادٍ اور ثَمُوْدَ بھی اَلَّذِيْنَ کا بدل ہونے کی وجہ سے مجرور ہیں۔ مُرِيْبٍ کو شَكٍّ کی صفت بھی مانا جاسکتا ہے لیکن ہماری ترجیح ہے کہ اس کو شَكٍّ کا بدل مانا جائے۔

ترجمہ

اَلَمْ يَاْتِكُمْ	نَبَؤُا الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِكُمْ	قَوْمِ نُوْحٍ	وَّعَادٍ
کیا نہیں پہنچی تم لوگوں کو	ان لوگوں کی خبر جو	تم سے پہلے تھے	(جیسے) قومِ نوحؑ	اور عاد

وَّثَمُوْدَ ڛ	وَالَّذِيْنَ	مِنْۢ بَعْدِهِمْ ڟ	لَا يَعْلَمُهُمْ	اِلَّا	اللّٰهُ ۭ
اور ثمود	اور وہ لوگ جو	ان کے بعد ہوئے	نہیں جانتا ان کو (کوئی)	مگر	اللہ

جَاۗءَتْهُمْ	رُسُلُهُمْ	بِالْبَيِّنٰتِ	فَرَدُّوْٓا	اَيْدِيَهُمْ
آئے ان کے پاس	ان کے رسول	واضح (نشانیوں) کے ساتھ	تو انہوں نے لوٹائے	اپنے ہاتھ

فِيْٓ اَفْوَاهِهِمْ	وَقَالُوْٓا	اِنَّا كَفَرْنَا	بِمَآ	اُرْسِلْتُمْ	بِهٖ
اپنے منہ میں	اور کہا	بیشک ہم نے انکار کیا	اس کا	آپؐ بھیجے گئے	جس کے ساتھ

وَاِنَّا	لَفِيْ شَكٍّ	مِّمَّا	تَدْعُوْنَنَآ	اِلَيْهِ
اور بیشک ہم	یقیناً ایک شک میں ہیں	اس سے	آپؐ بلاتے ہیں ہم کو	جس کی طرف

مُرِيْبٍ ⑨	قَالَتْ	رُسُلُهُمْ	اَ	فِي اللّٰهِ	شَكٌّ
جو شبہ میں ڈالنے والا ہے	کہا	ان کے رسولوں نے	کیا	اللہ (کے بارے) میں	شک ہے

فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ	يَدْعُوْكُمْ	لِيَغْفِرَ	لَكُمْ
جو زمین اور آسمانوں کو وجود بخشنے والا ہے	وہ بلاتا ہے تم لوگوں کو	تاکہ وہ بخش دے	تمہارے لئے

مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ	وَيُؤَخِّرَكُمْ	اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ
تمہارے گناہوں میں سے (کچھ) کو	اور تاکہ وہ پیچھے کرے (یعنی مہلت دے) تم لوگوں کو	ایک مقررہ مدت تک

قَالُوْٓا	اِنْ اَنْتُمْ	اِلَّا	بَشَرٌ	مِّثْلُنَا ۭ
ان لوگوں نے کہا	آپؐ لوگ نہیں ہیں	مگر	ایک بشر	ہمارے جیسے

تُرِيْدُوْنَ	اَنْ	تَصُدُّوْنَا	عَمَّا	كَانَ يَعْبُدُ	اٰبَاۗؤُنَا
آپؐ لوگ چاہتے ہیں	کہ	روک دیں ہم کو	اس سے جس کی	بندگی کرتے تھے	ہمارے آباواجداد

فَاْتُوْنَا	بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ⑩	قَالَتْ	رُسُلُهُمْ	اِنْ نَّحْنُ	اِلَّا	1101 بَشَرٌ
تو لائیں ہمارے پاس	کوئی واضح دلیل	کہا	ان کے رسولوں نے	ہم نہیں	مگر	ایک بشر
مِّثْلُكُمْ	وَلٰكِنَّ	اللّٰهَ	يَمُنُّ	عَلٰى مَنْ	يَّشَآءُ	مِنْ عِبَادِهٖ ؕ
تمہارے جیسے	اور لیکن	اللہ	احسان کرتا ہے	اس پر جس پر	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے
وَمَا كَانَ	لَنَآ	اَنْ	نَّاْتِيَكُمْ	بِسُلْطٰنٍ	اِلَّا	بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ
اور (ممکن) نہیں ہے	ہمارے لئے	کہ	ہم لائیں تمہارے پاس	کوئی دلیل	مگر	اللہ کی اجازت سے

وَعَلَى اللّٰهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪	وَمَا لَنَآ	اَلَّا نَتَوَكَّلَ
اور اللہ پر ہی	چاہیے کہ بھروسہ کریں	ایمان لانے والے	اور ہمیں کیا ہے	کہ ہم بھروسہ نہ کریں
عَلَى اللّٰهِ	وَ	قَدْ هَدٰىنَا	سُبُلَنَا ؕ	وَلَنَصْبِرَنَّ
اللہ پر	اس حال میں کہ	اس نے ہدایت دی ہے ہم کو	ہماری راہوں کی	اور ہم لازماً ثابت قدم رہیں گے
عَلٰى مَآ	اٰذَيْتُمُوْنَا ؕ	وَعَلَى اللّٰهِ	فَلْيَتَوَكَّلِ	الْمُتَوَكِّلُوْنَ ⑫ ع
اس پر جو	تم لوگ اذیت دیتے ہو ہم کو	اور اللہ پر ہی	چاہیے کہ بھروسہ کریں	بھروسہ کرنے والے

نوٹ۔1

مذکورہ آیات میں رسولوں اور ان کی قوموں کے لئے جمع کے صیغے آئے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ سب قومیں اور ان کے رسول ایک ہی وقت میں ایک ہی جگہ موجود تھے جب یہ مکالمہ ہوا تھا۔ بلکہ ہر قوم کے مقام پر اور اس کے وقت پر اس کے پاس ان کا رسول آیا تھا۔ ان قوموں کے مابین زمان و مکان کا بہت فاصلہ ہے اس کے باوجود ہر زمانے میں اللہ کے رسولوں کا پیغام ایک ہی رہا ہے اور ان کو جواب بھی ایک ہی ملا ہے۔ اس حقیقت کو ظاہر کرنے کے لئے یہ مکالمہ جمع کے صیغے میں بیان کیا گیا ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ نبوت و رسالت کا انکار کرنے والوں کی ایک دلیل ہمیشہ مشترک رہی ہے اور وہ یہ کہ کوئی بشر نبی نہیں ہوسکتا۔ اور چونکہ نبوت و رسالت کے مدعی بشر ہوتے تھے اس لئے ان کی قومیں ان کا انکار کرتی تھیں، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر زمانے میں ہر نبی اور رسول نے اس دلیل کے جواب میں ہمیشہ اپنی بشریت کا اعتراف اور اقرار کیا۔ کسی ایک بھی نبی یا رسول نے کبھی مافوق البشر ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں میں ہی سے کسی کو اس منصب پر فائز کرتا ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب کے کیسٹ سے ماخوذ)۔

آیت نمبر (13 تا 18)

ج ر ع

(ف) جَرْعًا پانی یکبارگی پی جانا۔

(تفعّل) تَجَرُّعًا بتکلف گھونٹ گھونٹ پینا، زیر مطالعہ آیت۔ 17

1101

س	و	غ

(ن) سَوْغًا آسانی سے گلے سے اترنا۔ خوشگوار رہونا۔

سَائِغٌ فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ خوشگوار ہونے والا یعنی خوشگوار۔ ﴿لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ ۝٦٦﴾ (16/النحل: 66) ''خالص دودھ، خوشگوار ہوتے ہوئے پینے والوں کے لئے۔''

(افعال) اِسَاغَةً آسانی سے گلے سے اتارنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 17۔

ر	م	د

(ض) رَمْدًا آگ کا بجھ کر ٹھنڈا ہو جانا۔ راکھ ہو جانا۔

رَمَادٌ اسم ذات ہے۔ راکھ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 18

ترجمہ

وَقَالَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لِرُسُلِهِمْ	لَنُخْرِجَنَّكُمْ	مِّنْ اَرْضِنَآ
اور کہا	ان لوگوں نے جنہوں نے	انکار کیا	اپنے رسولوں کو	ہم لازماً نکالیں گے آپ لوگوں کو	اپنی زمین سے

اَوْ	لَتَعُوْدُنَّ	فِيْ مِلَّتِنَا ؕ	فَاَوْحٰٓى	اِلَيْهِمْ	رَبُّهُمْ
یا (پھر)	آپ لوگ لازماً لوٹیں گے	ہمارے مذہب میں	تو وحی کیا	ان کی طرف	ان کے رب نے

لَنُهْلِكَنَّ	الظّٰلِمِيْنَ ۝١٣	وَلَنُسْكِنَنَّكُمُ	الْاَرْضَ
ہم لازماً ہلاک کریں گے	ظلم کرنے والوں کو	اور ہم لازماً سکونت دیں گے آپ لوگوں کو	اس زمین میں

مِنْۢ بَعْدِهِمْ ؕ	ذٰلِكَ	لِمَنْ	خَافَ	مَقَامِيْ	وَخَافَ
ان کے بعد	یہ	اس کے لئے ہے جو	ڈرا	میرے سامنے کھڑا ہونے سے	اور ڈرا

وَعِيْدِ ۝١٤	وَاسْتَفْتَحُوْا	وَخَابَ	كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيْدٍ ۝١٥
میرے (عذاب) کے وعدہ سے	اور انہوں نے فتح مانگی	اور نامراد ہوا	ہر ایک زبردست، ہٹ دھرم
مِّنْ وَّرَآئِهٖ	جَهَنَّمُ	وَيُسْقٰى	مِنْ مَّآءٍ صَدِيْدٍ ۝١٦
اس کے پیچھے	دوزخ ہے	اور اس کو پلایا جائے گا	پیپ والے پانی میں سے

يَّتَجَرَّعُهٗ	وَلَا يَكَادُ	يُسِيْغُهٗ
وہ مشکل سے گھونٹ گھونٹ پیئے گا اس کو	اور لگے گا نہیں کہ	وہ گلے سے اتارے گا اس کو

وَيَاْتِيْهِ	الْمَوْتُ	مِنْ كُلِّ مَكَانٍ	وَّ	مَا هُوَ	بِمَيِّتٍ ؕ
اور آئے گی اس کے پاس	موت	ہر جگہ سے	اس حال میں کہ	وہ نہیں ہو گا	مردہ

وَمِنْ وَّرَآئِهٖ	عَذَابٌ غَلِيْظٌ ۝١٧	مَثَلُ الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	بِرَبِّهِمْ
اور اس کے پیچھے	ایک سخت عذاب ہے	ان کی مثال جنہوں نے	کفر کیا	اپنے رب کا (یہ ہے کہ)

اَعۡمَالُهُمۡ	كَرَمَادِ ۨ	اشۡتَدَّتۡ	بِهِ	الرِّيۡحُ	فِىۡ يَوۡمٍ عَاصِفٍ ؕ 1101
ان کے اعمال	راکھ کی مانند ہیں	شدّت اختیار کی	جن پر	ہوا نے	ایک تیز آندھی والے دن میں
لَا يَقۡدِرُوۡنَ	مِمَّا	كَسَبُوۡا	عَلٰى شَىۡءٍ ؕ	ذٰلِكَ	هُوَ الضَّلٰلُ الۡبَعِيۡدُ ۱۸
وہ قدرت نہیں رکھیں گے	اس میں سے جو	انہوں نے کمایا	کسی چیز پر	یہ	ہی دور والی گمراہی ہے

آیت نمبر (19 تا 23)

ج ز ع

(س) جَزَعًا: بے صبری کرنا۔ رنج وغم کا اظہار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔21۔

جَزُوۡعٌ: فَعُوۡلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ رنج وغم کا بہت زیادہ اظہار کرنا۔ واویلا کرنا۔ ﴿ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوۡعًا ۙ۲۰ ﴾ (70/المعارج:20) ''جب چھوا اس کو یعنی انسان کو برائی نے تو واویلا کرنے والا ہے۔''

ص ر خ

(ن) صُرَاخًا: (۱) چیخنا چلانا۔ فریاد کرنا۔ (۲) کسی کی فریاد کو پہنچنا۔ مدد کرنا۔

صَرِيۡخٌ: فریاد کو پہنچنے والا۔ ﴿ وَاِنۡ نَّشَاۡ نُغۡرِقۡهُمۡ فَلَا صَرِيۡخَ لَهُمۡ ﴾ (36/یٰسٓ:43) ''اور اگر ہم چاہیں تو ہم غرق کر دیں ان کو پھر کوئی بھی فریاد کو پہنچنے والا نہیں ہے ان کے لئے۔''

(افعال) اِصۡرَاخًا: کسی کی فریاد کو پہنچنا۔ مدد کرنا۔

مُصۡرِخٌ: فریاد کو پہنچنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔22

(افتعال) اِصۡتِرَاخًا اور اِصۡطِرَاخًا: مدد کے لئے زور سے چلانا۔ ﴿ وَهُمۡ يَصۡطَرِخُوۡنَ فِيۡهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا ﴾ (35/فاطر:37) ''اور وہ لوگ چلائیں گے اس میں کہ اے ہمارے رب تو نکال ہم کو۔''

ترکیب

(آیت۔21)۔ تَبَعًا مصدر ہے۔ لیکن ایک رائے یہ بھی ہے کہ تَابِعٌ کی جمع بھی تَبَعًا آتی ہے۔ اس آیت میں اس کو تَابِعٌ کی جمع ماننا زیادہ بہتر ہے۔ اَجَزِعۡنَاۤ اَمۡ صَبَرۡنَا۔ یہ جملہ کی وہی ترکیب ہے جو ہم آیت نمبر 2/6 میں پڑھ آئے ہیں کہ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ فرق یہ ہے کہ یہاں اَمۡ کے بعد فعل مضارع پر لَمۡ داخل کرنے کے بجائے فعل ماضی صَبَرۡنَا آیا ہے۔ لیکن ''اَ'' اور ''اَمۡ'' کے معنی وہی رہیں گے۔ دیکھیں آیت۔2/6، نوٹ۔1: (آیت۔22) بِمُصۡرِخِىَّ دراصل بِمُصۡرِخِيۡنَ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو بِمُصۡرِخِىۡ باقی بچا۔ پھر اس پر یائے متکلم داخل ہوئی تو بِمُصۡرِخِىَّ ہو گیا۔

ترجمہ

اَ	لَمۡ تَرَ	اَنَّ	اللّٰهَ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالۡاَرۡضَ	بِالۡحَقِّ ؕ	اِنۡ
کیا	تو نے غور نہیں کیا	کہ	اللہ نے	پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	حق (یعنی مقصد) کے ساتھ	اگر

يَّشَاۡ	يُذۡهِبۡكُمۡ	وَيَاۡتِ	بِخَلۡقٍ جَدِيۡدٍ ۙ۱۹	وَّمَا ذٰلِكَ	عَلَى اللّٰهِ
وہ چاہے	تو وہ لے جائے تم لوگوں کو	اور لے آئے	کوئی نئی مخلوق	اور یہ نہیں ہے	اللہ پر

بِعَزِيۡزٍ ﴿۲۰﴾	وَبَرَزُوۡا	لِلّٰهِ	جَمِيۡعًا	فَقَالَ	1101 الضُّعَفٰٓؤُا
کوئی مشکل	اور وہ لوگ سامنے آئیں گے	اللہ کے لئے	سب کے سب	پھر کہیں گے	ضعیف لوگ

لِلَّذِيۡنَ	اسۡتَكۡبَرُوۡۤا	اِنَّا كُنَّا	لَكُمۡ	تَبَعًا	فَهَلۡ	اَنۡتُمۡ	مُّغۡنُوۡنَ
ان سے جنہوں نے	تکبر کیا	بیشک ہم تھے	تمہاری	پیروی کرنے والی	تو کیا	تم لوگ	دور کرنے والے ہو

عَنَّا	مِنۡ عَذَابِ اللّٰهِ	مِنۡ شَىۡءٍ ؕ	قَالُوۡا	لَوۡ	هَدٰٮنَا	اللّٰهُ
ہم سے	اللہ کے عذاب کو	کچھ بھی	وہ لوگ کہیں گی	اگر	ہدایت دیتا ہم کو	اللہ

لَهَدَيۡنٰكُمۡ ؕ	سَوَآءٌ	عَلَيۡنَاۤ	اَ	جَزِعۡنَاۤ	اَمۡ	صَبَرۡنَا
تو ہم ضرور ہدایت دیتے تم کو	برابر ہے	ہم پر	چاہے	ہم غم کا اظہار کریں	یا	ہم صبر کریں

مَا لَنَا	مِنۡ مَّحِيۡصٍ ﴿۲۱﴾ ع	وَقَالَ	الشَّيۡطٰنُ	لَمَّا	قُضِىَ	الۡاَمۡرُ
ہمارے لئے نہیں	کوئی بھی بچنے کی جگہ	اور کہے گا	شیطان	جب	فیصلہ کر دیا جائے گا	تمام معاملات کا

اِنَّ	اللّٰهَ	وَعَدَكُمۡ	وَعۡدَ الۡحَـقِّ	وَوَعَدْتُّكُمۡ	فَاَخۡلَفۡتُكُمۡ ؕ
بیشک	اللہ نے	وعدہ کیا تم لوگوں سے	حق کا وعدہ	اور میں نے وعدہ کیا تم سے	پھر میں نے وعدہ خلافی کی تم سے

وَمَا كَانَ	لِىَ	عَلَيۡكُمۡ	مِّنۡ سُلۡطٰنٍ	اِلَّاۤ اَنۡ	دَعَوۡتُكُمۡ
اور نہیں تھا	میرے لئے	تم لوگوں پر	کوئی بھی اختیار	سوائے اس کے کہ	میں نے دعوت دی تمہیں

فَاسۡتَجَبۡتُمۡ لِىۡ ۚ	فَلَا تَلُوۡمُوۡنِىۡ	وَلُوۡمُوۡۤا
پھر قبول کیا تم لوگوں نے میری (دعوت) کو	پس تم لوگ ملامت مت کرو مجھ کو	اور ملامت کرو

اَنۡفُسَكُمۡ ؕ	مَاۤ اَنَا	بِمُصۡرِخِكُمۡ	وَمَاۤ اَنۡتُمۡ	بِمُصۡرِخِىَّ ؕ
اپنے آپ کو	میں نہیں ہوں	تمہاری فریاد رسی کرنے والا	اور تم لوگ نہیں ہو	میری فریاد رسی کرنے والے

اِنِّىۡ	كَفَرۡتُ	بِمَاۤ	اَشۡرَكۡتُمُوۡنِ	مِنۡ قَبۡلُ ؕ	اِنَّ	الظّٰلِمِيۡنَ
بیشک میں نے	انکار کیا	اس کا جس میں	تم نے شریک کیا مجھ کو	اس سے پہلے	بیشک	ظالم لوگ

لَهُمۡ	عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ﴿۲۲﴾	وَاُدۡخِلَ	الَّذِيۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَعَمِلُوا
ان کے لئے ہی ہے	ایک دردناک عذاب	اور داخل کئے گئے	وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے

الصّٰلِحٰتِ	جَنّٰتٍ	تَجۡرِىۡ	مِنۡ تَحۡتِهَا	الۡاَنۡهٰرُ	خٰلِدِيۡنَ
نیکیوں کے	ایسے باغات میں	بہتی ہیں	جن کے نیچے سے	نہریں	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے

فِيۡهَا	بِاِذۡنِ رَبِّهِمۡ ؕ	تَحِيَّتُهُمۡ	فِيۡهَا	سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾
ان میں	اپنے رب کی اجازت سے	اس کا دعا دینا ہے	اس میں	سلام

نوٹ۔1

آیت نمبر۔۲۱۔میں جو مکالمہ نقل کیا گیا ہے اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قیامت میں یہ عذر قبول نہیں کیا جائے گا کہ میں بے قصور رہوں۔فلاں نے مجھے بہکا دیا تھا۔اس لئے مجھے کچھ نہ کہو بلکہ اس کو پکڑو۔اس آیت سے بھی اور قرآن کی متعدد دوسری آیات سے بھی یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ غلط عقائد ونظریات کے داعی اور غلط راہ دکھانے والوں کے ساتھ ان کی اندھی تقلید کرنے والے بھی مجرم قرار جائیں گے۔اس اصول کی وجہ بھی اور دلیل بھی اگلی آیت میں شیطان کا قول نقل کر کے دی گئی ہے۔وجہ یہ ہے کہ اگر بہکانے والوں کو پکڑا جائے اور بہکنے والوں کو چھوڑ دیا جائے تو پھر کوئی بھی انسان دوزخ میں نہیں جائے گا کیونکہ انسانوں کو بہکانے والے شیاطین ہیں اور دلیل یہ ہے کہ بہکانے والے انسان ہوں یا شیطان، کسی کو اپنی بات منوانے کا اختیار نہیں ہے۔وہ صرف دعوت دیتے ہیں۔اسے قبول کرنے یا نہ کرنے کا اختیار ان کو حاصل ہے جن کو دعوت دی جاتی ہے۔اس لئے کوئی اپنی مرضی اور اختیار سے غلط دعوت قبول کرتا ہے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے۔اس مسئلہ پر اسلام کا جائزہ کورس کے پہلے سبق میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

1133

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (24 تا 30)

ف ر ع

(ف) فَرْعًا (۱) بلندی پر چڑھنا (۲) پستی میں اترنا۔

فَرْعٌ اسم ذات بھی ہے۔ کسی چیز کا اوپر کا حصہ جو اس کی جڑ سے نکلا ہو۔ جیسی درخت کی شاخ۔ زیر مطالعہ آیت۔24

ج ث ث

(ن) جَثًّا کسی کی جڑ کاٹنا۔

(افتعال) اِجۡتِثَاثًا کسی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا۔ زیر مطالعہ آیت۔26۔

ب و ر

(ن) بَوۡرًا (۱) کساد بازاری ہونا۔ گھاٹا ہونا۔ (۲) ہلاک ہونا۔ تباہ و برباد ہونا۔ ﴿یَّرۡجُوۡنَ تِجَارَۃً لَّنۡ تَبُوۡرَ﴾ (35/ فاطر:29) ''وہ لوگ امید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جس میں ہرگز گھاٹا نہیں ہو گا'' ﴿وَ مَکۡرُ اُولٰٓئِکَ ہُوَ یَبُوۡرُ﴾ (35/ فاطر:10) ''اور ان لوگوں کی چالبازی! وہ ہی تباہ و برباد ہوگی۔''

بَوَارٌ اسم ذات ہے۔ ہلاکت۔ تباہی۔ زیر مطالعہ آیت۔28

بُوۡرٌ یہ اسم الفاعل بَآئِرٌ کی جمع بھی ہے اور یہ لفظ خود بھی واحد، جمع، مذکر، مونث سب کے لئے آتا ہے۔ ہلاک ہونے والا۔ ﴿وَ کَانُوۡا قَوۡمًۢا بُوۡرًا﴾ (25/ الفرقان:18) ''اور وہ لوگ تھے ایک ہلاک ہونے والی قوم۔''

ترکیب

(آیت۔24) ضَرَبَ کا مفعول مَثَلًا ہے جبکہ کَلِمَۃً طَیِّبَۃً اس کا بدل ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔26) مَثَلُ کَلِمَۃٍ خَبِیۡثَۃٍ مرکب اضافی اور مبتدا ہے جبکہ کَشَجَرَۃٍ خَبِیۡثَۃٍ اس کی خبر ہے۔ (آیت۔28) بَدَّلُوۡا کے دو مفعول آتے ہیں۔ نِعۡمَتَ اللّٰہِ اس کا مفعول اول ہے۔ اس کا مفعول ثانی محذوف ہے جو بِسَخَطِ اللّٰہِ یا بِغَضَبِ اللّٰہِ ہو سکتا ہے جبکہ کُفۡرًا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔ (آیت۔29) یَصۡلَوۡنَ مادہ ''ص ل ی'' میں باب سَمِعَ سے مضارع کا جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ اگر یہ باب ضَرَبَ سے ہوتا تو یَصۡلُوۡنَ آتا اور اگر مادہ ''وص ل'' سے ہوتا تو یَصِلُوۡنَ آتا۔

ترجمہ:

کَلِمَۃً	مَثَلًا	اللّٰہُ	ضَرَبَ	کَیۡفَ	لَمۡ تَرَ	اَ
ایک ایسی پاکیزہ بات کی ہے جو	ایک مثال جو	اللہ نے	بیان کی	کیسے	آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غور نہیں کیا	کیا

فِی السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾	وَّ فَرۡعُہَا	ثَابِتٌ	اَصۡلُہَا	طَیِّبَۃً کَشَجَرَۃٍ طَیِّبَۃٍ
آسمان میں ہے	اور اس کی شاخ	جمی رہنے والی ہے	اس کی جڑ	ایک پاکیزہ درخت کی مانند ہے

تُؤْتِيْٓ	اُكُلَهَا	كُلَّ حِيْنٍ	بِاِذْنِ رَبِّهَا ؕ	وَيَضْرِبُ	اللّٰهُ	1133 الْاَمْثَالَ
وہ دیتا ہے	اپنے پھل	ہر وقت	اپنے رب کی اجازت سے	اور بیان کرتا ہے	اللہ	مثالیں

لِلنَّاسِ	لَعَلَّهُمْ	يَتَذَكَّرُوْنَ ۝۲۵	وَمَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ	كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ
لوگوں کے لئے	شاید وہ لوگ	نصیحت حاصل کریں	اور کسی گندی بات کی مثال	ایک ایسے گندے درخت کی مانند ہے

اجْتُثَّتْ	مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ	مَا لَهَا	مِنْ قَرَارٍ ۝۲۶	يُثَبِّتُ	اللّٰهُ
جس کو اکھاڑا گیا	زمین کے اوپر سے	نہیں ہے اس کے لئے	کوئی بھی ٹھہراؤ	جما دیتا ہے	اللہ

الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ
ان لوگوں کو جو	ایمان لائے	جم جانے والی بات سے	دنیوی زندگی میں	اور آخرت میں (بھی)

وَيُضِلُّ	اللّٰهُ	الظّٰلِمِيْنَ ۙ	وَيَفْعَلُ	اللّٰهُ	مَا	يَشَآءُ ۝۲۷ ع	اَ	لَمْ تَرَ
اور گمراہ کرتا ہے	اللہ	ظلم کرنے والوں کو	اور کرتا ہے	اللہ	وہ جو	وہ چاہتا ہے	کیا	آپؐ نے غور نہیں کیا

اِلَى الَّذِيْنَ	بَدَّلُوْا	نِعْمَتَ اللّٰهِ	كُفْرًا	وَّاَحَلُّوْا	قَوْمَهُمْ
ان کی طرف جنہوں نے	تبدیل کیا	اللہ کی نعمت کو	ناشکری کرتے ہوئے	اور انہوں نے اتارا	اپنی قوم کو

دَارَ الْبَوَارِ ۝۲۸ ۙ	جَهَنَّمَ ۚ	يَصْلَوْنَهَا ؕ	وَبِئْسَ	الْقَرَارُ ۝۲۹
تباہی کے گھر میں	جو جہنم ہے	وہ لوگ گریں گے اس میں	اور کتنا برا ہے	یہ ٹھہرنا

وَجَعَلُوْا	لِلّٰهِ	اَنْدَادًا	لِّيُضِلُّوْا	عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ	قُلْ
اور انہوں نے بنائے	اللہ کے لئے	مد مقابل	تا کہ وہ گمراہ کریں (لوگوں کو)	اس کے راستے سے	آپؐ کہئے

تَمَتَّعُوْا	فَاِنَّ	مَصِيْرَكُمْ	اِلَى النَّارِ ۝۳۰
تم لوگ فائدہ اٹھالو	پھر بیشک	تمہارا لوٹنا	آگ کی طرف ہے

نوٹ۔1

كَلِمَةً طَيِّبَةً سے کلمہ توحید اور اس پر مبنی عقائد و نظریات ہیں۔ شَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ وہ درخت جو پھل دینے والا، سایہ دار اور نفع بخش ہو۔ درخت چونکہ زمین اور فضا دونوں سے غذا اور قوت حاصل کرتا ہے اس لئے فرمایا کہ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ یعنی زمین میں اس کی جڑیں اتری ہوئی ہونے کے سبب سے زمین سے بھی اسے پوری غذا مل رہی ہے اور شاخیں فضا میں پھیلی ہوئی ہونے کی وجہ سے فضا بھی اس کی پرورش میں پورا پورا حصہ لے رہی ہے۔

کلمہ توحید کی تمثیل ایک ایسے درخت سے دے کر قرآن نے ایک حقیقت تو یہ واضح فرمائی کہ اس کی جڑیں انسانی عقل و فطرت کے اندر بھی گہری اتری ہوئی ہیں اور عنداللہ بھی یہ سب سے زیادہ قدر و قیمت رکھنے والی حقیقت ہے۔ دوسری حقیقت یہ واضح فرمائی کہ اس کو انسانی فطرت کے اندر سے بھی برابر غذا اور قوت حاصل ہوتی رہتی ہے اور اوپر سے بھی برابر ترشحات (یعنی سکینت) نازل ہوتے رہتے

ہیں۔تیسری حقیقت یہ واضح فرمائی کہ اس کی برکات ابدی اور دائمی ہیں۔اس کا فیض ہمیشہ جاری رہتا ہے۔1133جس کے سینہ میں یہ نور موجود ہے وہ ہمیشہ آسودہ اور شادکام رہتا ہی۔(تدبر قرآن)

نوٹ۔2

زندگی کی گہما گہمی میں کبھی کبھار اللہ کے کسی ایسے بندے سے ملاقات ہوجاتی ہے جس نے توحید پر مبنی عقائد ونظریات سے اپنے سینے کو اباد کیا ہوا ہے اور ان کے برکات وثمرات سے فیض یاب بھی ہورہا ہے، تو اس وقت ایک شعر ضرور ذہن میں آتا ہے۔وہ پیش خدمت ہے۔جگر مرحوم کا شعر ہے جس میں ایک لفظ تبدیل کردیا گیا ہے۔

ہستی مومن اللہ اللہ	فرش نشیں اور عرش نشیمن

آیت نمبر (31تا34)

ح ص ی

(ض) حَصْيًا (۱) کنکری سے مارنا۔(۲) کنکری پر گنتی کرنا۔

(افعال) اِحْصَاءً (۱) کسی چیز کی گنتی کو پورا کرنا۔شمار مکمل کرنا۔(۲) کسی کام کا حق پورا کرنا۔نباہ کرنا (۳) گھیر لینا۔احاطہ کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔34۔﴿عَلِمَ اَنۡ لَّنۡ تُحۡصُوۡهُ فَتَابَ عَلَیۡكُمۡ﴾ (73/مزمل:20)''اس نے یعنی اللہ نے جانا کہ تم لوگ ہرگز نہ نباہ سکو گے اس کو تو اس نے شفقت کی تم لوگوں پر۔'' ﴿لَا یُغَادِرُ صَغِیۡرَةً وَّ لَا كَبِیۡرَةً اِلَّاۤ اَحۡصٰىهَا﴾ (18/الکہف:49)''یہ نہیں چھوڑتی کوئی چھوٹی اور نہ کوئی بڑی سوائے اس کے کہ گھیر لیا اس کو۔''

ترکیب

(آیت۔31) یُقِیۡمُوۡا اور یُنۡفِقُوۡا کے نون اعرابی گرے ہوئے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ ان کے لام امر محذوف ہیں اور یہ فعل امر غائب کے صیغے ہیں۔(آیت۔34) لَا تُحۡصُوۡهَا میں جو لَا ہے یہ لائے نہی نہیں ہے بلکہ لائے نفی ہے اور تُحۡصُوۡا دراصل اِنۡ کا جواب شرط ہونے کی وجہ سے مجزوم ہوا ہے۔

ترجمہ:

قُلۡ	لِّعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	یُقِیۡمُوا	الصَّلٰوةَ
آپ کہہ دیجئے	میرے ان بندوں سے جو	ایمان لائے کہ	چاہیے کہ وہ لوگ قائم رکھیں	نماز کو
وَیُنۡفِقُوۡا	مِمَّا	رَزَقۡنٰهُمۡ	سِرًّا	وَّعَلَانِیَةً
اور چاہیے کہ وہ لوگ خرچ کریں	اس میں سے جو	ہم نے عطا کیا ان کو	پوشیدہ	اور علانیہ

مِّنۡ قَبۡلِ	اَنۡ	یَّاۡتِیَ	یَوۡمٌ	لَّا بَیۡعٌ	فِیۡهِ	وَلَا خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾
اس سے پہلے	کہ	آئے	ایک ایسا دن	کوئی سودا نہیں ہے	جس میں	اور نہ ہی دوستی
اَللّٰهُ	الَّذِیۡ	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ	وَالۡاَرۡضَ	وَاَنۡزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ
اللہ	وہ ہے جس نے	پیدا کیا	آسمانوں کو	اور زمین کو	اور اسنے اتارا	آسمانوں سے
مَآءً	فَاَخۡرَجَ	بِهٖ	مِنَ الثَّمَرٰتِ	رِزۡقًا	لَّكُمۡ	وَسَخَّرَ
پانی	پھر اس نے نکالے	اس سے	پھل	بطور رزق	تمہارے لئے	اور اس نے مطیع کیا

لَكُمُ	الْفُلْكَ	لِتَجْرِيَ	فِي الْبَحْرِ	بِاَمْرِهٖ ج	وَسَخَّرَ	1133 لَكُمُ
تمہارے لئے	کشتی کو	تاکہ وہ بہے	سمندر میں	اس کے حکم سے	اور اس نے مطیع کیا	تمہارے لئے

الْاَنْهٰرَ ﴿۳۲﴾ ج	وَسَخَّرَ	لَكُمُ	الشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ	دَآئِبَيْنِ ج
نہروں کو	اور اس نے مسخر کیا	تمہارے لئے	سورج کو	اور چاند کو	مسلسل چلنے والے ہوتے ہوئے

وَسَخَّرَ	لَكُمُ	الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ ﴿۳۳﴾ ج	وَاٰتٰىكُمْ
اور اس نے مسخر کیا	تمہارے لئے	رات کو	اور دن کو	اور اس نے دیا تم لوگوں کو
مِّنْ كُلِّ مَا	سَاَلْتُمُوْهُ ط	وَاِنْ	تَعُدُّوْا	نِعْمَتَ اللّٰهِ
اس کے سب میں سے جو	تم لوگوں نے مانگا اس سے	اور اگر	تم لوگ گنتی کروگے	اللہ کی نعمت کی
لَا تُحْصُوْهَا ط	اِنَّ	الْاِنْسَانَ	لَظَلُوْمٌ	كَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ ع
تو شمار پورا نہ کر پاؤ گے اس کا	بیشک	انسان	یقیناً بے انتہا ظلم کرنے والا ہے	انتہائی ناشکرا ہے

نوٹ۔1

وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ کا مطلب قاضی بیضاویؒ نے یہ بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ہر وہ چیز دے دی جو مانگنے کے قابل ہے خواہ انسان نے مانگی ہو یا نہ مانگی ہو۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (35 تا 41)

ترکیب

(آیت۔35) وَاجْنُبْ کا مفعول ہونے کی وجہ سے بَنِيَّ حالت نصب میں ہے۔ یہ لفظ بَنِيْنَ تھا۔ مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو بَنِيْ باقی بچا پھر اس پر مضاف الیہ یائے متکلم داخل ہوئی تو بَنِيَّ استعمال ہوا۔ (آیت۔37)۔ بِوَادٍ نکرہ مخصوصہ ہے اور اس کی خصوصیت یعنی صفت ہونے کی وجہ سے غَيْرِ حالت جر میں آیا ہے۔ (آیت۔40) تَقَبَّلْ کے مفعول دُعَاءِ پر نہ تو لام تعریف ہے، نہ تنوین ہے اور یہ حالت جر میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دراصل مضاف دُعَاءَ تھا۔ اس پر مضاف الیہ یائے متکلم داخل ہوا تو دُعَاءِيْ ہو گیا۔ یہاں یائے متکلم گری ہوئی ہے۔

ترجمہ:

وَاِذْ	قَالَ	اِبْرٰهِيْمُ	رَبِّ	اجْعَلْ	هٰذَا الْبَلَدَ	اٰمِنًا
اور جب	کہا	ابراہیمؑ نے	اے میرے رب	تو بنا	اس شہر کو	امن میں ہونے والا

وَّاجْنُبْنِيْ	وَبَنِيَّ	اَنْ	نَّعْبُدَ	الْاَصْنَامَ ﴿۳۵﴾ ط
اور تو دور کر دے مجھ کو	اور میرے بیٹوں کو	کہ	ہم عبادت کریں	بتوں کی

رَبِّ	اِنَّهُنَّ	اَضْلَلْنَ	كَثِيْرًا	مِّنَ النَّاسِ ج	فَمَنْ	تَبِعَنِيْ
اے میرے رب	بیشک انہوں نے	گمراہ کیا	بہتوں کو	لوگوں میں سے	پس جس نے	پیروی کی میری

فَاِنَّهٗ	مِنِّيْ ج	وَمَنْ	عَصَانِيْ	فَاِنَّكَ	غَفُوْرٌ
تو بیشک وہ	مجھ میں سے ہے	اور جس نے	نافرمانی کی میری	تو بیشک تو	بے انتہا بخشنے والا ہے

1133

رَّحِيْمٌ ﴿٣٦﴾	رَبَّنَآ	اِنِّيْٓ	اَسْكَنْتُ	مِنْ ذُرِّيَّتِيْ
ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اے ہمارے رب	بیشک میں نے	بسا دیا	اپنی اولاد میں سے (ایک کو)

بِوَادٍ	غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ	عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ	رَبَّنَا
ایک ایسی وادی میں جو	کھیتی والی نہیں ہے	تیرے محترم گھر کے پاس	اے ہمارے رب

لِيُقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	فَاجْعَلْ	اَفْـِٕدَةً	مِّنَ النَّاسِ
تا کہ وہ لوگ قائم رکھیں	نماز کو	پس تو بنا دے	کچھ دلوں کو	لوگوں میں سے
تَهْوِيْٓ	اِلَيْهِمْ	وَارْزُقْهُمْ	مِّنَ الثَّمَرٰتِ	لَعَلَّهُمْ
(کہ) وہ مائل ہوتے ہوں	ان کی طرف	اور تو رزق دے ان کو	پھلوں میں سے	شائد وہ لوگ

يَشْكُرُوْنَ ﴿٣٧﴾	رَبَّنَآ	اِنَّكَ	تَعْلَمُ	مَا	نُخْفِيْ	وَمَا
شکر ادا کریں	اے ہمارے رب	بیشک تو	جانتا ہے	اس کو جو	ہم چھپاتے ہیں	اور اس کو جو

نُعْلِنُ ۭ	وَمَا يَخْفٰى	عَلَى اللّٰهِ	مِنْ شَيْءٍ	فِي الْاَرْضِ
ہم آشکار کرتے ہیں	اور پوشیدہ نہیں ہوتی ہے	اللہ پر	کوئی بھی چیز	زمین میں
وَلَا فِي السَّمَاۗءِ ﴿٣٨﴾	اَلْحَمْدُ	لِلّٰهِ الَّذِيْ	وَهَبَ	لِيْ
اور نہ ہی آسمان میں	تمام حمد	اس اللہ کے لئے ہے جس نے	عطا کیا	مجھے

عَلَى الْكِبَرِ	اِسْمٰعِيْلَ	وَاِسْحٰقَ ۭ	اِنَّ	رَبِّيْ	لَسَمِيْعُ الدُّعَاۗءِ ﴿٣٩﴾
بڑھاپے کے باوجود	اسماعیلؑ	اور اسحاقؑ	بیشک	میرا رب	یقیناً دعا کو سننے والا ہے

رَبِّ	اجْعَلْنِيْ	مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ	وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ڰ	رَبَّنَا
اے میرے رب	تو بنا دے مجھ کو	نماز کو قائم رکھنے والا	اور میری اولاد میں سے (بھی)	اے ہمارے رب
وَتَقَبَّلْ	دُعَاۗءِ ﴿٤٠﴾	رَبَّنَا	اغْفِرْ لِيْ	وَلِوَالِدَيَّ
اور تو قبول کر	میری دعا کو	اے ہمارے رب	تو بخش دینا مجھ کو	اور میرے والدین کو

وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ	يَوْمَ	يَقُوْمُ	الْحِسَابُ ﴿٤١﴾ ع
اور تمام ایمان لانے والوں کو	جس دن	قائم ہوگا	حساب

آیت نمبر (42تا46)

ش خ ص

(ف) شُخُوْصًا آنکھوں کا کھلا رہ جانا۔ ٹکٹکی لگنا۔ زیر مطالعہ آیت۔42۔

شَاخِصَةٌ — اسم فاعل ہے۔ کھلی رہ جانے والی۔ ﴿ فَاِذَا هِیَ شَاخِصَةٌ اَبْصَارُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ ﴾ (21/الانبیاء:97) ''تو جب ہی کھلی رہ جانے والی ہیں ان کی آنکھیں جنہوں نے کفر کیا۔''

ھ ط ع

(ف)	هَطْعًا	جلدی جلدی چلنا۔ لپکنا۔ دوڑنا۔
(افعال)	اِهْطَاعًا	ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے۔
	مُهْطِعٌ	لپکنے والا۔ دوڑنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔43۔

ق ن ع

(ک)	قَنَاعَةً	جو کچھ حصہ میں آئے اس پر راضی ہونا۔
	قَانِعٌ	قناعت کرنے والا۔ ﴿ وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ؕ ﴾ (22/الحج:36) ''اور تم لوگ کھلاؤ قناعت کرنے والے کو اور مانگنے والے کو۔''
(ف)	قُنُوْعًا	پہاڑ پر چڑھنا۔ بلند ہونا۔
(افعال)	اِقْنَاعًا	بلند کرنا۔
	مُقْنِعٌ	بلند کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔43۔

ز و ل

(ن)	زَوَالًا	اپنی جگہ چھوڑ کر کسی جانب مائل ہونا۔ ہٹ جانا۔ ٹل جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔44۔46

ترجمہ:

وَلَا تَحْسَبَنَّ	اللّٰهَ	غَافِلًا	عَمَّا	يَعْمَلُ	الظّٰلِمُوْنَ ۬ؕ
اور آپؐ ہرگز گمان مت کریں	اللہ کو	غافل	اس سے جو	عمل کرتے ہیں	ظالم لوگ

اِنَّمَا	يُؤَخِّرُ	هُمْ	لِيَوْمٍ	تَشْخَصُ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ مؤخر کرتا ہے (مہلت دیتا ہے)	ان کو (پکڑنے میں)	ایک ایسے دن کے لئے	کھلی کی کھلی رہ جائیں گی

فِيْهِ	الْاَبْصَارُ ۙ﴿۴۲﴾	مُهْطِعِيْنَ	مُقْنِعِيْ رُءُوْسِهِمْ
جس میں	آنکھیں	دوڑنے والے ہوتے ہوئے	اپنے سروں کو اٹھائے ہوئے

لَا يَرْتَدُّ	اِلَيْهِمْ	طَرْفُهُمْ ۚ	وَاَفْـِٕدَتُهُمْ	هَوَآءٌ ؕ﴿۴۳﴾	وَاَنْذِرِ
نہیں پلٹے گی	ان کی طرف	ان کی نگاہیں	اور ان کے دل	ڈولتے ہوں گے	اور آپ خبردار کریں
النَّاسَ	يَوْمَ	يَاْتِيْهِمُ	الْعَذَابُ	فَيَقُوْلُ	الَّذِيْنَ
لوگوں کو	ایسے دن سے جب	پہنچے گا ان کو	عذاب	پھر کہیں گے	وہ لوگ جنہوں نے

ظَلَمُوْا	رَبَّنَآ	اَخِّرْنَآ	اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ	نُّجِبْ 133
ظلم کیا	اے ہمارے رب	تو مہلت دے ہم کو	ایک قریبی مدت تک	تو ہم قبول کریں گے

دَعْوَتَكَ	وَنَتَّبِعِ	الرُّسُلَ ؕ	اَوَ	لَمْ تَكُوْنُوْٓا	اَقْسَمْتُمْ
تیری دعوت کو	اور ہم پیروی کریں گے	رسولوں کی	تو کیا	تم لوگ نہیں تھے	(کہ) تم لوگوں نے قسم کھائی

مِّنْ قَبْلُ	مَا لَكُمْ	مِّنْ زَوَالٍ ۙ ۝۴۴	وَّسَكَنْتُمْ
اس سے پہلے	(کہ) تمہارے لئے نہیں ہے	کہیں بھی ہٹ کر جانا	اور تم لوگوں نے سکونت اختیار کی

فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ	ظَلَمُوْٓا	اَنْفُسَهُمْ	وَتَبَيَّنَ	لَكُمْ	كَيْفَ
ان کے ٹھکانوں میں جنہوں نے	ظلم کیا	اپنی جانوں پر	اور واضح ہوا	تمہارے لئے	(کہ) کیسا

فَعَلْنَا	بِهِمْ	وَضَرَبْنَا	لَكُمُ	الْاَمْثَالَ ۝۴۵	وَقَدْ مَكَرُوْا
ہم نے کیا	ان کے ساتھ	اور ہم نے بیان کیں	تمہارے لئے	تمام مثالیں	اور وہ چالیں چل چکے

مَكْرَهُمْ	وَعِنْدَ اللّٰهِ	مَكْرُهُمْ ؕ	وَاِنْ	كَانَ
اپنی چالبازی کی	اور اللہ کے سامنے ہیں	ان کی چالیں	اور واقعی	تھیں

مَكْرُهُمْ	لِتَزُوْلَ	مِنْهُ	الْجِبَالُ ۝۴۶
ان کی چالیں ایسی	کہ ٹل جائیں	ان سے	پہاڑ

نوٹ۔1

(آیت۔۴۵) میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ دوسری قوموں کی مثالیں ہم نے بیان کیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ فاعل حقیقی ہے۔ لیکن اسباب وعلل کی اس دنیا میں اس کا ظہور اس طرح تھا کہ دوسری قوموں کے حالات وواقعات اللہ تعالیٰ نے لوک کہانیوں میں محفوظ کرا دیئے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ لوگ عبرت حاصل کریں اور اپنا طرز عمل درست کریں لیکن لوگوں نے اسے محض ایک تفریح کا ذریعہ بنا لیا۔ وہی حالات وواقعات اب تاریخ کی کتابوں میں محفوظ ہیں۔ آج بھی پڑھتے ہیں بلکہ بڑی بڑی ریسرچ کرتے ہیں لیکن عبرت نہیں پکڑتے ہیں۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰهُ۔

آیت نمبر (47تا52)

ص ف د

(ض) صَفْدًا قید کرنا۔ ہتھکڑی لگانا۔ بیڑی ڈالنا۔

صَفَدٌ ج اَصْفَادٌ ہتھکڑی۔ بیڑی۔ زیر مطالعہ آیت۔49۔

س ر ب ل

(رباعی) سِرْبَالًا قمیص یا کرتا پہنانا۔

1133

سِرْبَالٌ	ج سَرَابِیْلُ۔ اسم ذات بھی ہے۔ قمیص یا کرتا خواہ کسی چیز سے بنا ہوا ہو۔ زیر مطالعہ آیت۔ 50

ق ط ر

(ن)	قَطْرًا	(۱) کسی کو پہلو پر گرا دینا۔ (۲) پانی کا جاری ہونا بہنا۔ (کثیر المعانی لفظ ہے)
	قُطْرٌ	ج اَقْطَارٌ۔ کسی چیز کا پہلو۔ کنارہ۔ ﴿اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا﴾ (55/الرحمن:33) ''اگر تمہیں طاقت ہے کہ تم لوگ نکل جاؤ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے تو نکل جاؤ۔''
	قِطْرٌ	پگھلا ہوا تانبا۔ ﴿وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ﴾ (34/سبا:12) ''اور بہایا ہم نے ان کے لئے پگھلے ہوئے تانبے کا چشمہ۔''
	قِطْرَانٌ	ایک روغنی سیال مادہ جو صنوبر جیسے درخت سے حاصل کیا جاتا ہے۔ تارکول۔ گندھک۔ زیر مطالعہ آیت۔ 50۔

ترجمہ:

فَلَا تَحْسَبَنَّ	اللّٰهَ	مُخْلِفَ وَعْدِهٖ	رُسُلَهٗ	اِنَّ اللّٰهَ
پس آپؐ ہرگز گمان مت کریں	اللہ کو	اپنے وعدہ کے خلاف کرنے والا	اپنے رسولوں سے	بیشک اللہ

عَزِيْزٌ	ذُو انْتِقَامٍ ﴿۴۷﴾	يَوْمَ	تُبَدَّلُ	الْاَرْضُ	غَيْرَ الْاَرْضِ
بالادست ہے	انتقام لینے والا ہے	جس دن	تبدیل کی جائے گی	یہ زمین	اس زمین کے علاوہ سے

وَالسَّمٰوٰتُ	وَبَرَزُوْا	لِلّٰهِ	الْوَاحِدِ	الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾
اور سارے آسمان (بھی)	اور وہ لوگ سامنے آئیں گے	اللہ کے	جو واحد ہے	پوری طرح غالب ہے
وَتَرَى	الْمُجْرِمِيْنَ	يَوْمَئِذٍ	مُّقَرَّنِيْنَ	فِي الْاَصْفَادِ ﴿۴۹﴾
اور آپؐ دیکھیں گے	مجرموں کو	اس دن	جکڑے ہوئے	بیڑیوں میں
سَرَابِيْلُهُمْ	مِّنْ قَطِرَانٍ	وَّتَغْشٰى	وُجُوْهَهُمُ	النَّارُ ﴿۵۰﴾
ان کے کرتے	گندھک کے ہوں گے	اور ڈھانک لے گی	ان کے چہروں کو	آگ

لِيَجْزِيَ	اللّٰهُ	كُلَّ نَفْسٍ	مَّا	كَسَبَتْ	اِنَّ اللّٰهَ
تا کہ جزا دے	اللہ	ہر ایک جان کو	وہ جو	اس نے کمایا	بیشک اللہ

سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۵۱﴾	هٰذَا	بَلٰغٌ	لِّلنَّاسِ	وَلِيُنْذَرُوْا	بِهٖ	وَلِيَعْلَمُوْا
جلد حساب لینے والا ہے	یہ	پیغام ہے	لوگوں کے لیے	اور تا کہ لوگ خبردار کئے جائیں	اس سے	اور تا کہ لوگ جان لیں کہ

اَنَّمَا	هُوَ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ	وَّلِيَذَّكَّرَ	اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۵۲﴾
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ	ایک خدا ہے	اور تا کہ یاددہانی حاصل کریں	عقل والے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

1133

سورۃ الحجر (15)

آیت نمبر (1 تا 5)

ء م ل

(ن) اَمَلًا امید کرنا۔

اَمَلٌ اسم ذات بھی ہے۔ امید۔ زیر مطالعہ آیت۔3۔

ترکیب

(آیت۔1) اٰيٰتُ مضاف ہے۔ اَلْكِتٰبِ اس کا پہلا مضاف الیہ ہے۔ اور قُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ اس کا دوسرا مضاف الیہ ہونے کی وجہ سے حالت جر میں آیا ہے۔ (آیت۔3) ذَرْ فعل امر ہے۔ اس کا جواب امر ہونے کی وجہ سے يَاْكُلُوْا۔ يَتَمَتَّعُوْا۔ اور يُلْهِ مجزوم آئے ہیں۔ (آیت۔4) اَهْلَكْنَا کا مفعول ہونے کی وجہ سے مِنْ قَرْيَةٍ محلًا حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔5) تَسْبِقُ کا فاعل ہونے کی وجہ سے مِنْ اُمَّةٍ محلًا حالت رفع میں ہے۔

ترجمہ:

الٓرٰ قف	تِلْكَ	اٰيٰتُ الْكِتٰبِ	وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ①	رُبَمَا	يَوَدُّ
......	یہ	اس کتاب کی آیتیں ہیں	اور واضح قرآن کی	بہت ہی	خواہش کریں گے
الَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	لَوْ	كَانُوْا	مُسْلِمِيْنَ ②	ذَرْ
وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	کاش	وہ ہوتے	فرمانبرداری کرنے والے	آپؐ چھوڑ دیں
هُمْ	يَاْكُلُوْا	وَيَتَمَتَّعُوْا	وَيُلْهِهِمُ	الْاَمَلُ	فَسَوْفَ
ان لوگوں کو	کہ وہ کھائیں	اور فائدہ اٹھائیں	اور غافل کرے ان کو	امید	تو عنقریب
يَعْلَمُوْنَ ③	وَمَآ اَهْلَكْنَا	مِنْ قَرْيَةٍ	اِلَّا	وَ	لَهَا
وہ جان لیں گے	اور ہم نے ہلاک نہیں کیا	کسی بھی بستی کو	مگر	اس حال میں کہ	اس کے لئے تھا
كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ ④	مَا تَسْبِقُ	مِنْ اُمَّةٍ	اَجَلَهَا	وَمَا يَسْتَاْخِرُوْنَ ⑤	
ایک مقرر وقت	آگے نہیں نکلی	کوئی بھی امت	اپنے وقت سے	اور نہ وہ پیچھے رہتے ہیں	

نوٹ۔1

كِتَابٌ مَّعْلُوْمٌ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قوم کے لئے پہلے سے طے کر لیتا ہے کہ اس کو سننے، سمجھنے اور سنبھلنے کے لئے اتنی مہلت دی جائے گی اور اس حد تک اسے اپنی من مانی کا موقع دیا جاتا رہے گا۔ یہ مہلت جب تک باقی رہتی ہے وہ ڈھیل دیتا رہتا ہے اور سرکشی کرتے ہی فوراً اس نے کبھی بھی کسی قوم کو نہیں پکڑا۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر(6تا13)

1133

س ل ک

(ن) سَلَكَ (۱) کسی راستہ پر چلنا۔کسی چیز میں داخل ہونا۔ پڑنا۔(لازم)

(۲) کسی راستہ پر چلانا۔کسی چیز میں داخل کرنا۔ڈالنا۔(متعدی) زیر مطالعہ آیت۔12

ترجمہ:

وَقَالُوْا	يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ	نُزِّلَ	عَلَيْهِ	الذِّكْرُ	اِنَّكَ
اورانہوں نے کہا	اے وہ(شخص)	نازل کیا گیا	جس پر	اس نصیحت کو	بیشک تو

لَمَجْنُوْنٌ ؕ۶	لَوْ مَا	تَاْتِيْنَا	بِالْمَلٰٓئِكَةِ	اِنْ	كُنْتَ	مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۷
یقیناً مجنون ہے	کیوں نہیں	تو آتا ہمارے پاس	فرشتوں کے ساتھ	اگر	تو ہے	سچ کہنے والوں میں سے

مَا نُنَزِّلُ	الْمَلٰٓئِكَةَ	اِلَّا	بِالْحَقِّ	وَمَا كَانُوْٓا	اِذًا	مُّنْظَرِيْنَ ۸
ہم نہیں اتارتے	فرشتوں کو	مگر	حق کے ساتھ	اوروہ نہ ہوئے	پھرتو	مہلت دیئے ہوئے

اِنَّا نَحْنُ	نَزَّلْنَا	الذِّكْرَ	وَاِنَّا	لَهٗ	لَحٰفِظُوْنَ ۹
بیشک ہم نے ہی	اتارا	اس نصیحت کو	اور بیشک ہم	اس کی	یقیناً حفاظت کرنے والے ہیں

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا	مِنْ قَبْلِكَ	فِيْ شِيَعِ الْاَوَّلِيْنَ ۱۰	وَمَا يَاْتِيْهِمْ
اور یقیناً ہم بھیج چکے ہیں(رسولوں کو)	آپؐ سے پہلے	پہلے لوگوں میں	اورنہیں آتا ان کے پاس
مِّنْ رَّسُوْلٍ	اِلَّا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۱۱	كَذٰلِكَ
کوئی بھی رسول	سوائے اس کے کہ	وہ لوگ اس کا مذاق اڑایا کرتے تھے	اس طرح

نَسْلُكُهٗ	فِيْ قُلُوْبِ الْمُجْرِمِيْنَ ۱۲ لا	لَا يُؤْمِنُوْنَ
ڈال دیتے ہیں ہم اس کو(یعنی استہزا کو)	مجرموں کے دلوں میں	یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے
بِهٖ	وَقَدْ خَلَتْ	سُنَّةُ الْاَوَّلِيْنَ ۱۳
اس پر	اورگزرچکی ہے	پہلے لوگوں کی عادت

نوٹ۔1

حفاظت قرآن کے وعدے میں حفاظت حدیث بھی داخل ہے کیونکہ تمام اہل علم اس پر متفق ہیں کہ قرآن نہ تو صرف الفاظ قرآنی کا نام ہے اورنہ ہی صرف معانی قرآنی کا، بلکہ دونوں کے مجموعے کوقرآن کہا جاتا ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ معانی اورمضامین قرآنیہ تو دوسری کتابوں میں بھی موجود ہیں اوراسلامی تصانیف میں توعموماً مضامین قرآنیہ ہی ہوتے ہیں،مگران کوقرآن نہیں کہا جاتا کیونکہ الفاظ قران کے نہیں ہیں۔اسی طرح اگرکوئی شخص قرآن کریم کے متفرق الفاظ اور جملے لے کرایک مقالہ یا رسالہ لکھ دے تو اس کو بھی قرآن نہیں

کہا جائے گا۔ خواہ اس میں ایک لفظ بھی قرآن کے باہر کا نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن صرف اس مصحف ربانی کا نام ہے جس کے الفاظ اور معانی ساتھ ساتھ محفوظ ہیں۔

جب یہ معلوم ہوا کہ قرآن صرف الفاظ قرآن کا نام نہیں بلکہ معانی بھی اس کا ایک جز ہیں تو حفاظت قرآن کی جو ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں لی ہے اس میں جس طرح الفاظ قرآنی کی حفاظت کا وعدہ ہے اسی طرح معانی اور مضامین قرآن کی حفاظت اور معنوی تحریف سے اس کو محفوظ رکھنے کا وعدہ بھی شامل ہے۔

اور یہ ظاہر ہے کہ معانیءِ قرآن وہی ہیں جن کی تعلیم دینے کے لئے رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا گیا۔ جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ''تاکہ آپؐ واضح کردیں لوگوں کے لئے اس کو جو نازل کیا گیا ان لوگوں کی طرف۔'' (16/24) اور یہی معنی اس آیت کے ہیں کہ ''اور وہ تعلیم دیتے ہیں تم لوگوں کو کتاب کی اور حکمت کی۔'' (2/151) اور اسی لئے آپؐ نے فرمایا کہ میں تو معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور جب رسول اللہ ﷺ کو معانی قرآن کے بیان اور تعلیم کے لئے بھیجا گیا تو آپؐ نے امت کو جن اقوال و افعال کے ذریعہ تعلیم دی ان ہی کا نام حدیث ہے۔ جب حدیث رسولؐ درحقیقت تفسیر قرآن اور معانی قرآن ہیں، جن کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ قرآن کے صرف الفاظ محفوظ رہ جائیں اور معانی یعنی احادیث رسولؐ ضائع ہوجائیں۔ (معاف القرآن)

آیت نمبر (14 تا 18)

ع ر ج

(ن۔ض)	عُرُوْجًا	اوپر چڑھنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14
	مِعْرَجٌ	ج مَعَارِجُ۔ چڑھنے کا آلہ۔ سیڑھی۔ ﴿مِّنَ اللّٰهِ ذِي الْمَعَارِجِ ۝﴾ (70/المعارج:3) ''اللہ کی طرف سے جو زینوں کا مالک ہے۔''
(س)	عَرَجًا	لنگڑانا۔ لنگڑا کر چلنا۔
	اَعْرَجُ	اَفْعَلُ الوان وعیوب پر صفت ہے۔ لنگڑا۔ ﴿لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّلَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ﴾ (24/النور:61) ''اندھے پر کوئی گناہ نہیں ہے اور نہ ہی لنگڑے پر کوئی گناہ ہے۔''

ش ھ ب

(س۔ك)	شَهَبًا	سیاہی مائل سفید ہونا۔
(ف)	شَهْبًا	گرمی کا کسی کو جھلس دینا۔
	شِهَابٌ	ج شُهُبٌ۔ شعلہ۔ انگارہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 18

ترجمہ:

وَلَوْ	فَتَحْنَا	عَلَيْهِمْ	بَابًا	مِّنَ السَّمَآءِ	فَظَلُّوْا	فِيْهِ
اور اگر	ہم کھول دیں	ان پر	ایک دروازہ	آسمان میں سے	پھر وہ لگیں	اس میں

یَعۡرُجُوۡنَ ﴿۱۴﴾	لَقَالُوۡۤا	اِنَّمَا	1133 سُکِّرَتۡ اَبۡصَارُنَا
اوپر چڑھنے	تو ضرور کہیں گے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ہماری نظر بندی کر دی گئی

بَلۡ	نَحۡنُ	قَوۡمٌ مَّسۡحُوۡرُوۡنَ ﴿۱۵﴾	وَ لَقَدۡ جَعَلۡنَا	فِی السَّمَآءِ
بلکہ	ہم	جادو کئے ہوئے لوگ ہیں	اور بیشک ہم نے بنائی ہیں	آسمان میں

بُرُوۡجًا	وَّ زَیَّنّٰہَا	لِلنّٰظِرِیۡنَ ﴿۱۶﴾	وَ حَفِظۡنٰہَا
(سیاروں کی) منزلیں	اور ہم نے مزین کیا ان کو	دیکھنے والوں کے لئے	اور ہم نے محفوظ کیا ان کو
مِنۡ کُلِّ شَیۡطٰنٍ رَّجِیۡمٍ ﴿۱۷﴾	اِلَّا	مَنِ	اسۡتَرَقَ
ہر دھتکارے ہوئے شیطان سے	سوائے اس کے کہ	جس نے	چپکے سے چرایا

السَّمۡعَ	فَاَتۡبَعَہٗ	شِہَابٌ مُّبِیۡنٌ ﴿۱۸﴾
سننے کو	تو پیچھے لگتا ہے اس کے	ایک روشن انگارہ

نوٹ۔1

بعض کا قول ہے کہ بروجا سے مراد سورج اور چاند کی منزلیں ہیں۔ عطیہ کہتے ہیں کہ یہ وہ جگہیں ہیں جہاں چوکی پہرے ہیں۔ جہاں سے سرکش شیطانوں کو مار پڑتی ہے کہ وہ بلند و بالا فرشتوں کی گفتگو نہ سن سکیں۔ فرشتوں کی باتوں کی چوری سننے کے لئے جنات اوپر کو چڑھتے ہیں اور وہ ایک کے اوپر ایک ہوتے ہیں جو آگے بڑھتا ہے شعلہ اس کو جلانے کے لئے لپکتا ہے۔ سننے والے کا کام شعلہ کبھی تو اس سے پہلے ہی ختم کر دیتا ہے کہ وہ اپنے ساتھی کے کان میں کچھ کہہ دے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ جلنے سے پہلے وہ اپنے نیچے والے ساتھی کے کان میں کہہ دے۔ پھر وہ اپنے سے نیچے والے کو اور اسی طرح مسلسل پہنچا دے اور وہ بات زمین تک آجائے اور جادوگر یا کاہن کے کان اس سے آشنا ہو جائیں۔ پھر وہ اس کے ساتھ سو جھوٹ ملا کر لوگوں میں دون کر لیتا ہے (ابن کثیر)۔ جب وہ ایک آدھ سماوی بات سچی نکلتی ہے تو ان کے معتقدین اسے ان کی سچائی کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں اور جو خبریں جھوٹے ثابت ہوتی ہیں ان سے اغماض برتا جاتا ہے۔ (ترجمہ شیخ الہند)

آیت نمبر (19 تا 25)

خ ز ن

(ن) خَزۡنًا : کسی چیز کا ذخیرہ کرنا۔ جمع کرنا۔

خَزِیۡنَۃٌ : ج خَزَائِنُ۔ ذخیرہ کرنے کی جگہ۔ خزانہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 21۔

خَازِنٌ : ج خَزَنَۃٌ۔ خزانہ کا محافظ اور ذمہ دار۔ داروغہ۔ خزانچی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 22 ﴿وَ قَالَ الَّذِیۡنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَۃِ جَہَنَّمَ ﴾ (40/المومن:49) ''اور کہا انہوں نے جو آگ میں ہیں جہنم کے داروغوں سے۔''

ل ق ح

(ف) لَقۡحًا : نر کھجور کا شگوفہ مادہ کھجور میں ڈالنا۔ حاملہ کرنا۔ باردار کرنا۔

لَاقِحٌ : ج لَوَاقِحُ باردار کرنے والا یا کرنے والی۔ یہ مذکر مونث دونوں کے لئے آتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ 22

1133

ترکیب

(آیت۔19) مَدَدْنٰا کا مفعول ھَا کی ضمیر ہے اس لئے اَلْاَرْضَ کو اس کا مفعول مقدم ماننے کی گنجائش نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اَلْاَرْضَ سے پہلے ایک فعل محذوف مانا جاتا ہے۔ (آیت۔20) وَمَنْ دراصل لِمَنْ ہے اور جَعَلْنَا سے متعلق ہے۔ ترجمہ اسی لحاظ سے ہوگا۔ (آیت۔21) نُنَزِّلُهٗ کی ضمیر مفعولی خَزَآئِنُ کے لئے نہیں ہے بلکہ مِنْ شَيْءٍ کے لئے ہے۔ (آیت۔22) لَوَاقِحَ اسم الفاعل ہے۔ اس کا مفعول محذوف ہے جو سَحَابًا ہے کیونکہ آیت کا اگلا جملہ اس کی تائید کر رہا ہے۔

ترجمہ:

وَالْاَرْضَ	مَدَدْنٰهَا	وَاَلْقَيْنَا	فِيْهَا	رَوَاسِيَ
اور (ہم نے پیدا کیا) زمین کو	ہم نے (ہی) پھیلایا اس کو	اور ہم نے ڈالا	اس میں	پہاڑوں کو

وَاَنْۢبَتْنَا	فِيْهَا	مِنْ كُلِّ شَيْءٍ مَّوْزُوْنٍ ⑲	وَجَعَلْنَا	لَكُمْ	فِيْهَا
اور ہم نے اُگایا	اس میں	ہر ایک موزوں چیز کو	اور ہم نے بنایا	تمہارے لئے	اس میں

مَعَايِشَ	وَمَنْ	لَّسْتُمْ	لَهٗ	بِرٰزِقِيْنَ ⑳	وَاِنْ
زندگی کے سامان	اور اس کے لئے	تم لوگ نہیں ہو	جس کو	رزق دینے والے	اور نہیں ہے

مِّنْ شَيْءٍ	اِلَّا	عِنْدَنَا	خَزَآئِنُهٗ	وَمَا نُنَزِّلُهٗٓ
کوئی بھی چیز	مگر	ہمارے پاس	اس کے خزانے ہیں	اور ہم نہیں اتارتے اس کو (کسی چیز کو)

اِلَّا	بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ ㉑	وَاَرْسَلْنَا	الرِّيٰحَ	لَوَاقِحَ
مگر	ایک معلوم اندازے کے ساتھ	اور ہم نے بھیجا	ہواؤں کو	بوجھل کرنے والی (بادلوں کو)

فَاَنْزَلْنَا	مِنَ السَّمَاۗءِ	مَاۗءً	فَاَسْقَيْنٰكُمُوْهُ ۚ	وَمَآ اَنْتُمْ
پھر ہم نے اتارا	آسمان سے	پانی	پھر ہم نے پلایا تم لوگوں کو وہ (پانی)	اور تم لوگ نہیں ہو

لَهٗ	بِخٰزِنِيْنَ ㉒	وَاِنَّا لَنَحْنُ	نُحْيٖ	وَنُمِيْتُ
اس کے	خزانچی	اور بیشک یقیناً ہم ہی	زندگی دیتے ہیں	اور ہم ہی موت دیتے ہیں

وَنَحْنُ	الْوٰرِثُوْنَ ㉓	وَلَقَدْ عَلِمْنَا	الْمُسْتَقْدِمِيْنَ
اور ہم ہی	حقیقی وارث ہیں	اور یقیناً ہم جان چکے ہیں	آگے بڑھنے والوں کو

مِنْكُمْ	وَلَقَدْ عَلِمْنَا	الْمُسْتَاْخِرِيْنَ ㉔	وَاِنَّ	رَبَّكَ
تم میں سے	اور یقیناً ہم جان چکے ہیں	پیچھے رہنے والوں کو	اور بیشک	آپؐ کا رب
هُوَ	يَحْشُرُهُمْ ۭ	اِنَّهٗ	حَكِيْمٌ	عَلِيْمٌ ㉕ ع
وہ ہی	جمع کرے گا ان کو	یقیناً وہ ہی	حکمت والا ہے	علم والا ہے

نوٹ۔1

آیت۔ نمبر 24 میں مستقدمین اور مستاخرین سے کون لوگ مراد ہیں، اس کے متعلق مفسرین کی آراء مختلف ہیں۔ اکثریت کی رائے یہ ہے کہ مستقدمین وہ لوگ ہیں جو نماز میں، جہاد کی صفوں میں اور دوسرے نیک کاموں میں آگے رہنے والے ہیں اور

مستاخرین وہ لوگ ہیں جو ان میں پچھلی صفوں میں رہنے والے اور دیر کرنے والے ہیں۔قرطبی نے[133] اپنی تفسیر میں فرمایا کہ اسی آیت سے نماز میں صف اول اور شروع وقت میں نماز ادا کرنے کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جاتا کہ اذان کہنے اور نماز کی صف اول میں کھڑے ہونے کی کتنی بڑی فضیلت ہے تو تمام آدمی اس کوشش میں لگ جاتے ہیں پہلی ہی صف میں کھڑے ہوں اور سب کے لئے جگہ نہ ہوتی تو قرعہ اندازی کرنی پڑتی۔(معاف القرآن)

آیت نمبر (26تا35)

ص ل ل

(ص)	صلیلا	(۱) کسی چیز کا آواز کرنا۔(۲) کسی چیز کا سڑنا۔
	صَلۡصَالٌ	فَعۡلَالٌ کے وزن پر صفت ہے(قرآن مجید میں اس کے ایک لام کو ص میں بدل کر صلصال لکھا گیا ہے) سڑی ہوئی خشک مٹی جو بجتی ہے یعنی آواز کرتی ہے۔زیر مطالعہ آیت۔26

ح م ع

(ف)	حَمۡأً	کنویں سے کیچڑ نکالنا۔
	حَمَأٌ	اسم ذات بھی ہے۔کیچڑ۔گارا۔زیر مطالعہ آیت۔26
	حَمِئَةٌ	دلدل۔﴿حَتّٰۤی اِذَا بَلَغَ مَغۡرِبَ الشَّمۡسِ وَجَدَهَا تَغۡرُبُ فِیۡ عَیۡنٍ حَمِئَةٍ﴾ (18/الکھف:86)''(یہاں تک کہ جب وہ پہنچے سورج کے غروب ہونے کی جگہ پر تو انہوں نے پایا کہ وہ غروب ہوتا ہے ایک دلدل والے چشمے میں۔''

ترجمہ:

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا	الۡاِنۡسَانَ	مِنۡ صَلۡصَالٍ	مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۶﴾
اور یقیناً ہم نے پیدا کیا ہے	انسان کو	ایسی کھنکتی مٹی سے جو	گیلے گارے سے تھی

وَالۡجَآنَّ	خَلَقۡنٰهُ	مِنۡ قَبۡلُ	مِنۡ نَّارِ السَّمُوۡمِ ﴿۲۷﴾	وَاِذۡ	قَالَ
اور جن کو!	ہم نے پیدا کیا اس کو	اس سے پہلے	لُو کی آگ سے	اور جب	کہا
رَبُّكَ	لِلۡمَلٰٓئِكَةِ	اِنِّیۡ	خَالِقٌۢ	بَشَرًا	مِّنۡ صَلۡصَالٍ
آپ کے رب نے	فرشتوں سے	کہ میں	تخلیق کرنے والا ہوں	ایک بشر	ایسی کھنکتی مٹی سے

مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ ﴿۲۸﴾	فَاِذَا	سَوَّیۡتُهٗ	وَنَفَخۡتُ
جو گیلے گارے سے ہے	پھر جب	میں نوک پلک درست کرلوں اس کی	اور میں پھونک دوں

فِیۡهِ	مِنۡ رُّوۡحِیۡ	فَقَعُوۡا	لَهٗ	سٰجِدِیۡنَ ﴿۲۹﴾	فَسَجَدَ
اس میں	اپنی روح میں سے	تو تم لوگ گر پڑنا	اس کے لئے	سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	پھر سجدہ کیا

الۡمَلٰٓئِكَةُ	كُلُّهُمۡ	اَجۡمَعُوۡنَ ﴿۳۰﴾	اِلَّاۤ	اِبۡلِیۡسَ	اَبٰۤی	اَنۡ
فرشتوں نے	ان کے ہر ایک نے	سب کے سب نے	سوائے	ابلیس کے	اس نے انکار کیا	کہ

يَّكُوْنَ	مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣١﴾	قَالَ	يٰٓاِبْلِيْسُ	مَا لَكَ	1133 اَلَّا تَكُوْنَ
وہ ہو	سجدہ کرنے والوں کے ساتھ	کہا (اللہ تعالیٰ نے)	اے ابلیس	تجھے کیا ہے	کہ تو نہ ہوا

مَعَ السّٰجِدِيْنَ ﴿٣٢﴾	قَالَ	لَمْ اَكُنْ	لِّاَسْجُدَ	لِبَشَرٍ
سجدہ کرنے والوں کے ساتھ	اس نے کہا	میں نہیں تھا	کہ میں سجدہ کروں	ایک ایسے بشر کو

خَلَقْتَهٗ	مِنْ صَلْصَالٍ	مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ ﴿٣٣﴾	قَالَ
تو نے تخلیق کیا جس کو	ایسی کھنکتی مٹی سے جو	گیلے گارے سے ہے	کہا (اللہ تعالیٰ نے)

فَاخْرُجْ	مِنْهَا	فَاِنَّكَ	رَجِيْمٌ ﴿٣٤﴾	وَّاِنَّ	عَلَيْكَ
پھر تو نکل	اس (جگہ) سے	پس تو بیشک	دھتکارا ہوا ہے	اور بیشک	تجھ پر

اللَّعْنَةَ	اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿٣٥﴾
لعنت ہے	بدلے کے دن تک

نوٹ۔1

یہاں قرآن اس امر کی صاف تصریح کرتا ہے کہ انسان حیوانی منازل سے ترقی کرتا ہوا بشریت کے حدود میں نہیں آیا، جیسا کہ نئے دور کے ڈاروِن سے متاثر کچھ مفسرین قرآن ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، بلکہ اس کی تخلیق کی ابتدا براہ راست ارضی مادوں سے ہوئی ہے جن کی کیفیت اللہ تعالیٰ نے صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ کے الفاظ میں بیان فرمائی ہے۔ یہ الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ خمیر اٹھی ہوئی مٹی کا ایک پتلا بنایا گیا تھا جو بننے کے بعد خشک ہوا اور پھر اس کے اندر روح پھونکی گئی۔ (تفہیم القرآن)۔ واللہ اعلم۔

آیت نمبر (36 تا 44)

ترجمہ:

قَالَ	رَبِّ	فَاَنْظِرْنِيْٓ	اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿٣٦﴾	قَالَ
(ابلیس نے) کہا	اے میرے رب	پس تو مہلت دے مجھ کو	لوگوں کو اٹھائے جانے کے دن تک	(اللہ نے) کہا

فَاِنَّكَ	مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿٣٧﴾	اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿٣٨﴾
پس بیشک تو	مہلت دیئے ہوؤں میں سے ہے	اس معلوم وقت کے دن تک

قَالَ	رَبِّ	بِمَآ	اَغْوَيْتَنِيْ	لَاُزَيِّنَنَّ
(ابلیس نے) کہا	اے میرے رب	بسبب اس کے جو	تو نے گمراہ کیا مجھ کو	میں لازماً سجاؤں گا
لَهُمْ	فِي الْاَرْضِ	وَلَاُغْوِيَنَّهُمْ	اَجْمَعِيْنَ ﴿٣٩﴾	اِلَّا
ان کے لئے	زمین میں	اور میں لازماً گمراہ کروں گا	سب کے سب کو	سوائے
عِبَادَكَ	مِنْهُمُ	الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٤٠﴾	قَالَ	هٰذَا
تیرے ان بندوں کے	ان میں سے	جو منتخب کر لیے گئے ہیں	(اللہ نے) کہا	یہ

صِرَاطٌ عَلَیَّ مُسۡتَقِیۡمٌ ﴿۴۱﴾	اِنَّ	عِبَادِیۡ	لَیۡسَ	لَکَ 1133	عَلَیۡہِمۡ
مجھ پر (یعنی مجھ تک) ایک سیدھا راستہ ہے	بیشک	(یہ) میرے بندے ہیں	نہیں ہے	تیرے لئے	ان پر

سُلۡطٰنٌ	اِلَّا	مَنِ	اتَّبَعَکَ	مِنَ الۡغٰوِیۡنَ ﴿۴۲﴾	وَ اِنَّ
کوئی اختیار	سوائے	اس کے جس نے	پیروی کی تیری	گمراہ ہونے والوں میں سے	اور بیشک

جَہَنَّمَ	لَمَوۡعِدُہُمۡ	اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۴۳﴾	لَہَا	سَبۡعَۃُ اَبۡوَابٍ
جہنم	یقیناً ان کے وعدے کی جگہ ہے	سب کے سب کی	اس کے	سات دروازے ہیں

لِکُلِّ بَابٍ	مِّنۡہُمۡ	جُزۡءٌ مَّقۡسُوۡمٌ ﴿۴۴﴾
ہر دروازے کے لئے	ان (گمراہوں) میں سے	ایک تقسیم کیا ہوا حصہ ہے

نوٹ۔1

شیطان نے اپنے نوٹس (آیت۔۳۹) سے ان بندوں کو مستثنٰی کیا جنہیں اللہ اپنے لئے خالص فرمالے (آیت۔۴۰) اس سے یہ غلط فہمی مترشح ہو رہی تھی کہ شاید اللہ تعالی بغیر کسی معقول وجہ کے جس کو چاہے گا خالص کرے گا اور وہ شیطان کی دست رست سے بچ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ کہہ کر بات صاف کر دی کہ جو خود بہکا ہوا ہوگا وہی تیری پیروی کرے گا (آیت۔۴۱) بالفاظ دیگر جو بہکا ہوا نہ ہوگا وہ تیری پیروی نہ کرے گا اور وہ ہی ہمارا وہ مخصوص بندہ ہوگا جسے ہم خالص اپنا کرلیں گے۔ تجھے صرف فریب دینے کا اختیار دیا جا رہا ہے، ان پر اقتدار نہیں دیا جا رہا کہ تو ہاتھ پکڑ کر انہیں زبردستی اپنی راہ پر کھینچ لے جائے۔ (تفہیم القرآن)

ان آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مخصوص اور منتخب بندوں پر شیطانی فریب کا اثر نہیں ہوتا، مگر اسی واقعہ میں آدمؑ اور بی بی حوا پر اس کا فریب چل گیا۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ کے بارے میں آیت۔ نمبر 3/155 سے معلوم ہوتا ہے کہ ان پر بھی شیطان کا فریب ایک موقع پر چل گیا۔ اس لئے آیت مذکورہ میں اللہ کے مخصوص بندوں پر شیطان کا تسلط نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے قلوب وعقول پر شیطان کا ایسا تسلط نہیں ہوتا کہ وہ اپنی غلطی پر کسی وقت متنبہ ہی نہ ہوں جس کی وجہ سے ان کو توبہ نصیب نہ ہو۔ اور مذکورہ واقعات اس کے منافی نہیں کیونکہ آدمؑ اور بی بی حوا نے توبہ کی اور یہ توبہ قبول ہوئی۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ نے بھی توبہ کی اور انہیں معاف کر دیا گیا۔ (معاف القرآن)

نوٹ۔2

جُزۡءٌ مَّقۡسُوۡمٌ کے الفاظ سے یہ اشارہ نکلتا ہے کہ جہنم کے مختلف دروازوں سے داخل ہونے والوں کے درمیان ایک خاص نوعیت کی درجہ بندی ہوگی، اس درجہ بندی کی بنیاد کس چیز پر ہوگی، اس باب میں کوئی قطعی بات کہنا، جبکہ خود قرآن میں اس کی کوئی تصریح نہیں ہے، مشکل ہے، لیکن ذہن بار بار اس طرف جاتا ہے کہ قرآن نے جن چیزوں کا اصولی مہلکات کی حیثیت سے ذکر کیا ہے وہ اگر شمار کی جائیں تو وہ سات عنوانات کے تحت آتی ہیں اور وہ یہ ہیں۔ (۱) شرک (۲) قطع رحم (۳) قتل (۴) زنا (۵) جھوٹی شہادت (۶) کمزوروں پر ظلم (۷) بغی (یعنی بغاوت) (تدبر قرآن)

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

1133

آیت نمبر (45تا50)

ترکیب

ان آیات میں قیامت کے واقعات کا ذکر ہے اس لئے جملہ اسمیہ یعنی حال اور فعل ماضی کا ترجمہ مستقبل میں ہوگا۔ (آیت ۔46) اٰمِنِيۡنَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت ۔47) اِخۡوَانًا سے پہلے کوئی فعل محذوف مانا جائے گا۔ اِخۡوَانًا اس کا حال ہے۔ مُتَقٰبِلِيۡنَ بھی حال ہے۔ (آیت ۔49) اَنَا الۡغَفُوۡرُ میں اَنَا ضمیر فاصل ہے۔ (آیت ۔50) هُوَ الۡعَذَابُ میں بھی هُوَ ضمیر فاصل ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ	الۡمُتَّقِيۡنَ	فِىۡ جَنّٰتٍ	وَّعُيُوۡنٍ ؕ ۴۵	اُدۡخُلُوۡهَا
یقیناً	تقویٰ کرنے والے	باغوں میں	اور چشموں میں ہوں گے	(کہا جائے گا) تم لوگ داخل ہو جاؤ ان میں

بِسَلٰمٍ	اٰمِنِيۡنَ ۴۶	وَنَزَعۡنَا	مَا
سلامتی کے ساتھ	امن میں ہونے والے ہوتے ہوئے	اور ہم کھینچ نکالیں گے	اس کو جو

فِىۡ صُدُوۡرِهِمۡ	مِّنۡ غِلٍّ	اِخۡوَانًا	عَلٰى سُرُرٍ	مُّتَقٰبِلِيۡنَ ۴۷
ان کے سینوں میں ہے	کوئی بھی کینہ	(وہ بیٹھیں گے) بھائی ہوتے ہوئے	تختوں پر	آمنے سامنے

لَا يَمَسُّهُمۡ	فِيۡهَا	نَصَبٌ	وَّمَا هُمۡ	مِّنۡهَا	بِمُخۡرَجِيۡنَ ۴۸
نہیں چھوئے گی ان کو	اس میں	کوئی مشقت	اور وہ نہیں ہوں گے	اس سے	نکالے جانے والے

نَبِّئۡ	عِبَادِىۡۤ	اَنِّىۡۤ	اَنَا الۡغَفُوۡرُ	الرَّحِيۡمُ ۙ ۴۹
آپ خبر دیں	میرے بندوں کو	کہ میں	ہی بے انتہا بخشنے والا ہوں	ہر حال میں رحم کرنے والا ہوں

وَاَنَّ	عَذَابِىۡ	هُوَ الۡعَذَابُ الۡاَلِيۡمُ ۵۰
اور یہ کہ	میرا عذاب	ہی دردناک عذاب ہے

آیت نمبر (51تا60)

ق ن ط

(ض۔ك) قَنَطًا: مایوس ہونا۔ زیر مطالعہ آیت ۔52

قَانِطٌ: اسم الفاعل ۔ مایوس ہونے والا ۔ زیر مطالعہ آیت ۔55

قَنُوۡطٌ: فَعُوۡلٌ کے وزن پر مبالغہ ہے۔ بے انتہا مایوس ہونے والا ۔ انتہائی مایوس۔ ﴿وَاِنۡ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوۡسٌ قَنُوۡطٌ ۴۹﴾ (41/ حٰمٓ سجدۃ:49) ''اور اگر چھوئے اس کو برائی تو انتہائی ناامید انتہائی مایوس ہے۔''

1133

صفحہ نمبر 1119 نہیں ہے

1133

صفحہ نمبر 1120 نہیں ہے

1133

ترجمہ:

وَجَآءَ	اَهۡلُ الۡمَدِيۡنَةِ	يَسۡتَبۡشِرُوۡنَ ﴿۶۷﴾	قَالَ	اِنَّ	هٰٓؤُلَآءِ
اور آئے	شہر کے لوگ	خوشی مناتے ہوئے	(لوطؑ نے) کہا	بیشک	یہ لوگ

ضَيۡفِىۡ	فَلَا تَفۡضَحُوۡنِ ﴿۶۸﴾	وَاتَّقُوا	اللّٰهَ	وَلَا تُخۡزُوۡنِ ﴿۶۹﴾
میرے مہمان ہیں	تو تم لوگ خوار مت کرو مجھے	اور ڈرو	اللہ سے	اور رسوا مت کرو مجھے

قَالُوۡۤا	اَوَ	لَمۡ نَنۡهَكَ	عَنِ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۷۰﴾	قَالَ
ان لوگوں نے کہا	تو کیا	ہم نے منع نہیں کیا تھا آپ کو	تمام جہان والوں (کی حمایت) سے	(لوط نے) کہا

هٰٓؤُلَآءِ	بَنٰتِىۡۤ	اِنۡ	كُنۡتُمۡ	فٰعِلِيۡنَ ﴿۷۱﴾	لَعَمۡرُكَ	اِنَّهُمۡ
یہ	میری بیٹیاں ہیں	اگر	تم لوگ ہو	کام کرنے والے	آپ کی عمر کی قسم	بیشک یہ لوگ

لَفِىۡ سَكۡرَتِهِمۡ	يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۷۲﴾	فَاَخَذَتۡهُمُ	الصَّيۡحَةُ	مُشۡرِقِيۡنَ ﴿۷۳﴾
یقیناً اپنی مدہوشی میں	بھٹکتے ہیں	پھر پکڑا ان کو	چنگھاڑ نے	سورج نکلنے

فَجَعَلۡنَا	عَالِيَهَا	سَافِلَهَا	وَاَمۡطَرۡنَا	عَلَيۡهِمۡ
پھر کر دیا ہم نے	اوپر کا تختہ	اس کے نیچے	اور برسائے ہم نے	ان پر

حِجَارَةً	مِّنۡ سِجِّيۡلٍ ﴿۷۴﴾	اِنَّ	فِىۡ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ	لِّلۡمُتَوَسِّمِيۡنَ ﴿۷۵﴾
پتھر	سخت مٹی کے	بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں	صاحب فراست لوگوں کے لئے

وَاِنَّهَا	لَبِسَبِيۡلٍ مُّقِيۡمٍ ﴿۷۶﴾	اِنَّ	فِىۡ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً
اور بیشک وہ (بستی)	یقیناً ایک سیدھے راستے کے ساتھ ہے	بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے

لِّلۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۷۷﴾	وَاِنۡ	كَانَ	اَصۡحٰبُ الۡاَيۡكَةِ	لَظٰلِمِيۡنَ ﴿۷۸﴾
ایمان لانے والوں کے لئے	اور بیشک	تھے	گھنے درخت والے	یقیناً ظلم کرنے والے

فَانۡتَقَمۡنَا	مِنۡهُمۡ	وَاِنَّهُمَا	لَبِاِمَامٍ مُّبِيۡنٍ ﴿۷۹﴾
پھر انتقام لیا ہم نے	ان سے	اور بیشک وہ دونوں (بستیاں)	ایک واضح راستہ کے ساتھ ہیں

آیت نمبر (80 تا 89)

خ ف ض

(ض)

خَفۡضًا : کسی چیز کو پست کرنا۔

اِخۡفِضۡ : فعل امر ہے۔ تو پست کر۔ نیچا رکھ۔ زیر مطالعہ آیت ۔88

خَافِضٌ : اسم الفاعل ہے۔ پست کرنے والا۔ ﴿خَافِضَةٌ رَّافِعَةٌ ﴿۳﴾﴾ (56/الواقعہ:3) ''پست کرنے والی بلند کرنے والی۔''

1133

ترجمہ:

وَلَقَدْ كَذَّبَ	اَصْحٰبُ الْحِجْرِ	الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٨٠﴾	وَاٰتَيْنٰهُمْ
اور یقیناً جھٹلا چکے ہیں	حجر والے	رسولوں کو	اور ہم نے دی تھی ان کو

اٰيٰتِنَا	فَكَانُوْا	عَنْهَا	مُعْرِضِيْنَ ﴿٨١﴾	وَكَانُوْا يَنْحِتُوْنَ	مِنَ الْجِبَالِ
اپنی نشانیاں	تو وہ لوگ تھے	ان سے	اعراض کرنے والے	اور وہ تراشتے تھے	پہاڑوں سے

بُيُوْتًا	اٰمِنِيْنَ ﴿٨٢﴾	فَاَخَذَتْهُمُ	الصَّيْحَةُ	مُصْبِحِيْنَ ﴿٨٣﴾
گھر	اطمینان کے ساتھ	پھر پکڑا ان کو	چنگھاڑ نے	صبح کے وقت

فَمَآ اَغْنٰى	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٤﴾	وَمَا خَلَقْنَا	السَّمٰوٰتِ
پھر کام نہ آیا	ان کے	وہ جو	وہ لوگ کماتے تھے	اور نہیں پیدا کیا ہم نے	آسمانوں کو

وَالْاَرْضَ	وَمَا	بَيْنَهُمَآ	اِلَّا	بِالْحَقِّ	وَاِنَّ
اور زمین کو	اور اس کو جو	ان دونوں کے درمیان ہے	مگر	حق کے ساتھ	اور یقیناً

السَّاعَةَ	لَاٰتِيَةٌ	فَاصْفَحِ	الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ﴿٨٥﴾
وہ گھڑی (یعنی قیامت)	ضرور آنے والی ہے	تو آپؐ نظر انداز کریں	خوبصورت نظر انداز کرنا

اِنَّ رَبَّكَ	هُوَ الْخَلّٰقُ	الْعَلِيْمُ ﴿٨٦﴾	وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ
بیشک آپؐ کا رب	ہی خوب تخلیق کرنے والا ہے	جاننے والا ہے	اور یقیناً ہم نے دی ہیں آپؐ کو

سَبْعًا	مِّنَ الْمَثَانِيْ	وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ ﴿٨٧﴾	لَا تَمُدَّنَّ
سات (آیتیں)	وظیفہ	اور عظیم قرآن	آپؐ ہرگز دراز مت کریں

عَيْنَيْكَ	اِلٰى مَا	مَتَّعْنَا	بِهٖٓ	اَزْوَاجًا	مِّنْهُمْ
اپنی دونوں آنکھوں کو	اس کی طرف	ہم نے برتنے کو دیا	جو	کچھ جوڑوں کو	ان میں سے

وَلَا تَحْزَنْ	عَلَيْهِمْ	وَاخْفِضْ	جَنَاحَكَ	لِلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٨٨﴾
اور آپ غم مت کھائیں	ان (کافروں) پر	اور آپؐ نیچا رکھیں	اپنے پہلو کو	ایمان لانے والوں کے لئے

وَقُلْ	اِنِّيْٓ	اَنَا النَّذِيْرُ الْمُبِيْنُ ﴿٨٩﴾
اور آپؐ کہیں	کہ میں	ہی واضح (طور پر) خبردار کرنے والا ہوں

نوٹ۔1

المنجد میں مادہ ’’خ ف ض‘‘ کے افعال کے معانی باب سمع اور باب کرم کے تحت دیئے گئے ہیں۔قرآن مجید میں اس کا فعل امر تین جگہ آیا ہے اور تینوں جگہ اِخْفِضْ آیا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں یہ لفظ باب ضرب یا باب حسب سے آیا ہی۔غالب امکان کے پیشِ نظر ہم نے اس کے معنی باب ضرب کے تحت دیئے ہیں۔

نوٹ۔2

حجر قوم ثمود کا مرکزی شہر تھا۔ مدینہ سے تبوک جاتے ہوئے یہ مقام شاہ راہِ عام پر ملتا ہے اور قافلے اس وادی میں سے ہو کر گزرتے ہیں مگر نبی ﷺ کی ہدایت کے مطابق کوئی یہاں قیام نہیں کرتا۔ آٹھویں صدی ہجری میں ابن بطوطہ حج کو جاتے ہوئے یہاں پہنچا تھا۔ وہ لکھتا ہے کہ یہاں سرخ رنگ کے پہاڑوں میں قوم ثمود کی عمارتیں موجود ہیں جو انہوں نے چٹانوں کو تراش کر ان کے اندر بنائی تھیں۔ ان کے نقش و نگار اس وقت تک ایسے تازہ ہیں جیسے آج بنائے گئے ہوں۔ ان مکانات میں اب بھی سڑی گلی ہوئی انسانی ہڈیاں پڑی ہوئی ملتی ہیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

سبع من المثانی سے کیا مراد ہے، اس ضمن میں مختلف اقوال ملتے ہیں لیکن سلف کی اکثریت اس پر متفق ہے کہ اس سے سورۃ الفاتحہ ہی مراد ہے اور امام بخاریؒ نے دو مرفوع روایتیں بھی اس امر کے ثبوت میں پیش کی ہیں کہ خود نبی ﷺ نے سبع من المثانی سے مراد الفاتحہ بتائی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (90 تا 99)

ع ض و

(ف) عَضْوًا: متفرق کرنا۔ الگ الگ کرنا۔

عِضَةٌ: ج عِضُوْنَ۔ حصہ۔ ٹکڑا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 91۔

ص د ع

(ف) صَدْعًا: (۱) پھاڑنا مگر جدا نہ کرنا۔ شگاف ڈالنا۔ (۲) کھول کر بیان کرنا۔ ظاہر کرنا۔

صَدْعٌ: اسم ذات ہے۔ شگاف۔ دراڑ۔ ﴿ وَالْاَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ ﴾ (86/الطارق:12) ”قسم ہے زمین کی جو دراڑ والی ہے۔“

اِصْدَعْ: فعل امر ہے۔ تو کھل کر بیان کر۔ ظاہر کر۔ زیر مطالعہ آیت۔ 94

(تفعیل) تَصْدِيْعًا: کثرت سے شگاف ڈالنا۔ اس کے مجہول صُدِّعَ۔ يُصَدَّعُ کے لفظی معنی بنتے ہیں کثرت سے شگاف ڈالا ہوا ہونا۔ پھر اس سے مراد لیتے ہیں درد سر لاحق ہونا۔ ﴿ لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ﴾ (56/الواقعہ:19) ”ان کو درد سر نہیں ہو گا اس سے اور نہ وہ مدہوش ہوں گے۔“

(تفعّل) تَصَدُّعًا: بتکلف پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ (۱) پھٹنا (۲) الگ الگ ہونا ﴿ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴾ (30/الروم:43) ”اس دن وہ لوگ الگ الگ ہو جائیں گے۔“

مُتَصَدِّعٌ: اسم الفاعل ہے۔ پھٹنے والا۔ الگ الگ ہونے والا۔ ﴿ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا ﴾ (59/الحشر:21) ”تو آپ ضرور دیکھتے اس کو جھکنے والا ہوتے ہوئے پاش پاش ہونے والا ہوتے ہوئے۔“

ترجمہ:

كَمَآ	اَنْزَلْنَا	عَلَى الْمُقْتَسِمِيْنَ	الَّذِيْنَ	جَعَلُوا	الْقُرْاٰنَ
اس کی مانند جو	ہم نے اتارا	تقسیم کرنے والوں پر	وہ لوگ جنہوں نے	بنایا	قرآن کو

عِضِيْنَ ﴿۹۱﴾	فَوَرَبِّكَ	لَنَسْـَٔلَنَّهُمْ	1133 اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۲﴾ لا
ٹکڑے ٹکڑے	تو قسم ہے آپؐ کے رب کی	ہم لازماً پوچھیں گے ان سے	سب سے
عَمَّا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۹۳﴾	فَاصْدَعْ	بِمَا
اس کے بارے میں جو	یہ لوگ کرتے تھے	تو آپؐ کھول کر بیان کریں	اس کو جو

تُؤْمَرُ	وَاَعْرِضْ	عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾	اِنَّا	كَفَيْنٰكَ
آپؐ کو حکم دیا جاتا ہے	اور آپؐ اعراض کریں	شرک کرنے والوں سے	یقیناً	ہم کافی ہیں آپؐ کے لیے

الْمُسْتَهْزِءِيْنَ ﴿۹۵﴾ لا	الَّذِيْنَ	يَجْعَلُوْنَ	مَعَ اللّٰهِ	اِلٰهًا اٰخَرَ ج	فَسَوْفَ
مذاق اڑانے والوں کے مقابلے	وہ لوگ جو	بناتے ہیں	اللہ کے ساتھ	کوئی دوسرا معبود	تو عنقریب
يَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾	وَلَقَدْ نَعْلَمُ	اَنَّكَ	يَضِيْقُ	صَدْرُكَ	بِمَا
وہ جان لیں گے	اور بیشک ہم نے جان لیا ہے	کہ آپؐ	تنگ ہوتا ہے	آپؐ کا سینہ	اس سے جو

يَقُوْلُوْنَ ﴿۹۷﴾ لا	فَسَبِّحْ	بِحَمْدِ رَبِّكَ	وَكُنْ	مِّنَ السّٰجِدِيْنَ ﴿۹۸﴾ لا
یہ لوگ کہتے ہیں	پس آپؐ تسبیح کریں	اپنے رب کی حمد کے ساتھ	اور آپؐ ہوں	سجدہ کرنے والوں میں سے
وَاعْبُدْ	رَبَّكَ	حَتّٰى	يَاْتِيَكَ	الْيَقِيْنُ ﴿۹۹﴾ ع
اور آپؐ بندگی کریں	اپنے رب کی	یہاں تک کہ	آئے آپؐ کے پاس	وہ یقینی بات (یعنی موت)

نوٹ۔1

مقتسمین سے مراد یہود ہیں جنہوں نے دین کو تقسیم کر ڈالا۔اس کی بعض باتوں کو مانا اور بعض کو نہ مانا۔ان کے قرآن سے مراد تورات ہے جو ان کو دی گئی تھی جس طرح ہمیں یہ قرآن دیا گیا ہے۔(تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

آیت۔۹۷۔۹۸ سے معلوم ہوا کہ جب انسان کو مخالفین کی باتوں سے رنج پہنچے اور دل تنگی پیش آئے تو اس کا روحانی علاج یہ ہے تو اللہ تعالیٰ کی تسبیح وعبادت میں مشغول ہوجائے۔اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف کو دور فرما دیں گے۔(معارف القرآن)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

سورۃ النحل (16)

آیت نمبر (1 تا 9)

ن ط ف

(ن) نَطْفًا — پانی کا تھوڑا تھوڑا بہنا۔ٹپکنا۔

نُطْفَةٌ — پانی کی بوند۔زیر مطالعہ آیت۔4۔

د ف ء

(ک) دِفْئًا — گرمی پانا۔گرمی محسوس کرنا۔

دِفْءٌ — گرمی حاصل کرنے یعنی سردی سے بچنے کا سامان۔ زیر مطالعہ آیت۔5[1133]

ب غ ل

(ف)

بَغْلًا — کسی کو دوغلا ٹھہرانا۔

بَغْلٌ — ج بِغَالٌ۔ خچر۔ زیر مطالعہ آیت۔8

ترجمہ:

اَتٰٓى	اَمْرُ اللّٰهِ	فَلَا تَسْتَعْجِلُوْهُ ؕ	سُبْحٰنَهٗ	وَتَعٰلٰى
پہنچا	اللہ کا حکم	پس تم لوگ جلدی مت مچاؤ اس کی	پاکیزگی اس کی ہے	اور وہ بلند ہوا

عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ ①	يُنَزِّلُ	الْمَلٰٓئِكَةَ	بِالرُّوْحِ	مِنْ اَمْرِهٖ
اس سے جو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں	وہ اتارتا ہے	فرشتوں کو	روح (وحی) کے ساتھ	اپنے حکم سے
عَلٰى مَنْ	يَّشَآءُ	مِنْ عِبَادِهٖٓ	اَنْ	اَنْذِرُوْٓا	اَنَّهٗ
اس پر جس پر	وہ چاہتا ہے	اپنے بندوں میں سے	کہ	تم لوگ خبردار کرو	(کہ) حقیقت یہ ہے کہ
لَآ اِلٰهَ	اِلَّآ	اَنَا	فَاتَّقُوْنِ ②	خَلَقَ	السَّمٰوٰتِ
کوئی بھی الٰہ نہیں ہے	سوائے اس کے کہ	میں ہوں	پس تم لوگ میرا تقویٰ کرو	اس نے پیدا کیا	آسمانوں کو
وَالْاَرْضَ	بِالْحَقِّ ؕ	تَعٰلٰى	عَمَّا	يُشْرِكُوْنَ ③	خَلَقَ
اور زمین کو	حق کے ساتھ	وہ بلند ہوا	اس سے جو	یہ لوگ شریک کرتے ہیں	اس نے پیدا کیا

الْاِنْسَانَ	مِنْ نُّطْفَةٍ	فَاِذَا	هُوَ	خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ④
انسان کو	پانی کی ایک بوند سے	تو جب ہی	وہ	صریح جھگڑالو بن بیٹھا

وَالْاَنْعَامَ	خَلَقَهَا ۚ	لَكُمْ	فِيْهَا
اور (اس نے پیدا کیا) چوپایوں کو	اس نے پیدا کیا ان کو	تمہارے لئے	ان میں
دِفْءٌ	وَّمَنَافِعُ	وَمِنْهَا	تَاْكُلُوْنَ ۝ ⑤
سردی سے بچنے (گرم رہنے) کا سامان ہے	اور کچھ (دوسرے) منافع ہیں	اور ان میں سے	تم لوگ کھاتے ہو

وَلَكُمْ	فِيْهَا	جَمَالٌ	حِيْنَ	تُرِيْحُوْنَ	وَحِيْنَ
اور تمہارے لئے	ان کی وجہ سے	رونق بھی ہے	جب	شام کو واپس لاتے ہو	اور جب

تَسْرَحُوْنَ ⑥	وَتَحْمِلُ	اَثْقَالَكُمْ	اِلٰى بَلَدٍ	لَّمْ تَكُوْنُوْا
(صبح کے وقت) چرنے کے لئے چھوڑتے ہو	اور وہ اٹھاتے ہیں	تمہارے بوجھ	کسی شہر کی طرف	تم لوگ نہیں تھے

بٰلِغِيْهِ	اِلَّا	بِشِقِّ الْاَنْفُسِ ؕ	اِنَّ	رَبَّكُمْ	لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ⑦
پہنچنے والے اس تک	مگر	جانوں کی مشقت سے	بیشک	آپ کا رب	یقیناً بہت نرمی کرنے والا ہے

1133

رَّحِيْمٌ ۙ﴿۷﴾	وَّالْخَيْلَ	وَالْبِغَالَ	وَالْحَمِيْرَ
ہمیشہ رحم کرنے والا ہے	اور (اس نے پیدا کیا) گھوڑوں کو	اور خچروں کو	اور گدھوں کو

لِتَرْكَبُوْهَا	وَزِيْنَةً ۭ	وَيَخْلُقُ	مَا	لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۸﴾
تاکہ تم لوگ سواری کرو ان پر	اور زینت کے لئے	اور وہ پیدا کرتا ہے	اس کو جو	تم لوگ نہیں جانتے

وَعَلَى اللّٰهِ	قَصْدُ السَّبِيْلِ	وَمِنْهَا	جَاۗىِٕرٌ ۭ	وَلَوْ
اور اللہ تک پہنچتی ہے	سیدھی راہ	اور بعض راہ	کج بھی ہے	اور اگر

شَاۗءَ	لَهَدٰىكُمْ	اَجْمَعِيْنَ ۧ﴿۹﴾
وہ چاہتا	تو ضرور ہدایت دیتا تم کو	سب کے سب کو

نوٹ۔1

اَتٰٓى ماضی کا صیغہ ہے اور اس کے معنی یہی ہیں کہ ''وہ پہنچا'' اس لئے ترجمہ میں اسی کو اختیار کیا ہے، لیکن عربی کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ مستقبل میں ہونے والی کسی بات کو یقینی بنانے کے لئے مستقبل کے بجائے ماضی کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ یہاں آیت نمبر۔ا میں اَتٰٓى اسی انداز میں آیا ہے۔ اس کی توثیق آیت کے اگلے حصے فَلَا تَسْتَعْجِلُوْنَ سے ہو رہی ہے۔ اس لئے یہاں اَتٰٓى کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کا حکم لازماً پہنچے گا۔

نوٹ۔2

آیت۔نمبر ۵ میں چوپایوں کا ذکر کے ان کے فوائد میں سے ایک اہم فائدہ ان کا گوشت کھانا قرار دیا۔ پھر ان سے الگ کر کے آیت۔نمبر۔۸ میں گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کی تخلیق کا ذکر کیا۔ ان کے فوائد میں سواری اور زینت کا ذکر کیا لیکن گوشت کھانے کا ذکر نہیں کیا۔ اس میں یہ دلیل پائی جاتی ہے کہ گھوڑے، خچر اور گدھے کا گوشت حلال نہیں ہے۔ خچر اور گدھے کا گوشت حرام ہونے پر اتفاق ہے اور ایک حدیث میں ان کی حرمت کا صراحۃً ذکر بھی ہے، مگر گھوڑے کے معاملہ میں دو حدیثیں ہیں۔ ایک سے حلال اور دوسری سے حرام ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے اس مسئلہ میں اختلاف رائے ہے۔ امام ابوحنیفہؒ نے ان کو مکروہ قرار دیا ہے۔ (معاف القرآن)

نوٹ۔3

آیت۔مبر ۸ میں سواری کے تین جانور گھوڑے، خچر اور گدھے کا خاص طور پر بیان کرنے کے بعد فرمایا اور وہ پیدا کرے گا وہ چیزیں جن کو تم نہیں جانتے۔ اس میں وہ تمام نو ایجاد سواریاں بھی داخل ہیں جن کا پرانے زمانے میں کوئی تصور بھی نہیں تھا، مثلاً ریل، موٹر، ہوئی جہاز وغیرہ جو اب تک ایجاد ہو چکے ہیں اور وہ تمام چیزیں بھی اس میں داخل ہیں جو آئندہ ایجاد ہوں گی۔ (معاف القرآن)

نوٹ۔4

توحید، رحمت اور ربوبیت کے دلائل پیش کر کے آیت نمبر۔۹۔ میں نبوت کی بھی ایک دلیل پیش کر دی گئی ہے۔ اس کا سمجھ لیں۔

دنیا میں انسان کے لئے فکر و عمل کے بہت سے مختلف راستے ممکن ہیں اور عملاً موجود بھی ہیں۔ ظاہر ہے یہ سارے راستے بیک وقت حق نہیں ہو سکتے۔ سچائی تو ایک ہی ہے اور صحیح نظریہ حیات صرف وہی ہو سکتا ہے جو اس سچائی کے مطابق ہو اور عمل کے بے شمار ممکن راستوں میں سے صحیح راستہ بھی صرف وہی ہو سکتا ہے جو صحیح نظریہ حیات پر مبنی ہو۔

اس صحیح راہ عمل سے واقف ہونا انسان کی اصل اور بنیادی ضرورت ہے۔ کیونکہ دوسری تمام چیزیں تو انسان کی صرف ان ضرورتوں کو پورا کرتی ہیں جو ایک بلند درجے کا جانور ہونے کی حیثیت سے اس کو لاحق ہوا کرتی ہیں۔ مگر یہ ایک ضرورت ایسی ہے جو انسان

1133
ہونے کی حیثیت سے اس کو لاحق ہے۔ یہ اگر پوری نہ ہوتو اس کے معنی یہ ہیں کہ آدمی کی ساری زندگی ہی ناکام ہوگئی۔
اب غور کرو کہ جس خدا نے تمہیں وجود میں لانے سے پہلے تمہارے لئے یہ کچھ سروسامان مہیا کر کے رکھا اور جس نے وجود میں لانے کے بعد تمہاری حیوانی زندگی کی ایک ایک صرورت پورا کرنے کا اتنے بڑے پیمانے پر انتظام کیا، کیا اس سے تم یہ توقع رکھتے ہو کہ اس نے تمہاری انسانی زندگی کی اس اصلی ضرورت کو پورا کرنے کا بندوبست نہ کیا ہوگا؟ یہ بندوبست نبوت کے ذریعہ سے کیا گیا ہے۔ اگر تم نبوت کو نہیں مانتے تو بتاؤ کہ تمہارے خیال میں خدا نے انسان کی ہدایت کے لئے اور کون سا انتظام کیا ہے؟ اس کے جواب میں تم یہ نہیں کہہ سکتے کہ خدا نے ہمیں راستہ تلاش کرنے کے لئے عقل وفکر دے رکھی ہے، کیونکہ انسانی عقل وفکر پہلے ہی بے شمار مختلف راستے ایجاد کر بیٹھی ہے جو راہ راست کی صحیح دریافت میں اس کی ناکامی کا کھلا ثبوت ہے اور نہ تم یہ کہہ سکتے ہو کہ خدا نے ہماری رہنمائی کا کوئی انتظام نہیں کیا ہے۔ خدا کے ساتھ اس سے بڑھ کر بدگمانی اور کوئی نہیں ہوسکتی کہ وہ جانور ہونے کی حیثیت سے تو تمہاری پرورش کا اتنا مکمل انتظام کرے، مگر انسان ہونے کی حیثیت سے تم کو بھٹکنے کے لئے چھوڑ دے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (10 تا 17)

ط ر و	
(ک)	طَرَاوَةً	نرم اور ترو تازہ ہونا۔
	طَرِیٌّ	فَعِیْلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ ترو تازہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14
م خ ر	
(ف۔ن)	مَخْرًا	پانی کو آواز کے ساتھ چیرنا
	مَاخِرٌ	ج مَوَاخِرُ۔ اسم الفاعل ہے۔ پانی چیرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 14

ترکیب

(آیت۔۱۱) وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ عطف ہے۔ یُنْبِتُ پر۔ آیت۔ ۱۲ وَسَخَّرَ کے مفعول وَالْقَمَرَ پر ختم ہو گئے۔ آگے نیا جملہ ہے جس میں وَالنُّجُوْمُ مبتدا ہے اور مُسَخَّرٰتٌ اس کی خبر ہے، اس لیے دونوں حالت رفع میں ہیں۔ (آیت۔ 13) مُخْتَلِفًا اسم الفاعل ہے اور حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے جبکہ اَلْوَانُ اس کا فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے۔ (آیت۔ 14) تَرَی کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَلْفُلْكَ حالت نصب میں ہے جبکہ مَوَاخِرَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ یہ اَلْفُلْكَ کی صفت نہیں ہوسکتا کیونکہ اَلْفُلْكَ معرف باللام ہے جبکہ مَوَاخِرَ نکرہ آیا ہے۔ فِیْهِ کی ضمیر اَلْبَحْرَ کے لئے ہے۔ (آیت۔15) رَوَاسِیَ۔ اَنْهٰرًا۔ سُبُلًا اور عَلٰمٰتٍ، یہ سب اَلْقٰی کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہیں۔

ترجمہ:

هُوَ	الَّذِیْٓ	اَنْزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً	لَّكُمْ	مِّنْهُ
وہ	وہی ہے جس نے	اتارا	آسمان سے	پانی	تمہارے لئے	اس میں سے

شَرَابٌ	وَّمِنْهُ	شَجَرٌ	فِیْهِ	تُسِیْمُوْنَ ⑩	یُنْۢبِتُ
پینے کی چیز ہے	اور اسی سے	ایسے درخت (پیدا ہوتے ہیں)	جن میں	تم لوگ مویشی چراتے ہو	وہ اگاتا ہے

لَكُمْ	بِهِ	الزَّرْعَ	وَالزَّيْتُوْنَ	وَالنَّخِيْلَ	1133 وَالْاَعْنَابَ
تمہارے لئے	اس سے	کھیتی کو	اور زیتون کو	اور کھجوروں کو	اور انگوروں کو

وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ
اور ہر قسم کے پھل	بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے جو

يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑪	وَسَخَّرَ	لَكُمُ	الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ ۙ	وَالشَّمْسَ	وَالْقَمَرَ ؕ
غور وفکر کرتے ہیں	اور اس نے مسخر کیا	تمہارے لئے	رات کو	اور دن کو	اور سورج کو	اور چاند کو

وَالنُّجُوْمُ	مُسَخَّرٰتٌۢ	بِاَمْرِهٖ ؕ	اِنَّ	فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيٰتٍ
اور تمام ستارے	مسخر کئے گئے ہیں	اس کے حکم سے	بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں

لِّقَوْمٍ	يَّعْقِلُوْنَ ⑫ ۙ	وَمَا
ایسے لوگوں کے لئے جو	سوچ سمجھ سے کام لیتے ہیں	اور اس میں (بھی نشانیاں ہیں) جو

ذَرَاَ	لَكُمْ	فِي الْاَرْضِ	مُخْتَلِفًا	اَلْوَانُهٗ ؕ	اِنَّ
اس نے بکھیرا	تمہارے لئے	زمین میں	مختلف ہوتے ہوئے	ان کے رنگ	بیشک

فِيْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ	يَّذَّكَّرُوْنَ ⑬	وَهُوَ
اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے جو	نصیحت پکڑتے ہیں	اور وہ

الَّذِيْ	سَخَّرَ	الْبَحْرَ	لِتَاْكُلُوْا	مِنْهُ	لَحْمًا طَرِيًّا
وہی ہے جس نے	مسخر کیا	سمندر کو	تا کہ تم لوگ کھاؤ	اس میں سے	تازہ گوشت

وَّتَسْتَخْرِجُوْا	مِنْهُ	حِلْيَةً	تَلْبَسُوْنَهَا ۚ	وَتَرَى	الْفُلْكَ
اور تا کہ تم لوگ نکالو	اس میں سے	ایسے زیور	تم لوگ پہنتے ہو جن کو	اور تو دیکھتا ہے	کشتیوں کو

مَوَاخِرَ	فِيْهِ	وَلِتَبْتَغُوْا	مِنْ فَضْلِهٖ	وَلَعَلَّكُمْ
پانی چیرنے والی ہوتے ہوئے	اس میں	اور تا کہ تم لوگ تلاش کرو	اس کے فضل میں سے	اور تا کہ تم لوگ

تَشْكُرُوْنَ ⑭	وَاَلْقٰى	فِي الْاَرْضِ	رَوَاسِيَ	اَنْ	تَمِيْدَ بِكُمْ
شکر کرو	اور اس نے ڈالے	زمین میں	پہاڑ	کہ کہیں	وہ تم کو لے کر ڈگمانے نہ لگے

وَاَنْهٰرًا	وَّسُبُلًا	لَّعَلَّكُمْ	تَهْتَدُوْنَ ⑮ ۙ	وَعَلٰمٰتٍ ؕ
اور نہریں	اور راستے	تم لوگ	راہ پاؤ	اور کچھ علامتیں (بھی ڈالیں)

وَبِالنَّجْمِ	هُمْ	يَهْتَدُوْنَ ⑯	اَفَمَنْ	يَّخْلُقُ	1133 كَمَنْ
اور اس ستارے سے	وہ لوگ	راہ پاتے ہیں	تو کیا وہ جو	پیدا کرتا ہے	اس کی مانند ہے جو
لَّا يَخْلُقُ ؕ			اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ⑰		
پیدا نہیں کرتا			تو کیا تم لوگ نصیحت نہیں پکڑو گے		

نوٹ۔1

اس سورہ کی ابتداء شرک کی نفی سے ہوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے بہت بلند ہے جن کو لوگ اس کی ذات وصفات میں شریک کرتے ہیں۔ اس کے بعد آیت نمبر۔16 تک آفاق وانفس کی بہت سی نشانیاں پے درپے بیان کی گئی ہیں۔ ان سے یہ ذہن نشین کرانا مقصود ہے کہ انسان اپنے وجود سے لے کر زمین وآسمان کے گوشے گوشے تک جدھر چاہے نظر دوڑا کر دیکھ لے، ہر چیز پیغمبر کے بیان کی تصدیق کررہی ہے۔ کہیں سے بھی شرک یا دہریت کی تائید میں کوئی شہادت فراہم نہیں ہوتی۔

پھر آیت نمبر۔۱۷ میں سوال کیا گیا کہ اگر تم مانتے ہو (جیسا کہ فی الواقع مکہ کے مشرکین بھی مانتے تھے اور دنیا کے دوسرے مشرکین بھی مانتے ہیں) کہ خالق اللہ ہی ہے اور اس کائنات میں تمہارے ٹھہرائے ہوئے شریکوں میں سے کسی کا کچھ بھی پیدا کیا ہوا نہیں ہے، تو پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ غیر خالق ہستیوں کی حیثیت خود خالق کے برابر ہو یا کسی طرح بھی اس کے مانند ہو۔ کیسے باور کیا جاسکتا ہے کہ خالق اور غیر خالق کی صفات ایک جیسی ہوں گی، یا وہ ایک جنس کے افراد ہوں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان باپ اور اولاد کا رشتہ ہوگا؟ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (18تا25)

ترکیب

(آیت۔20) يَدْعُوْنَ کا فاعل اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے اور وَالَّذِيْنَ اس کا مفعول مقدم ہے۔ (آیت۔21) اَمْوَاتٌ خبر ہے۔ اس کا مبتدا هُمْ محذوف ہے۔ اسی طرح غَيْرُ اَحْيَاۗءٍ بھی خبر ہے اور اس کا بھی مبتدا هُمْ محذوف ہے۔ (آیت۔23) اِنَّهٗ کو ضمیر الشان ماننا بہتر ہے۔ (آیت۔25) لِيَحْمِلُوْا پر جو لام ہے اسے لام کَیْ کے بجائے لام عاقبت (بمعنی آخر کار) ماننا بہتر ہے۔ يُضِلُّوْنَ کا فاعل اس میں شامل هُمْ کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول اَلَّذِيْنَ مقدم ہے۔ يُضِلُّوْنَ کے ساتھ هُمْ کی ضمیر اَلَّذِيْنَ کی ضمیر عائد ہے۔

ترجمہ:

وَاِنْ	تَعُدُّوْا	نِعْمَةَ اللّٰهِ	لَا تُحْصُوْهَا ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ
اور اگر	تم لوگ گنتی کرو گے	اللہ کی نعمتوں کی	تو شمار پورا نہ کر پاؤ گے اس کا	بیشک	اللہ

لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ⑱	وَاللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا
یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	اور اللہ	جانتا ہے	اس کو جو

تُسِرُّوْنَ	وَمَا	تُعْلِنُوْنَ ⑲	وَالَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ
تم لوگ چھپاتے ہو	اور اس کو جو	تم لوگ اعلان کرتے ہو	اور وہ لوگ جن کو	یہ لوگ پکارتے ہیں
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	لَا يَخْلُقُوْنَ	شَيْـًٔا	وَّهُمْ	يُخْلَقُوْنَ ؕ ⑳
اللہ کے علاوہ	وہ پیدا نہیں کرتے	کوئی چیز	اور وہ (تو خود)	پیدا کئے گئے ہیں

اَمْوَاتٌ	غَيْرُ اَحْيَآءٍ ۚ	وَمَا يَشْعُرُوْنَ ۙ	اَيَّانَ 1133
(وہ لوگ) مردہ ہیں	(وہ لوگ) کسی جان کے بغیر ہیں	اور وہ شعور نہیں رکھتے	کہ کب

يُبْعَثُوْنَ ﴿٢١﴾ ع	اِلٰـهُكُمْ	اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ	فَالَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ
وہ اٹھائے جائیں گے	تم لوگوں کا الٰہ	واحد الٰہ ہے	پس وہ لوگ جو	ایمان نہیں رکھتے
بِالْاٰخِرَةِ	قُلُوْبُهُمْ	مُّنْكِرَةٌ	وَّهُمْ	مُّسْتَكْبِرُوْنَ ﴿٢٢﴾
آخرت پر	ان کے دل	انکار کرنے والے ہیں	اور وہ لوگ	بڑائی چاہنے والے ہیں

لَا جَرَمَ	اَنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا	يُسِرُّوْنَ	وَمَا	يُعْلِنُوْنَ ؕ
کوئی شک نہیں ہے	کہ	اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	یہ لوگ چھپاتے ہیں	اور اس کو جو	تکبر کرتے ہیں

اِنَّهٗ	لَا يُحِبُّ	الْمُسْتَكْبِرِيْنَ ﴿٢٣﴾	وَاِذَا	قِيْلَ	لَهُمْ
حقیقت یہ ہے کہ	وہ پسند نہیں کرتا	تکبر کرنے والوں کو	اور جب بھی	کہا جاتا ہے	سوان سے
مَّاذَآ	اَنْزَلَ	رَبُّكُمْ ۙ	قَالُوْٓا	اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ ۙ	لِيَحْمِلُوْٓا
کیا	اتارا	تمہارے رب نے	تو وہ کہتے ہیں	پہلے لوگوں کے افسانے ہیں	نتیجتاً وہ اٹھائیں گے

اَوْزَارَهُمْ	كَامِلَةً	يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ	وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ	يُضِلُّوْنَهُمْ
اپنے بوجھ	پورے پورے	قیامت کے دن	اور ان کے بوجھوں میں سے	انہوں نے گمراہ کیا جن کو
بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ	اَلَا	سَآءَ	مَا	يَزِرُوْنَ ﴿٢٥﴾ ع
کسی علم کے بغیر	خبردار!	برا ہے	وہ جو	یہ لوگ اٹھائیں گے

نوٹ۔1

آیت نمبر۔20۔21 کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہاں جن بناوٹی معبودوں کی تردید کی جارہی ہے وہ فرشتے یا جن یا شیاطین یا لکڑی پتھر کی مورتیاں نہیں ہیں بلکہ اصحاب قبور ہیں۔ اسی لئے کہ فرشتے اور شیاطین تو زندہ ہیں، ان پر اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ کے الفاظ کا اطلاق نہیں ہوسکتا۔ اور لکڑی پتھر کی مورتیوں کے معاملہ میں بعث بعد الموت کا کوئی سوال نہیں ہے۔ اس لئے مَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ کے الفاظ انہیں بھی خارج از بحث کر دیتے ہیں اب لامحالہ اس میں اَلَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد وہ انبیاء اولیاء، شہداء اور صالحین ہیں جن کو غالی معتقدین اپنی حاجت روائی کے لئے پکارنا شروع کر دیتے ہیں۔ اگر کوئی یہ کہے کہ عرب میں اس نوعیت کے معبود نہیں پائے جاتے تھے تو یہ جاہلیت عرب کی تاریخ سے ان کی ناواقفیت کا ثبوت ہے۔ عرب کے متعدد قبائل میں کثرت سے عیسائی اور یہودی پائے جاتے تھے اور یہ دونوں مذاہب بری طرح انبیاء، اولیاء، اور شہداء کی پرستش سے آلودہ تھے۔ پھر مشرکین عرب کے بہت سے معبود گزرے ہوئے انسان ہی تھے جنہیں بعد کی نسلوں نے خدا بنا لیا تھا۔ بخاری میں ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ وَدّ، سواع، یغوث، یعوق، نسر، یہ سب صالحین کے نام ہیں جنہیں بعد کے لوگ بت بنا بیٹھے۔ بی بی عائشہؓ کی روایت ہے اساف اور نائلہ دونوں انسان تھے۔ اسی طرح کی روایات لات، منات اور عزیٰ کے بارے میں بھی موجود ہیں۔ (تفہیم القرآن)

1133

صفحہ نمبر 1131 نہیں ہے

1133

صفحہ نمبر 1132 نہیں ہے

تَاْتِيَهُمُ	الْمَلٰۗىِٕكَةُ	اَوْ	يَاْتِيَ	اَمْرُ رَبِّكَ ۭ	كَذٰلِكَ	فَعَلَ	الَّذِيْنَ
آئیں ان کے پاس	فرشتے	یا	پہنچے	آپؐ کے رب کا حکم	اسی طرح	کیا	انہوں نے جو

مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ	وَمَا ظَلَمَهُمُ	اللّٰهُ	وَلٰكِنْ	كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۳۳
ان سے پہلے تھے	اور ظلم نہیں کیا ان پر	اللہ نے	اور لیکن	وہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے

فَاَصَابَهُمْ	سَيِّاٰتُ مَا	عَمِلُوْا	وَحَاقَ	بِهِمْ	مَّا	كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۳۴ؑ
تو لگیں ان کو	اس کی برائیاں جو	انہوں نے عمل کیا	اور چھا گیا	ان پر	وہ	جس کا وہ مذاق اڑاتے تھے

نوٹ۔1

اس سورہ کی آیات ۲۸۔۲۹ میں اور پھر آیت۔۳۲ میں ان لوگوں سے فرشتوں کی گفتگو کا ذکر ہے جن کی وہ روح قبض کرتے ہیں۔ یہ آیات قرآن مجید کی ان متعدد آیات میں سے ہیں جو عذاب وثواب قبر کا ثبوت دیتی ہیں، حدیث میں قبر کا لفظ مجازاً عالم برزخ کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس سے مراد وہ عالم ہے جس میں موت کی آخری ہچکی سے لے کر بعث بعد الموت کے پہلے جھٹکے تک انسانی، عذاب یا ثواب نہ ہوگا۔ لیکن یہاں دیکھئے کہ کفار کی روحیں جب قبض کی جاتی ہیں تو وہ موت کی سرحد کے پار کا حال پانی توقعات کے خلاف پا کر سراسیمہ ہوجاتی ہیں اور فوراً اسلام ٹھونک کر ملائکہ کو یقین دلانے کی کوشش کرتی ہیں کہ ہم کوئی برا کام نہیں کررہے تھے۔ جواب میں ملائکہ ان کو جہنم کی پیشگی خبر دیتے ہیں۔ دوسری طرف متقی لوگوں کی روحیں شعور، عذاب اور ثواب کا اس سے بھی زیادہ کھلا ہوا کوئی ثبوت درکار ہے؟ سب سے زیادہ صاف الفاظ میں عذاب برزخ کی تصریح سورہ مومن کی آیات ۴۵۔۴۶ میں کی گئی ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرعون اور آلِ فرعون کے متعلق فرماتا ہے کہ ”ایک سخت عذاب ان کو گھیرے ہوئے ہے، یعنی صبح وشام وہ آگ کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں، پھر جب قیامت کی گھڑی آجائے گی تو حکم دیا جائے گا کہ آلِ فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کرو۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن وحدیث دونوں سے موت اور قیامت کے درمیان حالت کا ایک ہی نقشہ معلوم ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ موت محض جسم وروح کی علیحدگی کا نام ہے، نہ کہ بالکل معدوم ہوجانے کا۔ جسم سے علیحدہ ہوجانے کے بعد روح معدوم نہیں ہو جاتی، بلکہ اس پوری شخصیت کے ساتھ زندہ رہتی ہے جو دنیا کی زندگی کے تجربات اور ذہنی واخلاقی اکتسابات سے بنی تھی۔ اس حالت میں روح کے شعور، احساس، مشاہدات اور تجربات کی کیفیت خواب سے ملتی جلتی ہوتی ہے۔ (تفہیم القرآن، ج:۲،ص:۵۳۶)

1165

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

آیت نمبر (35 تا 40)

ترجمہ:

وَقَالَ	الَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْا	لَوْ	شَآءَ	اللّٰهُ	مَا عَبَدْنَا	مِنْ دُوْنِهٖ
اور کہیں گے	وہ لوگ جنہوں نے	شرک کیا	اگر	چاہتا	اللہ	تو ہم بندگی نہ کرتے	اس کے علاوہ

مِنْ شَیْءٍ	نَّحْنُ	وَلَآ اٰبَآؤُنَا	وَلَا حَرَّمْنَا	مِنْ دُوْنِهٖ
کسی بھی چیز کی	(نہ) ہم	اور نہ ہی ہمارے آباؤاجداد	اور ہم حرام نہ کرتے	اس کے (حکم کے) بغیر

مِنْ شَیْءٍ ؕ	كَذٰلِكَ	فَعَلَ	الَّذِيْنَ	مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ	فَهَلْ	عَلَى الرُّسُلِ
کسی بھی چیز کو	اسی طرح	کیا	انہوں نے جو	ان سے پہلے تھے	تو کیا ہے	رسولوں پر

اِلَّا	الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۵﴾	وَلَقَدْ بَعَثْنَا	فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ
سوائے اس کے کہ	واضح طور پر پہنچا دینا	اور یقیناً ہم نے بھیجا ہے	ہر ایک امت میں

رَّسُوْلًا	اَنِ	اعْبُدُوا	اللّٰهَ	وَاجْتَنِبُوا	الطَّاغُوْتَ ۚ
ایک رسول	کہ	تم لوگ بندگی کرو	اللہ کی	اور تم لوگ بچو	طاغوت سے

فَمِنْهُمْ مَّنْ	هَدَى	اللّٰهُ	وَمِنْهُمْ مَّنْ	حَقَّتْ
تو ان میں وہ بھی ہیں جن کو	ہدایت دی	اللہ نے	اور ان میں وہ بھی ہیں	ثابت ہوئی

عَلَيْهِ	الضَّلٰلَةُ ؕ	فَسِيْرُوْا	فِی الْاَرْضِ	فَانْظُرُوْا	كَيْفَ	كَانَ
جس پر	گمراہی	پس تم لوگ چلو پھرو	زمین میں	پھر دیکھو	کیسا	تھا

عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۳۶﴾	اِنْ	تَحْرِصْ	عَلٰى هُدٰىهُمْ
جھٹلانے والوں کا انجام	اگر	آپ شدید خواہش کریں	ان لوگوں کے راہ راست پر آنے کی

فَاِنَّ	اللّٰهَ	لَا يَهْدِیْ	مَنْ	يُّضِلُّ	وَمَا لَهُمْ
تو بیشک	اللہ	ہدایت نہیں دیتا	اس کو جس کو	وہ گمراہ کرتا ہے	اور ان کے لئے نہیں ہے

مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿۳۷﴾	وَاَقْسَمُوْا	بِاللّٰهِ	جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ ۙ
کوئی بھی مدد کرنے والا	اور انہوں نے قسم کھائی	اللہ کی	بڑے زور و شور سے

لَا يَبْعَثُ	اللّٰهُ	مَنْ	يَّمُوْتُ ؕ	بَلٰی	وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا	وَّلٰكِنَّ
نہیں اٹھائے گا	اللہ	اس کو جو	مرجاتا ہے	کیوں نہیں	اس پر ہے سچا وعدہ	اور لیکن

اَكۡثَرَ النَّاسِ	لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۸﴾	لِيُبَيِّنَ	لَهُمُ الَّذِيۡ	1165 يَخۡتَلِفُوۡنَ
اکثرلوگ	جانتے نہیں ہیں	تاکہ وہ واضح کردے	ان کے لیے جو	اختلاف کرتے ہیں

فِيۡهِ	وَلِيَعۡلَمَ	الَّذِيۡنَ	كَفَرُوۡۤا	اَنَّهُمۡ	كَانُوۡا كٰذِبِيۡنَ ﴿۳۹﴾
اس (اٹھائے جانے) میں	اور تاکہ جان لیں	وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	کہ وہ ہی	جھوٹے تھے
اِنَّمَا	قَوۡلُنَا	لِشَيۡءٍ	اِذَاۤ	اَرَدۡنٰهُ	اَنۡ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	ہمارا کہنا ہے	کسی چیز کے لئے	جب بھی	ہم ارادہ کرتے ہیں اس کا	کہ

نَّقُوۡلَ	لَهٗ	كُنۡ	فَيَكُوۡنُ ﴿۴۰﴾
ہم کہتے ہیں	اس سے	تو ہوجا	تو وہ ہوجاتی ہے

نوٹ۔1

آیت نمبر۔۳۵ میں کہا گیا ہے کہ واضح طور پر پہنچا دینے کے سوا رسولوں پر اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہی بات ایک دوسرے پیرائے میں اس طرح کہی گئی ہے کہ ہم نے آپ ؐ کو صرف خوشخبری دینے والا اور خبردار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ (25/52) قرآن مجید میں ان دونوں اسلوب کی اور بھی آیات ہیں۔ ایسی آیات کی بنیاد پر منکرین حدیث استدلال کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کام صرف یہ تھا کہ وہ قرآن پہنچا دیں۔ حالانکہ منکرین حدیث خود کو اہل قرآن کہتے ہیں، لیکن یہ استدلال بتا رہا ہے کہ قرآن مجید کا پوری طرح مطالعہ نہیں کیا گیا ہے، کیونکہ قرآن مجید کے بہت سے وضاحت طلب امور کی وضاحت خود قرآن میں موجود ہے اور اس مسئلہ کی بھی پوری وضاحت قرآن میں دی ہوئی ہے۔ اگر تمام متعلقہ آیات کو سامنے رکھ کر کوئی سمجھنا چاہے تو بات بڑی آسانی سے سمجھ میں آجاتی ہے جو درج ذیل ہے:

رسول اللہ ﷺ کا مقصد بعثت یعنی مشن یہ تھا کہ وہ اللہ کے دین کو پورے نظامِ حیات پر غالب کر دیں۔ قرآن مجید میں یہ بات اللہ تعالیٰ نے تین مرتبہ دہرائی ہے۔ (9/33، 48/28، 61/9) اس مشن کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے جس طریقہ کار کا تعین کیا تھا وہ یہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتے تھے۔ یہ ابلاغ ہے اور اس میں انذار و تبشیر از خود شامل ہے۔ لوگوں کا تزکیہ کرتے تھے۔ کتاب کی تعلیم دیتے تھے اور حکمت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ ؐ کے ان فرائض کا ذکر بھی قرآن میں چار مرتبہ آیا ہے۔ (2/129، 2/151، 3/164، 62/2) تعلیم کتاب کا مطلب یہ ہے کہ قرآن میں جو احکام و ہدایات ہیں اس سے اللہ تعالیٰ کی مرضی کیا ہے اور ان پر ہم نے کس طرح عمل کرنا ہے۔ یہ مطلب کسی کا خود ساختہ نہیں ہے بلکہ اس کی سند قرآن میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اور ہم نے نازل کیا آپ ؐ کی طرف اس ذکر کو تاکہ آپ ؐ واضح کر دیں لوگوں کے لئے اس کو جو نازل کیا گیا ان لوگوں کی طرف (یعنی قرآن) (16/44)

نہ صرف قرآن کے مذکورہ مقامات کو نظر انداز کیا گیا ہے بلکہ مذکورہ غلط استدلال جن آیات کی بنیاد پر قائم کیا گیا ہی، ان کے سیاق و سباق سے بھی اغماض برتا گیا ہے، کیونکہ ان کے سیاق و سباق سے پوری طرح واضح ہے کہ ان میں خطاب ان لوگوں سے ہے جو

ایمان لانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے ابلاغ اور انذار و تبشیر کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام ختم ہو جاتا ہے اور ان سے اب آپؐ بری الذمہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو تسلی دی ہے کہ دوزخ میں جانے والوں کے متعلق آپؐ سے نہیں پوچھا جائے گا (2 / 119)۔ لیکن جو لوگ ایمان لے آئے ان کے لئے آپؐ کا کام ختم نہیں ہوا بلکہ شروع ہوا تھا۔ ان کا تزکیہ کرنا۔ ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دینا تاکہ وہ لوگ اللہ کے دین کو غالب کرنے کی جدوجہد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست و بازو بنیں اور آپؐ کے مشن کی تکمیل ہو۔ اس سارے Process کے قولی اور عملی ریکارڈ کا نام حدیث ہے اور یہ اہل ایمان کے لئے ہے۔

(از۔ لطف الرحمن خان صاحب)

آیت نمبر (41 تا 44)

ترکیب

(آیت۔ 41) لَنُبَوِّئَنَّ کا مفعول اول هُمۡ کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول ثانی محذوف ہے جو کہ دَارًا ہوسکتا ہے۔ حَسَنَةً اس کی صفت ہے۔ يَعۡلَمُوۡنَ کی ضمیر فاعلی، آیت۔ 39 میں مذکور كٰذِبِيۡنَ کے لئے ہے۔ (آیت۔ 42) اس پوری آیت کا فقرہ گذشتہ آیت میں مذکور وَالَّذِيۡنَ هَاجَرُوۡا کی صفت ہے (آیت۔ 43) رِجَالًا نکرہ مخصوصہ ہے۔ اس کی پہلی خصوصیت نُوۡحِىۡۤ اِلَيۡهِمۡ ہے اور دوسری خصوصیت بِالۡبَيِّنٰتِ وَالزُّبُرِ ہے۔ (آیت۔ 44) وَمَا نُزِّلَ اِلَيۡهِمۡ میں۔ اِلَيۡهِمۡ دراصل لَهُمۡ کے معنی میں ہے۔

ترجمہ:

وَالَّذِيۡنَ	هَاجَرُوۡا	فِي اللّٰهِ	مِنۡۢ بَعۡدِ مَا	ظُلِمُوۡا
اور وہ لوگ جنہوں نے	ہجرت کی	اللہ (کی راہ) میں	اس کے بعد کہ جو	ان پر ظلم کیا گیا

لَنُبَوِّئَنَّهُمۡ	فِي الدُّنۡيَا	حَسَنَةً ؕ	وَلَاَجۡرُ الۡاٰخِرَةِ
ہم لازماً ٹھکانہ دیں گے ان کو	دنیا میں	ایک اچھے (گھر) کا	اور یقیناً آخرت کا بدلہ

اَكۡبَرُ ۘ	لَوۡ	كَانُوۡا يَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۴۱﴾	الَّذِيۡنَ	صَبَرُوۡا	وَعَلٰى رَبِّهِمۡ
سب سے بڑا ہے	کاش	وہ لوگ جانتے ہوتے	جو	ثابت قدم رہے	اور اپنے رب پر ہی

يَتَوَكَّلُوۡنَ ﴿۴۲﴾	وَمَاۤ اَرۡسَلۡنَا	مِنۡ قَبۡلِكَ	اِلَّا	رِجَالًا	نُّوۡحِىۡۤ
بھروسہ کرتے رہے	اور ہم نے نہیں بھیجا	آپؐ سے پہلے	مگر	کچھ مردوں کو	ہم وحی کرتے تھے

اِلَيۡهِمۡ	فَسۡـئَلُوۡۤا	اَهۡلَ الذِّكۡرِ	اِنۡ	كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۴۳﴾
جن کی طرف	پس تم لوگ پوچھو	یاددہانی والوں سے	اگر	تم لوگ نہیں جانتے

بِالۡبَيِّنٰتِ	وَالزُّبُرِؕ	وَاَنۡزَلۡنَاۤ	اِلَيۡكَ
(جن کو بھیجا) واضح (نشانیوں کے) ساتھ	اور صحیفوں کے ساتھ	اور ہم نے اتارا	آپؐ کی طرف

الذِّكۡرَ	لِتُبَيِّنَ	لِلنَّاسِ	مَا
اِس ذکر کو (قرآن)	تاکہ آپؐ واضح کریں	لوگوں کے لئے	اس کو جو

1165

يَتَفَكَّرُوْنَ ۝	وَلَعَلَّهُمْ	اِلَيْهِمْ	نُزِّلَ
غور وفکر کریں	اور شاید وہ لوگ	ان کی طرف (یعنی ان کے واسطے)	نازل کیا گیا

نوٹ۔1

آیت۔44 کے دوسرے جز میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مامور فرمایا ہے کہ آپؐ قرآن کے نازل شدہ آیات کی وضاحت لوگوں کے سامنے کردیں۔ یہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ قرآن کریم کے حقائق اور احکام کو صحیح طور پر سمجھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان پر موقوف ہے۔ اگر ہر انسان صرف عربی زبان اور عربی ادب سے واقف ہو کر قرآن کے احکام کو اللہ کی منشاء و مرضی کے مطابق سمجھنے پر قادر ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضاحت کی خدمت سپرد کرنے کے کوئی معنی نہیں رہتے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرآن کی وضاحت پر مامور ہونے کا حاصل یہ ہوا کہ آپؐ سے جو بھی قول و فعل ثابت ہے وہ سب قرآن ہی کے ارشادات ہیں۔ بعض تو ظاہری طور پر کسی آیت کی تفسیر و توضیح ہوتے ہیں اور بعض جگہ بظاہر قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہوتا مگر آپؐ کے قلب مبارک میں بطور وحی اس کا القاء کیا جاتا ہی، وہ بھی ایک حیثیت سے قرآن ہی کے حکم میں ہوتا ہے، کیونکہ قرآن کی تصریح کے مطابق آپؐ کی کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں ہوتی بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔(53/3۔4) اس سے معلوم ہوا کہ آپؐ کی تمام عبادات و معاملات بوحی خداوندی اور بحکم قرآن ہیں۔ جہاں کہیں آپؐ نے اپنے اجتہاد سے کوئی کام کیا ہے تو وحی الٰہی سے یا اس پر کوئی نکیر نہ کرنے سے اس کی تصحیح اور پھر تائید کردی جاتی ہے اس لئے وہ بھی بحکم وحی ہو جاتا ہے۔ (معارف القرآن)۔

آیت نمبر (45تا50)

خ س ف

(ض) — خُسُوْفًا — کسی جگہ کا دھنس جانا (لازم)۔ کسی کو دھنسا دینا (متعدی) زیر مطالعہ آیت۔45۔

د خ ر

(ف۔س) — دَخْرًا — ذلیل ہونا۔ حقیر ہونا۔

دَاخِرٌ — اسم الفاعل ہے۔ ذلیل و حقیر ہونے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔48

ترجمہ:

يَّخْسِفَ	اَنْ	السَّيِّاٰتِ	مَكَرُوا	الَّذِيْنَ	اَفَاَمِنَ
دھنسا دے	کہ	برائیوں کے لئے	خفیہ تدبیر کی	وہ لوگ جنہوں نے	تو کیا بے فکر ہو گئے

مِنْ حَيْثُ	الْعَذَابُ	يَاْتِيَهُمُ	اَوْ	الْاَرْضَ	بِهِمُ	اللّٰهُ
جہاں سے	عذاب	پہنچے ان کے پاس	یا	زمین میں	ان کو	اللہ

فِيْ تَقَلُّبِهِمْ	يَاْخُذَهُمْ	اَوْ	لَا يَشْعُرُوْنَ ۝
ان کے گھومنے پھرنے میں	یہ کہ وہ (یعنی اللہ) پکڑے ان کو	یا	وہ لوگ شعور (بھی) نہ رکھتے ہوں

فَمَا هُمْ	بِمُعْجِزِيْنَ ۝٤٦	اَوْ	يَاْخُذَهُمْ	عَلٰى تَخَوُّفٍ 1165
پھر وہ لوگ نہ ہوں	عاجز کرنے والے	یا	یہ کہ وہ پکڑے ان کو	ڈرانے کے بعد

فَاِنَّ	رَبَّكُمْ	لَرَءُوْفٌ	رَّحِيْمٌ ۝٤٧
تو بیشک	تم لوگوں کا رب	یقیناً بے انتہا شفقت کرنے والا ہے	ہر حال میں رحم کرنے والا ہے

اَوَ لَمْ يَرَوْا	اِلٰى مَا	خَلَقَ اللّٰهُ	مِنْ شَيْءٍ	يَّتَفَيَّؤُا
اور کیا انہوں نے غور ہی نہیں کیا	اس کی طرف جو	پیدا کیا اللہ نے	کوئی بھی چیز	(کہ) ڈھلتے ہیں

ظِلٰلُهٗ	عَنِ الْيَمِيْنِ	وَالشَّمَاۗىِٕلِ	سُجَّدًا
ان کے سائے	داہنی طرف سے	بائیں طرف سے	سجدہ کرتے ہوئے

لِلّٰهِ	وَهُمْ	دٰخِرُوْنَ ۝٤٨	وَلِلّٰهِ	يَسْجُدُ	مَا
اللہ کو	اور وہ سب	عاجزی کرتے ہیں	اور اللہ کو	سجدہ کرتا ہے	وہ جو

فِي السَّمٰوٰتِ	وَمَا	فِي الْاَرْضِ	مِنْ دَاۗبَّةٍ
آسمانوں میں ہے	اور وہ جو	زمین میں ہے	کوئی بھی چلنے والا

وَّالْمَلٰۗىِٕكَةُ	وَهُمْ	لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝٤٩	يَخَافُوْنَ	رَبَّهُمْ
اور فرشتے (بھی)	اور وہ سب	تکبر نہیں کرتے	وہ ڈرتے ہیں	اپنے رب سے

مِّنْ فَوْقِهِمْ	وَيَفْعَلُوْنَ	مَا	يُؤْمَرُوْنَ ۝٥٠ السجدة
اپنے اوپر سے	اور وہ کرتے ہیں	وہ جو	انہیں حکم دیا جاتا ہے

آیت نمبر (51 تا 56)

و ص ب

(ض)

وُصُوْبًا : دائمی ہونا۔ لازم ہونا۔

وَاصِبٌ : فَاعِلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ دائمی۔ لازمی۔ زیر مطالعہ آیت۔ 52

ج ء ر

(ف)

جَأْرًا : وحشی جانور کا گھبراہٹ میں زور سے آواز نکالنا۔ چلانا۔ گڑگڑانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 53

ترکیب

(آیت۔ 52) اَفَغَيْرَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ تَتَّقُوْنَ کا مفعول مقدم ہے۔ (آیت۔ 54) فَرِيْقٌ اسم جمع ہے اس لئے بِرَبِّهِمْ میں جمع کی ضمیر اور يُشْرِكُوْنَ جمع کے صیغے میں آیا ہے۔ (آیت۔ 55) لِيَكْفُرُوْا کے لام کو لامِ کَیْ کے بجائے لام عاقبت

ماننا زیادہ بہتر ہے۔ تَمَتَّعُوْا میں دو امکانات ہیں۔ یہ فعل ماضی میں جمع مذکر غائب کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے 1465 اور فعل امر میں جمع مذکر مخاطب کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے۔ آگے تَعْلَمُوْنَ آیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ یہ فعل امر ہے۔ اگر يَعْلَمُوْنَ آتا تو پھر اسے فعل ماضی مانا جاتا۔

ترجمہ:

وَقَالَ	اللّٰهُ	لَا تَتَّخِذُوْٓا	اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ ۚ	اِنَّمَا	هُوَ
اور کہا	اللہ نے	تم لوگ مت بناؤ	دو معبود	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ	فَاِيَّايَ	فَارْهَبُوْنِ ﴿۵۱﴾	وَلَهٗ	مَا
واحد الٰہ ہے	پس صرف مجھ سے ہی	پھر خوف کرو میرا	اور اس کا ہی ہے	وہ جو

فِي السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضِ	وَلَهُ	الدِّيْنُ
آسمانوں میں سے	اور زمین میں ہے	اور اس کے لئے ہی ہے	مکمل نظام حیات

وَاصِبًا ۭ	اَفَغَيْرَ اللّٰهِ	تَتَّقُوْنَ ﴿۵۲﴾	وَمَا	بِكُمْ
لازمی ہوتے ہوئے	تو کیا اللہ کے علاوہ (کسی) سے	تم لوگ ڈرتے ہو	اور جو	تمہارے لئے ہے

مِّنْ نِّعْمَةٍ	فَمِنَ اللّٰهِ	ثُمَّ	اِذَا	مَسَّكُمُ	الضُّرُّ
کوئی بھی نعمت	تو (وہ) اللہ (کے پاس) سے ہے	پھر	جب بھی	چھوتی ہے تمہیں	سختی

فَاِلَيْهِ	تَجْــَٔــرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ۚ	ثُمَّ	اِذَا	كَشَفَ	الضُّرَّ	عَنْكُمْ
تو اس کی طرف ہی	تم لوگ گڑگڑاتے ہو	پھر	جب	وہ ہٹاتا ہے	سختی کو	تم لوگوں سے

اِذَا	فَرِيْقٌ	مِّنْكُمْ	بِرَبِّهِمْ	يُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ ۙ
تب ہی	ایک فریق	تم میں سے	اپنے رب کے ساتھ	شریک کرتے ہیں

لِيَكْفُرُوْا	بِمَآ	اٰتَيْنٰهُمْ ۭ	فَتَمَتَّعُوْا ۣ	فَسَوْفَ
نتیجتاً وہ ناشکری کرتے ہیں	اس کی جو	ہم نے دیا ان کو	تو تم لوگ فائدہ اٹھالو	پھر عنقریب

تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾	وَيَجْعَلُوْنَ	لِمَا	لَا يَعْلَمُوْنَ
تم لوگ جان لوگے	اور وہ بناتے ہیں	اس کے لئے جس کا	وہ لوگ علم نہیں رکھتے

نَصِيْبًا	مِّمَّا	رَزَقْنٰهُمْ ۭ	تَاللّٰهِ	لَتُسْــَٔــلُنَّ
ایک حصہ	اس میں سے جو	ہم نے روزی دی ان کو	اللہ کی قسم	تم لوگوں سے لازماً پوچھا جائے گا

عَمَّا	كُنْتُمْ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۶﴾
اس کے بارے میں جو	تم لوگ گھڑا کرتے تھے

نوٹ۔1

آیت۔56 میں ''لَا يَعْلَمُوْنَ'' کے حقیقی مفہوم تک رسائی حاصل کرنے کے لئے ذہن میں کچھ باتیں واضح ہونا ضروری ہیں۔ مادہ ''ع ل م'' سے مختلف اسماء وافعال قرآن مجید میں بکثرت استعمال ہوئے ہیں اور یہ زیادہ تر لغوی مفہوم کے بجائے اصطلاحی مفہوم میں استعمال ہوئے ہیں۔ قرآن کی اصطلاح میں ''علم'' ایسی معلومات کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ سے اپنے انبیاء و رسل کو دی ہوں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ''اور اگر آپؐ نے پیروی کی ان لوگوں کی خواہشات کی اس کے بعد کہ جو آپؐ کے پاس آیا علم میں سے۔''(2/145) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے انبیاء ورسل کو جو کچھ بتایا ہے اور بتانا ہے اس میں سے کچھ آیا ہے باقی ابھی آنا ہے۔

اسی طرح سے قرآن میں جہاں کہیں علم کی نفی آئی ہے بالعموم وہاں مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی بات جس کی کوئی سند سابقہ انبیاء ورسل کی تعلیمات میں اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات یعنی قرآن وحدیث میں موجود نہ ہو۔ جیسے فرمایا ''اور تو پیچھے مت پڑ اس کے تیرے لئے جس کا کوئی علم نہیں۔''(17/36) ''اور اگر وہ دونوں یعنی والدین تجھ سے جہاد کریں اس پر کہ تو شریک ٹھہرائے میرے لئے نہیں ہے تیرے لئے جس کا کوئی علم تو ان کی اطاعت مت کر''(31/15) یہ اور ایسے متعدد مقامات پر علم نہ ہونے کا مطلب ہے قرآن وحدیث میں سند نہ ہونا۔

واضح رہے کہ قرآن مجید میں بعض مقامات پر یہ لفظ اصطلاحی کے بجائے لغوی مفہوم میں بھی آیا ہے۔ جیسے قارون کا قول نقل کرتے ہوئے فرمایا'' اس نے کہا کچھ نہیں سوائے اس کے کہ مجھے ملا ہے یہ ایک علم کی بنیادی پر جو میرے پاس ہے۔''(28/78) یہاں علم کا مطلب ہے تجربہ اور مہارت یعنی ہنر مندی۔ کوئی اگر آیت کے سیاق وسباق کو نظر میں رکھے تو وہ آسانی سے تمیز کر سکتا ہے کہ کہاں یہ لفظ لغوی مفہوم میں آیا ہے۔

اس لحاظ سے آیت۔56 کا حقیقی مفہوم یہ ہے کہ انسان شکرانے، نذر و نیاز اور چڑھاوے میں غیر اللہ کے لئے جو حصہ مقرر کر لیتا ہے، ان ہستیوں کے وجود اور صفات کی اس کے پاس قرآن وحدیث میں کوئی سند نہیں ہے۔

آیت نمبر (57تا62)

د س س

(ن)	دَسًّا	کسی چیز کو کسی چیز کے نیچے چھپا دینا۔ کسی چیز میں ٹھونس دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔59

ترجمہ:

وَيَجْعَلُوْنَ	لِلّٰهِ	الْبَنٰتِ	سُبْحٰنَهٗ	وَلَهُمْ	مَّا
اور وہ لوگ بناتے ہیں	اللہ کے لئے	بیٹیاں	پاکیزگی اس کی ہے،	اور ان کے لئے	وہ ہے جو

يَشْتَهُوْنَ ۝	وَاِذَا	بُشِّرَ	اَحَدُهُمْ	بِالْاُنْثٰى
وہ چاہتے ہیں	اور جب بھی	خوشخبری دی جاتی ہے	ان کے کسی ایک کو	مونث (یعنی بیٹی) کی

ظَلَّ	وَجْهُهٗ	مُسْوَدًّا	وَّهُوَ	كَظِيْمٌ ۚ ﴿۵۸﴾	يَتَوَارٰى	1165 مِنَ الْقَوْمِ
تو ہو جاتا ہے	اس کا چہرہ	سیاہ	اور وہ	غم زدہ ہے	وہ چھپتا ہے	لوگوں سے

مِنْ سُوْٓءِ مَا	بُشِّرَ	بِهٖ ؕ	اَيُمْسِكُهٗ
اس کی برائی (کے سبب) سے	اس کو خوشخبری دی گئی	جس کی	چاہے وہ تھام لے اس کو

عَلٰى هُوْنٍ	اَمْ يَدُسُّهٗ	فِي التُّرَابِ ؕ	اَلَا	سَآءَ	مَا
رسوائی کے باوجود	یا وہ دھنسا دے اس کو	مٹی میں	خبردار	کتنا برا ہے	وہ جو

يَحْكُمُوْنَ ﴿۵۹﴾	لِلَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِالْاٰخِرَةِ	مَثَلُ السَّوْءِ ۚ
یہ لوگ فیصلہ کرتے ہیں	ان کے لئے جو	ایمان نہیں لاتے	آخرت پر	برائی کی مثال ہے

وَلِلّٰهِ	الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ؕ	وَهُوَ	الْعَزِيْزُ	الْحَكِيْمُ ﴿۶۰﴾ ع	وَلَوْ
اور اللہ کے لئے	بلند ترین مثال ہے	اور وہ ہی	بالا دست ہے	حکمت والا ہے	اور اگر

يُؤَاخِذُ	اللّٰهُ	النَّاسَ	بِظُلْمِهِمْ	مَّا تَرَكَ	عَلَيْهَا	مِنْ دَآبَّةٍ
پکڑے	اللہ	لوگوں کو	ان ظلم کے سبب سے	تو وہ نہ چھوڑے	اس پر	کوئی بھی چلنے والا

وَّلٰكِنْ	يُّؤَخِّرُ	هُمْ	اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ	فَاِذَا	جَآءَ	اَجَلُهُمْ
اور لیکن	وہ مہلت دیتا ہے	ان کو	ایک معین مدت تک	پھر جب	آ جائے	ان کا وقت

لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ	سَاعَةً	وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۶۱﴾	وَيَجْعَلُوْنَ
تو وہ لوگ پیچھے نہیں ہوں گے	ایک گھڑی (لمحہ) بھر	اور نہ ہی آگے ہوں گے	اور وہ بناتے ہیں

لِلّٰهِ	مَا	يَكْرَهُوْنَ	وَتَصِفُ	اَلْسِنَتُهُمُ
اللہ کے لئے	وہ جس کو	یہ لوگ (خود) ناپسند کرتی ہیں	اور بیان کرتے ہیں	ان کی زبانیں

الْكَذِبَ	اَنَّ	لَهُمُ	الْحُسْنٰى ؕ	لَا جَرَمَ	اَنَّ	لَهُمُ	النَّارَ
جھوٹ	کہ	ان کے لئے ہے	بہترین	کوئی شک نہیں	کہ	ان کے لئے	آگ ہے

وَاَنَّهُمْ	مُّفْرَطُوْنَ ﴿۶۲﴾
اور یہ کہ وہ لوگ	زیادہ کئے جانے والے ہیں

نوٹ۔1

تفسیر روح البیان میں ہے کہ مسلمان کو چاہئے کہ لڑکی پیدا ہونے سے زیادہ خوشی کا اظہار کرے تاکہ اہل جاہلیت کے فعل پر رد ہو جائے۔ ایک حدیث میں ہے کہ وہ عورت مبارک ہوتی ہے جس کے پہلے پیٹ سے لڑکی پیدا ہو۔ آیت نمبر 42 تا 49 میں بیٹوں سے پہلے بیٹیوں کا ذکر کرنے سے اس کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ پہلے لڑکی پیدا ہونا افضل ہے۔ (معارف القرآن)

1165

آیت نمبر (63تا69)

ف ر ث

(س) فَرَثًا شکم سیر ہونا۔

فَرْثٌ گوبر (جب تک اوجھڑی میں رہے) زیر مطالعہ آیت۔66۔

ترکیب

(آیت۔63) اَرْسَلْنَآ کا مفعول رُسُلًا محذوف ہے۔(آیت 24) ھُدًی اور رَحْمَۃً کو یہاں حال کے بجائے مفعول لَہٗ
ماننا بہتر ہے۔(آیت۔66) اَلْاَنْعَام اسم جنس ہے۔اس لئے بُطُوْنِہٖ میں واحد مذکر کی ضمیر ہٗ بھی جائز ہے۔نُسْقِیْ کا مفعول
اول کُمْ کی ضمیر ہے اور اس کا مفعول ثانی لَبَنًا خَالِصًا ہے جبکہ سَآئِغًا حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ:

تَاللّٰهِ	لَقَدْ اَرْسَلْنَآ	اِلٰٓى اُمَمٍ	مِّنْ قَبْلِكَ
اللہ کی قسم	ہم یقیناً بھیج چکے ہیں (رسولوں کو)	امتوں کی طرف	آپؐ سے پہلے

فَزَيَّنَ	لَهُمُ	الشَّيْطٰنُ	اَعْمَالَهُمْ	فَهُوَ	وَلِيُّهُمُ
پھر مزین کیا	ان کے لئے	شیطان نے	ان کے اعمال کو	تو وہ ہی	ان کا کارساز ہے

الْيَوْمَ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾	وَمَآ اَنْزَلْنَا	عَلَيْكَ
آج کے دن (بھی)	اور ان سب کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے	اور ہم نے نہیں اتارا	آپؐ پر

الْكِتٰبَ	اِلَّا	لِتُبَيِّنَ	لَهُمُ	الَّذِى	اخْتَلَفُوْا
اس کتاب کو	مگر اس واسطے	کہ آپؐ واضح کر دیں	ان کے لئے	اس کو	انہوں نے اختلاف کیا

فِيْهِ ۙ	وَهُدًى	وَّرَحْمَةً	لِّقَوْمٍ	يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۶۴﴾
جس میں	اور ہدایت کے واسطے	اور رحمت کے واسطے	ایسے لوگوں کے لئے	جو ایمان رکھتے ہیں

وَاللّٰهُ	اَنْزَلَ	مِنَ السَّمَآءِ	مَآءً	فَاَحْيَا بِهِ	الْاَرْضَ	بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ
اور اللہ نے	اتارا	آسمان سے	پانی	پھر اس نے زندہ کیا اس سے	زمین کو	اس کی موت کے بعد

اِنَّ	فِىْ ذٰلِكَ	لَاٰيَةً	لِّقَوْمٍ	يَّسْمَعُوْنَ ﴿۶۵﴾ ع	وَاِنَّ
بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے	جو کان دھرتے ہیں	اور بیشک

لَكُمْ	فِى الْاَنْعَامِ	لَعِبْرَةً ؕ	نُسْقِيْكُمْ	مِّمَّا
تمہارے لئے	چوپایوں میں	یقیناً ایک عبرت ہے	ہم پلاتے ہیں تم لوگوں کو	اس میں سے جو

فِىْ بُطُوْنِهٖ	مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ	لَّبَنًا خَالِصًا
ان کے پیٹوں میں ہے	خون اور گوبر کے درمیان سے	(خون اور گوبر کی) ملاوٹ سے پاک دودھ

سَآئِغًا	لِلشّٰرِبِیْنَ ﴿۶۶﴾	وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِیْلِ وَالْاَعْنَابِ	تَتَّخِذُوْنَ 1165
خوشگوار ہوتے ہوئے	پینے والوں کے لئے	انگور اور کھجور کے پھلوں سے	تم لوگ بناتے ہو

مِنْهُ	سَكَرًا	وَّرِزْقًا حَسَنًا ؕ	اِنَّ	فِیْ ذٰلِكَ	لَاٰیَةً	لِّقَوْمٍ
جس سے	نشہ آور چیز	اور اچھا رزق	بیشک	اس میں	یقیناً ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے

یَّعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾	وَاَوْحٰی	رَبُّكَ	اِلَی النَّحْلِ	اَنِ	اتَّخِذِیْ
جو عقل سے کام لیتے ہیں	اور وحی کیا	آپؐ کے رب نے	شہد کی مکھی کی طرف	کہ	تو بنا

مِنَ الْجِبَالِ	بُیُوْتًا	وَّمِنَ الشَّجَرِ	وَمِمَّا	یَعْرِشُوْنَ ﴿۶۸﴾
پہاڑوں میں	گھر	اور درختوں میں	اور اس میں جو	یہ لوگ چھت ڈالتے ہیں

ثُمَّ	كُلِیْ	مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ	فَاسْلُكِیْ	سُبُلَ رَبِّكِ	ذُلُلًا ؕ
پھر	تو کھا	سارے پھلوں میں سے	پھر تو چل	اپنے رب کے راستوں میں	جو سدھائے ہوئے ہیں

یَخْرُجُ	مِنْۢ بُطُوْنِهَا	شَرَابٌ	مُّخْتَلِفٌ	اَلْوَانُهٗ	فِیْهِ	شِفَآءٌ
نکلتی ہے	ان کے پیٹوں سے	پینے کی ایک چیز	مختلف ہیں	اس کے رنگ	اس میں	شفا ہے

لِّلنَّاسِ ؕ	اِنَّ	فِیْ ذٰلِكَ	لَاٰیَةً	لِّقَوْمٍ	یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۶۹﴾
لوگوں کے لئے	بیشک	اس میں	ایک نشانی ہے	ایسے لوگوں کے لئے	جو غور و فکر کرتے ہیں

نوٹ۔1

آیت۔۶۵ میں ہے کہ آسمان سے پانی برستا ہے تو مردہ زمین جی اٹھتی ہے۔اس کے آگے یہ نہیں فرمایا کہ اس میں ان کے لئے نشانی ہے جو دیکھتے ہیں بلکہ فرمایا کہ ان کے لئے نشانی ہے جو سن کر سمجھتے ہیں۔اس سماعت کا تعلق گذشتہ آیت۔۶۴ سے ہے جس میں قران کو ہدایت اور رحمت کہا گیا ہے۔اس طرح مطلب یہ ہوا کہ جس طرح آسمان سے برسنے والے پانی سے مردہ زمین جی اٹھتی ہے اسی طرح آسمان سے برسنے والی اس وحی یعنی قرآن سے ان کے مردہ دل جی اٹھتے ہیں جو اس کو سن کر سمجھتے ہیں۔(تفسیر ابن کثیر سے ماخوذ)

نوٹ۔2

آیت۔۶۷۔میں نشہ اور رزق حسن کو الگ الگ بیان کیا گیا ہے۔اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے نشہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ چنانچہ مکہ میں جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرامؓ میں سے تاڑنے والے تاڑ گئے تھے کہ نشہ نے حرام ہونا ہے۔چنان ۶ ھ مدینہ میں اس کے حرام ہونے کا حکم آ گیا۔(حافظ یار صاحب مرحوم)

صحابہ کرامؓ کا رویہ یہ تھا کہ وہ لوگ قرآن میں اللہ کی منشاو مرضی تلاش کرتے تھے۔اس لئے اس آیت میں ان کو صاف نظر آ گیا کہ نشہ ہمارے رب کو پسند نہیں ہے۔جبکہ ہمارے ترقی پسند مسلمان بھائی قرآن میں اپنی مرضی کا جواز تلاش کرتے ہیں۔اس لئے ان کو

اسی آیت میں نشہ کے جائز ہونے کا جواز نظر آتا ہے اور اس کے حرام ہونے کا حکم نظر نہیں آتا کیونکہ اس میں [1165] حرام کا لفظ استعمال نہیں ہوا بلکہ رِجْسٌ (نجاست) کا لفظ آیا ہے۔ فکر ہر کس بقدرِ ہمت اوست۔

نوٹ۔3

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ مکھیوں کی تمام قسمیں جہنم میں جائیں گی جو وہاں جہنمیوں پر بطور عذاب مسلط کر دی جائیں گی۔ مگر شہد کی مکھی جہنم میں نہیں جائے گی (معارف القرآن)۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ باقی مکھیاں اپنے لئے جیتی ہیں جبکہ شہد کی مکھی دوسروں کے لئے جیتی ہے۔

نوٹ۔4

شہد کی افادیت کے متعلق جو کچھ تفاسیر میں ہے اور حکیم لوگوں نے جو نسخے تجویز کئے ہیں ان کو ہماری خوش اعتقادی پر محمول کر کے نظر انداز کر دیا جاتا ہے، کیونکہ ان کا کوئی سائنٹفک ثبوت نہیں ہے، لیکن ایسے لوگوں کی تسلی کے لئے ہماری خوش اعتقادی کا اب سائنٹفک ثبوت بھی سامنے آ گیا ہے۔ مغربی ممالک میں شہد سے مختلف بیماریوں کے علاج کو جو تجربے کئے گئے ہیں ان کے متعلق کینیڈا کے ایک ہفت روزہ ''ویکلی ورلڈ نیوز'' نے اپنی ۱۷ جنوری ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی ہے۔ اس کے کچھ اقتباسات درج ہیں۔

جوڑوں کا درد:

ایک حصہ شہد دو حصے نیم گرم پانی میں حل کریں اور بعد میں اس میں ایک چھوٹے چمچ کے برابر دارچینی کا پاؤڈر ملا لیں۔ جسم کے درد والے حصہ پر اس مرکب کی ہلکی ہلکی مالش کریں۔ اس سے چند ہی منٹوں میں درد میں فوری طور پر افاقہ ہوگا یا پھر Arthritis کے مریض یہ بھی کر سکتے ہیں کہ روزانہ صبح و شام ایک پیالی گرم پانی دو چمچ شہد اور ایک چھوٹا دارچینی کا پاؤڈر ملا کر یہ مرکب باقاعدگی سے پئیں۔ درد چاہے کیسا ہی کیوں نہ ہو اس سے افاقہ ہوگا۔

اس علاج کے سلسلے میں کوپن ہیگن یونیورسٹی میں حال ہی میں ایک تجربہ کیا گیا۔ ایک ڈاکٹر نے Arthritis کے تقریباً دو ہزار مریضوں کو روزانہ ناشتے سے قبل ایک شربت باقاعدگی سے پلانا شروع کیا جو صرف ایک چمچ شہد اور صف چمچ دارچینی کے پاؤڈر پر مشتمل تھا۔ ایک آدھ ہفتے میں ہی ۷۳۱ مریضوں کا درد ختم ہو گیا اور ایک ماہ میں تو وہ سارے مریض جو درد کی وجہ سے چلنے پھرنے سے قاصر تھے، چلنے پھرنے لگے۔

کولسٹرول میں کمی

سولہ اونس چائے کے پانی میں دو چمچ شہد اور تین چمچ دارچینی کا پاؤڈر ملا کر پلانے سے گھنٹے میں مریض کے خون میں موجود کولسٹرول میں دس فیصد کمی ریکارڈ کی گئی۔ اس سلسلے میں ہونے والی ریسرچ میں کہا گیا ہے کہ دن میں تین دفعہ اس طرح پینے سے کولسٹرول کی سطح کم ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر الیکز انڈر اندیوا اور ارڈک ویگوئیل مین نے ایک مشہور میڈیکل جرنل میں یہ انکشاف کیا ہے کہ اگر روزانہ اس طرح چائے بنا کر پی جائے تو خون میں کولسٹرول کی مقدار چاہے خطرے کی حدود کو چھو رہی ہو تو وہ بھی کنٹرول ہو جاتی ہے اور چربی کی مقدار بھی اپنی حد میں رہتی ہے۔ اس جرنل میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ روز مرہ غذا میں خالص شہد کے باقاعدہ استعمال سے کولشترول کی شکایت کبھی بھی پیدا نہیں ہوسکتی۔

امراضِ قلب:
روزانہ صبح ناشتے میں بریڈ یا روٹی کے ساتھ جام یا جیلی لینے کی بجائے شہد اور دارچینی کے پاؤڈر کا پیسٹ بنا کر لینے سے جسم میں اور خون کی نالیوں میں جمع ہونے والی چربی پھگل جاتی ہے اور اس طرح امراض قلب کے حملے سے انسان محفوظ رہتا ہے۔ یہی نہیں بلکہ جن لوگوں کو ایک دفعہ ہارٹ اٹیک ہو چکا ہو وہ بھی دوسرے اٹیک سے محفوظ ہو جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں اس کے باقاعدہ استعمال سے دل کی دھڑکن معمول پر رہتی ہے اور تنفس کی تکلیف میں بھی افاقہ ہوتا ہے۔ امریکہ، کنیڈا اور دیگر ممالک میں کئے جانے والے تجربات کی روشنی میں ایک اہم بات سامنے آئی ہے کہ بڑھتی ہوئی عمر کے ساتھ خون کی نالیوں میں جو سختی آجاتی ہے اور ان کی لچک ختم ہو جاتی ہے۔ شہد اور دارچینی کے باقاعدہ استعمال سے یہ صورتحال ختم ہو جاتی ہے۔ ان کا لچکیلا پن بحال ہو جاتا ہے اور برقرار رہتا ہے۔

وبائی بیکٹیریا سے جسم کی حفاظت:
ماہرین ڈاکٹر اور تجربات کرنے والے سائنسدانوں کا بیان ہے کہ شہد اور دارچینی استعمال کرنے والوں کے جسموں میں موجود بیماریوں سے مقابلہ کرنے کی قوت مدافعت میں تین گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ جس سے انہیں وبائی بیکٹیریا اور بماریوں کے دیگر جراثیم سے تحفظ حاصل ہو جاتا ہے۔ شہد میں اللہ تعالیٰ نے بے شمار مقوی اجزاء اور وٹامن رکھے ہیں جو اس قسم کے جراثیم کا فوری طور پر خاتمہ کر دیتے ہیں۔

طویل العمری (لمبی عمر):
چین اور مشرقِ وسطیٰ کے حکماء کا دعویٰ ہے کہ شہد اور دارچینی کے پاؤڈر کی چائے پینے والے کبھی بھی بوڑھے نہیں ہوتے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ تین کپ پانی میں چار چمچ شہد ایک چمچ دارچینی کا پاؤڈر ڈال کر اسے ابالا جائے اور اس کی چائے بنائی جائے۔ دن میں تین چار دفعہ اس طرح کی چائے پینے سے جلد کے خلئے جوان رہتے ہیں اور عمر بڑھنے کے باوجود جلد میں ڈھیلا پن نہیں آتا۔ اس سے لمبی عمر پانے کے امکانات بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور سو سال کی عمر میں بھی آدمی جوانوں کی طرح کام کر سکتا ہے۔

چہرے کے کیل مہاسے وغیرہ
تین چمچ برابر شہد کو ایک چمچ کے برابر دارچینی کے پاؤڈر میں ملا کر پیسٹ بنا لیں۔ رات کو سوتے وقت چہرے کے کیلوں پر اچھی طرح مل لیں۔ صبح اٹھ کر چنے کے بیسن سے یا سادہ پانی سے چہرہ دھو لیں۔ اس عمل کو دو ہفتے تک دھرائیں۔ اس سے پرانے سے پرانے اور مستقل مہاسے بھی صاف ہو جائیں گے۔

کینسر
جاپان اور آسٹریلیا میں کئے جانے والے حالیہ تجربات سے معلوم ہوا ہے کہ پیٹ اور گلے کے غدود کا کینسر شہد اور دارچینی کی مدد سے روکا جا سکتا ہے۔ اس طرح کے کینسر کا شکار ہونے والے مریضوں کو روزانہ دن میں تین بار شہد اور دارچینی کا مرکب دیا جاتا ہے۔ جس سے انہیں دیگر دواؤں کے مقابل کہیں جلد افاقہ محسوس ہوا۔ معلومات کے مطابق ان مریضوں کو روزانہ دن میں تین بار ایک چمچ شہد اور ایک چمچ دارچینی کا پاؤڈر ملا کر ایک ماہ تک دیا جاتا رہا جس کا مثبت نتیجہ سامنے آیا۔ معالج کا کہنا ہے کہ ایسے مریضوں کو صرف ڈاکٹروں کے مشوروں پر ہی عمل کرنا چاہئے لیکن پھر بھی اس نے کہا کہ میں ایسے ڈاکٹروں کو مشورہ دوں گا کہ وہ اس طرح کے علاج کو بلا جھجک اپنا سکتے ہیں، کیونکہ اس کے نتائج نہایت حوصلہ افزاء ہیں۔

خالص شہد کا ٹیسٹ
پانی سے بھرے شیشے کے برتن میں چند قطرے ڈالیں اگر جوں کے توں جا کر تہہ میں بیٹھ جائیں تو خالص اور اگر پھیل جائیں تو نقلی اور نہ خالص۔

نقصان:

شہد اور گھی مساوی وزن میں استعمال نہیں کرنا چاہئے۔ شہد کے ساتھ مچھلی، خربوزہ، سرکہ اور مولی نہ کھائیں۔ اگر طبیعت میں گرمی ہو تو موسم گرما میں شہد میں دودھ، پانی اور دہی ملا کر استعمال کریں۔

آیت نمبر (70 تا 74)

ح ف د

(ض) حَفْدًا: کام جلد کرنا۔ مستعدی سے خدمت کرنا۔

حَافِدٌ: ج حَفَدَةٌ۔ مستعدی سے خدمت کرنے والا۔ پوتے نواسے وغیرہ (کیونکہ پرانے زمانے میں یہ مستعدی سے بزرگوں کی خدمت کرتے تھے) زیر مطالعہ آیت۔72۔

ترکیب

(آیت۔71) فَمَا الَّذِيْنَ کا مَا نافیہ ہے۔ اَلَّذِيْنَ فُضِّلُوْا اس کا اسم ہے۔ جبکہ مرکب اضافی بِرَادِّيْ رِزْقِهِمْ اس کی خبر ہے۔ رَادِّيْ دراصل رَادُّوْنَ تھا۔ اس پر بِ داخل ہوا تو حالت جر میں یہ رَادِّيْنَ ہو گیا۔ پھر مضاف ہونے کی وجہ سے نون اعرابی گرا تو رَادِّيْ استعمال ہوا۔ فَهُمْ کا فَا سببیہ ہے اور فِيْهِ کی ضمیر رزق کے لئے ہے۔ آیت۔73) يَمْلِكُ کا مفعول رِزْقًا ہے۔ یہ مصدر ہے اور اس نے اپنے مفعول شَيْـًٔا کو نصب دی ہے۔ (دیکھیں آیت۔ ۲/ ۵۴، نوٹ۔۱)

ترجمہ:

وَاللّٰهُ	خَلَقَكُمْ	ثُمَّ	يَتَوَفّٰىكُمْ ۙقف	وَمِنْكُمْ مَّنْ
اور اللہ ہی نے	پیدا کیا تم لوگوں کو	پھر	وہ وفات دیتا ہے تم کو	اور تم میں سے وہ بھی ہے جو

يُّرَدُّ	اِلٰٓى اَرْذَلِ الْعُمُرِ	لِكَيْ لَا يَعْلَمَ	بَعْدَ عِلْمٍ	شَيْـًٔا ۭ
لوٹا دیا جاتا ہے	عمر کے سب سے گھٹیا (حصہ) کی طرف	تاکہ وہ نہ جانے	جاننے کے بعد	کچھ بھی

اِنَّ	اللّٰهَ	عَلِيْمٌ	قَدِيْرٌ ۧ ؀	وَاللّٰهُ	فَضَّلَ	بَعْضَكُمْ
بیشک	اللہ	جاننے والا ہے	قدرت والا ہے	اور اللہ ہی نے	فضیلت دی	تمہارے بعض کو

عَلٰي بَعْضٍ	فِي الرِّزْقِ ۚ	فَمَا	الَّذِيْنَ	فُضِّلُوْا	بِرَاۗدِّيْ رِزْقِهِمْ
بعض پر	روزی میں	تو نہیں ہیں	وہ لوگ جن کو	فضیلت دی گئی	اپنی روزی کو لوٹانے والے

عَلٰي مَا	مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ	فَهُمْ	فِيْهِ	سَوَاۗءٌ ۭ
اس پر جس کے	مالک ہوئے ان کے داہنے ہاتھ	کہ نتیجتاً وہ سب	اس میں	برابر ہوں

اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ	يَجْحَدُوْنَ ؀	وَاللّٰهُ	جَعَلَ	لَكُمْ
تو کیا اللہ کی نعمت کا	وہ لوگ جانتے بوجھتے انکار کرتے ہیں	اور اللہ ہی نے	بنایا	تمہارے لئے

مِّنْ اَنْفُسِكُمْ	اَزْوَاجًا	وَّجَعَلَ	لَكُمْ	مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ
تمہارے اپنے آپ (یعنی جنس) سے	کچھ جوڑے	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	تمہارے جوڑوں (بیویوں) سے

1165

بَنِيْنَ	وَحَفَدَةً	وَّرَزَقَكُمْ	مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ	اَفَبِالْبَاطِلِ	يُؤْمِنُوْنَ
بیٹے	اور پوتے	اور اس نے دیا تم کو	پاکیزہ (چیزوں) سے	تو کیا باطل پر	وہ ایمان لاتے ہیں

وَبِنِعْمَتِ اللّٰهِ	هُمْ	يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۲﴾ لا	وَيَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اور اللہ کی نعمت کا	وہ لوگ ہی	انکار کرتے ہیں	اور وہ بندگی کرتے ہیں	اللہ کے علاوہ
مَا	لَا يَمْلِكُ	لَهُمْ	رِزْقًا	مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
اس کی جو	اختیار نہیں رکھتے	ان کے لئے	روزی دینے کا	زمین اور آسمانوں سے
شَيْـًٔا	وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ﴿۷۳﴾ ج	فَلَا تَضْرِبُوْا	لِلّٰهِ	الْاَمْثَالَ ؕ
کسی چیز کا	اور نہ وہ استطاعت رکھتے ہیں	پس تم لوگ مت بیان کرو	اللہ کے لئے	مثالیں
اِنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	وَاَنْتُمْ	لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۷۴﴾
بیشک	اللہ	جانتا ہے	اور تم لوگ	نہیں جانتے

نوٹ۔1

زمانہ حال میں لوگوں نے آیت۔۷۱ کو اسلام کے فلسفہ معیشت کی اصل اور قانونِ معیشت کی ایک اہم دفعہ قرار دیا ہے۔ ان کے نزدیک آیت کا منشا یہ ہے کہ جن لوگوں کو اللہ نے رزق میں فضیلت عطا کی ہے ان کو اپنا رزق اپنے نوکروں کی طرف ضرور لوٹا دینا چاہئے۔ اگر نہ لوٹائیں گے تو اللہ کی نعمت کے منکر قرار پائیں گے۔ حالانکہ اس پورے سلسلہ کلام میں قانون معیشت کے بیان کا کوئی موقع نہیں ہے۔ اوپر سے تمام تقریر شرک کے ابطال اور توحید کے اثبات میں ہوتی چلی آ رہی ہے اور آگے بھی مسلسل یہی مضمون چل رہا ہے۔ اس کے بیچ میں یکایک قانون معیشت کی ایک دفعہ بیان کر دینے کا کیا تک ہے۔ آیت کو اس کے سیاق وسباق میں رکھ کر دیکھا جائے تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہاں اس کے بالکل برعکس مضمون بیان ہو رہا ہے۔ یہاں استدلال یہ ہے کہ تم خواپنے مال میں اپنے نوکروں کو جب برابر کا درجہ نہیں دیتے تو پھر کس طرح سمجھتے ہو کہ جو احسانات اللہ نے تم پر کئے ہیں اس کے شکریہ میں اللہ کے ساتھ اس کے غلاموں کا بھی حصہ ہے اور یہ سمجھ بیٹھو کہ اختیارات اور حقوق میں اللہ کے یہ غلام بھی برابر کے حصہ دار ہیں۔

شاید لوگوں کو غلط فہمی اَفَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ کے الفاظ سے ہوئی ہے۔ انہوں نے اس کا مطلب یہ سمجھا کہ اپنے زیردستوں کی طرف رزق نہ پھیر دینا ہی اللہ کی نعمت کا انکار ہے۔ حالانکہ جو شخص قرآن میں کچھ بھی نظر رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ اللہ کی نعمت کا شکریہ غیر اللہ کو ادا کرنا قرآن کی نگاہ میں اللہ کی نعمتوں کا انکار ہے۔ فرض کریں کہ آپ ایک ضرورت مند پر ترس کھا کر اس کی مدد کرتے ہیں اور وہ اٹھ کر آپ کے سامنے ایک دوسرے آدمی کا شکریہ ادا کرتا ہے، تو آپ یہ ضرور سمجھیں گے کہ یہ ایک احسان فراموش آدمی ہے۔ کیونکہ اس شخص کی اس حرکت کا مطلب یہ ہے کہ آُ نے اس کی جو مدد کی ہے وہ اپنی فیاضی کی وجہ سے نہیں کی ہے بلکہ اس دوسرے شخص کی خاطر کی ہے اور آپ کوئی رحیم اور شفیق انسان نہیں ہیں بلکہ محض ایک دوست نواز اور یار باش آدمی ہیں۔ چند دوستوں کے توسل سے کوئی آئے تو آپ اس کی مدد اپنے دوستوں کی خاطر کر دیتے ہیں ورنہ آپ سے کسی کو کچھ فیض حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے قرآن میں یہ بات بطور ایک

قاعدہ کلیہ کے پیش کی گئی ہے کہ محسن کے احسان کا شکریہ غیر محسن کو ادا کرنا دراصل محسن کے احسان کا انکار کرنا ہے۔[1165] نعمت الٰہی کے انکار کا یہ مفہوم سمجھ لینے کے بعد اَفَبِنِعۡمَةِ اللّٰهِ یَجۡحَدُوۡنَ کا یہ مطلب صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ جب لوگ خود اپنی زندگی میں مالک اور نوکر کا فرق ہر وقت ملحوظ رکھتے ہیں تو پھر کیا ایک اللہ ہی کے معاملہ میں ان کو اس بات پر اصرار ہے کہ اس کے بندوں کو اس کا شریک قرار دیں اور جو نعمتیں اس سے پائی ہیں ان کا شکریہ اس کے بندوں کو ادا کریں۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

نوٹ۔2

آیت۔ ۷۴ میں ہے کہ اللہ کے لئے مثالیں مت بیان کرو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کو دنیوی بادشاہوں پر مت قیاس کرو کہ جس طرح کوئی ان کے مصاحبوں اور باری ملازمین کے توسط کے بغیر ان تک اپنی درخواست نہیں پہنچا سکتا اسی طرح اللہ کے متعلق بھی تم یہ گمان کرنے لگو کہ وہ اپنے قصر شاہی میں ملائکہ اور اولیاء کے درمیان گھرا بیٹھا ہے اور کسی کا کوئی کام ان کے واسطوں کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (75تا78)

ل	م	ح

(ف) لَمۡحًا ستارہ یا بجلی کا چمکنا۔ نظر کا اٹھنا زیر مطالعہ آیت۔ 77

ترکیب

(آیت۔75) هَلۡ یَسۡتَوٗنَ فعل جمع کے صیغے میں آیا ہے کیونکہ اس کا فاعل اس میں شامل هُمۡ کی ضمیر ہے جو غلاموں اور انفاق کرنے والوں کے لئے ہے۔ (آیت۔76) هَلۡ یَسۡتَوِیۡ میں فعل واحد کے صیغے میں آیا ہے کیونکہ اس کا فاعل اسم ظاہر ہے۔ جو هُوَ اور مَنۡ ہے۔ (آیت۔78) لَا تَعۡلَمُوۡنَ، یہ پورا جملہ اَخۡرَجَكُمۡ کی ضمیر مفعولی كُمۡ کا حال ہے۔

ترجمہ:

ضَرَبَ	اللّٰهُ	مَثَلًا	عَبۡدًا مَّمۡلُوۡكًا	لَّا یَقۡدِرُ	عَلٰی شَیۡءٍ	وَّمَنۡ
بیان کی	اللہ نے	ایک مثال	ایک غلام بندے کی	وہ قدرت نہیں رکھتا	کسی چیز پر	اور اس کی
رَّزَقۡنٰهُ	مِنَّا	رِزۡقًا حَسَنًا	فَهُوَ	یُنۡفِقُ	مِنۡهُ	سِرًّا
ہم نے عطا کی جس کو	اپنے پاس سے	کچھ اچھی روزی	تو وہ	خرچ کرتا ہے	اس میں سے	چھپاتے ہوئے

وَّجَهۡرًا ؕ	هَلۡ	یَسۡتَوٗنَ ؕ	اَلۡحَمۡدُ	لِلّٰهِ ؕ	بَلۡ
اور نمایاں کرتے ہوئے	کیا	وہ سب برابر ہوتے ہیں	کل حمد	اللہ کے لئے ہے	بلکہ (یعنی لیکن)

اَكۡثَرُهُمۡ	لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۷۵﴾	وَضَرَبَ	اللّٰهُ	مَثَلًا	رَّجُلَیۡنِ	اَحَدُهُمَاۤ
ان کے اکثر	جانتے نہیں ہیں	اور بیان کی	اللہ نے	ایک مثال	دو آدمیوں کی	ان دونوں کا ایک
اَبۡكَمُ	لَا یَقۡدِرُ	عَلٰی شَیۡءٍ	وَّهُوَ	كَلٌّ	عَلٰی مَوۡلٰىهُ ۙ	اَیۡنَمَا
گونگا ہے	قدرت نہیں رکھتا	کسی چیز پر	اور وہ	بوجھ ہے	اپنے آقا پر	جہاں کہیں

يُوَجِّهْهُّ	لَا يَاْتِ	بِخَيْرٍ ؕ	هَلْ	يَسْتَوِىْ	هُوَ ۙ	1165 وَمَنْ
وہ بھیجتا ہے اس کو	وہ نہیں لاتا	کوئی بھلائی	کیا	برابر ہوتا ہے	وہ	اور وہ شخص جو

يَّاْمُرُ	بِالْعَدْلِ ۙ	وَهُوَ	عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝۷۶ ع	وَلِلّٰهِ
حکم کرتا ہے	انصاف کا	اور وہ	ایک سیدھی راہ پر ہے	اور اللہ کے لئے ہی ہے

غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ	وَمَآ	اَمْرُ السَّاعَةِ	اِلَّا	كَلَمْحِ الْبَصَرِ
زمین اور آسمانوں کا غیب	اور نہیں ہے	قیامت کا حکم	مگر	چشم زدن کی مانند

اَوْ	هُوَ	اَقْرَبُ ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ	قَدِيْرٌ ۝۷۷
یا	وہ	زیادہ قریب ہو	بیشک	اللہ	ہر چیز پر	قدرت رکھنے والا ہے

وَاللّٰهُ	اَخْرَجَكُمْ	مِّنْۢ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ	لَا تَعْلَمُوْنَ
اور اللہ ہی نے	نکالا تم لوگوں کو	تمہاری ماؤں کے پیٹوں سے	تم لوگ نہیں جانتے

شَيْـًٔا ۙ	وَّجَعَلَ	لَكُمُ	السَّمْعَ	وَالْاَبْصَارَ
کچھ بھی	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	سماعت	اور بصارتیں

وَالْاَفْـِٕدَةَ ۙ	لَعَلَّكُمْ	تَشْكُرُوْنَ ۝۷۸
اور دل (ادراک کی صلاحیتیں)	شاید کہ تم لوگ	شکر کرو

1165

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر (79تا82)

ظ ع ن		
(ف)	ظَعۡنًا	سفر پر روانہ ہونا۔کوچ کرنا۔زیر مطالعہ آیت۔80
ص و ف		
(س)	صَوَفًا	مینڈھے کا بہت اون والا ہونا۔
	صُوۡفٌ	ج اَصۡوَافٌ۔ اسم ذات ہے۔اون۔زیر مطالعہ آیت۔80۔
و ب ر		
(س)	وَبَرًا	بہت پشم والا ہونا۔
	وَبَرٌ	ج اَوۡبَارٌ۔اسم ذات بھی ہے۔پشم۔خرگوش کے نرم بال۔زیر مطالعہ آیت۔80
ء ث ث		
(ن)	اَثَاثًا	گھنا اور گنجان ہونا۔بکثرت ہونا۔
	اَثَاثٌ	اسم ذات بھی ہے۔گھر گرہستی کا وافر سامان۔زیر مطالعہ آیت۔80

ترجمہ:

اَلَمۡ یَرَوۡا	اِلَی الطَّیۡرِ	مُسَخَّرٰتٍ	فِیۡ جَوِّ السَّمَآءِ ؕ
کیا انہوں نے غور نہیں کیا	پرندوں کی طرف	(کیسے وہ) سدھائے ہوئے ہیں	آسمان کی فضا میں

مَا یُمۡسِکُہُنَّ	اِلَّا	اللّٰہُ ؕ	اِنَّ	فِیۡ ذٰلِکَ	لَاٰیٰتٍ
نہیں تھامتا ان کو (کوئی)	مگر	اللہ	بیشک	اس میں	یقیناً نشانیاں ہیں
لِّقَوۡمٍ	یُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷۹﴾	وَاللّٰہُ	جَعَلَ	لَکُمۡ	مِّنۡ بُیُوۡتِکُمۡ
ایسے لوگوں کے لئے	جو ایمان لاتے ہیں	اور اللہ ہی نے	بنایا	تمہارے لئے	تمہارے گھروں سے
سَکَنًا	وَّجَعَلَ	لَکُمۡ	مِّنۡ جُلُوۡدِ الۡاَنۡعَامِ	بُیُوۡتًا	تَسۡتَخِفُّوۡنَہَا
آرام	اور اس نے بنائے	تمہارے لئے	چوپایوں کی کھالوں سے	کچھ گھر	تم لوگ ہلکا پاتے ہو جن کو

یَوۡمَ ظَعۡنِکُمۡ	وَیَوۡمَ اِقَامَتِکُمۡ ۙ	وَمِنۡ اَصۡوَافِہَا	وَاَوۡبَارِہَا
اپنے کوچ کرنے کے دن	اور اپنی اقامت کرنے کے دن	اور ان کے اونوں سے	اور ان کی پشموں سے
وَاَشۡعَارِہَاۤ	اَثَاثًا	وَّمَتَاعًا	اِلٰی حِیۡنٍ ﴿۸۰﴾
اور ان کے بالوں سے	(اس نے بنائے) کچھ گرہستی کے سامان	اور کچھ برتنے کی چیزیں	ایک مدت تک

وَاللّٰهُ	جَعَلَ	لَكُمْ	مِّمَّا	خَلَقَ	ظِلٰلًا	1165 وَّجَعَلَ
اوراللہ ہی نے	بنایا	تمہارے لئے	اس سے جو	اس نے پیدا کیا	کچھ سائے	اوراس نے بنائے
لَكُمْ	مِّنَ الْجِبَالِ	اَكْنَانًا	وَّجَعَلَ	لَكُمْ	سَرَابِيْلَ	تَقِيْكُمُ
تمہارے لئے	پہاڑوں میں سے	کچھ غار	اوراس نے بنائے	تمہارے لئے	کچھ کرتے	وہ بچاتے ہیں تم کو

الْحَرَّ	وَسَرَابِيْلَ	تَقِيْكُمْ	بَاْسَكُمْ ؕ	كَذٰلِكَ	يُتِمُّ
گرمی سے	اور کچھ کرتے	وہ بچاتے ہیں تم کو	تمہاری جنگ میں	اس طرح	وہ پوری کرتا ہے
نِعْمَتَهٗ	عَلَيْكُمْ	لَعَلَّكُمْ	تُسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾	فَاِنْ	تَوَلَّوْا
اپنی نعمت کو	تم لوگوں پر	شاید تم لوگ	فرمانبرداری کرو	پھر اگر	وہ لوگ منہ پھیرتے ہیں

فَاِنَّمَا	عَلَيْكَ	الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ﴿۸۲﴾	يَعْرِفُوْنَ	نِعْمَتَ اللّٰهِ
تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپؐ پر	واضح طور پر پہنچادینا ہے	وہ پہچانتے ہیں	اللہ کی نعمت کو

ثُمَّ	يُنْكِرُوْنَهَا	وَاَكْثَرُهُمُ	الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع
پھر (بھی)	انکار کرتے ہیں اس کا	اوران کے اکثر	ناشکری کرنے والے ہیں

آیت نمبر (84 تا 89)

ع ت ب

(ن۔ض) عَتْبًا خفگی کرنا۔ ملامت کرنا۔

(افعال) اِعْتَابًا ناراضگی کے سبب کو دور کرنا۔ کسی کو راضی کرنا۔

مُعْتَبٌ اسم المفعول ہے۔ راضی کیا ہوا۔ ﴿وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿۲۴﴾﴾ (41/حم سجدہ:24) ''اور اگر وہ لوگ رضامندی چاہیں گے تو وہ نہیں ہوں گے راضی کئے ہوؤں میں سے۔''

(استفعال) اِسْتِعْتَابًا کسی کی رضامندی چاہنا۔ کسی کو منانا۔ زیر مطالعہ آیت۔84۔

ترجمہ:

وَيَوْمَ	نَبْعَثُ	مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ	شَهِيْدًا	ثُمَّ	لَا يُؤْذَنُ
اور جس دن	ہم اٹھائیں گے	ہرامت سے	ایک گواہ	پھر	اجازت نہیں دی جائے گی (بولنے کی)
لِلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَلَا هُمْ	يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۸۴﴾	وَاِذَا	رَاَ
ان کو جنہوں نے	کفر کیا	اور نہ ہی وہ لوگ	منائے جائیں گے	اور جب	دیکھیں گے
الَّذِيْنَ	ظَلَمُوا	الْعَذَابَ	فَلَا يُخَفَّفُ	عَنْهُمْ	وَلَا هُمْ
وہ لوگ جنہوں نے	ظلم کیا	اس عذاب کو	تو وہ ہلکا نہیں کیا جائے گا	ان سے	اور نہ ہی وہ لوگ

يُنْظَرُوْنَ ﴿٨٥﴾	وَاِذَا	رَاَ	الَّذِيْنَ	اَشْرَكُوْا	1165 شُرَكَآءَهُمْ
مہلت دیئے جائیں گے	اور جب	دیکھیں گے	وہ جنہوں نے	شریک کیا	اپنے شریک کئے ہوؤں کو

قَالُوْا	رَبَّنَا	هٰٓؤُلَآءِ	شُرَكَآؤُنَا الَّذِيْنَ	كُنَّا نَدْعُوْا
تو وہ کہیں گے	اے ہمارے رب	یہ	ہمارے وہ شریک کئے ہوئے ہیں جن کو	ہم پکارا کرتے تھے

مِنْ دُوْنِكَ ج	فَاَلْقَوْا	اِلَيْهِمُ	الْقَوْلَ
تیرے علاوہ	تو وہ (شرکاء) ڈالیں گے	ان (مشرکوں) کی طرف	اس بات کو

اِنَّكُمْ	لَكٰذِبُوْنَ ﴿٨٦﴾ ج	وَاَلْقَوْا	اِلَى اللّٰهِ
(کہ) بیشک تم لوگ	یقیناً جھوٹ کہنے والے ہو	اور وہ (مشرک) لوگ ڈالیں گے	اللہ کی طرف

يَوْمَئِذِ	اِلسَّلَمَ	وَضَلَّ	عَنْهُمْ	مَّا	كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴿٨٧﴾
اس دن	مکمل اطاعت	اور گم ہوجائے گا	ان سے	وہ جو	وہ لوگ گھڑتے تھے

اَلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا	وَصَدُّوْا	عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ	زِدْنٰهُمْ
وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	اور انہوں نے روکا (لوگوں کو)	اللہ کی راہ سے	ہم بڑھائیں گے ان کو

عَذَابًا	فَوْقَ الْعَذَابِ	بِمَا	كَانُوْا يُفْسِدُوْنَ ﴿٨٨﴾	وَيَوْمَ
بلحاظ عذاب کے	اس عذاب کے اوپر	بسبب اس کے جو	وہ لوگ نظم بگاڑتے تھے	اور جس دن

نَبْعَثُ	فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ	شَهِيْدًا	عَلَيْهِمْ	مِّنْ اَنْفُسِهِمْ
ہم اٹھائیں گے	ہر امت میں سے	ایک گواہ	ان پر (یعنی ان کے خلاف)	ان کے اپنوں میں سے

وَجِئْنَا	بِكَ	شَهِيْدًا	عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ ط	وَنَزَّلْنَا	عَلَيْكَ	الْكِتٰبَ
اور ہم لائیں گے	آپؐ کو	بطور گواہ	ان لوگوں پر	اور ہم نے نازل کیا	آپؐ پر	اس کتاب کو

تِبْيَانًا	لِّكُلِّ شَيْءٍ	وَّهُدًى	وَّرَحْمَةً	وَّبُشْرٰى	لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿٨٩﴾ ع
واضح ہوتے ہوئے	ہر چیز کے لئے	اور ہدایت	اور رحمت	اور بشارت ہوتے ہوئے	فرمانبرداری کرنے والوں کے لئے

نوٹ۔1

(آیت۔88) میں عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کو ایک عذاب خود کفر کرنے کا اور اس کے اوپر دوسرا عذاب دوسرے لوگوں کو اللہ کی راہ سے روکنے کا ہوگا۔ (تفہیم القرآن)

1165

آیت نمبر (90 تا 94)

و ک د		
(ض)	وَكُوْدًا	کسی جگہ اقامت کرنا۔ کسی کام کی مشق کرنا۔
(تفعیل)	تَوْكِيْدًا	معاہدہ کو پکا کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 91

غ ز ل		
(ض)	غَزْلًا	سوت یا اون بٹنا۔ کاتنا۔
	غَزْلٌ	کاتا ہوا سوت۔ زیر مطالعہ آیت۔ 92

ترکیب

(آیت۔90) اِیْتَایٔ دراصل باب افعال کا مصدر اِیْتَاءٌ ہے۔ مضاف ہونے کی وجہ سے تنوین ختم ہوئی ہے اور "ی" محض ہمزہ ء مکسورہ کی کرسی جو پڑھی نہیں جاتی۔ بِالْعَدْلِ کی با پر عطف ہونے کی وجہ سے اِیْتَاءِ حالت جر میں ہے۔ (آیت۔92) اُمَّةٌ مونث لفظ ہے، لیکن اس پر مِنْ داخل ہوا ہے اس لئے افعل تفضیل کا مونث رُبْوٰی کے بجائے مذکر اَرْبٰی آیا ہے۔ (آیت۔94) فاسبیہ ہونے کی وجہ سے فَتَزِلَّ حالت نصب میں ہے۔ قَدَمٌ مونث سماعی ہے اس لئے واحد مونث کا صیغہ تَزِلَّ آیا ہے۔ فاسبیہ پر عطف ہونے کی وجہ سے تَذُوْقُوا حالت نصب میں ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ	اللّٰهَ	يَاْمُرُ	بِالْعَدْلِ	وَالْاِحْسَانِ	وَاِيْتَآئِ ذِي الْقُرْبٰى
بیشک	اللہ	حکم دیتا ہی	عدل کا	اور احسان کا	اور قرابت والے کو پہنچانے کا

وَيَنْهٰى	عَنِ الْفَحْشَآءِ	وَالْمُنْكَرِ	وَالْبَغْيِ ج	يَعِظُكُمْ	لَعَلَّكُمْ
اور وہ منع کرتا ہے	بے حیائی سے	اور برائی سے	اور سرکشی سے	وہ نصیحت کرتا ہے تم کو	شاید تم لوگ

تَذَكَّرُوْنَ ۝٩٠	وَاَوْفُوْا	بِعَهْدِ اللّٰهِ	اِذَا	عٰهَدْتُّمْ
نصیحت حاصل کرو	اور تم لوگ پورا کرو	اللہ کے عہد کو	جب بھی	تم لوگ باہم معاہدہ کرو

وَلَا تَنْقُضُوا	الْاَيْمَانَ	بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا	وَ	قَدْ جَعَلْتُمُ
اور مت توڑو	قسموں کو	ان کو پکا کئے جانے کے بعد	اس حال میں کہ	تم لوگ بنا چکے ہو

اللّٰهَ	عَلَيْكُمْ	كَفِيْلًا ط	اِنَّ	اللّٰهَ	يَعْلَمُ	مَا	تَفْعَلُوْنَ ۝٩١
اللہ کو	اپنے آپ پر	ایک ضامن	بیشک	اللہ	جانتا ہے	اس کو جو	تم لوگ کرتے ہو

وَلَا تَكُوْنُوْا	كَالَّتِيْ	نَقَضَتْ	غَزْلَهَا
اور تم لوگ مت ہونا	اس عورت کی مانند جس نے	توڑا	اپنے کاتے ہوئے سوت کو

مِنۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ	اَنۡكَاثًا ؕ	تَتَّخِذُوۡنَ	اَيۡمَانَكُمۡ
قوت دیے جانے کے بعد	ریزے ریزے	تم لوگ بناتے ہو	اپنی قسموں کو

دَخَلًاۢ	بَيۡنَكُمۡ	اَنۡ	تَكُوۡنَ	اُمَّةٌ	هِىَ	اَرۡبٰى
باعث فساد	اپنے مابین	تاکہ	ہوجائے	ایک گروہ	(کہ) وہ ہی	زیادہ بڑھنے والا ہو

مِنۡ اُمَّةٍ ؕ	اِنَّمَا	يَبۡلُوۡكُمُ	اللّٰهُ	بِهٖ ؕ	وَ	لَيُبَيِّنَنَّ
دوسرے گروہ سے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آزماتا ہے تم کو	اللہ	اس سے	اور	وہ لازماً واضح کرے گا

لَكُمۡ	يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ	مَا	كُنۡتُمۡ فِيۡهِ تَخۡتَلِفُوۡنَ ۝٩٢	وَلَوۡ
تمہارے لئے	قیامت کے دن	اس کو	تم لوگ اختلاف کرتے تھے جس میں	اور اگر

شَآءَ	اللّٰهُ	لَجَعَلَكُمۡ	اُمَّةً وَّاحِدَةً	وَّلٰكِنۡ	يُّضِلُّ	مَنۡ
چاہتا	اللہ	تو وہ بنادیتا تم سب کو	ایک (ہی) امت	اور لیکن	وہ گمراہ کرتا ہے	اس کو جس کو

يَّشَآءُ	وَيَهۡدِىۡ	مَنۡ	يَّشَآءُ ؕ	وَلَتُسۡـَٔلُنَّ
وہ چاہتا ہے	اور وہ ہدایت دیتا ہے	اس کو جس کو	وہ چاہتا ہے	اور تم سے لازماً پوچھا جائے گا

عَمَّا	كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ۝٩٣	وَلَا تَتَّخِذُوۡۤا	اَيۡمَانَكُمۡ	دَخَلًاۢ
اس کے بارے میں جو	تم لوگ عمل کرتے تھے	اور تم لوگ مت بناؤ	اپنی قسموں کو	باعث فساد

بَيۡنَكُمۡ	فَتَزِلَّ	قَدَمٌۢ	بَعۡدَ ثُبُوۡتِهَا	وَتَذُوۡقُوا	السُّوۡٓءَ
اپنے مابین	نتیجتاً پھسل جائے	کوئی قدم	اس کے جمے رہنے کے بعد	اور نتیجتاً تم لوگ چکھو	برائی کو

بِمَا	صَدَدْتُّمۡ	عَنۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ ۚ	وَلَكُمۡ	عَذَابٌ عَظِيۡمٌ ۝٩٤
بسبب اس کے جو	تم نے روکا (لوگوں کو)	اللہ کی راہ سے	اور تمہارے لئے	ایک بڑا عذاب ہے

نوٹ۔1

(آیت۔۹۰) قرآن کریم کی جامع ترین آیت ہے۔ جس میں پوری اسلامی تعلیمات کو چند الفاظ میں سمو دیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے اس کو قرآن کی جامع ترین آیت فرمایا اور حضرت اکثم بن صیفیؓ اسی آیت کی بناء پر اسلام میں داخل ہوئے اور جب رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت ولید بن مغیرہ کے سامنے تلاوت فرمائی تو اس نے اپنی قوم قریش کے سامنے اپنا جو تاثر بیان کیا وہ یہ تھا: ''خدا کی قسم اس میں ایک خاص حلاوت ہے اور اس کے اوپر ایک خاص رونق اور نور ہے۔ اس کی جڑ سے شاخیں اور پتے نکلنے والے ہیں اور شاخوں پر پھل لگنے والا ہے۔ یہ کسی انسان کا کلام ہرگز نہیں ہوسکتا۔'' (معارف القرآن)

نوٹ۔2

(آیت۔۹۰) میں جن چیزوں کو کرنے یا چھوڑنے کا حکم تھا ان کے تقاضوں میں سے اب خاص طور پر ایفائے عہد کی تاکید کی

گئی ہے۔ یہ چیز بذاتِ خود بھی ایک بہت بڑی خوبی ہے، لیکن اس کا مسلم قوم کی عروج و ترقی پر بے انتہا اثر پڑنے والا تھا۔ اسی لئے حکم دیا کہ جب خدا کا نام لے کر معاہدے کرتے ہو تو خدا کے نام کی حرمت قائم رکھو۔ کسی قوم یا کسی شخص سے معاہدہ ہو (بشرطیکہ خلاف شرع نہ ہو) تو مسلمان کا فرض ہے کہ اسے پورا کرے خواہ اس میں کتنی ہی مسکلات کا سامان کرنا پڑے۔ یہ سمجھناء اہئے کہ قسم کھانا گویا اللہ کو اس کا گواہ یا ضامن بنانا ہے۔ پھر اگلی آیت میں بتایا کہ عہد باندھ کر توڑنا ایسی حماقت ہے جیسے کوئی عورت دن بھر سوت کاتے اور شام کو اسے توڑ کر پارہ پارہ کر دے۔ یہ سخت عاقبت نا اندیشی ہے کیونکہ اگر اعتبار نہ رہے تو دنیا کا نظام مختل ہو جائے گا۔ (ترجمہ شیخ الہند سے ماخوذ)

نوٹ۔3

کاتے ہوئے سوت کو توڑنا عربی کا محاورہ ہے۔ اس کا مفہوم اردو کے اس محاورہ سے ادا ہوتا ہے کہ اپنے سارِ کئے کرائے پر پانی پھیرنا۔ اب سوال یہ ہے کہ کوئی شخص ادارہ یا قوم اگر وعدہ خلافی یا عہد شکنی کرتی ہے تو اس کے سارے کئے کرائے پر پانی کیسے پھر جاتا ہے، یہ بات انگریزی کی ایک کہاوت سے سمجھ میں آتا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر دولت چلی گئی تو کچھ نہیں گیا اگر صحت چلی گئی تو کچھ گیا اور اگر Reputation چلی گئی تو سب کچھ چلا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ وعدہ خلافی اور عہد شکنی سے وقتی طور پر اگر کوئی فائدہ ہو بھی تب بھی اس کے دورس تنائی ہمیشہ نقصان دہ ہی نکلتے ہیں۔ اور آدمی مدتوں کی محنت سے اپنی جو اچھی (Reputation) بناتا ہے وہ کسی ایک وعدہ خلافی یا عہد شکنی سے جاتی رہتی ہے۔

آیت نمبر (95تا100)

ن ف د

(س) نَفَادًا ختم ہونا۔ فنا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔٩٦

ترکیب

(آیت۔٩٥) اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ میں اِنَّمَا کلمہ حصر نہیں بلکہ اِنَّ کے اسم مَا کو اس کے ساتھ ملا کر لکھا گیا ہے اور عِنْدَ اللّٰهِ اس کی خبر ہے۔ (دیکھو آیت۔2/ 11۔12، نوٹ۔2) آیت۔97) عَمِلَ کا مفعول عَمَلًا محذوف ہے اور صَالِحًا اس کی صفت ہے۔ نُحْيِيَنَّ کا مفعول ہٗ کی ضمیر ہے اور حَيٰوةً طَيِّبَةً مفعول مطلق ہے۔ یہاں باب افعال کے مصدر کے بجائے ثلاثی مجرد کا مصدر حَيٰوةً مفعول مطلق کے طور پر آیا ہے اور طَيِّبَةً اس کی صفت ہے۔

ترجمہ:

وَلَا تَشْتَرُوْا	بِعَهْدِ اللّٰهِ	ثَمَنًا قَلِيْلًا ؕ	اِنَّمَا	عِنْدَ اللّٰهِ
اور تم لوگ مت خریدو	اللہ کے عہد کے بدلے	تھوڑی سی قیمت	بیشک وہ جو	اللہ کے پاس ہے

هُوَ	خَيْرٌ	لَّكُمْ	اِنْ	كُنْتُمْ	تَعْلَمُوْنَ ﴿٩٥﴾	مَا	عِنْدَكُمْ
وہ (ہی)	بہتر ہے	تمہارے لئے	اگر	تم لوگ	جانتے ہو	وہ جو	تم لوگوں کے پاس ہے

يَنْفَدُ	وَمَا	عِنْدَ اللّٰهِ	بَاقٍ ؕ	وَلَنَجْزِيَنَّ
فنا ہو جائے گا	اور وہ جو	اللہ کے پاس ہے	باقی رہنے والا ہے	اور ہم لازماً پورا پورا دیں گے

الَّذِيْنَ	صَبَرُوْٓا	اَجْرَهُمْ	بِاَحْسَنِ مَا	1165 كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾
ان کو جو	ثابت قدم رہے	ان کا اجر	اس کے بہترین کے مطابق جو	وہ عمل کرتے تھے

مَنْ	عَمِلَ	صَالِحًا	مِّنْ ذَكَرٍ	اَوْ اُنْثٰى	وَ	هُوَ
جس نے	عمل کیا	کوئی نیک (عمل)	کسی مرد میں سے	یا کسی عورت میں سے	اس حال میں کہ	وہ

مُؤْمِنٌ	فَلَنُحْيِيَنَّهٗ	حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ
صاحب ایمان ہو	تو ہم لازماً زندگی دیں گے اس کو	ایک اچھی زندگی

وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ	اَجْرَهُمْ	بِاَحْسَنِ مَا	كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿٩٧﴾
اور ہم لازماً پورا پورا دیں گے ان کو	ان کا اجر	اس کے بہترین کے مطابق جو	وہ عمل کرتے تھے

فَاِذَا	قَرَاْتَ	الْقُرْاٰنَ	فَاسْتَعِذْ	بِاللّٰهِ
پس جب کبھی	آپ پڑھیں	قرآن	تو پناہ مانگ لیں	اللہ کی
مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ﴿٩٨﴾	اِنَّهٗ	لَيْسَ	لَهٗ	سُلْطٰنٌ
دھتکارے ہوئے شیطان سے	حقیقت یہ ہے کہ	نہیں ہے	اس کے لئے	کوئی اختیار
عَلَى الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَلٰى رَبِّهِمْ	يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٩٩﴾	اِنَّمَا
ان پر جو	ایمان لائے	اور اپنے رب پر ہی	وہ لوگ بھروسہ کرتے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

سُلْطٰنُهٗ	عَلَى الَّذِيْنَ	يَتَوَلَّوْنَهٗ	وَالَّذِيْنَ هُمْ
اس کا اختیار	ان پر ہے جو	دوست بناتے ہیں اس کو	اور ان پر ہی (یعنی بالخصوص) جو

بِهٖ	مُشْرِكُوْنَ ﴿١٠٠﴾ ع
اس کے (یعنی شیطان کے) سبب سے	شرک کرنے والے ہوتے ہیں

نوٹ۔1

پاکیزہ زندگی مال و دولت اور دنیوی عیش و آرام کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے اور ان کے بغیر بھی۔ ان چیزوں کا زندگی کی پاکیزگی سے کوئی ربط نہیں ہے۔ صحابہ کرامؓ میں ایسے بھی تھے جن پر اکثر فاقے گزرتے رہتے تھے اور وہ بھی تھے جن کی دولت کا حساب نہیں تھا۔ لیکن تمام صحابہ کرامؓ جیسی پاکیزہ زندگی گزار گئے ہیں وہ تو پھر تابعین کو بھی نصیب نہیں ہوئی۔ ہم لوگ تو کسی شمار و قطار میں نہیں ہیں۔

جن لوگوں کو پاکیزہ زندگی کی ایک ہلکی سی رمق بھی نصیب ہو جاتی ہے ان کی سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ ان کی کوئی چیز اگر چھن جائے تو انسان ہونے کے ناطے افسوس تو ان کو بھی ہوتا ہے لیکن ان کا افسوس، یاس اور ناامیدی میں تبدیل نہیں ہوتا بلکہ وہ بہت جلد اپنے افسوس پر قابو پا لیتے ہیں اور اگر کوئی چیز ان کو مل جائے تو خوشی تو ان کو بھی ہوتی ہے لیکن اس خوشی میں وہ آپے سے باہر نہیں ہوتے۔

اور جلد ہی اپنی خوشی پر قابو پا لیتے ہیں۔ گویا ان کی زندگی سورۃ الحدید کی آیت۔ ۲۳ کی ہدایت کا ایک جیتا جاگتا نمونہ ہوتی ہے۔ اس خصوصیت کی تاثیر یہ ہوتی ہے کہ ان کی زندگی ماضی کے پچھتاوؤں اور مستقبل کے اندیشوں سے پاک ہوتی ہے۔ پھر اس تاثیر کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ان کے سینے بغض وعداوت اور حرص و ہوس کی اُس آگ سے پاک ہوتے ہیں جس کو قرآن مجید میں الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ ؕ کہا گیا ہے۔(104/الھمزۃ7) یعنی جو انسان کے حوش وحواس پر چھا جاتی ہے اور اچھے بھلے آدمی کی مت مار دیتی ہے۔

پاکیزہ زندگی کی یہ باطنی کیفیت اس دنیا کی جنت ہے جس کے لئے امام ابن تیمیہ کہا کرتے تھے کہ میری جنت میرے سینے میں ہے۔ یہ جنت ان لوگوں کو نقد انعام ہے جو حالت ایمان میں نیک اعمال کرتے ہیں اور آخرت میں ان کا اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق دیا جائے گا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ’’جس شخص نے دنیا میں چھوٹی اور بڑی ہر طرح کی نیکیاں کی ہوں گی، اسے وہ اونچا مرتبہ دیا جائے گا جس کا وہ اپنی بڑی سے بڑی نیکی کے لحاظ سے مستحق ہوگا۔‘‘(تفہیم القرآن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اس کی نیکی کا بدلہ دنیا میں عطا فرماتا ہے اور آخرت کی نیکیاں بھی اسے دیتا ہے، ہاں کافر اپنی نیکیاں دنیا میں ہی کھا لیتا ہے۔ آخرت میں اس کے ہاتھ میں کوئی نیکی باقی نہیں رہتی۔(بحوالہ مسلم منقول از ابن کثیر)

آیت نمبر(101تا105)

ع ج م

(ک)

عُجۡمَۃٌ: لکنت کا ہونا۔ ہکلانا۔

اَعۡجَمُ: اَفۡعَلُ الوان وعیوب کے وزن پر صفت ہے لیکن اس کی جمع اَفۡعَلُ التفضیل کے اوزان پر آتی ہے۔ یعنی اَعۡجَمُوۡنَ اور اَعَاجِمُ (۱) صاف بیان نہ کرنے والا خواہ عربی ہو (۲) غیر عربی خواہ فصیح عربی بولتا ہو۔﴿ وَ لَوۡ نَزَّلۡنٰہُ عَلٰی بَعۡضِ الۡاَعۡجَمِیۡنَ ﴿۱۹۸﴾ ﴾(26/الشعراء:198)
’’اور اگر نازل کرتے اس کو غیر عربی لوگوں کے کسی پر۔‘‘

اَعۡجَمِیٌّ: اسم نسبت ہے۔ غیر عرب سے نسبت والی کوئی چیز۔ زیر مطالعہ آیت۔103۔

ترجمہ:

وَ اِذَا	بَدَّلۡنَاۤ	اٰیَۃً	مَّکَانَ اٰیَۃٍ ۙ	وَّ اللّٰہُ	اَعۡلَمُ
اور جب کبھی	ہم تبدیل کرتے ہیں	کسی آیت کو	کسی آیت کی جگہ	اور اللہ	سب سے زیادہ جاننے والا ہے
بِمَا	یُنَزِّلُ	قَالُوۡۤا	اِنَّمَاۤ	اَنۡتَ	مُفۡتَرٍ ؕ
اس کو جو	وہ نازل کرتا ہے	تو وہ لوگ کہتے ہیں	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	آپؐ	گھڑنے والے ہیں
بَلۡ	اَکۡثَرُہُمۡ	لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۰۱﴾	قُلۡ	نَزَّلَہٗ	رُوۡحُ الۡقُدُسِ
بلکہ	ان کے اکثر	علم نہیں رکھتے	آپؐ کہیے	اتارا اس کو	روح القدس یعنی جبرائیل نے
مِنۡ رَّبِّکَ	بِالۡحَقِّ	لِیُثَبِّتَ	الَّذِیۡنَ	اٰمَنُوۡا	وَ ہُدًی
آپؐ کے رب (کی طرف) سے	حق کے ساتھ	تاکہ وہ جما دے	ان کو جو	ایمان لائے	اور ہدایت ہوتے ہوئے

وَّبُشْرٰى	لِلْمُسْلِمِيْنَ ﴿١٠٢﴾	وَلَقَدْ نَعْلَمُ	اَنَّهُمْ	يَقُوْلُوْنَ 1165
اور بشارت ہوتے ہوئے	فرمانبرداری کرنے والوں کے لئے	اور بیشک ہم نے جان لیا ہے	کہ یہ لوگ	کہتے ہیں

اِنَّمَا	يُعَلِّمُهٗ	بَشَرٌ ؕ	لِسَانُ الَّذِيْ	يُلْحِدُوْنَ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	سکھاتا ہے ان کو	ایک بشر	اسی کی زبان	یہ لوگ مائل (یعنی اشارہ) کرتے ہیں

اِلَيْهِ	اَعْجَمِيٌّ	وَّهٰذَا	لِسَانٌ	عَرَبِيٌّ مُّبِيْنٌ ﴿١٠٣﴾	اِنَّ	الَّذِيْنَ
جس کے طرف	غیرعربی ہے	اور یہ	زبان ہے	واضح عربی	بیشک	جولوگ

لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۙ	لَا يَهْدِيْهِمُ	اللّٰهُ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿١٠٤﴾
ایمان نہیں لاتے	اللہ کی آیتوں پر	ہدایت نہیں دے گا ان کو	اللہ	اور ان کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے

اِنَّمَا	يَفْتَرِي	الْكَذِبَ	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ۚ
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	گھڑتے ہیں	جھوٹ کو	وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے	اللہ کی آیتوں پر

وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْكٰذِبُوْنَ ﴿١٠٥﴾
اور وہ لوگ	ہی جھوٹ کہنے والے ہیں

نوٹ۔1

آیات کے منسوخ ہونے اور اسکی حکمت کا ذکر سورۃ البقرہ کی آیت۔106 میں آچکا ہے یہاں آیات کی تبدیلی سے مراد احکام کی تبدیلی ہے۔ہم اس کی دو مثالیں دے رہے ہیں جو ترجمہ شیخ الہند سے ماخوذ ہے۔سورۃ المزمل کی ابتدائی تین آیات میں حکم تھا کہ رات کا تقریباً آدھا حصہ نماز پڑھیں۔یہ تہجد کی نماز تھی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اس پر عمل پیرا تھے۔ایک سال بعد (بحوالہ تفسیر نعیمی) اسی سورہ میں آیت نمبر۔20 نازل ہوئی جس کے مطابق تہجد فرض کے بجائے نفل ہوگئی اور وقت کی مقدار لوگوں کی سہولت پر چھوڑ دی گئی۔اسی طرح مکہ میں قتال سے ممانعت اور ہاتھ روکے رکھنے کا حکم تھا۔پھر سورۃ الحج میں اس کی اجازت دی گئی اور بعد میں قتال فی سبیل اللہ فرض کفایہ ہوگیا۔

آیت نمبر (106 تا 110)

ترجمہ:

مَنْ	كَفَرَ	بِاللّٰهِ	مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ	اِلَّا	مَنْ	اُكْرِهَ	وَ
جس نے	انکار کیا	اللہ کا	اپنے ایمان کے بعد	سوائے اس کے	جس کو	مجبور کیا گیا	اس حال میں کہ
قَلْبُهٗ	مُطْمَىِٕنٌّۢ	بِالْاِيْمَانِ	وَلٰكِنْ	مَّنْ	شَرَحَ	بِالْكُفْرِ	صَدْرًا
اس کا دل	مطمئن ہو	ایمان پر	اور لیکن	جس نے	کشادہ کیا	کفر سے	سینے کو

فَعَلَيْهِمْ	غَضَبٌ	مِّنَ اللّٰهِ ۚ	وَلَهُمْ	عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿١٠٦﴾	ذٰلِكَ
توان لوگوں پر	ایک غضب ہے	اللہ (کی طرف) سے	اور ان کے لئے	ایک بڑا عذاب ہے	یہ

بِاَنَّهُمُ	اسْتَحَبُّوا	الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا	عَلَى الْاٰخِرَةِ ۙ	وَاَنَّ	اللّٰهَ
اس سبب سے کہ انہوں نے	ترجیح دی	دنیاوی زندگی کو	آخرت پر	اور یہ کہ	1165 اللہ

لَا يَهْدِي	الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ۝١٠٧	اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	طَبَعَ	اللّٰهُ
ہدایت نہیں دیتا	انکار کرنے والے لوگوں کو	یہ	وہ لوگ ہیں	چھاپ لگادی	اللہ نے

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	وَسَمْعِهِمْ	وَاَبْصَارِهِمْ ۚ	وَاُولٰٓئِكَ	هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ۝١٠٨
جن کے دلوں پر	اور جن کی سماعت پر	اور جن کی بصارتوں پر	اور یہ لوگ	ہی غافل ہیں

لَا جَرَمَ	اَنَّهُمْ	فِي الْاٰخِرَةِ	هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝١٠٩	ثُمَّ	اِنَّ	رَبَّكَ
کوئی شک نہیں	کہ یہ لوگ	آخرت میں	ہی خسارہ پانے والے ہیں	پھر (بھی)	بیشک	آپ کا رب

لِلَّذِيْنَ	هَاجَرُوْا	مِنْۢ بَعْدِ مَا	فُتِنُوْا	ثُمَّ	جٰهَدُوْا
ان کے لئے جنہوں نے	ہجرت کی	اس کے بعد کہ جو	انہیں آزمائش میں ڈالا گیا	پھر	انہوں نے جہاد کیا

وَصَبَرُوْٓا ۙ	اِنَّ	رَبَّكَ	مِنْۢ بَعْدِهَا	لَغَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ۝١١٠ ع
اور ڈٹے رہے	(تو) بیشک	آپ کا رب	اس کے بعد	یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

آیت۔102 سے ثابت ہوا کہ جس شخص کو کلمہ کفر کہنے پر اس طرح مجبور کر دیا گیا کہ اگر وہ کلمہ نہ کہے تو اس کو قتل کر دیا جائے تو ایسے اکراہ کی حالت میں اگر وہ زبان سے کلمہ کفر کہہ دے مگر اس کا دل ایمان پر جما ہوا ہو تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔ یہ رخصت کا پہلو ہے۔ جبکہ عزیمت یہ ہے کہ جان دے دے لیکن کلمہ کفر نہ کہے۔ صحابہ کرامؓ میں دونوں مثالیں ہیں۔ حضرت یاسرؓ کو کلمہ کفر کہنے سے انکار کرنے پر قتل کر دیا گیا۔ جبکہ ان کے صاحبزادے حضرت عمارؓ نے جان بچانے کی خاطر کلمہ کفر کہہ دیا۔ دشمنوں سے رہائی پا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کیا۔ آپؐ نے پوچھا کہ اس وقت تمہارے دل کا کیا حال تھا۔ انہوں نے کہا کہ دل تو ایمان پر جما ہوا تھا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا کہ تم پر اس کا کوئی وبال نہیں۔ آپؐ کے اس فیصلہ کی تصدیق میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (111 تا 115)

ترجمہ:

(آیت۔11) وَفّٰی کے دو مفعول آتے ہیں۔ کس کو دیا اور کیا چیز دی۔ تُوَفّٰی فعل مجہول ہے۔ اس کا پہلا مفعول كُلُّ نَفْسٍ ہے اور نائب فاعل ہونے کی وجہ سے حالت رفع میں ہے۔ اس کا مفعول ثانی مَا ہے اور محلاً حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔112) ضَرَبَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے مَثَلًا حالت نصب میں ہے اور قَرْيَةً اس کا بدل ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔ كَانَتْ کا اسم اس میں شامل هِيَ کی ضمیر ہے جو قَرْيَةً کے لئے ہے۔ جب کہ كَانَتْ کی خبر ہونے کی وجہ سے اٰمِنَةً اور مُطْمَئِنَّةً

حالت نصب میں ہیں۔ رَغَدًا حال ہے۔ (آیت۔ 114) فَكُلُوْا کا مفعول محذوف ہے جو شَيْـًٔا یا اَكْلًا ہوسکتا ہے۔ حَلٰلًا اور طَيِّبًا فعل محذوف کی صفت ہیں۔

ترجمہ:

يَوْمَ	تَاْتِيْ	كُلُّ نَفْسٍ	تُجَادِلُ	عَنْ نَّفْسِهَا	وَتُوَفّٰى
جس دن	آئے گی	ہرایک جان	بحث کرتی ہوئی	اپنی جان کی طرف سے	اور پورا پورا دیا جائے گا

كُلُّ نَفْسٍ	مَّا	عَمِلَتْ	وَهُمْ	لَا يُظْلَمُوْنَ ١١١	وَضَرَبَ
ہرایک جان کو	وہ جو	اس نے عمل کیا	اور ان لوگوں پر	ظلم نہیں کیا جائے گا	اور بیان کی

اللّٰهُ	مَثَلًا	قَرْيَةً	كَانَتْ	اٰمِنَةً	مُّطْمَئِنَّةً	يَّاْتِيْهَا	رِزْقُهَا
اللہ نے	ایک مثال	ایک بستی کی	وہ تھی	امن میں	مطمئن	پہنچتا تھا اس کو	اس کا رزق

رَغَدًا	مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ	فَكَفَرَتْ	بِاَنْعُمِ اللّٰهِ	فَاَذَاقَهَا	اللّٰهُ
بافراغت	ہرایک جگہ سے	اس نے پھر ناشکری کی	اللہ کی نعمتوں کی	تو چکھایا اس کو	اللہ نے

لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ	بِمَا	كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ ١١٢	وَ	لَقَدْ جَآءَ
خوف اور بھوک کے لباس کا مزہ	بسبب اس کے جو	وہ لوگ کرتے تھے	حالانکہ	آ چکا تھا

هُمْ	رَسُوْلٌ	مِّنْهُمْ	فَكَذَّبُوْهُ	فَاَخَذَهُمُ	الْعَذَابُ
ان کے پاس	ایک رسول	ان میں سے	پھر انہوں نے جھٹلایا اس کو	تو پکڑا ان کو	عذاب نے

وَ	هُمْ	ظٰلِمُوْنَ ١١٣	فَكُلُوْا	مِمَّا	رَزَقَكُمُ
اس حال میں کہ	وہ لوگ	ظلم کرنے والے تھے	پس تم لوگ کھاؤ	اس میں سے جو	عطا کیا تم کو

اللّٰهُ	حَلٰلًا	طَيِّبًا	وَّاشْكُرُوْا	نِعْمَتَ اللّٰهِ	اِنْ	كُنْتُمْ	اِيَّاهُ
اللہ نے	حلال (کھانا)	پاک (کھانا)	اور شکر ادا کرو	اللہ کی نعمت کا	اگر	تم لوگ	اس کی ہی

تَعْبُدُوْنَ ١١٤	اِنَّمَا	حَرَّمَ	عَلَيْكُمُ	الْمَيْتَةَ	وَالدَّمَ
بندگی کرتے ہو	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	اس نے حرام کیا	تم لوگوں پر	مردار کو	اور خون کو

وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ	وَمَآ	اُهِلَّ	لِغَيْرِ اللّٰهِ	بِهٖ	فَمَنِ	اضْطُرَّ
اور سور کے گوشت کو	اور اس کو	پکارا گیا	غیر اللہ کے لئے	جس کو	پس جو	مجبور کیا گیا

غَيْرَ بَاغٍ	وَّلَا عَادٍ	فَاِنَّ	اللّٰهَ
نہ بغاوت کرنے والا	اور نہ حد سے گزرنے والا	تو بیشک	اللہ

غَفُوۡرٌ	1165 رَّحِيۡمٌ ۝۱۱۵
بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

یہاں جس بستی کی مثال پیش کی گئی ہے اس کی کوئی نشاندہی نہیں کی گئی۔ بظاہر ابن عباسؓ ہی کا یہ قول صحیح معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نام لئے بغیر خود مکہ کو مثال کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس صورت میں خوف اور بھوک کی جس مصیبت کے چھا جانے کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ اس سے مراد وہ قحط ہوگا جو نبی ﷺ کی بعثت کے بعد ایک مدت تک اہل مکہ پر مسلط رہا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (116 تا 119)

ترکیب

(آیت۔116) تَقُوۡلُوۡا کا مفعول لِمَا ہے اور مَحَلًّا منصوب ہے۔ اور لِمَا کا بدل ہونے کی وجہ سے اَلۡكَذِبَ حالت نصب میں ہے۔ لِتَفۡتَرُوۡا پر جو لام ہے اس کو لام کئی کے بجائے لام عاقبت ماننا زیادہ بہتر ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)۔ ترجمہ میں ہم اسی کو ترجیح دیں گے۔ (آیت۔117) مَتَاعٌ قَلِيۡلٌ خبر ہے۔ اس کا مبتدا هٰذَا محذوف ہے۔

ترجمہ:

وَلَا تَقُوۡلُوۡا	لِمَا	تَصِفُ	اَلۡسِنَتُكُمُ	الۡكَذِبَ	هٰذَا
اور تم لوگ مت کہو	اس کو جو	صفت بیان کرتی ہیں	تمہاری زبانیں	جو جھوٹ ہے	(کہ) یہ

حَلٰلٌ	وَّهٰذَا	حَرَامٌ	لِّتَفۡتَرُوۡا	عَلَى اللّٰهِ	الۡكَذِبَ ؕ	اِنَّ
حلال ہے	اور یہ	حرام ہے	نتیجتاً تم لوگ گھڑو گے	اللہ پر	جھوٹ	بیشک

الَّذِيۡنَ	يَفۡتَرُوۡنَ	عَلَى اللّٰهِ	الۡكَذِبَ	لَا يُفۡلِحُوۡنَ ؕ۝۱۱۶	مَتَاعٌ قَلِيۡلٌ ۖ
وہ لوگ جو	گھڑتے ہیں	اللہ پر	جھوٹ	وہ لوگ فلاح نہیں پائیں گے	(یہ) تھوڑا سا سامان ہے

وَّلَهُمۡ	عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝۱۱۷	وَعَلَى الَّذِيۡنَ	هَادُوۡا	حَرَّمۡنَا	مَا
اور ان کے لئے	ایک دردناک عذاب ہے	اور ان پر جو	یہودی ہوئے	ہم نے حرام کیا	اس کو جو

قَصَصۡنَا	عَلَيۡكَ	مِنۡ قَبۡلُ ۚ	وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ	وَلٰكِنۡ
ہم نے بیان کیا	آپ ﷺ پر	اس سے پہلے	اور ہم نے ظلم نہیں کیا ان پر	اور لیکن

كَانُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ يَظۡلِمُوۡنَ ۝۱۱۸	ثُمَّ	اِنَّ	رَبَّكَ	لِلَّذِيۡنَ	عَمِلُوا
وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے	پھر (بھی)	بیشک	آپ ﷺ کا رب	ان کے لئے جنہوں نے	عمل کیا

السُّوۡٓءَ	بِجَهَالَةٍ	ثُمَّ	تَابُوۡا	مِنۡۢ بَعۡدِ ذٰلِكَ	وَاَصۡلَحُوۡۤا ۙ
برا	نادانی کے سبب سے	پھر	انہوں نے توبہ کی	اس کے بعد	اور انہوں نے (اپنی) اصلاح کی

اِنَّ	رَبَّكَ	مِنۡۢ بَعۡدِهَا	لَغَفُوۡرٌ	رَّحِيۡمٌ ۝۱۱۹ ع
(تو) بیشک	آپ ﷺ کا رب	اس کے بعد	یقیناً بے انتہا بخشنے والا ہے	ہمیشہ رحم کرنے والا ہے

نوٹ۔1

(آیت۔۱۱۸) کے الفاظ مَاقَصَصۡنَا عَلَیۡكَ میں سورہ انعام کی آیت۔۱۴۶ کی طرف اشارہ ہے 1165 جس میں بتایا گیا ہے کہ یہودیوں پر ان کی نافرمانیوں کے باعث کون کون سی چیزیں حرام کی گئی تھیں۔ (تفہیم القرآن) یہود اپنی سرکشی کے باعث ان چیزوں سے محروم کئے گئے تھے لہٰذا یہ چیزیں ان پر حرام رہیں اور ہماری شریعت میں یہ چیزیں حلال ہیں۔
(تفسیر نعیمی۔بحوالہ سورۃ الانعام آیت۔۱۴۶)

آیت نمبر (120تا124)

ترکیب

(آیت۔120) کَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے اُمَّةً حالت نصب میں ہے۔ قَانِتًا اور حَنِيۡفًا کی نصب کے تین امکانات ہیں۔ اَوَّلًا یہ کہ انہیں اُمَّةً کی صفت یا بدل مانا جائے۔ ثَانِيًا یہ کہ انہیں اِبۡرٰهِيۡمَ کا حال مانا جائے۔ ثَالِثًا یہ کہ انہیں بھی کَانَ کی خبر مانا جائے۔ یعنی ان سے پہلے وَکَانَ محذوف مانا جائے۔ ترجمہ میں ہم تیسرے امکان کو ترجیح دیں گے۔ (آیت۔121) شَاكِرًا سے پہلے کَانَ محذوف ہے جس کی خبر ہونے کی وجہ سے یہ حالت نصب میں ہے۔ اِجۡتَبٰهُ اور هَدٰىهُ کا فاعل ان میں شامل هُوَ کی ضمیریں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جبکہ ان کے ساتھ هُ کی ضمیر مفعولی حضرت ابراہیمؑ کے لئے ہے۔

ترجمہ:

اِنَّ	اِبۡرٰهِيۡمَ	كَانَ	اُمَّةً	قَانِتًا	لِّلّٰهِ
بیشک	ابراہیمؑ	تھے	(اپنی ذات میں) ایک امت	اطاعت کرنے والے تھے	اللہ کے

حَنِيۡفًا	وَلَمۡ يَكُ	مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۲۰﴾	شَاكِرًا	لِّاَنۡعُمِهٖ
یکسو تھے	اور وہ تھے ہی نہیں	شرک کرنے والوں میں سے	(وہ تھے) شکرادا کرنے والے	اس کی نعمتوں کا

اِجۡتَبٰهُ	وَهَدٰىهُ	اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ﴿۱۲۱﴾
اس نے (یعنی اللہ نے) چنا ان کو	اور اس نے ہدایت دی ان کو	ایک سیدھے راستے کی طرف

وَاٰتَيۡنٰهُ	فِى الدُّنۡيَا	حَسَنَةً	وَاِنَّهٗ	فِى الۡاٰخِرَةِ	لَمِنَ الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۱۲۲﴾
اور ہم نے دی انؑ کو	دنیا میں	بھلائی	اور بیشک وہ	آخرت میں	یقیناً صالحین میں سے ہیں

ثُمَّ	اَوۡحَيۡنَاۤ	اِلَيۡكَ	اَنِ	اتَّبِعۡ	مِلَّةَ اِبۡرٰهِيۡمَ	حَنِيۡفًا
پھر	ہم نے وحی کیا	آپؐ کی طرف	کہ	آپؐ پیروی کریں	ابراہیمؑ کے دین کی	یکسو ہوتے ہوئے

وَمَا كَانَ	مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ﴿۱۲۳﴾	اِنَّمَا	جُعِلَ	السَّبۡتُ
اور وہ نہیں تھے	شرک کرنے والوں میں سے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	مقرر کیا گیا	ہفتہ کا دن

عَلَى الَّذِيۡنَ	اخۡتَلَفُوۡا	فِيۡهِ	وَاِنَّ	رَبَّكَ	لَيَحۡكُمُ	بَيۡنَهُمۡ
ان پر جنھوں نے	اختلاف کیا	اس میں	اور بیشک	آپ کا رب	یقیناً فیصلہ کرے گا	ان کے مابین

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	فِيْمَا	1165 كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۲۴﴾
قیامت کے دن	جس میں (کہ)	وہ لوگ اختلاف کرتے تھے

نوٹ۔1

لفظ امت چند معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ مشہور معنی جماعت اور قوم کے ہیں۔ حضرت ابن عباس؄ سے اس جگہ (یعنی آیت۔ ۱۲۰ میں) یہی معنی منقول ہیں۔ مراد یہ ہے کہ ابراہیم؈ تنہا ایک فرد، ایک امت اور قوم کے کمالات وفضائل کے جامع ہیں۔ (معارف القرآن)۔ جیسے اردو میں ہم کہتے ہیں کہ وہ شخص تو خود اپنی ذات میں ایک انجمن ہے۔ اسی مفہوم میں حصرت ابراہیم؈ کو ایک امت کہا گیا ہے۔ حضرت ابراہیم؈ نے اپنا کار رسالت تن تنہا سر انجام دیا اور اس طرح دیا کہ آج دنیا کے تین بڑے مذاہب یعنی یہود نصاریٰ اور مسلمان ان کو اپنا امام اور پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔

آیت نمبر (125 تا 128)

ترجمہ:

اُدْعُ	اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ	بِالْحِكْمَةِ	وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ
آپؐ دعوت دیں	اپنے رب کے راستے کی طرف	حکمت کے ساتھ	اور بھلی نصیحت کے ساتھ

وَجَادِلْهُمْ	بِالَّتِيْ	هِيَ	اَحْسَنُ ؕ	اِنَّ	رَبَّكَ
اور آپؐ بحث کریں ان سے	اس کے ساتھ جو کہ	وہ ہی	سب سے خوبصورت ہو	بیشک	آپؐ کا رب

هُوَ اَعْلَمُ	بِمَنْ	ضَلَّ	عَنْ سَبِيْلِهٖ	وَهُوَ	اَعْلَمُ
ہی سب سے زیادہ جاننے والا ہے	اس کو جو	گمراہ ہوا	اس کے راستے سے	اور وہ ہی	سب سے زیادہ جاننے والا ہے

بِالْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۲۵﴾	وَاِنْ	عَاقَبْتُمْ	فَعَاقِبُوْا	بِمِثْلِ مَا	عُوْقِبْتُمْ	بِهٖ ؕ
ہدایت پانے والوں کو	اور اگر	تم لوگ بدلہ لو	تو بدلہ لو	اس کے جیسی سے	تم سے زیادتی کی گئی	جیسی

وَلَئِنْ	صَبَرْتُمْ	لَهُوَ	خَيْرٌ	لِّلصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۲۶﴾	وَاصْبِرْ	وَمَا صَبْرُكَ
اور بیشک اگر	تم لوگ صبر کرو	تو یقیناً یہ	بہتر ہے	صبر کرنے والوں کے لئے	اور آپؐ صبر کریں	اور آپؐ کا صبر نہیں ہے

اِلَّا	بِاللّٰهِ	وَلَا تَحْزَنْ	عَلَيْهِمْ	وَلَا تَكُ	فِيْ ضَيْقٍ
مگر	اللہ (کی توفیق) سے	اور آپؐ غمگین مت ہوں	ان لوگوں پر	اور آپؐ مت ہوں	کسی تنگی میں

مِّمَّا	يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾	اِنَّ	اللّٰهَ	مَعَ الَّذِيْنَ	اتَّقَوْا
اس سے جو	یہ لوگ چالبازی کرتے ہیں	بیشک	اللہ	ان کے ساتھ ہے جنہوں نے	تقویٰ اختیار کیا

وَّالَّذِيْنَ	هُمْ	مُّحْسِنُوْنَ ﴿۱۲۸﴾ 1165
اوران کے ساتھ ہے جو کہ	وہ ہی	احسان کرنے والے ہیں

نوٹ۔1

تفسیر قرطبی میں ہے کہ حضرت برام ابن حیانؒ کی موت کا وقت آیا تو عزیزوں نے درخواست کی کہ ہمیں کچھ وصیت فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا کہ وصیت تو لوگ اموال کی کیا کرتے ہیں، وہ میرے پاس ہے نہیں، لیکن میں تم کو اللہ کی آیات خصوصاً سورۃ نحل کی آخری آیتوں کی وصیت کرتا ہوں کہ ان پر مضبوطی سے قائم رہو۔ وہ یہی زیر مطالعہ آیات ہیں۔ ان آیات میں دعوت وتبلیغ کے اصول اور آداب کی تفصیل چند کلمات میں سموئی ہوئی ہے۔

لفظ حکمت قرآن کریم میں بہت سے معانی کے لئے استعمال ہوا ہے۔ اس جگہ ائمہ تفسیر نے اس کی متعدد تفاسیر بیان کی ہیں۔ روح المعانی نے بحوالہ بحر محیط حکمت کی تفسیر یہ کی ہے کہ حکمت اس درست کلام کا نام ہے جو انسان کے دل میں اتر جائے۔ اس تفسیر میں تمام اقوال جمع ہو جاتے ہیں اور صاحب روح المعانی نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ حکمت سے مراد وہ بصیرت ہے جس کے ذریعہ انسان حالات کے تقاضوں کو سمجھ کر اس کے مناسب کلام کرے۔ وقت اور موقع ایسا تلاش کرے کہ مخاطب پر بار نہ ہو۔ نرمی کی جگہ نرمی اور سختی کی جگہ سختی اختیار کرے۔ جہاں یہ سمجھے کہ صراحۃً کہنے میں مخاطب کو شرمندگی ہوگی وہاں کوئی ایسا عنوان تلاش کرے کہ مخاطب کو شرمندگی نہ ہو۔

وعظ کے لغوی معنی یہ ہیں کہ خیر خواہی کی بات کو اس طرح کہا جائے کہ اس سے مخاطب کا دل قبولیت کے لئے نرم ہو جائے، مثلاً اس کے ساتھ قبول کرنے کے فوائد اور نہ کرنے کے نقصانات ذکر کئے جائیں گے مگر خیر خواہی کی بات کبھی دل خراش انداز میں بھی کہی جاتی ہے۔ اس طریقہ کو چھوڑنے کے لئے لفظ حسنہ کا اضافہ کر دیا گیا۔ اگر دعوت میں کہیں بحث ومناظرہ کی ضرورت پیش آ جائے تو وہ بھی اچھے طریقہ سے ہونا چاہئے یعنی گفتگو میں لطف ونرمی اختیار کی جائے۔

آج کل اول تو دعوت واصلاح کی طرف دھیان ہی نہیں رہا اور جو اس میں مشغول بھی ہیں انہوں نے صرف بحث و مباحثہ، مخالف پر الزام تراشی، فقرے چست کرنے اور تحقیر وتوہین کو دعوت وتبلیغ سمجھ لیا ہے جو خلاف سنت ہونے کی وجہ سے کبھی موثر ومفید نہیں ہوتا۔ وہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے اسلام کی بڑی خدمت کی ہے اور حقیقت میں وہ لوگوں کو اسلام سے متنفر کرنے کا سبب بن رہے ہوتے ہیں۔ امام غزالیؒ نے فرمایا کہ دعوت حق میں مشغول رہنے والا یا تو صحیح اصولوں کے تابع اور مہلک خطرات سے بچ کر سعادت ابدی حاصل کر لیتا ہے یا پھر اس مقام سے گرتا ہے تو شقاوت ابدی کی طرف جاتا ہے اس کا درمیان میں رہنا بہت مشکل ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''علم دین اس غرض سے نہ سیکھو کہ اس کے ذریعہ دوسرے علماء کے مقابلہ میں فخر وعزت حاصل کرو یا کم علم لوگوں سے جھگڑا کرو یا اس کے ذریعہ لوگوں کی توجہ اپنی طرف کر لو اور جو ایسا کرے گا وہ آگ میں ہے۔

امام مالکؒ نے فرمایا کہ علم میں جھگڑا اور جدال نور علم کو انسان کے قلب سے نکال دیتا ہے۔ کسی نے پوچھا کہ ایک شخص جس کو سنت کا علم ہو گیا وہ حفاظت سنت کے لئے جدال کر سکتا ہے۔ فرمایا نہیں۔ بلکہ اس کو چاہئے کہ مخاطب کو صحیح بات سے آگاہ کر دے۔ پھر وہ قبول کرلے تو بہتر ورنہ سکوت اختیار کرے۔ (معارف القرآن، جلد پنجم صفحات۔ 407 تا 419 سے ماخوذ)

نوٹ۔2

اسلام میں بدلہ لینے کی اجازت ہے لیکن یہ اجازت مشروط ہے۔ شرط یہ ہے کہ جتنی زیادتی ہم سے کی گئی ہے جواب میں ہم اتنی ہی زیادتی کر سکتے ہیں، زیادہ نہیں کر سکتے۔ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ کسی نے اگر ہمیں ایک تھپڑ مارا ہے تو ہم بھی اسے ایک تھپڑ مار سکتے ہیں، دو نہیں مار سکتے۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ بدلہ لینے میں برابر کی زیادتی کرنے کے لئے ہم کسی گناہ کا ارتکاب نہیں کر سکتے۔ مثلاً کسی نے اگر زبردستی ہمیں شراب کا ایک گھونٹ پلا دیا ہے تو جواب میں ہم اسے ایک گھونٹ شراب بھی نہیں پلا سکتے (معارف القرآن، ج7،ص707) کیونکہ سورۃ البقرہ کی آیت۔194 میں بدلہ میں برابر کی زیادتی کرنے کی اجازت کے ساتھ ہی حکم بھی دیا ہے کہ ''اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔'' یعنی بدلہ لینے کی اجازت کو اللہ کے کسی حکم کو پامال کرنے کا ذریعہ مت بناؤ اور تیسرا مطلب یہ ہے کہ جس نے زیادتی کی ہے صرف اس سے ہی بدلہ لیا جا سکتا ہے، اس کے کسی عزیز و اقارب سے نہیں۔ مثلاً کسی نے ہمارے بیٹے کو قتل کر دیا ہے تو جواب میں ہم اس کے بیٹے کو قتل نہیں کر سکتے۔ کسی نے اگر ہماری خواتین کے ساتھ بدتمیزی کی ہے تو بدلہ میں ہم اس کی خواتین سے بدتمیزی نہیں کر سکتے۔ (تفہیم القرآن۔ ج ۴۔ ص ۵۱۲) کیونکہ اس کے بیٹے اور خواتین نے جرم نہیں کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارا خالق ہے اور ہماری نس نس سے واقف ہے۔ وہ خوب جانتا ہے کہ یہ عام لوگوں کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ بدلہ لینے کی شرائط کا لحاظ رکھیں۔ اس لئے زیر مطالعہ آیت۔ ۱۲۶ میں ہمیں بتا دیا کہ اگر تم لوگ صبر کرو کہ یہ یقیناً صبر کرنے والوں کے حق میں بہتر ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ مظلوم اگر صبر کرے گا تو اس میں ظالم کا کوئی فائدہ نہیں ہے بلکہ اس میں فائدہ مظلوم کا ہی ہے۔ اس بات کو سمجھ لیں۔

فرض کریں کہ کسی نے آپ کو ایک تھپڑ مار دیں اور بازی الٹ جائے جو پہلے ظالم تھا وہ اب مظلوم ہو گیا اور آپ جو پہلے مظلوم تھے اب ظالم ہو گئے۔ پہلے پوزیشن یہ تھی کہ میدان حشر میں اس کی نیکیاں آپ کو دی جاتی تھیں، لیکن اب آپ کی نیکیاں اس کو دین جائیں گی۔ اس لئے یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ صبر کرنا صبر کرنے والوں کے حق میں ہی بہتر ہے اس میں زیادتی کرنے والے کا کوئی فائدہ نہیں۔

1181

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

سورۃ بنی اسرائیل (17)

آیت نمبر (1 تا5)

ج و س

(ن) جَوۡسًا لوٹ مار کے لئے کسی جگہ گھس جانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵

ترکیب

(آیت۔۱) لَيۡلًا ظرف زماں ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ اَلۡاَقۡطٰى کو اَلۡاَقۡصَا لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املاء ہے۔ لِنُرِيَهٗ کے لام کا تعلق بٰرَكۡنَا سے نہیں ہے بلکہ اَسۡرٰى سے ہے۔ (آیت۔۳) ذُرِّيَّةَ مضاف ہے اور مَنۡ اس کا مضاف الیہ ہے۔ ذُرِّيَّةَ کے حالت نصب میں ہونے کی متعدد وجوہات بیان کی گئی ہیں۔ ہماری ترجیح یہ ہے کہ اس کو منادٰی کا مضاف مانا جائے یعنی اس سے پہلے حرفِ ندا ''یا'' محذوف ہے اور اس کا تعلق لَا تَتَّخِذُوۡا سے ہے۔

ترجمہ

سُبۡحٰنَ الَّذِىۡۤ	اَسۡرٰى	بِعَبۡدِهٖ	لَيۡلًا	مِّنَ الۡمَسۡجِدِ الۡحَـرَامِ
اس کی پاکیزگی ہے جو	لے گیا	اپنے بندے کو	رات ہی رات میں	مسجد حرام سے

اِلَى الۡمَسۡجِدِ الۡاَقۡصَا الَّذِىۡ	بٰرَكۡنَا	حَوۡلَهٗ	لِنُرِيَهٗ
اس مسجد اقصیٰ تک	ہم نے برکت دی	جس کے اردگرد کو	تاکہ ہم دکھائیں اس کو

مِنۡ اٰيٰتِنَاؕ	اِنَّهٗ	هُوَ السَّمِيۡعُ	الۡبَصِيۡرُ ۞	وَاٰتَيۡنَا	مُوۡسَى
اپنی نشانیوں میں سے	بیشک وہ	ہی سننے والا ہے	دیکھنے والا ہے	اور ہم نے دی	موسیٰؑ کو

الۡـكِتٰبَ	وَجَعَلۡنٰهُ	هُدًى	لِّبَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ	اَلَّا تَتَّخِذُوۡا
کتاب	اور ہم نے بنایا اس کو	ہدایت	بنی اسرائیل کے لئے	کہ تم لوگ مت بناؤ

مِنۡ دُوۡنِىۡ	وَكِيۡلًا ؕ۞	ذُرِّيَّةَ مَنۡ	حَمَلۡنَا	مَعَ نُوۡحٍؕ	اِنَّهٗ
میرے علاوہ	کوئی کارساز	اے ان کی اولاد جن کو	ہم نے سوار کیا	نوحؑ کے ساتھ	بیشک وہ

كَانَ	عَبۡدًا شَكُوۡرًا ۞	وَقَضَيۡنَاۤ	اِلٰى بَنِىۡۤ اِسۡرَآءِيۡلَ	فِى الۡـكِتٰبِ
تھے	بہت شکرگزار بندے	اور ہم نے فیصلہ کیا	بنی اسرائیل کے لیے	اُس کتاب میں

لَتُفۡسِدُنَّ	فِى الۡاَرۡضِ	مَرَّتَيۡنِ	وَلَتَعۡلُنَّ	عُلُوًّا كَبِيۡرًا ۞
(کہ) تم لوگ لازماً فساد مچاؤ گے	زمین میں	دو مرتبہ	اور تم لوگ لازماً عروج پاؤ گے	ایک بڑا عروج

فَاِذَا	جَآءَ	وَعۡدُ اُوۡلٰٮهُمَا	بَعَثۡنَا	عَلَيۡكُمۡ	عِبَادًا لَّنَاۤ
پھر جب	آیا	ان دونوں (باری) کی پہلی کا وعدہ	تو ہم نے بھیجا	تم لوگوں پر	اپنے ایسے بندے جو

اُولِیۡ بَاۡسٍ شَدِیۡدٍ	فَجَاسُوۡا	خِلٰلَ الدِّیَارِ	وَ کَانَ	1181 وَعۡدًا مَّفۡعُوۡلًا ۵
شدید جنگ والے تھے	تو وہ گھس گئے	گھروں کے درمیان	اور وہ تھا	ایک کیا ہوا وعدہ

نوٹ۔1

آیت نمبر ایک میں واقعۂ معراج کا ذکر ہے۔ یہ واقعہ ہجرت سے ایک سال قبل پیش آیا۔ حدیث کی کتابوں میں اس کی تفصیلات بکثرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ جن کی تعداد ۲۵ تک ہے۔ آیت کے الفاظ کہ ''ایک رات اپنے بندے کو لے گیا'' جسمانی سفر پر صریحاً دلالت کرتے ہیں۔ خواب کے سفر یا کشفی سفر کے لئے یہ الفاظ کسی طرح موزوں نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ یہ محض ایک روحانی تجربہ نہ تھا بلکہ ایک جسمانی سفر و عینی مشاہدہ تھا جو اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کرایا۔ ممکن اور ناممکن کی بحث تو صرف اس صورت میں پیدا ہوتی ہے جب کسی انسان کے اپنے اختیار سے خود کوئی کام کرنے کا معاملہ زیر بحث ہو۔ لیکن جب ذکر یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں کام کیا، تو پھر امکان کا سوال وہی شخص اٹھا سکتا ہے جسے اللہ کے قادر مطلق ہونے کا یقین نہ ہو۔ (تفہیم القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (6 تا 10)

ترکیب

(آیت۔٦) جَعَلۡنَا کا مفعول اول کُمۡ کی ضمیر ہے اور اَکۡثَرَ مفعول ثانی ہے جب کہ نَفِیۡرًا تمیز ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔٧) فَلَهَا میں هَا کی ضمیر اَنۡفس کے لئے ہے۔ وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ کے بعد آیت۔٦ کا پورا جملہ بَعَثۡنَا سے بَاۡسٍ شَدِیۡدٍ تک محذوف ہے۔ لِیَسُوۡٓءٗا دراصل یَسُوۡءُوۡنَ تھا۔ لامِ کَیۡ داخل ہونے کی وجہ سے نون گرا تو یَسُوۡءُوۡا باقی بچا۔ اس کو یَسُوۡٓءٗا لکھنا قرآن کا مخصوص املاء۔ (آیت۔٩) لِلَّتِیۡ هِیَ کے بعد اَقۡوَمُ مذکر کا استعمال بتا رہا ہے کہ اس کا مضاف الیہ محذوف ہے جو کہ اَلسُّبُلِ ہو سکتا ہے اور یہ تفضیل کل ہے۔ (دیکھیں آسان عربی گرائمر، پیراگراف۔ ٧:٦٢)

ترجمہ

ثُمَّ	رَدَدۡنَا	لَکُمُ	الۡکَرَّةَ	عَلَیۡهِمۡ	وَ اَمۡدَدۡنٰکُمۡ	بِاَمۡوَالٍ
پھر	ہم نے لوٹا دیا	تمہارے لئے	اس باری کو	ان لوگوں پر	اور ہم نے مدد دی تم کو	مالوں سے

وَّ بَنِیۡنَ	وَ جَعَلۡنٰکُمۡ	اَکۡثَرَ	نَفِیۡرًا ۶	اِنۡ	اَحۡسَنۡتُمۡ
اور بیٹوں سے	اور ہم نے کر دیا تم کو	زیادہ	بطور جتھے کے	اگر	بھلائی کرتے ہو

اَحۡسَنۡتُمۡ	لِاَنۡفُسِکُمۡ ۟ قف	وَ اِنۡ	اَسَاۡتُمۡ	فَلَهَا ؕ	فَاِذَا	جَآءَ
تو بھلائی کرتے ہو	اپنی جانوں کے لئے	اور اگر	تم برائی کرتے ہو	تو ان کے لئے	پھر جب	آیا

وَعۡدُ الۡاٰخِرَةِ	لِیَسُوۡٓءٗا	وُجُوۡهَکُمۡ
آخری (باری) کا وعدہ	(تو ہم نے بھیجا جنگجو بندوں کو) وہ بگاڑ دیں	تمہارے چہروں کو

وَ لِیَدۡخُلُوا	الۡمَسۡجِدَ	کَمَا	دَخَلُوۡهُ	اَوَّلَ مَرَّةٍ
اور تا کہ وہ داخل ہوں	مسجد میں	جیسے کہ	وہ داخل ہوئے اس میں	پہلی مرتبہ

وَّ لِیُتَبِّرُوۡا	مَا	عَلَوۡا	تَتۡبِیۡرًا ۷	عَسٰی
اور تا کہ وہ برباد کریں	اس کو جس پر	وہ غالب ہوں	جیسے کہ برباد کرتے ہیں	بعید نہیں

رَبُّكُمْ	اَنْ	يَّرْحَمَكُمْ	وَاِنْ	عُدْتُّمْ	عُدْنَا م
تمہارے رب سے	کہ	وہ رحم کرے تم پر	اور اگر	تم واپس ہوئے (گناہ کی طرف)	تو ہم واپس ہوں گے (سزا کی طرف)

وَجَعَلْنَا	جَهَنَّمَ	لِلْكٰفِرِيْنَ	حَصِيْرًا ﴿٨﴾	اِنَّ	هٰذَا الْقُرْاٰنَ
اور ہم نے بنایا	جہنم کو	کافروں کے لئے	ایک قید خانہ	یقیناً	یہ قرآن

يَهْدِيْ	لِلَّتِيْ	هِيَ	اَقْوَمُ	وَيُبَشِّرُ
ہدایت دیتا ہے	اس کے لئے جو کہ	وہ ہی	سب سے سیدھی (راہ) ہے	اور وہ بشارت دیتا ہے

الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ	يَعْمَلُوْنَ	الصّٰلِحٰتِ	اَنَّ	لَهُمْ	اَجْرًا كَبِيْرًا ﴿٩﴾
ان ایمان لانے والوں کو جو	عمل کرتے ہیں	نیکیوں کے	کہ	ان کے لئے ہے	ایک بڑا اجر

وَّ اَنَّ	الَّذِيْنَ	لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِالْاٰخِرَةِ	اَعْتَدْنَا	لَهُمْ	عَذَابًا اَلِيْمًا ﴿١٠﴾
اور یہ بھی بتاتا ہے کہ	وہ لوگ جو	ایمان نہیں لاتے	آخرت پر	ہم نے تیار کیا ہے	ان کے لئے	ایک دردناک عذاب

نوٹ۔1

تورات میں کہہ دیا تھا کہ بنی اسرائیل دو بار شرارت کریں گے۔ (اپنے عروج کے نشہ میں بدمست ہو کر۔ مرتب) اس کی جزا میں دشمن ان کے ملک پر غالب ہوں گے۔ اسی طرح ہوا۔ ایک بار جالوت غالب ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے ہلاک کیا اور بنی اسرائیل نے دوبارہ عروج حاصل کیا جس کی انتہاء حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تھی۔ دوسری بار بخت نصر غالب ہوا اور اس کے بعد سے ان کی سلطنت نے قوت نہیں پکڑی بعض علماء نے پہلے وعدہ سے بخت نصر کا حملہ، جو ۵۸۷ قبل مسیح ہوا تھا اور دوسرے وعدہ سے طیطوس رومی کا حملہ، جو رفع مسیح کے ستر سال بعد ہوا تھا، مراد لیا ہے۔ کیونکہ ان دونوں حملوں میں مقدس ہیکلِ سلیمانی کو برباد کیا گیا۔ (ترجمۂ شیخ الہند)۔ طیطوس رومی کے حملے کے وقت یہودیوں کی حکومت نہیں تھی بلکہ اس وقت فلسطین سلطنت روم کا ایک صوبہ تھا جس میں یہودیوں کو کچھ صوبائی خود مختاری حاصل تھی۔ البتہ وہ اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے روم کے خلاف بغاوت کرتے رہتے تھے۔ اس کی سزا دینے کے لئے طیطوس نے حملہ کیا تھا۔

آیت نمبر (9 تا 12)

ن ش ر

(ن) نَشْرًا: کسی چیز کو بکھیرنا۔ پھیلانا۔ ﴿وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ط﴾ (42/الشوریٰ:28) ''اور وہ پھیلاتا ہے اپنی رحمت کو۔''

نُشُوْرًا: جی اٹھنا۔ دوبارہ زندہ ہونا۔ دوبارہ اٹھنا۔ ﴿كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ﴿٩﴾﴾ (35/فاطر:9) ''اس طرح دوبارہ زندہ ہونا ہے۔''

نَاشِرٌ: اسم الفاعل ہے۔ پھیلانے والا۔ ﴿وَّ النّٰشِرٰتِ نَشْرًا ﴿٣﴾﴾ (77/المرسلت:3) ''اور پھیلانے والیاں جیسا کہ پھیلانے کا حق ہے۔''

مَنْشُوْرٌ: اسم المفعول ہے۔ پھیلایا ہوا۔ کھولا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ١٣۔

(افعال)	اِنْشَارًا	دوبارہ زندہ کرنا۔ دوبارہ اٹھانا۔ ﴿ثُمَّ اَمَاتَهٗ فَاَقْبَرَهٗ ۝٢١ ثُمَّ اِذَا شَآءَ اَنْشَرَهٗ ۝٢٢﴾ (80/عبس: 21،22) ’’پھر اس نے موت دی اس کو پھر اس نے قبر دی اس کو پھر جب بھی وہ چاہے گا وہ دوبارہ زندہ کرے گا اس کو۔‘‘
	مُنْشَرٌ	اسم المفعول ہے۔ زندہ یا اٹھایا جانے والا۔ ﴿وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ۝٣٥﴾ (44/الدخان: 35) ’’اور ہم نہیں ہیں دوبارہ اٹھائے جانے والے۔‘‘
(تفعیل)	تَنْشِيْرًا	خوب پھیلانا۔ کھولنا۔
	مُنَشَّرٌ	اسم المفعول ہے۔ پھیلایا ہوا۔ کھولا ہوا۔ ﴿اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ۝٥٢﴾ (74/مدثر: 52) ’’کہ ان کو دیئے جائیں کھولے ہوئے صحیفے۔‘‘
(افتعال)	اِنْتِشَارًا	پھیل جانا۔ بکھر جانا۔ ﴿وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝٢٠﴾ (30/الروم: 20) ’’اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے پیدا کیا تم لوگوں کو ایک مٹی سے پھر جب تم لوگ ایک بشر ہوتے ہو تو پھیل جاتے ہو۔‘‘
	اِنْتَشِرْ	فعل امر ہے۔ تو پھیل جا۔ بکھر جا۔ ﴿فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا﴾ (33/الاحزاب: 53) ’’پھر جب کھا چکو تو منتشر ہو جاؤ۔‘‘
	مُنْتَشِرٌ	اسم الفاعل ہے۔ پھیلنے والا۔ ﴿يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝٧﴾ (54/القمر: 7) ’’وہ لوگ نکلیں گے قبروں سے گویا کہ وہ پھیلنے والی ٹڈی ہیں۔‘‘

ترکیب

(آیت۔١١) يَدْعُ مضارع مجزوم نہیں ہے بلکہ یہ مضارع معروف يَدْعُوْ ہے۔ یہ قرآن کا مخصوص املاء ہے کہ اس کو یہاں يَدْعُ لکھا جاتا ہے۔ (آیت۔١٢) اَلْحِسَابَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ عَدَدَ کا مضاف الیہ نہیں ہے بلکہ لِتَعْلَمُوْا کا دوسرا مفعول ہے۔ كُلَّ شَيْءٍ میں كُلَّ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ کسی فعل محذوف کا مفعول ہے۔ یہ فَصَّلْنَا کا مفعول مقدم نہیں ہو سکتا کیونکہ ضمیر مفعولی هُ اس کا مفعول ہے۔ (آیت۔١٣) كُلَّ اِنْسَانٍ بھی فعل محذوف کا مفعول ہے۔

ترجمہ

وَيَدْعُ	الْاِنْسَانُ	بِالشَّرِّ	دُعَآءَهٗ	بِالْخَيْرِ ؕ	وَكَانَ
اور دعا مانگتا ہے	انسان	برائی کی	جیسے اس کی دعا	بھلائی کی	اور ہے

الْاِنْسَانُ	عَجُوْلًا ۝١١	وَجَعَلْنَا	الَّيْلَ	وَالنَّهَارَ	اٰيَتَيْنِ	فَمَحَوْنَآ
انسان	بہت جلد باز	اور ہم نے بنایا	رات کو	اور دن کو	دو نشانیاں	پھر ہم نے مٹایا

اٰيَةَ الَّيْلِ	وَجَعَلْنَآ	اٰيَةَ النَّهَارِ	مُبْصِرَةً	لِّتَبْتَغُوْا	فَضْلًا
رات کی نشانی کو	اور ہم نے بنایا	دن کی نشانی کو	روشن	تا کہ تم لوگ تلاش کرو	فضل

مِّنْ رَّبِّكُمْ	وَلِتَعْلَمُوْا	عَدَدَ السِّنِيْنَ	وَالْحِسَابَ ؕ	وَكُلَّ شَيْءٍ
اپنے رب سے	اور تا کہ تم لوگ جان لو	برسوں کی گنتی کو	اور حساب کو	اور ہر ایک چیز کو

فَصَّلْنٰهُ	تَفْصِيْلًا ⑫	وَكُلَّ اِنْسَانٍ	اَلْزَمْنٰهُ
ہم نے تفصیل سے بتایا اس کو	جیسے کھول کھول کر بتاتے ہیں	اور ہر ایک انسان کو!	ہم نے لگا دیا ہے

طٰٓئِرَهٗ	فِيْ عُنُقِهٖ ؕ	وَنُخْرِجُ	لَهٗ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	كِتٰبًا
ہر (انسان) کا عمل	اس کے گلے	اور ہم نکالیں گے	اس کے لئے	قیامت کے دن	ایک ایسی کتاب

يَّلْقٰىهُ	مَنْشُوْرًا ⑬	اِقْرَاْ	كِتٰبَكَ ؕ	كَفٰى	بِنَفْسِكَ
وہ ملے گا (یعنی پائے گا) جس کو	کھولی ہوئی	تو پڑھ	اپنی کتاب	کافی ہے	تیرا نفس

اَلْيَوْمَ	عَلَيْكَ	حَسِيْبًا ؕ⑭	مَنِ	اهْتَدٰى	فَاِنَّمَا
آج کے دن	تجھ پر	بطور حساب لینے والے کے	جس نے	ہدایت پائی	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَهْتَدِيْ	لِنَفْسِهٖ ۚ	وَمَنْ	ضَلَّ	فَاِنَّمَا	يَضِلُّ
وہ ہدایت پاتا ہے	اپنے نفس کے لئے	اور جو	گمراہ ہوا	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ گمراہ ہوتا ہے

عَلَيْهَا ؕ	وَلَا تَزِرُ	وَازِرَةٌ	وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ	وَمَا كُنَّا
اس پر	اور نہیں اٹھائے گی	کوئی اٹھانے والی (جان)	کسی دوسری کا بوجھ	اور ہم نہیں ہیں

مُعَذِّبِيْنَ	حَتّٰى	نَبْعَثَ	رَسُوْلًا ⑮
عذاب دینے والے	یہاں تک کہ	ہم بھیجیں	کوئی رسول

آیت نمبر (16 تا 21)

ح ظ ر

(ض) حَظْرًا منع کرنا۔ روک لینا۔

مَحْظُوْرٌ اسم المفعول ہے۔ منع کیا ہوا۔ روکا ہوا۔ آیت زیر مطالعہ۔ ۲۰۔

(افتعال) اِحْتِظَارًا اہتمام سے روکنا۔ باڑہ بنانا۔

مُحْتَظِرٌ اسم الفاعل ہے۔ روکنے والا۔ باڑہ بنانے والا۔ ﴿كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿٣١﴾﴾ (54/القمر:31)
''باڑہ بنانے والے کی خشک ٹہنی کی مانند۔''

ترجمہ

وَاِذَآ	اَرَدْنَآ	اَنْ	نُّهْلِكَ	قَرْيَةً	اَمَرْنَا	مُتْرَفِيْهَا
اور جب	ہم ارادہ کرتے ہیں	کہ	ہم ہلاک کریں	کسی بستی کو	تو ہم حکم دیتے ہیں	اس کے خوشحال لوگوں کو

فَفَسَقُوْا	فِيْهَا	فَحَقَّ	عَلَيْهَا	الْقَوْلُ	فَدَمَّرْنٰهَا
پھر وہ نافرمانی کرتے ہیں	اس میں	تو ثابت ہو جاتی ہے	اس (بستی) پر	بات	تو ہم اس کو اجاڑ دیتے ہیں

تَدۡمِيۡرًا ۝١٦	وَكَمۡ اَهۡلَكۡنَا	مِنَ الۡقُرُوۡنِ	1181 مِنۡۢ بَعۡدِ نُوۡحٍ ؕ
جیسا کہ اجاڑنے کا حق ہے	اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کیں	قوموں میں سے	نوح ؑ کے بعد

وَكَفٰى	بِرَبِّكَ	بِذُنُوۡبِ عِبَادِهٖ	خَبِيۡرًاۢ	بَصِيۡرًا ۝١٧
اور کافی ہے	آپ ؐ کا رب	اپنے بندوں کے گناہوں سے	باخبر ہونے کے لحاظ سے	دیکھنے والا ہونے کے لحاظ سے

مَنۡ	كَانَ يُرِيۡدُ	الۡعَاجِلَةَ	عَجَّلۡنَا	لَهٗ	فِيۡهَا	مَا
جو	چاہتا رہتا ہے	دنیا کو	تو ہم جلدی کر دیتے ہیں	اس کے لئے	اس (دنیا) میں	وہ (چیز) جو

نَشَآءُ	لِمَنۡ	نُّرِيۡدُ	ثُمَّ	جَعَلۡنَا	لَهٗ	جَهَنَّمَ ۚ
ہم چاہتے ہیں	اس کے لئے جس کے لئے	ہم چاہتے ہیں	پھر	ہم بناتے ہیں	اس کے لئے	جہنم

يَصۡلٰىهَا	مَذۡمُوۡمًا	مَّدۡحُوۡرًا ۝١٨	وَمَنۡ	اَرَادَ	الۡاٰخِرَةَ	وَسَعٰى
وہ گرے گا اس میں	مذمت کیا ہوا	دھتکارا ہوا ہوتے ہوئے	اور جو	چاہتا ہے	آخرت کو	اور وہ بھگ دوڑ کرتا ہے

لَهَا	سَعۡيَهَا	وَ	هُوَ	مُؤۡمِنٌ	فَاُولٰٓئِكَ
اس کے لئے	جیسا اس کی باگ دوڑ کا حق ہے	اس حال میں کہ	وہ	ایمان لانے والا ہے	تو وہ لوگ ہیں

كَانَ سَعۡيُهُمۡ	مَّشۡكُوۡرًا ۝١٩	كُلًّا	نُّمِدُّ	هٰٓؤُلَآءِ	وَهٰٓؤُلَآءِ
جن کی بھاگ دوڑ ہے	قدر کی ہوئی	سب کی	ہم مدد کرتے ہیں	ان کی (بھی)	اور ان کی (بھی)

مِنۡ عَطَآءِ رَبِّكَ ؕ	وَمَا كَانَ	عَطَآءُ رَبِّكَ	مَحۡظُوۡرًا ۝٢٠	اُنۡظُرۡ	كَيۡفَ
آپ ؐ کے رب کے عطیہ سے	اور نہیں ہے	آپ ؐ کے رب کا عطیہ	روکا ہوا	آپ ؐ دیکھیں	کیسے

فَضَّلۡنَا	بَعۡضَهُمۡ	عَلٰى بَعۡضٍ ؕ	وَلَلۡاٰخِرَةُ	اَكۡبَرُ	دَرَجٰتٍ
ہم نے فضیلت دی	ان کے بعض کو	بعض پر	اور یقیناً آخرت	سب سے بڑی ہے	درجوں کے لحاظ سے

وَّاَكۡبَرُ	تَفۡضِيۡلًا ۝٢١
اور سب سے بڑی ہے	فضیلت دینے کے لحاظ سے

نوٹ۔1

اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر ناراض ہوتا ہے اور اس کو عذاب میں مبتلا کرنا چاہتا ہے تو اس کی ابتدائی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس قوم کے حاکم ایسے لوگ بنا دیئے جاتے ہیں جو عیش پسند ہوں، یا اگر حاکم نہ بھی بنائے جائیں تو اس قوم میں ایسے لوگوں کی کثرت کر دی جاتی ہے دونوں صورتوں کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ دنیا میں مست ہو کر اللہ کی نافرمانیاں خود بھی کرتے ہیں اور دوسروں کے لئے بھی اس کی راہ ہموار کرتے ہیں۔ پھر ان پر اللہ کا عذاب آ جاتا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

زیر مطالعہ آیت۔۱۸۔۱۹۔ میں دنیا اور آخرت کے طالب اور ان کی جزاء کا ذکر ہے۔ صرف دنیا کے طلب گاروں کے لئے مَنۡ

كَانَ يُرِيْدُ الْعَاجِلَةَ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جس میں ہمیشگی کا مفہوم ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ 1181 جہنم کی سزا صرف اس صورت میں ہے کہ اس کے عمل میں ہر وقت صرف دنیا ہی کی غرض چھائی ہوئی ہو اور آخرت کی طرف کوئی دھیان ہی نہ ہو۔ جب کہ آخرت کے طلب گاروں کے لئے مَنْ اَرَادَ الْاٰخِرَةَ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ مومن جس وقت، جس عمل میں آخرت کا ارادہ اور نیت کرے گا اس کا وہ عمل مقبول ہو جائے گا۔ خواہ کسی دوسرے عمل کی نیت میں دنیا کی طلب بھی شامل ہو۔ پھر اسی آیت میں سعی کے ساتھ لفظ سَعْيَهَا بڑھا کر یہ بتا دیا گیا کہ آخرت کے لئے ہر عمل اور ہر کوشش نہ مفید ہوتی ہے اور نہ عند اللہ مقبول، بلکہ کوشش وہی معتبر ہے جو مقصدِ آخرت کے مناسب ہو۔ کسی کوشش کا آخرت کے مناسب ہونا یا نہ ہونا صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان سے ہی معلوم ہو سکتا ہے۔ اس لئے جو نیک اعمال اپنی رائے اور من گھڑت طریقوں سے کئے جاتے ہیں، خواہ وہ دیکھنے میں کتنے ہی بھلے اور مفید نظر آئیں، وہ نہ اللہ کے نزدیک مقبول ہیں اور نہ ہی آخرت میں کارآمد ہوں گے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔3

آیت نمبر۔۲۱ کو اگر آیت۔۱۹ کے تناظر میں پڑھا جائے تو بات یہ سمجھ میں آتی ہے کہ آخرت کے لئے کوشش کرنا مطلوب بھی ہے اور محمود بھی۔ جنت میں داخلہ کا پروانہ مل جانا ہی ایک عظیم کامیابی ہے۔ لیکن بات یہاں ختم نہیں ہو جاتی۔ اس کے آگے پھر جنت کی سوسائٹی میں Status یعنی درجات کا مسئلہ بھی ہے۔ اس کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہم سے کہا گیا کہ اس دنیا میں Status کے جو فرق ہیں ان پر غور کرو اور اس حوالہ سے یہ حقیقت ذہن نشین کر لو کہ دنیا میں Status کا جو فرق ہے، وہ تو محض ایک نمونہ ہے۔ اس کا تھان تو آخرت میں کھلے گا۔ جنت کی سوسائٹی میں درجات کا فرق تعداد کے لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہے اور ایک درجے کی دوسرے درجے پر فضیلت کے لحاظ سے بھی بہت زیادہ ہے۔

ہمیں ایمانداری سے سوچنا چاہیے کہ ہم اس دنیا کے عارضی اور فانی Status کے لئے کتنی جان مارتے ہیں اور جنت کے Status کی ہمیں کتنی فکر ہے۔ جو لوگ آخرت کے لئے کوشاں ہیں ان کی بھی اکثریت کے ذہن میں جنت کے Status کا مسئلہ نہیں ہے پھر اس کی فکر کرنے کا کیا سوال ہے۔ ہم لوگ مرحومین کے لئے بلندیٔ درجات کی دعا تو مانگتے ہیں لیکن جنت میں اپنے درجات کی اپنی زندگی میں فکر نہیں کرتے۔ اِلَّا مَاشَاءَ اللّٰہ

آیت نمبر (22 تا 23)

ء ف ف

(ن۔ض)	اَفًّا	تکلیف یا بے قراری میں اُف اُف کہنا۔
	اُفٍّ	اسم فعل ہے بمعنی میں ناپسند کرتا ہوں۔ بیزار ہوتا ہوں، زیر مطالعہ آیت۔۲۳

ب ذ ر

(ن)	بَذْرًا	(۱) کسی بات کو پھیلانا۔ اشاعت کرنا۔ (۲) مال کو بکھیرنا۔ فضول خرچی کرنا۔
(تفعیل)	تَبْذِيْرًا	نام و نمود اور نمائش میں مال اڑانا۔ زیر مطالعہ آیت۔۲۶
	مُبَذِّرٌ	اسم الفاعل ہے۔ نمائش میں مال اڑانے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔۲۷

1181

ترجمہ

لَا تَجْعَلْ	مَعَ اللّٰهِ	اِلٰهًا اٰخَرَ	فَتَقْعُدَ	مَذْمُوْمًا	مَّخْذُوْلًا ۲۲
تو مت بنا	اللہ کے ساتھ	کوئی دوسرا معبود	ورنہ تو بیٹھ رہے گا	مذمت کیا ہوا	بے بس کیا ہوا

وَقَضٰى	رَبُّكَ	اَلَّا تَعْبُدُوْٓا	اِلَّآ	اِيَّاهُ	وَبِالْوَالِدَيْنِ
اور فیصلہ کیا	تیرے رب نے	کہ تم لوگ بندگی مت کرو	مگر	اس (اللہ) کی ہی	اور والدین کے ساتھ

اِحْسَانًا ؕ	اِمَّا	يَبْلُغَنَّ	عِنْدَكَ	الْكِبَرَ	اَحَدُهُمَآ
حسن سلوک کرنے کا	جب کبھی بھی	پہنچ جائیں	تیرے پاس	بڑھاپے کو	دونوں میں سے ایک

اَوْ	كِلٰهُمَا	فَلَا تَقُلْ	لَّهُمَآ	اُفٍّ	وَّلَا تَنْهَرْ	هُمَا
یا	دونوں کے دونوں	تو تو مت کہہ	ان دونوں سے	اف (بھی)	اور تو مت جھڑک	ان دونوں کو

وَقُلْ	لَّهُمَا	قَوْلًا كَرِيْمًا ۲۳	وَاخْفِضْ	لَهُمَا	جَنَاحَ الذُّلِّ
اور تو کہہ	ان دونوں سے	شریفانہ بات	اور تو بچھا	دونوں کے لئے	تابعداری کا پہلو

مِنَ الرَّحْمَةِ	وَقُلْ	رَّبِّ	ارْحَمْهُمَا	كَمَا	رَبَّيٰنِيْ
رحمت سے	اور تو کہہ	اے میرے رب	تو رحم کر دونوں پر	جیسے کہ	ان دونوں نے تربیت کی میری

صَغِيْرًا ؕ ۲۴	رَبُّكُمْ	اَعْلَمُ	بِمَا
چھوٹا ہوتے ہوئے (یعنی بچپن میں)	تم لوگوں کا رب	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	اس کو جو

فِيْ نُفُوْسِكُمْ ؕ	اِنْ	تَكُوْنُوْا	صٰلِحِيْنَ	فَاِنَّهٗ	كَانَ	لِلْاَوَّابِيْنَ
تمہاری طبیعتوں میں ہے	اگر	تم لوگ ہوگے	نیک	تو بیشک	وہ ہے	بار بار رجوع کرنے والوں کے لئے

غَفُوْرًا ۲۵	وَاٰتِ	ذَا الْقُرْبٰى	حَقَّهٗ	وَالْمِسْكِيْنَ	وَابْنَ السَّبِيْلِ
بے انتہا بخشنے والا	اور تو دے	قرابت والے کو	اس کا حق	اور مسکین کو	اور مسافر کو

وَلَا تُبَذِّرْ	تَبْذِيْرًا ۲۶	اِنَّ	الْمُبَذِّرِيْنَ	كَانُوْٓا
اور تو بے جا مال مت اڑا	جیسا بے جا مال اڑانا ہے	بیشک	بے جا مال اڑانے والے	ہیں

اِخْوَانَ الشَّيٰطِيْنِ ؕ	وَكَانَ	الشَّيْطٰنُ	لِرَبِّهٖ	كَفُوْرًا ۲۷	وَاِمَّا
شیطانوں کے بھائی	اور ہے	شیطان	اپنے رب کا	انتہائی ناشکرا	اور جب کبھی

تُعْرِضَنَّ	عَنْهُمُ	ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ	مِّنْ رَّبِّكَ	تَرْجُوْهَا
تو اعراض کرے	ان سے	ایسی رحمت کی تلاش کرنے میں	اپنے رب سے	تو امید کرتا ہے جس کی

فَقُلْ	لَّهُمْ	قَوْلًا مَّيْسُوْرًا ۲۸	وَلَا تَجْعَلْ	يَدَكَ	مَغْلُوْلَةً	اِلٰى عُنُقِكَ
تب تو کہہ	ان سے	نرم بات	اور تو مت بنا	اپنے ہاتھ کو	باندھا ہوا	اپنی گردن کی طرف

وَلَا تَبْسُطْهَا	كُلَّ الْبَسْطِ	فَتَقْعُدَ	مَلُوْمًا	مَّحْسُوْرًا ﴿۲۹﴾ 1181
اور تو مت کھول اس کو	جیسے بالکل کھولنا ہے	نتیجۃً تو بیٹھ رہے	ملامت کیا ہوا	تھکا ہارا ہوتے ہوئے

اِنَّ	رَبَّكَ	يَبْسُطُ	الرِّزْقَ	لِمَنْ	يَّشَآءُ
بیشک	تیرا رب	کشادہ کرتا ہے	روزی کو	اس کے لئے جس کے لئے	وہ چاہتا ہے

وَيَقْدِرُ ؕ	اِنَّهٗ	كَانَ	بِعِبَادِهٖ
اور وہ اندازہ لگاتا ہے (یعنی ناپ تول کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے)	یقیناً وہ	ہے	اپنے بندوں سے

خَبِيْرًا	بَصِيْرًا ﴿۳۰﴾ ع
ہر حال میں باخبر رہنے والا	ہر حال میں دیکھنے والا

نوٹ: 1

والدین کے حقوق کے لیے معارف القرآن جلد 5۔ صفحات 451 تا 557 کا مطالعہ مفید رہے گا۔ وہاں سے پڑھ لیا جائے۔

معارف القرآن کی جلد۔ ۵ کے صفحات ۔ ۴۵۱ تا ۵۵۷ میں والدین کے حقوق پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہم اس کے چند اقتباسات ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔

۱۔ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے والدین کے ادب واحترام اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کو اپنی عبادت کے ساتھ ملا کر واجب کیا ہے۔ جیسا کہ سورہ لقمان (آیت نمبر۔ ۱۴) میں اپنے شکر کے ساتھ والدین کے شکر کو ملا کر لازم فرمایا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ کے شکر کی طرح والدین کا شکر گزار ہونا واجب ہے۔ (میرے خیال میں یہ بات ہمیں اس طرح سمجھنا چاہئے کہ اللہ کی اطاعت کے ساتھ والدین کی اطاعت اور اللہ کے شکر کے ستھ والدین کا شکر لازم و لزوم ہیں۔ مرتب)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کے لئے اپنے ماں باپ کا فرمانبردار رہا اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھلے رہیں گے۔ اور جو ان کا نافرمان ہوا اس کے لئے جہنم کے دو دروازے کھلے رہیں گے اور اگر ماں باپ میں سے کوئی ایک ہی تھا تو ایک دروازہ۔ اس پر ایک شخص نے سوال کیا کہ یہ جہنم کی وعید اس صورت میں بھی ہے کہ ماں باپ نے اس پر ظلم کیا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ فرمایا وَ اِنْ ظَلَمَا وَ اِنْ ظَلَمَا وَ اِنْ ظَلَمَا (اور اگر ان دونوں نے ظلم کیا) اس کا حاصل یہ ہے کہ اولاد کو ماں باپ سے انتقام لینے کا حق نہیں ہے۔ اگر انہوں نے ظلم کیا تو اسے اجازت نہیں ہے کہ وہ ان کی خدمت اور اطاعت سے ہاتھ کھینچ لے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے۔ (میں نے ایک عالم دین سے پوچھا تھا کہ ماں اور باپ میں سے کس کا حق زیادہ ہے۔ تو انہوں نے فرمایا کہ خدمت گزاری میں ماں کا حق باپ سے زیادہ ہے اور اطاعت میں باپ کا حق ماں سے زیادہ ہے۔ مرتب)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اور سب گناہوں کی سزا تو اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں قیامت تک مؤخر کر دیتے ہیں۔ بجز والدین کی حق تلفی اور نافرمانی کے کہ اس کی سزا آخرت سے پہلے دنیا میں بھی دی جاتی ہے۔

۵۔ اس پر علماء وفقہاء کا اتفاق ہے کہ والدین کی اطاعت صرف جائز کاموں میں واجب ہے۔ ناجائز یا گناہ کے کام میں واجب تو کیا جائز بھی نہیں ہے (کیونکہ) حدیث میں ہے کہ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

۶۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جہاد میں شریک ہونے کی اجازت لینے کے لئے حاضر ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے دریافت کیا کہ تمہارے والدین زندہ ہیں۔ اس نے کہا کہ ہاں زندہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ (تو ان دونوں میں پھر تم جہاد کرو) مطلب یہ ہے کہ ان خدمت میں ہی تمہیں جہاد کا ثواب مل جائے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جب تک جہاد فرض کفایہ کے درجے میں ہو تو اولاد کے لئے وہ کام ماں باپ کی اجازت کے بغیر کرنا جائز نہیں ہے۔ جس کو بقدر فرض دین کا علم حاصل ہے وہ عالم بننے کے لئے سفر کرے یا لوگوں کو تبلیغ و دعوت کے لئے سفر کرے تو یہ والدین کی اجازت کے بغیر جائز نہیں ہے۔

۷۔ ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی ان کا کوئی حق میرے ذمہ باقی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں۔ ان کے لئے دعاء مغفرت اور استغفار کرنا اور جو عہد انہوں نے کسی سے کیا تھا اس کو پورا کرنا اور ان کے دوستوں کا احترام کرنا اور ان کے ایسے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنا جن کا رشتہ صرف ان ہی کے واسطے سے ہے۔ والدین کے یہ حقوق ہیں جو ان کے بعد بھی تمہارے ذمہ باقی ہیں۔

۸۔ والدین اگر مسلمان ہوں تو ان کے لئے رحمت کی دعا ظاہر ہے۔ لیکن اگر وہ مسلمان نہ ہوں تو ان کی زندگی میں یہ دعا (وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا) اس نیت سے جائز ہوگی کہ ان کو دنیا کی تکالیف سے نجات ہو اور ایمان کی توفیق ہو۔ لیکن مرنے کے بعد ان کے لئے یہ دعاء رحمت جائز نہیں ہے۔

۹۔ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی کہ میرے باپ نے میرا مال لے لیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے باپ کو بلا کر لاؤ۔ اسی وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ جب اس کا باپ آجائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پوچھیں کہ وہ کلمات کیا ہیں۔ جو اس نے دل میں کہے ہیں اور خود اس کے کانوں نے بھی ان کو نہیں سنا۔ جب وہ اپنے والد کو لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے کہا کہ تمہارا بیٹا شکایت کرتا ہے کیا تم یہ چاہتے ہو کہ اس کا مال چھین لو۔ والد نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے پوچھیں کہ میں اس کی پھوپھی، خالہ یا اپنے نفس کے سوا کہاں خرچ کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''اِیْہِ'' اس کا مطلب یہ ہے کہ بس حقیقت معلوم ہوگئی۔ اب اور کچھ پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے بعد اس کے والد سے پوچھا کہ وہ کلمات کیا ہیں جن کو ابھی تک خود تمہارے کانوں نے بھی نہیں سنا۔ اس نے کہا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ ہر معاملہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہمارا ایمان بڑھا دیتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ میں نے چند اشعار دل میں کہے تھے جن کو میرے کانوں نے بھی نہیں سنا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہمیں سناؤ۔ اس نے وہ اشعار سنائے جن کا ترجمہ یہ ہے۔

''میں نے تجھے بچپن میں غذا دی اور جوان ہونے کے بعد بھی تیری ذمہ داری۔ تیرا سب کھانا پینا میری ہی کمائی سے تھا۔ جب کسی رات میں تجھے کوئی بیماری پیش آگئی تو میں نے تمام رات بیداری اور بیقراری میں گزاری۔ گویا کہ تیری بیماری مجھے ہی لگی ہے جس کی وجہ سے تمہارا شب روتا رہا۔ میرا دل تیری ہلاکت سے ڈرتا رہا حالانکہ میں جانتا تھا کہ موت کا ایک دن مقرر ہے۔ جو آگے پیچھے نہیں ہوسکتا۔ پھر جب تم اس عمر کو پہنچ گئے جس کی میں تمنا کیا کرتا تھا تو تو نے میرا بدلہ سخت کلامی بنا دیا گویا کہ تو ہی مجھ پر احسان کر رہا ہے۔ کاش اگر تجھ سے میرے باپ ہونے کا حق ادا نہیں ہوسکتا تو کم از کم ایسا ہی کر لیتا جیسا ایک شریف پڑوسی کیا کرتا ہے۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سن کر بیٹے کا گریبان پکڑ لیا اور فرمایا اَنْتَ وَمَالُکَ لِاَبِیْکَ یعنی تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے باپ کے لئے ہے۔ (ڈاکٹر غلام مرتضیٰ مرحوم نے اپنے ایک خطاب میں فرمایا تھا کہ لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ بیوی بچوں کا خرچ پورا نہیں ہوتا تو والدین کو کہاں سے دیں۔ میں ان سے کہتا ہوں کہ میرے بھائی آپ کا سوال غلط ہے۔ اگر آپ مجھ سے پوچھتے کہ والدین کا خرچ پورا نہیں ہوتا تو بیوی بچوں کو کہاں سے دیں، پھر میں آپ کو بتاتا کہ آپ کو کیا کرنا چاہئے۔ مرتب)

نوٹ۔2

فضول خرچی کے معنی کو قرآن حکیم نے دو لفظوں سے تعبیر فرمایا ہے، ایک تبذیر اور دوسرا اسراف۔ تبذیر کی ممانعت تو زیر مطالعہ آیت ۲۶ سے واضح ہے جب کہ اسراف کی ممانعت وَلَا تُسْرِفُوْا (الاعراف۔۳۱) سے ثابت ہے بعض حضرات نے یہ تفصیل کی ہے کہ کسی گناہ میں یا بالکل بے موقع اور بے محل خرچ کرنے کو تبذیر کہتے ہیں اور جہاں خرچ کرنے کا جائز موقع تو ہو مگر ضرورت سے زیادہ خرچ کیا جائے تو اس کو اسراف کہتے ہیں۔ اس لئے تبذیر بہ نسبت اسراف کے زیادہ سخت ہے اور مبذرین کو شیطان کا بھائی قرار دیا ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (31 تا 35)

ز ن ی

(ض) زَنٰی: زنا کرنا۔ ﴿وَ لَا یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لَا یَزْنُوْنَ ۚ﴾ (25/الفرقان:68) ''اور وہ لوگ قتل نہیں کرتے اس جان کو جسے محترم کیا اللہ نے مگر حق کے ساتھ اور وہ لوگ زنا نہیں کرتے۔''

زِنًی: اسم ذات بھی ہے۔ زنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۳۲

زَانٍ: اسم الفاعل ہے۔ زنا کرنے والا۔ ﴿اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً اَوْ مُشْرِكَةً﴾ (24/النور:3) ''زنا کرنے والا نکاح نہیں کرتا مگر زنا کرنے والی سے یا شرک کرنے والی سے۔''

ترجمہ

نَرْزُقُهُمْ	نَحْنُ	خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ؕ	اَوْلَادَكُمْ	وَلَا تَقْتُلُوْٓا
رزق دیتے ہیں ان کو	ہم ہی	مفلس ہونے کے خوف سے	اپنی اولاد کو	اور تم لوگ قتل مت کرو

وَلَا تَقْرَبُوا	خِطْاً كَبِیْرًا ﴿۳۱﴾	كَانَ	قَتْلَهُمْ	اِنَّ	وَاِیَّاكُمْ ؕ
اور تم لوگ قریب مت ہو	ایک بڑی غلطی	ہے	ان کو قتل کرنا	یقیناً	اور تم کو بھی
سَبِیْلًا ﴿۳۲﴾	وَسَآءَ	فَاحِشَةً ؕ	كَانَ	اِنَّهٗ	الزِّنٰٓی
بلحاظ راستہ کے	اور برا ہے	ایک بے حیائی	ہے	یقیناً وہ	زنا کے
بِالْحَقِّ ؕ	اِلَّا	اللّٰهُ	حَرَّمَ	النَّفْسَ الَّتِیْ	وَلَا تَقْتُلُوا
حق کے ساتھ	مگر	اللہ نے	(قتل کرنا) حرام کیا	اس جان کو جس کو	اور تم لوگ قتل مت کرو

وَمَنْ	قُتِلَ	مَظْلُوْمًا	فَقَدْ جَعَلْنَا	لِوَلِيِّهٖ	سُلْطٰنًا 1181
اور جو	قتل کیا گیا	مظلوم ہوتے ہوئے	تو ہم نے بنا دیا ہے	اس کے ولی کے لئے	ایک اختیار

فَلَا يُسْرِفْ	فِّي الْقَتْلِ ؕ	اِنَّهٗ	كَانَ	مَنْصُوْرًا ﴿۳۳﴾
تو اسے چاہئے کہ حد سے تجاوز نہ کرے	قتل کرنے میں	بیشک وہ	ہے	مدد کیا ہوا

وَلَا تَقْرَبُوْا	مَالَ الْيَتِيْمِ	اِلَّا بِالَّتِيْ	هِيَ	اَحْسَنُ
اور تم لوگ قریب مت ہو	یتیم کے مال کے	سوائے اس کے ساتھ جو کہ	وہ ہی	سب سے بہتر ہو

حَتّٰى	يَبْلُغَ	اَشُدَّهٗ ۠	وَاَوْفُوْا	بِالْعَهْدِ ۚ	اِنَّ	الْعَهْدَ
یہاں تک کہ	وہ پہنچے	اپنی پختگی کو	اور تم لوگ پورا کرو	وعدے کو	یقیناً	وعدہ
كَانَ	مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۴﴾	وَاَوْفُوا	الْكَيْلَ	اِذَا	كِلْتُمْ	وَ
ہے	پوچھا جانے والا	اور تم لوگ پورا کرو	ناپ کو	جب بھی	تم لوگ ناپو	اور

زِنُوْا	بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ؕ	ذٰلِكَ	خَيْرٌ	وَّاَحْسَنُ	تَاْوِيْلًا ﴿۳۵﴾
تم لوگ وزن کرو	سیدھے ترازو سے	یہ	سب سے بہتر ہے	اور سب سے اچھا ہے	بلحاظ انجام کے

نوٹ۔1

ترازو کے لئے عربی لفظ میزان ہے۔ قسطاس کے معنی بھی ترازو ہے لیکن یہ عربی لفظ نہیں ہے۔ یہ یونانی لفظ ہے اور عرب تاجروں کے ذریعہ عرب میں بھی رائج ہو گیا۔ (حافظ احمد یار صاحب)

نوٹ۔2

قتل نفس سے مراد صرف دوسرے انسان کا قتل ہی نہیں ہے، بلکہ خود اپنے آپ کو قتل کرنا بھی ہے۔ اس لئے کہ نفس، جس کو اللہ نے ذی حرمت قرار دیا ہے، اس کی تعریف میں دوسرے نفوس کی طرح انسان کا اپنا نفس بھی داخل ہے۔ لہٰذا جتنا بڑا جرم اور گناہ قتل انسان ہے، اتنا ہی بڑا جرم اور گناہ خودکشی بھی ہے۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

اسلامی قانون میں قتل بالحق کی پانچ صورتیں ہیں۔ (۱) قتل عمد کے مجرم سے قصاص (۲) دین حق کے راستے میں مزاحمت کرنے والوں سے جنگ (۳) اسلامی نظامِ حکومت کو الٹنے کی سعی کرنے والوں کو سزا (۴) شادی شدہ مرد یا عورت کو ارتکابِ زنا کرنا سزا (۵) ارتداد کی سزا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔4

ولی کے اختیار کا مطلب یہ ہے کہ وہ قصاص کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ اس سے اسلامی قانون کا یہ اصول نکلتا ہے کہ قتل کے مقدمے میں اصل مدعی حکومت نہیں بلکہ اولیائے مقتول ہیں۔ ان کو اختیار ہے کہ وہ قصاص میں قاتل کو قتل کروائیں یا خون بہا لینے پر راضی ہوں یا قاتل کو بالکل معاف کر دیں۔ البتہ قاتل کو سزا دینا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ مقتول کے اولیاء اور اس کے قبیلہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ خود قاتل کو قتل کریں۔ اگر ان کو حکومت کی طرف سے قصاص لینے میں مدد نہیں ملتی تب بھی انہیں قاتل سے بدلہ لینے کی اجازت نہیں۔ اگر کوئی بدلہ لیتا ہے اور خود قاتل کو قتل کر دیتا ہے تو اب وہ خود قتلِ عمد کا مجرم اور گناہگار ہے۔ ایسی صورت میں انہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے اپنے جذبات کو قابو میں رکھنا ہے اور فیصلہ اللہ پر چھوڑ دینا ہے۔ اس حکم پر عمل کرنے والے کو بے غیرت کہنا یا سمجھنا خود بھی ایک گناہ ہے۔

نوٹ۔5

اسراف فی القتل کے متعدد صورتیں ہیں۔ مثلاً اگر قاتل پر قابو نہ پا سکے تو اس کے خاندان یا قبیلے کے کسی فرد کو قتل کرنا۔ یا قاتل کے ساتھ اور لوگوں کو قتل کرنا یا خون بہا لینے کے بعد پھر قتل کرنا۔ وغیرہ وغیرہ یہ سب ممنوع ہیں اور گناہ ہیں۔

آیت نمبر (36 تا40)

م ر ح

(س) مَرَحًا : ناز سے چلنا۔ اٹھلانا۔ اترانا۔ ﴿ ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ بِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴾ (40/المومن:75) ''یہ اس سبب سے ہے جو تم لوگ خوش ہوتے تھے زمین میں ناحق اور اس سبب سے ہے جو تم لوگ اٹھلاتے تھے۔'' اور زیر مطالعہ آیت۔ ۳۷

ترکیب

(آیت۔۳۶) اَلسَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ، یہ سب اِنَّ کے اسم ہیں۔ اس کے آگے پورا جملہ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا۔ اِنَّ کی خبر ہے۔ اس جملہ میں كُلُّ اُولٰٓئِكَ مرکب اضافی كَانَ کا اسم ہے۔ جب کہ مَسْـُٔوْلًا اس کی خبر ہے۔ اس میں اِنَّ کے تینوں اسم یعنی اَلسَّمْعَ، اَلْبَصَرَ اور اَلْفُؤَادَ کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے اسم اشارہ اُولٰٓئِكَ جمع کا صیغہ آیا ہے، لیکن عَنْهُ میں جمع کی ضمیر عَنْهُمْ کے بجائے واحد ضمیر عَنْهُ آئی ہے۔ اس سے یہ اشارہ ملتا ہے کہ ہر ایک صلاحیت کے بارے میں الگ الگ پوچھا جائے گا۔ (آیت۔۳۷) مَرَحًا مصدر ہے اور حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔۳۸) كُلُّ ذٰلِكَ مبتداء ہے اور آگے کا پورا جملہ اس کی خبر ہے۔ اس جملہ میں كَانَ کا اسم سَيِّئُهٗ ہے جب کہ مَكْرُوْهًا اس کی خبر ہے۔

ترجمہ

وَلَا تَقْفُ	مَا	لَيْسَ لَكَ	بِهٖ	عِلْمٌ	اِنَّ	السَّمْعَ
اور تو پیچھے مت پڑ	اس کے	نہیں ہے تیرے لئے (یعنی تیرے پاس)	جس کا	کوئی علم	یقیناً	سماعت

وَالْبَصَرَ	وَالْفُؤَادَ	كُلُّ اُولٰٓئِكَ	كَانَ	عَنْهُ	مَسْـُٔوْلًا ۝۳۶
اور بصارت	اور دل	ان کے سب ہیں (کہ)	ہے	اس (ہر ایک) کے بارے میں	پوچھا جانے والا

وَلَا تَمْشِ	فِي الْاَرْضِ	مَرَحًا	اِنَّكَ	لَنْ تَخْرِقَ
اور تو مت چل	زمین میں	اتراتا ہوا	یقیناً تو	ہرگز نہیں پھاڑ سکے گا
الْاَرْضَ	وَلَنْ تَبْلُغَ	الْجِبَالَ	طُوْلًا ۝۳۷	كُلُّ ذٰلِكَ
زمین کو	اور تو ہرگز نہیں پہنچ سکے گا	پہاڑوں کو	بلحاظ لمبائی کے	اس کا سب ہے (کہ)
كَانَ	سَيِّئُهٗ	عِنْدَ رَبِّكَ	مَكْرُوْهًا ۝۳۸	ذٰلِكَ
ہے	اس (ہر ایک) کی برائی	آپؐ کے رب کے نزدیک	ناپسند کی ہوئی	یہ

مِمَّآ	اَوْحٰٓى	اِلَيْكَ	رَبُّكَ	مِنَ الْحِكْمَةِ	وَلَا تَجْعَلْ
اس میں سے ہے جو	وحی کیا	آپؐ کی طرف	آپؐ کے رب نے	حکمت میں سے	اور مت بنا

مَعَ اللّٰهِ	اِلٰهًا اٰخَرَ	فَتُلْقٰى	فِیْ جَهَنَّمَ	مَلُوْمًا 1181
اللہ کے ساتھ	کوئی دوسرا معبود	نتیجۃً تو ڈالا جائے گا	جہنم میں	ملامت کیا ہوا ہوتے ہوئے

مَّدْحُوْرًا ﴿٣٩﴾	اَفَاَصْفٰكُمْ	رَبُّكُمْ	بِالْبَنِیْنَ
راندہ کر کے	تو کیا مخصوص کیا تم لوگوں کو	تمہارے رب نے	بیٹوں کے ساتھ

وَاتَّخَذَ	مِنَ الْمَلٰٓىِٕكَةِ	اِنَاثًا	اِنَّكُمْ	لَتَقُوْلُوْنَ	قَوْلًا عَظِیْمًا ﴿٤٠﴾
اور (خود) اس نے بنائیں	فرشتوں میں سے	بیٹیاں	بیشک تم لوگ	یقیناً کہتے ہو	ایک بڑی بات

نوٹ۔1

آیت۔۳۶، میں لفظ ''علم'' اپنے اصطلاحی اور لغوی، دونوں مفہوموں کا جامع ہے۔ (آیت۔۱۶/ ۵۶، نوٹ۔۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے عقائد اور نظریات کو اختیار نہ کرے جن کی سند قرآن وحدیث میں نہ ہو۔ زندگی کے معاملات میں جن اوامر اور نواہی کی سند قرآن وحدیث میں ہو ان کے خلاف نہ کرے۔ دیگر معاملات میں قابل اعتبار معلومات کے بغیر محض ظن اور گمان کی بنید پر نہ تو کوئی رائے قائم کرے اور نہ ہی کوئی فیصلہ یا اقدام کرے۔

نوٹ۔2

زندگی کے تمام معملات میں کوئی رائے قائم کرنے یا فیصلہ کرنے کا جو Process ہے، اس کی وضاحت آیت۔ ۷/ ۱۷۹، نوٹ۔ ۲، میں کی جا چکی ہے۔ اس کو دوبارہ پڑھ لیں۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۳۶، میں ہم کو یہ بتایا گیا ہے کہ فیصلہ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو صلاحیتیں دے کر انسان کو دنیا کی امتحان گاہ میں بھیجا، ان کے متعلق پوچھا جائے گا کہ ان کو استعمال بھی کیا تھا یا محض اندھی تقلید پر ہی زندگی بسر کرتے رہے اور اگر استعمال کیا تھا تو کس مقصد کے لئے استعمال کیا۔

نوٹ۔3

آیت۔۳۶ میں الفاظ آئے ہیں ''عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا'' عام طور پر اس کا مطلب بیان کیا گیا ہے کہ کان، آنکھ اور دل سے پوچھا جائے گا لیکن استادِ محترم حافظ احمد یار صاحب کو اس سے اتفاق نہیں ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سَئَلَ زَیْدًا کا مطلب ہے اس نے زید سے پوچھا۔ جب کہ سَئَلَ عَنْ زَیْدٍ کا مطلب ہے اس نے زید کے بارے میں پوچھا۔ اس لحاظ سے مذکورہ الفاظ کا مطلب یہ بنتا ہے کہ مذکورہ صلاحیتوں سے نہیں بلکہ ان کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

آیت نمبر (41 تا 44)

ترجمہ

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا	فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	لِیَذَّكَّرُوْا ؕ
اور بیشک ہم نے بار بار بیان کیا ہے (مضامین کو)	اس قرآن میں	تا کہ وہ لوگ نصیحت حاصل کریں

وَمَا یَزِیْدُهُمْ	اِلَّا	نُفُوْرًا ﴿٤١﴾	قُلْ	لَّوْ
اور وہ (یعنی قرآن) زیادہ نہیں کرتا ان کو	مگر	نفرت میں	آپ کہہ دیجئے	اگر

كَانَ	مَعَهٗٓ	اٰلِهَةٌ	كَمَا	یَقُوْلُوْنَ	اِذًا
ہوتے	اس (اللہ) کے ساتھ	دوسرے معبود	جیسے کہ	وہ لوگ کہتے ہیں	تب تو

سُبۡحٰنَهٗ	سَبِيۡلًا ﴿۴۲﴾	اِلٰى ذِى الۡعَرۡشِ	لَابۡتَغَوۡا
پاکیزگی اس کی ہے	کوئی راستہ	عرش والے کی طرف	وہ (دوسرے معبود) ضرور تلاش کرتے

تُسَبِّحُ	عُلُوًّا كَبِيۡرًا ﴿۴۳﴾	يَقُوۡلُوۡنَ	عَمَّا	وَتَعٰلٰى
تسبیح کرتے ہیں	جیسا بڑے بلند ہونے کا حق ہے	وہ لوگ کہتے ہیں	اس سے جو	اور وہ بلند ہوا

مِّنۡ شَىۡءٍ	وَاِنۡ	فِيۡهِنَّ ؕ	وَمَنۡ	وَالۡاَرۡضُ	السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ	لَهُ
کوئی بھی چیز	اور نہیں ہے	ان میں ہیں	اور وہ جو	اور زمین	سات آسمان	اس کی

لَّا تَفۡقَهُوۡنَ	وَلٰـكِنۡ	بِحَمۡدِهٖ	يُسَبِّحُ	اِلَّا
تم لوگ سمجھتے نہیں ہو	اور لیکن	اس کی حمد کے ساتھ	وہ تسبیح کرتی ہے	مگر (یہ کہ)
غَفُوۡرًا ﴿۴۴﴾	حَلِيۡمًا	كَانَ	اِنَّهٗ	تَسۡبِيۡحَهُمۡ ؕ
بے انتہا بخشنے والا	بردبار	ہے	بیشک وہ	ان کی تسبیح کو

نوٹ۔1 فرشتوں، انسانوں، اور جنوں کے علاوہ جو باقی چیزیں ہیں ان کی تسبیح کا کیا مطلب ہے؟ بعض علماء نے فرمایا کہ ان کی تسبیح سے مراد تسبیح حال ہے۔ یعنی ہر چیز کا مجموعی حال بتا رہا ہے کہ وہ اپنے وجود میں مستقل اور دائمی نہیں ہے بلکہ وہ کسی بڑی قدرت کے تابع چل رہا ہے۔ یہی شہادت حال اس کی تسبیح ہے۔ (اس میں اب یہ اضافہ بھی پڑھنے اور سننے میں آتا ہے کہ ہر چیز اپنے وجود سے گواہی دے رہی ہے کہ ان کا خالق ہر نقص اور عیب سے پاک ہے۔ یہ ان کی تسبیح ہے۔ مرتب) مگر دوسرے اہل تحقیق کا قول یہ ہے کہ تسبیح اختیاری تو صرف فرشتوں اور مومن جن وانس کے لئے مخصوص ہے۔ جب کہ تکوینی طور پر کائنات کا ذرّہ ذرّہ اللہ کا تسبیح خواں ہے۔ قرآن کریم کا یہ ارشاد کہ تم لوگ ان کی تسبیح کہ سمجھتے نہیں ہو، اس پر دلالت کرتا ہے کہ ذرّہ ذرّہ کی تسبیح کوئی ایسی چیز ہے جس کو عام انسان سمجھ نہیں سکتے۔ جب کہ تسبیح حالی کو تو اہل عقل وفہم سمجھ سکتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ تسبیح صرف حالی نہیں بلکہ حقیقی بھی ہے مگر ہمارے فہم وادراک سے بالاتر ہے۔ امام قرطبیؒ نے اسی کو راجح قرار دیا ہے اور اس پر قرآن وسنت کے بہت سے دلائل پیش کئے ہیں۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (45تا48)

س ت ر

(ن۔ض) **سَتۡرًا** کسی چیز کو ڈھانکنا۔ چھپانا۔

سِتۡرٌ اس ذات ہے۔ ہر وہ چیز جس سے کوئی چیز چھپائی جائے۔ اوٹ۔ آڑ۔ ﴿لَّمۡ نَجۡعَلۡ لَّهُمۡ مِّنۡ دُوۡنِهَا سِتۡرًا ۙ﴾ (18/ الکھف:90) ''ہم نے نہیں بنایا ان کے لئے اس سے کوئی آڑ۔''

مَسۡتُوۡرٌ اسم المفعول ہے۔ ڈھانکا ہوا۔ چھپایا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۵۔

(استفعال) **اِسۡتِتَارًا** ڈھکنا۔ چھپنا۔ پردہ کرنا۔ ﴿وَمَا كُنۡتُمۡ تَسۡتَتِرُوۡنَ﴾ (41/حم السجدہ:22) ''اور تم لوگ پردہ نہیں کرتے تھے۔

ترجمہ	

وَاِذَا	قَرَاْتَ	الْقُرْاٰنَ	جَعَلْنَا	بَيْنَكَ	وَبَيْنَ الَّذِيْنَ
اور جب بھی	آپ ؐ پڑھتے ہیں	قرآن	تو ہم بنا دیتے ہیں	آپ ؐ کے	اوران کے درمیان جو

لَا يُؤْمِنُوْنَ	بِالْاٰخِرَةِ	حِجَابًا مَّسْتُوْرًا ۙ﴿٤٥﴾	وَّجَعَلْنَا	عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
ایمان نہیں لاتے	آخرت پر	ایک چھپایا ہوا پردہ	اور ہم ڈال دیتے ہیں	ان کے دلوں پر

اَكِنَّةً	اَنْ	يَّفْقَهُوْهُ	وَفِيْٓ اٰذَانِهِمْ	وَقْرًا ۭ	وَاِذَا
غلاف	کہ (کہیں)	وہ لوگ سمجھ لیں اس کو	اوران کے کانوں میں	ایک بوجھ	اور جب بھی

ذَكَرْتَ	رَبَّكَ	فِي الْقُرْاٰنِ	وَحْدَهٗ	وَلَّوْا	عَلٰٓي اَدْبَارِهِمْ
آپ ؐ ذکر کرتے ہیں	اپنے رب کا	قرآن میں	اس کے واحد ہونے کا	تو وہ پھیر دیتے ہیں (خودکو)	اپنی پیٹھوں پر

نُفُوْرًا ﴿٤٦﴾	نَحْنُ	اَعْلَمُ	بِمَا	يَسْتَمِعُوْنَ
نفرت کرتے ہوئے	ہم	سب سے زیادہ جانتے ہیں	اس کو	یہ لوگ غور سے سنتے ہیں

بِهٖٓ	اِذْ	يَسْتَمِعُوْنَ	اِلَيْكَ	وَاِذْ	هُمْ	نَجْوٰٓى
جس کے سبب سے	جب	یہ لوگ کان دھرتے ہیں	آپ ؐ کی طرف	اور جب	یہ لوگ	سرگوشی کرتے ہیں

اِذْ يَقُوْلُ	الظّٰلِمُوْنَ	اِنْ	تَتَّبِعُوْنَ	اِلَّا	رَجُلًا مَّسْحُوْرًا ﴿٤٧﴾
جب کہتے ہین	یہ ظالم لوگ	نہیں	پیروی کرتے تم لوگ	مگر	ایک جادو کئے ہوئے شخص کی

اُنْظُرْ	كَيْفَ	ضَرَبُوْا	لَكَ	الْاَمْثَالَ	فَضَلُّوْا
آپ ؐ دیکھیں	کیسے	انہوں نے بیان کیں	آپ ؐ کے لئے	مثالیں	نتیجتاً وہ گمراہ ہوئے

فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ	سَبِيْلًا ﴿٤٨﴾
پس وہ استطاعت نہیں رکھتے	کسی راستے کی

1181

1213
سبق۔ 74/4
49/17 تا100

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آیت نمبر(49 تا52)

ر ف ت

(ن) رَفۡتًا کسی چیز کو توڑنا۔ کوٹنا۔
رُفَاتٌ چورہ۔ ریزہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۹۔

ج د د

(ض) جَدَّۃً کسی چیز کا نیا ہونا۔
جَدًّا کسی چیز کو کاٹنا۔ راستہ طے کرنا۔
جَدِیۡدٌ فَعِیۡلٌ کے وزن پر صفت ہے۔ نیا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۹۔
جُدَّۃٌ ج جُدَدٌ۔ طریقہ۔ راستہ۔ ﴿وَمِنَ الۡجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیۡضٌ﴾ (35/ فاطر:27) ''اور پہاڑوں میں سفید راستے ہیں۔''
(س) جَدًّا بزرگی اور عظمت والا ہونا۔
جَدٌّ اسم ذات بھی ہے۔ عظمت، بزرگی۔ ﴿وَّ اَنَّہٗ تَعٰلٰی جَدُّ رَبِّنَا﴾ (72/ الجن:3) ''اور یہ کہ بلند ہوئی ہمارے رب کی عظمت۔''

ن غ ض

(ن۔ض) نَغۡضًا کانپنا۔ ہلنا۔
(افعال) اِنۡغَاضًا تعجب یا مسخری میں کوئی عضو ہلانا۔ جیسے ہاتھ نچانا۔ سر مٹکانا۔ وغیرہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵۱۔

ترجمہ

وَقَالُوۡۤا	ءَ	اِذَا	کُنَّا	عِظَامًا	وَّرُفَاتًا	ءَ	اِنَّا
اور انہوں نے کہا	کیا	جب	ہم ہوں گے	ہڈیاں	اور چورہ	کیا	ہم

لَمَبۡعُوۡثُوۡنَ	خَلۡقًا جَدِیۡدًا ﴿۴۹﴾	قُلۡ	کُوۡنُوۡا
ضرور اٹھائے جانے والے ہیں	ایک نئی مخلوق ہوتے ہوئے	آپ کہہ دیجیے	تم لوگ ہو جاؤ

حِجَارَۃً	اَوۡ	حَدِیۡدًا ﴿۵۰﴾	اَوۡ	خَلۡقًا	مِّمَّا	یَکۡبُرُ
کوئی پتھر	یا	کوئی لوہا	یا	کوئی مخلوق	جس کو	مشکل سمجھو

فِیۡ صُدُوۡرِکُمۡ	فَسَیَقُوۡلُوۡنَ	مَنۡ
اپنے جی میں (پھر بھی اٹھائے جاؤ گے)	پھر وہ کہیں گے	کون

يُّعِيْدُنَا ۭ	قُلِ	الَّذِيْ	فَطَرَكُمْ	اَوَّلَ مَرَّةٍ ۚ	1213 فَسَيُنْغِضُوْنَ
لوٹائے گا ہم کو	آپ ﷺ کہہ دیجئے	وہ جس نے	وجود بخشا تم کو	پہلی مرتبہ	پھر وہ لوگ مٹکائیں گے
اِلَيْكَ	رُءُوْسَهُمْ	وَيَقُوْلُوْنَ	مَتٰى	هُوَ ۭ	قُلْ
آپ ﷺ کی طرف	اپنے سروں کو	اور کہیں گے	کب	وہ ہے (یعنی ہوگا)	آپ ﷺ کہہ دیجئے

عَسٰٓى	اَنْ	يَّكُوْنَ	قَرِيْبًا ۝51	يَوْمَ	يَدْعُوْكُمْ	فَتَسْتَجِيْبُوْنَ
ہوسکتا ہے	کہ	وہ ہو	قریب	جس دن	وہ پکارے گا تم لوگوں کو	پھر تم لوگ جواب دو گے

بِحَمْدِهٖ	وَتَظُنُّوْنَ	اِنْ	لَّبِثْتُمْ	اِلَّا	قَلِيْلًا ۝52 ع
اس کی حمد کے ساتھ	اور گمان کرو گے (کہ)	نہیں	ٹھہرے تم	مگر	تھوڑا (عرصہ)

آیت نمبر (53 تا 57)

ترجمہ:	

وَقُلْ	لِّعِبَادِيْ	يَقُوْلُوا	الَّتِيْ	هِيَ	اَحْسَنُ ۭ
آپ ﷺ کہہ دیجئے	میرے بندوں سے (کہ)	وہ لوگ کہیں	وہ جو کہ	وہ ہی	سب سے اچھا ہے

اِنَّ	الشَّيْطٰنَ	يَنْزَغُ	بَيْنَهُمْ ۭ	اِنَّ	الشَّيْطٰنَ	كَانَ
بیشک	شیطان	فساد ڈالتا ہے	ان کے درمیان	بیشک	شیطان	ہے

لِلْاِنْسَانِ	عَدُوًّا مُّبِيْنًا ۝53	رَبُّكُمْ	اَعْلَمُ	بِكُمْ ۭ
انسان کے لئے	ایک کھلا دشمن	تم لوگوں کا رب	سب سے زیادہ جاننے والا	تم لوگوں کو

اِنْ	يَّشَاْ	يَرْحَمْكُمْ	اَوْ	اِنْ	يَّشَاْ	يُعَذِّبْكُمْ ۭ
اگر	وہ چاہے گا	تو وہ رحم کرے گا تم لوگوں پر	یا	اگر	وہ چاہے گا	تو وہ عذاب دے گا تم لوگوں کو

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ	عَلَيْهِمْ	وَكِيْلًا ۝54	وَرَبُّكَ	اَعْلَمُ
اور ہم نے نہیں بھیجا آپ ﷺ کو	ان پر	کوئی نگہبان (بنا کر)	اور آپ ﷺ کا رب	سب سے زیادہ جاننے والا ہے

بِمَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ	وَلَقَدْ فَضَّلْنَا	بَعْضَ النَّبِيّٖنَ
اس کو جو	آسمانوں اور زمین میں ہے	اور بیشک ہم نے فضیلت دی ہے	نبیوں کے بعض کو

عَلٰي بَعْضٍ	وَّاٰتَيْنَا	دَاوٗدَ	زَبُوْرًا ۝55	قُلِ	ادْعُوا	الَّذِيْنَ
بعض پر	اور ہم نے دی	داؤد ؑ کو	زبور	آپ ﷺ کہیے	تم لوگ پکارو	ان کو جن کا

زَعَمْتُمْ	مِّنْ دُوْنِهٖ	فَلَا يَمْلِكُوْنَ	كَشْفَ الضُّرِّ	عَنْكُمْ
تمہیں زعم ہے	اس (اللہ) کے علاوہ	تو وہ لوگ اختیار نہیں رکھتے	تکلیف کو کھولنے کا	تم لوگوں سے

وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿٥٦﴾	أُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	يَدْعُوْنَ	1213 يَبْتَغُوْنَ
اور نہ ہی بدلنے کا	وہ لوگ	جن کو	یہ لوگ پکارتے ہیں	وہ لوگ (تو خود) تلاش کرتے ہیں

اِلٰى رَبِّهِمُ	الْوَسِيْلَةَ	اَيُّهُمْ	اَقْرَبُ	وَيَرْجُوْنَ	رَحْمَتَهٗ
اپنے رب کی طرف	قربت کو	(کہ) ان کا کون	زیادہ قریب (ہوتا) ہے	اور وہ لوگ امید رکھتے ہیں	اس کی رحمت کی

وَيَخَافُوْنَ	عَذَابَهٗ ؕ	اِنَّ	عَذَابَ رَبِّكَ	كَانَ	مَحْذُوْرًا ﴿٥٧﴾
اور وہ خوف کرتے ہیں	اس کے عذاب کا	بیشک	آپؐ کے رب کا عذاب	ہے	کہ جس سے بچا جائے

نوٹ۔1

زیر مطالعہ آیت۔ ۵۴ میں دعوت کے معاملے میں مومنین اور پیغمبر کی ذمہ داری کی حد واضح فرما دی۔ فرمایا کہ یہ خدا ہی کو معلوم ہے کہ کون رحمت کا مستحق ہے اور وہ ہدایت پا کر رحمت کا مستحق ہوگا اور کون عذاب کا مستحق ہے اور وہ گمراہی پر جمے رہ کر عذاب کا مستحق ٹھہرے گا۔ پیغمبر اور اس کے ساتھیوں پر یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ سب کو مومن بنا دیں۔ ان پر ذمہ داری صرف حق پہنچا دینے کی ہے۔ ماننا نہ ماننا ان کا کام ہے۔ (تدبر قرآن)

اس میں یہ بھی ہدایت ہے کہ اہل ایمان کی زبان پر کبھی ایسے دعوے نہیں آنے چاہئیں کہ ہم جنتی ہیں اور فلاں شخص یا گروہ دوزخی ہے۔ اس کا فیصلہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ وہی سب انسانوں کے ظاہر و باطن اور ان کے حال و مستقبل سے واقف ہے۔ اسی کو یہ فیصلہ کرنا ہے کہ کسی پر رحمت فرمائے اور کسے عذاب دے۔ انسان اصولی طور پر تو یہ کہنے کا مجاز ہے کہ کتاب اللہ کی رو سے کس قسم کے انسان رحمت کے مستحق ہیں اور کس قسم کے انسان عذاب کے مستحق ہیں مگر یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ فلاں شخص کو عذاب دیا جائے اور فلاں شخص کو بخشا جائے گا۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

آیت۔ ۵۵ کا مطلب ہے کہ زمین و آسمان کے تمام انسان، جنات اور فرشتوں کا اسے علم ہے۔ ان کے مراتب کا بھی اسے علم ہے۔ ایک کو ایک پر فضیلت ہے۔ نبیوں میں بھی درجے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ نبیوں میں فضیلتیں نہ قائم کیا کرو۔ اس سے مطلب تعصب اور نفس پرستی سے اپنے طور پر فضیلت قائم کرنا ہے، نہ یہ کہ قرآن و حدیث سے ثابت شدہ فضیلت سے بھی انکار۔ جو فضیلت جس نبی کی ازروئے دلیل ثابت ہو اس کا ماننا واجب ہے۔ (ابن کثیر)

نوٹ۔3

آیت۔ ۵۶ سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کو بھی کچھ اختیار حاصل نہیں ہے۔ نہ کوئی دوسرا کسی مصیبت کو ٹال سکتا ہے، نہ کسی بری حالت کو اچھی حالت سے بدل سکتا ہے۔ اس طرح کا اعتقاد خدا کے سوا جس ہستی کے بارے میں رکھا جائے، وہ ایک مشرکانہ عقیدہ ہے۔ آیت۔ ۵۷ کے الفاظ خود گواہی دے رہے ہیں کہ مشرکین کے جن معبودوں اور فریادرسوں کا یہاں ذکر ہے ان سے مراد پتھر کے بت نہیں ہیں، بلکہ یا تو فرشتے ہیں یا گزرے ہوئے زمانے کے برگزیدہ انسان ہیں۔ مطلب صاف صاف یہ ہے کہ انبیاء ہوں یا اولیاء یا فرشتے، کسی کو بھی یہ طاقت نہیں کہ تمہاری دعائیں سنے اور تمہاری مدد کو پہنچے۔ تم حاجت روائی کے لئے ان کو وسیلہ بنا رہے ہو اور ان کا حال یہ ہے کہ وہ خود اللہ کی رحمت کے امیدوار ہیں اور قرب حاصل کرنے کے وسائل ڈھونڈ رہے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

1213

آیت نمبر (58 تا 60)

ترکیب

آیت۔۵۹) اَرۡسَلَ کا مفعول بنفسہٖ آتا ہے۔ اَلۡاٰيٰتِ پر با کا صلہ بتا رہا ہے کہ نُرۡسِلَ کا مفعول محذوف ہے جو کہ الرَّسُوۡلَ ہوسکتا ہے۔ مُبۡصِرَةً صفت ہے، اس کا موصوف اٰيَةً محذوف ہے۔ ظَلَمَ کا مفعول بھی بنفسہٖ آتا ہے۔ هَا کی ضمیر پر با کا صلہ بتا رہا ہے کہ فَظَلَمُوۡا کا مفعول محذوف ہے جو کہ اَنۡفُسَهُمۡ ہوسکتا ہے۔ (آیت۔61) جَعَلۡنَا کا مفعول اوّل اَلرُّءۡيَا ہے جب کہ وَ الشَّجَرَةَ الۡمَلۡعُوۡنَةَ اس کا مفعول ثانی ہے۔ سادہ جملہ اس طرح ہوتا ہے۔ وَمَا جَعَلۡنَا الرُّءۡيَا الَّتِىۡۤ اَرَيۡنٰكَ وَالشَّجَرَةَ الۡمَلۡعُوۡنَةَ فِى الۡقُرۡاٰنِ ؕ اِلَّا فِتۡنَةً لِّلنَّاسِ۔

ترجمہ

وَاِنۡ	مِّنۡ قَرۡيَةٍ	اِلَّا	نَحۡنُ	مُهۡلِكُوۡهَا	قَبۡلَ يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ
اور نہیں ہے	کوئی بھی بستی	مگر (یہ کہ)	ہم	ہلاک کرنے والے ہیں اس کو	قیامت کے دن سے پہلے

اَوۡ	مُعَذِّبُوۡهَا	عَذَابًا شَدِيۡدًا ؕ	كَانَ	ذٰلِكَ	فِى الۡكِتٰبِ	مَسۡطُوۡرًا ﴿۵۸﴾
یا	عذاب دینے والے ہیں اس کو	ایک سخت عذاب	ہے	یہ	کتاب میں	لکھا ہوا

وَمَا مَنَعَنَاۤ	اَنۡ	نُّرۡسِلَ	بِالۡاٰيٰتِ
اور نہیں روکا ہم کو	کہ	ہم بھیجیں (ان رسول کو)	نشانیوں (یعنی معجزوں) کے ساتھ

اِلَّاۤ	اَنۡ	كَذَّبَ	بِهَا	الۡاَوَّلُوۡنَ ؕ	وَاٰتَيۡنَا	ثَمُوۡدَ	النَّاقَةَ
مگر (اس لئے)	کہ	جھٹلایا	ان (نشانیوں) کو	پہلوں نے	اور ہم نے دی	ثمود کو	اونٹنی

مُبۡصِرَةً	فَظَلَمُوۡا	بِهَا ؕ
بصیرت کے ذریعہ کے طور پر	پھر انہوں نے ظلم کیا (اپنے آپ پر)	اس (اونٹنی) کے سبب سے

وَمَا نُرۡسِلُ	بِالۡاٰيٰتِ	اِلَّا	تَخۡوِيۡفًا ﴿۵۹﴾	وَاِذۡ	قُلۡنَا
اور ہم نہیں بھیجتے (رسولوں کو)	نشانیوں کے ساتھ	مگر	ڈرانے کو	اور جب	ہم نے کہا

لَكَ	اِنَّ	رَبَّكَ	اَحَاطَ	بِالنَّاسِ ؕ	وَمَا جَعَلۡنَا
آپ ؐ سے	(کہ) بیشک	آپ ؐ کے رب نے	گھیرے میں لیا	لوگوں کو	اور ہم نے نہیں بنایا

الرُّءۡيَا الَّتِىۡۤ	اَرَيۡنٰكَ	اِلَّا	فِتۡنَةً	لِّلنَّاسِ	وَالشَّجَرَةَ الۡمَلۡعُوۡنَةَ
اس خواب کو جو	ہم نے دکھایا آپ ؐ کو	مگر	ایک آزمائش	لوگوں کے لئے	اور لعنت کئے ہوئے درخت کو (بھی)

فِى الۡقُرۡاٰنِ ؕ	وَنُخَوِّفُهُمۡ ۙ	فَمَا يَزِيۡدُهُمۡ	اِلَّا	طُغۡيَانًا كَبِيۡرًا ﴿۶۰﴾
جو قرآن میں ہے	اور ہم خوف دلاتے ہیں ان کو	پھر وہ زیادہ نہیں کرتا ان کو	مگر	ایک بڑی سرکشی میں

نوٹ۔1

ہر بستی کے ہلاک ہونے کا مطلب یہ ہے کہ یہاں بقائے دوام کسی کو بھی حاصل نہیں ہے۔ ہر بستی کو یا تو طبعی موت مرنا ہے یا خدا کے عذاب سے ہلاک ہونا ہے۔ (تفہیم القرآن)

1213

نوٹ۔2

مشرکین مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اگر آپؐ چاہتے ہیں کہ ہم آپ پر ایمان لائیں تو اس صفا کے پہاڑ کو سونے کا کر دیں۔ ہم آپؐ کی سچائی کے قائل ہو جائیں گے۔ آپؐ پر وحی آئی کہ اگر آپؐ کی بھی یہی خواہش ہو تو میں اس پہاڑ کو ابھی سونے کا بنا دیتا ہوں۔ لیکن اگر پھر بھی یہ ایمان نہ لائے تو اب انہیں مہلت نہیں ملے گی۔ فی الفور عذاب آ جائے گا اور یہ تباہ کر دیئے جائیں گے اور اگر آپؐ کو انہیں سوچنے کا موقع دینا منظور ہے تو میں ایسا نہ کروں۔ آپؐ نے فرمایا خدایا میں انہیں باقی رکھنے میں ہی خوش ہوں۔ آیت۔۵۹۔ میں اس کی طرف اشارہ ہے۔ (ابن کثیرؒ)

نوٹ۔3

لفظ فتنہ عربی زبان میں بہت سے معانی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ بی بی عائشہؓ، حضرت معاویہؓ، حسنؓ اور مجاہد وغیرہ ائمہ تفسیر نے اس جگہ (آیت۔۶۱) فتنہ سے مراد فتنۂ ارتداد لیا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں پر جانے اور صبح سے پہلے واپس آنے کا ذکر کیا تو کچھ نومسلم لوگ، جن میں ایمان راسخ نہیں ہوا تھا، اس بات کی تکذیب کر کے مرتد ہو گئے۔

اس سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ لفظ رؤیا عربی زبان میں اگرچہ خواب کے معنی میں بھی آتا ہے لیکن اس جگہ اس سے مراد خواب نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو لوگوں کے مرتد ہو جانے کی کوئی وجہ نہیں تھی کیونکہ خواب تو ہر شخص ایسے دیکھ سکتا ہے۔ بلکہ اس جگہ رؤیا سے مراد ایک واقعہ کو بحالت بیداری دکھانا ہے۔ (معارف القرآن)

لعنت کئے ہوئے درخت سے مراد زقوم ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ دوزخیوں کو زقوم کا درخت کھلایا جائے گا اور آپؐ نے اسے دیکھا ہے (شب معراج میں) تو کافروں نے اسے سچ نہ مانا اور مذاق اڑایا (کہ دوزخ میں اتنی آگ ہو گی تو وہاں درخت کیسے اگے گا)۔ (ابن کثیرؒ)

آیت نمبر (61 تا 65)

ح ن ک

(ن۔ض)	حَنْكًا	(۱) کسی چیز کو چبا کر نرم کرنا۔ (۲) گھوڑے کے منہ میں لگام دے کر اسے قابو میں کرنا۔
(افتعال)	اِحْتِنَاكًا	(۱) اہتمام سے چبا کر چٹ کر جانا جیسے ٹڈی دل کاشت کو کھا کر صاف کر دیتا ہے۔ (۲) کسی پر غالب ہونا۔ پوری طرح قابو پانا۔ زیر مطالعہ آیت ۶۲۔

و ف ر

(ض)	وَفْرًا	زیادہ کرنا۔ پورا کرنا۔
	مَوْفُوْرٌ	اسم المفعول ہے۔ پورا کیا ہوا۔ مکمل کیا ہوا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۳

ف ز ز

(ن)	فَزًّا	ہوش اڑا دینا۔ کسی کو گھبرا کر اس کی جگہ سے ہٹا دینا۔
(استفعال)	اِسْتِفْزَازًا	مضطرب کر دینا۔ جگہ سے ہٹا دینا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۴

1213

ص و ت

(ن) صَوْتًا آواز نکالنا

صَوْتٌ ج اَصْوَاتٌ۔ آواز۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۴

ج ل ب

(ن۔ض) جَلْبًا (۱) ہانک کرلے آنا۔ (۲) زخم اچھا ہوتے وقت اس پر چھلی کا پردہ آنا۔

جِلْبَابٌ ج جَلَابِیْبُ۔ چادر۔ اوڑھنی۔ ﴿یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ﴾ (33/الاحزاب:59) ''وہ خواتین نزدیک کرلیں اپنے اوپر اپنی اوڑھنیوں کو۔''

(افعال) اِجْلَابًا ہانک کرلے آنا۔ چڑھانا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۴۔

ترکیب

(آیت۔ ۶۲) اَرَءَیْتَکَ میں ضمیر ''کَ'' ضمیر مفعولی نہیں ہے بلکہ ضمیر زائدہ ہے اور اس کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ یہ پورا فقرہ عربی محاورہ ہے جس کے معنی ہیں ''بھلا دیکھ تو سہی۔'' قَلِیْلًا کے آگے مِنْهُمْ محذوف ہے۔ (آیت۔ ۶۳) اِذْهَبْ کے آگے اَنْتَ مُؤَخَّرٌ محذوف ہے۔

ترجمہ

وَاِذْ	قُلْنَا	لِلْمَلٰٓئِکَةِ	اسْجُدُوْا	لِاٰدَمَ	فَسَجَدُوْٓا
اور جب	ہم نے کہا	فرشتوں سے	تم لوگ سجدہ کرو	آدمؑ کو	تو انہوں نے سجدہ کیا

اِلَّآ	اِبْلِیْسَ	قَالَ	ءَ	اَسْجُدُ	لِمَنْ	خَلَقْتَ	طِیْنًا ﴿۶۱﴾
سوائے	ابلیس کے	اس نے کہا	کیا	میں سجدہ کروں	اس کو جسے	تو نے پیدا کیا	مٹی سے

قَالَ	اَرَءَیْتَکَ	هٰذَا الَّذِیْ	کَرَّمْتَ	عَلَیَّ	لَئِنْ	اَخَّرْتَنِ
اس نے کہا	بھلا تو دیکھ تو سہی	یہ وہ ہے جس کو	تو نے معزز کیا	مجھ پر	یقیناً اگر	تو نے مہلت دی مجھ کو

اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ	لَاَحْتَنِکَنَّ	ذُرِّیَّتَهٗٓ	اِلَّا	قَلِیْلًا ﴿۶۲﴾
قیامت کے دن تک	تو میں لازماً قابو پالوں گا	اس کی اولاد پر	سوائے	تھوڑے سے (ان میں سے)

قَالَ	اذْهَبْ	فَمَنْ	تَبِعَکَ	مِنْهُمْ	فَاِنَّ
(اللہ نے) کہا	دفع ہو جا (تو مہلت دیا ہوا ہے)	پس جو	پیروی کرے گا تیری	ان میں سے	تو یقیناً

جَهَنَّمَ	جَزَآؤُکُمْ	جَزَآءً مَّوْفُوْرًا ﴿۶۳﴾	وَاسْتَفْزِزْ	مَنِ
جہنم	تم لوگوں کا بدلہ ہے	مکمل بدلہ ہوتے ہوئے	اور تو ڈگمگالے	اس کو جس پر

اسْتَطَعْتَ	مِنْهُمْ	بِصَوْتِکَ	وَاَجْلِبْ	عَلَیْهِمْ	بِخَیْلِکَ
تیرا بس چلے	ان میں سے	اپنی آواز سے	اور تو چڑھا لا	ان پر	اپنے سواروں کو

وَرَجِلِکَ	وَشَارِکْهُمْ	فِی الْاَمْوَالِ	وَالْاَوْلَادِ	وَ	عِدْ
اور اپنے پیادوں کو	اور تو ساجھی بن ان کا	مالوں میں	اور اولاد میں	اور	تو وعدہ دے

هُمْ ؕ	وَمَا يَعِدُ	هُمُ	الشَّيْطٰنُ	اِلَّا	غُرُوْرًا ۝۶۴	اِنَّ	1213 عِبَادِيْ
ان کو	اور وعدہ نہیں دیتا	ان کو	شیطان	سوائے	فریبوں کے	بیشک	میرے بندے (جو ہیں)

لَيْسَ	لَكَ	عَلَيْهِمْ	سُلْطٰنٌ ؕ	وَكَفٰى	بِرَبِّكَ	وَكِيْلًا ۝۶۵
نہیں ہے	تیرے لئے	ان پر	کوئی اختیار	اور کافی ہے	آپ کا رب	بطور کارساز

آیت نمبر (66 تا 70)

ح ص ب

(ن۔ض) حَصْبًا: کنکری سے مارنا۔فرش بنانے کے لئے چھوٹے پتھر بچھانا۔

حَصَبٌ: اسم ذات ہے۔چھوٹے پتھر۔ایندھن۔﴿ اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ ؕ ﴾ (61/الانبیاء:98) ’’بیشک تم لوگ اور وہ جس کی تم لوگ پرستش کرتے ہو، اللہ کے علاوہ، (وہ سب) جہنم کا ایندھن ہیں‘‘

حَاصِبٌ: اسم الفاعل ہے۔کنکری مارنے والا۔پھر زیادہ تر کنکریاں اڑانے والی تند و تیز ہوا کے لئے آتا ہے۔زیر مطالعہ آیت۔۶۸۔

ت ء ر

تَارًا: جھڑکنا۔دھمکانا

تَارَةٌ: ایک مرتبہ۔ایک دفعہ (کثرت استعمال کی وجہ سے اس کا ہمزہ الف میں تبدیل ہو گیا ہے) زیر مطالعہ آیت۔۶۹۔

ق ص ف

(ض) قَصْفًا: کسی چیز کو توڑنا۔

قَاصِفٌ: اسم الفاعل ہے۔توڑنے والا۔پھر زیادہ تر درختوں اور عمارتوں کو توڑ دینے والی شدید ہوا کے لئے آتا ہے۔زیر مطالعہ آیت۔۶۹۔

ترجمہ

رَبُّكُمُ	الَّذِيْ	يُزْجِيْ	لَكُمُ	الْفُلْكَ	فِي الْبَحْرِ	لِتَبْتَغُوْا
تمہارا رب	وہ ہے جو	چلاتا ہے	تمہارے لئے	کشتی کو	سمندر میں	تا کہ تم لوگ تلاش کرو

مِنْ فَضْلِهٖ ؕ	اِنَّهٗ	كَانَ	بِكُمْ	رَحِيْمًا ۝۶۶	وَاِذَا
اس کے فضل میں سے	بیشک وہ	ہے	تم لوگوں پر	ہر حال میں رحم کرنے والا	اور جب بھی

مَسَّكُمُ	الضُّرُّ	فِي الْبَحْرِ	ضَلَّ	مَنْ
چھوتی ہے تم لوگوں کو	تکلیف (یعنی آفت)	سمندر میں	تو گم ہو جاتے ہیں	وہ جن کو

تَدْعُوْنَ	اِلَّآ	اِيَّاهُ ۚ	فَلَمَّا	نَجّٰكُمْ	1213 اِلَى الْبَرِّ
تم لوگ پکارتے ہو	مگر	اس (اللہ) کو ہی پکارتے ہو	پھر جب	وہ نجات دیتا ہے تم کو	خشکی کی طرف

اَعْرَضْتُمْ ؕ	وَكَانَ	الْاِنْسَانُ	كَفُوْرًا ﴿۶۷﴾
تو تم لوگ بے رخی برتتے ہو	اور ہے	انسان	انتہائی ناشکری کرنے والا

اَفَاَمِنْتُمْ	اَنْ	يَّخْسِفَ	بِكُمْ	جَانِبَ الْبَرِّ	اَوْ
تو کیا تم لوگ امن میں ہو	(اس سے) کہ	وہ دھنسا دے	تمہیں	خشکی کی	یا

يُرْسِلَ	عَلَيْكُمْ	حَاصِبًا	ثُمَّ	لَا تَجِدُوْا	لَكُمْ
وہ بھیج دے	تم لوگوں پر	کنکریاں مارنے والی تند ہوا کو	پھر	تم لوگ نہیں پاؤ گے	اپنے لئے

وَكِيْلًا ﴿۶۸﴾	اَمْ	اَمِنْتُمْ	اَنْ	يُّعِيْدَ	كُمْ	فِيْهِ
کوئی کارساز	یا	تم لوگ امن میں ہو	(اس سے) کہ	واپس لے جائے	تم کو	اسی (سمندر) میں

تَارَةً اُخْرٰى	فَيُرْسِلَ	عَلَيْكُمْ	قَاصِفًا	مِّنَ الرِّيْحِ	فَيُغْرِقَكُمْ
دوسری مرتبہ	پھر وہ بھیجے	تم لوگوں پر	توڑنے والی شدید ہوا	ہوا میں سے	نتیجۃً وہ غرق کر دے تم کو

بِمَا	كَفَرْتُمْ ۙ	ثُمَّ	لَا تَجِدُوْا	لَكُمْ	عَلَيْنَا	بِهٖ
بسبب اس کے جو	تم نے ناشکری کی	پھر	تم لوگ نہیں پاؤ گے	اپنے لئے	ہمارے خلاف	اس کے سبب سے

تَبِيْعًا ﴿۶۹﴾	وَلَقَدْ كَرَّمْنَا	بَنِيْٓ اٰدَمَ	وَحَمَلْنٰهُمْ
کوئی پیچھے لگنے والا	اور بیشک ہم نے معزز کیا ہے	آدمؑ کے بیٹوں کو	اور ہم نے سواری دی ان کو

فِي الْبَرِّ	وَالْبَحْرِ	وَرَزَقْنٰهُمْ	مِّنَ الطَّيِّبٰتِ
خشکی میں	اور سمندر میں	اور ہم نے رزق دیا ان کو	پاکیزہ (چیزوں) میں سے

وَفَضَّلْنٰهُمْ	عَلٰى كَثِيْرٍ	مِّمَّنْ	خَلَقْنَا	تَفْضِيْلًا ﴿۷۰﴾ ع
اور ہم نے فضیلت دی ان کو	اکثر پر	ان میں سے جن کو	ہم نے پیدا کیا	جیسے فضیلت دیتے ہیں

آیت نمبر (71 تا 77)

ترجمہ	

يَوْمَ	نَدْعُوْا	كُلَّ اُنَاسٍۢ	بِاِمَامِهِمْ ۚ	فَمَنْ	اُوْتِيَ
جس دن	ہم بلائیں گے	ہر گروہ کو	ان کے ریکارڈ کے ساتھ	پس وہ جس کو	دی گئی

كِتٰبَهٗ	بِيَمِيْنِهٖ	فَاُولٰٓئِكَ	يَقْرَءُوْنَ	كِتٰبَهُمْ
اس کی کتاب	اس کے داہنے ہاتھ میں	تو وہ لوگ	پڑھیں گے	اپنی کتاب کو

وَلَا يُظْلَمُوْنَ	فَتِيْلًا ﴿٧١﴾	وَمَنْ	كَانَ	فِيْ هٰذِهٖٓ 1213
اوران پر ظلم نہیں کیا جائے گا	دھاگے برابر بھی	اور وہ جو	تھا	اس (دنیا) میں

اَعْمٰى	فَهُوَ	فِي الْاٰخِرَةِ	اَعْمٰى	وَاَضَلُّ	سَبِيْلًا ﴿٧٢﴾
اندھا	تو وہ	آخرت میں (بھی)	اندھا ہوگا	اور (وہ) زیادہ گمراہ ہوگا	بلحاظ راستہ کے

وَاِنْ	كَادُوْا	لَيَفْتِنُوْنَكَ	عَنِ الَّذِيْٓ	اَوْحَيْنَآ
اور بیشک	وہ لوگ قریب تھے کہ	وہ ضرور پھسلا دیں آپ کو	اس سے جو	ہم نے وحی کیا

اِلَيْكَ	لِتَفْتَرِيَ	عَلَيْنَا	غَيْرَهٗ ۖ	وَاِذًا	لَّاتَّخَذُوْكَ
آپؐ کی طرف	تاکہ آپؐ گھڑیں	ہم پر	اس (وحی) کے علاوہ	اور تب تو	وہ ضرور بنالیں گے آپؐ کو

خَلِيْلًا ﴿٧٣﴾	وَلَوْلَآ	اَنْ	ثَبَّتْنٰكَ	لَقَدْ كِدْتَّ
ایک قریبی دوست	اگر نہ ہوتا	کہ	ہم جمادیں آپؐ کو	تو بیشک آپؐ قریب ہو چکے تھے کہ

تَرْكَنُ	اِلَيْهِمْ	شَيْـًٔا قَلِيْلًا ﴿٧٤﴾ ۙ	اِذًا	لَّاَذَقْنٰكَ
آپؐ مائل ہو جائیں	ان کی طرف	تھوڑا سا	تب تو	ہم ضرور چکھاتے آپؐ کو

ضِعْفَ الْحَيٰوةِ	وَضِعْفَ الْمَمَاتِ	ثُمَّ	لَا تَجِدُ	لَكَ
زندگی (کے عذاب) کا دوگنا	اور موت (کے عذاب) کا دوگنا	پھر	آپؐ نہ پاتے	اپنے لئے

عَلَيْنَا	نَصِيْرًا ﴿٧٥﴾	وَاِنْ	كَادُوْا	لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ
ہمارے خلاف	کوئی مدد کرنے والا	اور بیشک	وہ لوگ قریب تھے کہ	وہ ضرور اکھاڑ دیں آپؐ کو

مِنَ الْاَرْضِ	لِيُخْرِجُوْكَ	مِنْهَا	وَاِذًا	لَّا يَلْبَثُوْنَ
اس زمین پر سے (یعنی مکہ سے)	تاکہ وہ لوگ نکال دیں آپؐ کو	اس (زمین) سے	اور تب تو	وہ لوگ نہ ٹھہرتے

خِلٰفَكَ	اِلَّا	قَلِيْلًا ﴿٧٦﴾	سُنَّةَ مَنْ	قَدْ اَرْسَلْنَا
آپؐ کے پیچھے	مگر	تھوڑا سا	(جیسا کہ ہمارا) دستور ان کے باب میں رہا ہے	ہم بھیج چکے ہیں

قَبْلَكَ	مِنْ رُّسُلِنَا	وَلَا تَجِدُ	لِسُنَّتِنَا	تَحْوِيْلًا ﴿٧٧﴾ ع
آپؐ سے پہلے	اپنے پیغمبروں میں سے	اور آپؐ نہیں پائیں گے	ہمارے دستور میں	کوئی تبدیلی

نوٹ۔1

آیت نمبر۔۲/۷۸ کی لغت میں ہم بتا چکے ہیں کہ قرآن مجید میں لفظ ’’امام‘‘ تین معانی میں استعمال ہوا ہے۔ (۱) راستہ، (۲) ریکارڈ اور (۳) پیشوا۔ ہم نے جو بھی دو چار تفاسیر دیکھی ہیں ان سب نے زیرِ مطالعہ آیت۔ ۷۱ میں بِاِمَامِهِمْ کا ترجمہ کیا ہے۔ ’’ان کے امام/ سرداروں/ پیشواؤں کے ساتھ۔‘‘ ابن کثیر کے مترجم نے بھی یہی ترجمہ کیا ہے، لیکن ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ امام سے مراد یہاں نبی ہیں۔ ہر امت قیامت کے دن اپنے نبی کے ساتھ بلائی جائے گی۔ ابن زید کہتے ہیں یہاں امام سے مراد کتاب خدا ہے۔

جوان کی شریعت کے بارے میں اتری تھی۔ ابن جریر اس تفسیر کو بہت پسند فرماتے ہیں اور اسی کو مختار کہتے ہیں۔ مجاہد کہتے ہیں اس سے مراد ان کی کتابیں ہیں۔ ممکن ہے کتاب سے مراد یا تو احکام کی کتاب خدا ہو یا نامۂ اعمال ہو۔ چنانچہ ابن عباسؓ اس سے اعمال نامہ مراد لیتے ہیں۔ ابوالعالیہ، حسن اور ضحاک بھی یہی کہتے ہیں اور یہی زیادہ ترجیح والا قول ہے۔ ابن کثیرؒ کی اس تفسیر کی بنیاد پر ہم نے بِاِمَامِهِمْ کا ترجمہ کیا ہے۔ ''ان کے ریکارڈ کے ساتھ۔''

نوٹ۔2

مخالفین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے یہ تجویز پیش کی کہ اگر فلاں فلاں احکام میں ترمیم کر دیں تو ہم یہ دعوت قبول کر لیتے ہیں۔ پھر ہم اور آپؐ گہرے دوست بن کر رہیں گے۔ آپؐ کے لئے یہ بڑا ہی سخت مرحلہ تھا۔ ایک طرف اللہ کے احکام تھے جن میں ایک نقطہ کے برابر بھی آپؐ ترمیم کرنے کے مجاز نہ تھے۔ دوسری طرف آپؐ اپنی قوم کے ایمان کی شدید خواہش رکھتے تھے اور کسی ایسے موقع کو ضائع نہیں ہونے دینا چاہتے تھے جس سے قوم کے ایمان کی راہ پر پڑنے کی امید بندھتی ہو۔ اس صورتحال نے آپؐ کو تذبذب میں ڈال دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس نازک مرحلے میں اپنے پیغمبر کی دستگیری فرمائی اور آپؐ کو تذبذب سے نکال کر صحیح شاہراہ پر لا کھڑا کر دیا۔ یہ امر یہاں ملحوظ رہے کہ نبی کے معصوم ہونے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ اس کو کوئی تذبذب کی حالت میں پیش نہیں آتی یا کوئی غلط میلان اس کے دل میں فطور نہیں کرتا بلکہ اس کے معنی صرف یہ ہیں کہ اوّل تو اس کا میلان کبھی جانب نفس نہیں ہوتا بلکہ ہمیشہ خیر کی جانب ہوتا ہے، دوسرے یہ کہ جانبِ خیر میں بھی اگر وہ کوئی ایسا قدم اٹھاتا نظر آتا ہے جو صحیح نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کو بچا لیتا ہے اور صحیح سمت میں اس کی رہنمائی فرما دیتا ہے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (78تا84)

د ل ک

	دَلْكًا	ملنا۔ رگڑنا۔
	دُلُوْكًا	جھکنا۔ ڈھلنا۔ زیر مطالعہ آیت۔78۔

غ س ق

(ض)	غَسَقًا	تاریک ہونا۔ اندھیرا ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔78۔
	غَاسِقٌ	اسم الفاعل ہے۔ تاریک ہونے والا۔ ﴿ وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝۳ ﴾ (113/الفلق:3) ''اور تاریک ہونے والے کے شر سے جب وہ گہرا ہو۔''
(س)	غَسَقَانًا	آنکھ میں آنسو ڈبڈبانا۔ زخم میں پیپ بھرنا۔
	غَسَّاقٌ	بار بار بھرنے والی یعنی بہنے والی پیپ۔ ﴿ وَ لَا شَرَابًا ۝۲۴ اِلَّا حَمِيْمًا وَّ غَسَّاقًا ۝۲۵ ﴾ (78/النبا:24،25) ''اور نہ ہی پینے کی کوئی چیز سوائے گرم پانی کے اور پیپ کے۔''

ھ ج د

(ن)	هُجُوْدًا	(۱) نیند میں سونا۔ (۲) نیند سے جاگنا۔
(تفعّل)	تَهَجُّدًا	(۱) بتکلف سونا۔ (۲) بتکلف جاگنا۔ بیدار رہنا۔ زیر مطالعہ آیت۔79۔

1213

ش ک ل

(ن) شَکۡلًا شکل و صورت میں مشابہت ہونا۔ ملتا جلتا ہونا۔ ﴿وَّ اٰخَرُ مِنۡ شَکۡلِہٖۤ اَزۡوَاجٌ ؕ﴾ (38/ ص:58)''اور دوسرے اس کے ملتے جلتے سے کچھ جوڑے۔''

شَاکِلَۃٌ اسم الفاعل شَاکِلٌ کا مؤنث ہے۔ مشابہ ہونے والی۔ پھر اس سے مراد لیتے ہیں آدمی کی طبیعت و مزاج کیونکہ اس کا عمل اس کے مطابق ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔۸۴۔

ترکیب

(آیت۔۷۸) قُرۡاٰنَ کی نصب بتا رہی ہے کہ یہ اَقِمِ پر عطف ہے۔ (آیت۔۷۹) فَتَہَجَّدۡ بِہٖ میں ہٖ کی ضمیر قرآن کے لئے ہے۔ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔۸۰) مادہ ''د خ ل'' سے باب افعال میں اِدۡخَالًا کے علاوہ ایک مصدر مُدۡخَلًا بھی آتا ہے۔ جب کہ باب افعال میں اس کا اسم المفعول بھی مُدۡخَلٌ ہے جو کہ ظرف کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے مُدۡخَلَ صِدۡقٍ کے دونوں طرح کے ترجمے درست ہوں گے۔ ہم مصدر کے لحاظ سے ترجمہ کو ترجیح دیں گے۔ اسی طرح مُخۡرَجَ صِدۡقٍ کا ترجمہ بھی مصدر کے لحاظ سے کریں گے۔ (آیت۔۸۲) وَلَا یَزِیۡدُ میں شامل ھُوَ کی ضمیر فاعلی القرآن کے لئے ہے۔

ترجمہ

وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ ؕ	اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ	لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ	الصَّلٰوۃَ	اَقِمِ
اور فجر کے قرآن کو (قائم کریں)	رات کے تاریک ہونے تک	سورج کے ڈھلنے سے	نماز کو	آپ ؐ قائم کریں

فَتَہَجَّدۡ	وَمِنَ الَّیۡلِ	مَشۡہُوۡدًا ﴿۷۸﴾	کَانَ	قُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ	اِنَّ
پھر آپؐ بیدار رہیں	اور رات میں سے	حاضر کیا گیا	ہے	فجر کا قرآن	بیشک

یَّبۡعَثَکَ	اَنۡ	عَسٰۤی	لَّکَ ٭ۖ	نَافِلَۃً	بِہٖ
پہنچائے آپ ؐ کو	کہ	ہو سکتا ہے	آپؐ کے لئے	اضافی ہوتے ہوئے	اس (قرآن) کے ساتھ

مُدۡخَلَ صِدۡقٍ	اَدۡخِلۡنِیۡ	رَّبِّ	وَقُلۡ	مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ﴿۷۹﴾	رَبُّکَ
سچائی کا داخل کرنا	تو داخل کر مجھ کو	اے میرے رب	اور آپؐ کہیے	مقام محمود تک	آپؐ کا رب

سُلۡطٰنًا نَّصِیۡرًا ﴿۸۰﴾	مِنۡ لَّدُنۡکَ	لِّیۡ	وَّاجۡعَلۡ	مُخۡرَجَ صِدۡقٍ	وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ
ایک مددگار قوت	اپنے پاس سے	میرے لئے	اور تو بنا	سچائی کا نکالنا	اور تو نکال مجھ کو

زَہُوۡقًا ﴿۸۱﴾	کَانَ	الۡبَاطِلَ	اِنَّ	الۡبَاطِلُ ؕ	وَزَہَقَ	الۡحَقُّ	جَآءَ	وَقُلۡ
مٹنے والا	ہے	باطل	بیشک	باطل	اور مٹ گیا	حق	آیا	اور آپؐ کہیے

لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۙ	وَّ رَحۡمَۃٌ	شِفَآءٌ	ھُوَ	مَا	مِنَ الۡقُرۡاٰنِ	وَنُنَزِّلُ
ایمان لانے والوں کے لئے	اور رحمت ہے	شفا ہے	جو	اس کو	قرآن میں سے	اور ہم اتارتے ہیں

وَلَا يَزِيْدُ	الظّٰلِمِيْنَ	اِلَّا	خَسَارًا ﴿٨٢﴾	1213 وَاِذَآ
اور وہ (یعنی قرآن) زیادہ نہیں کرتا	ظالموں کو	مگر	بلحاظ خسارے کے	اور جب بھی

اَنْعَمْنَا	عَلَى الْاِنْسَانِ	اَعْرَضَ	وَنَاٰ	بِجَانِبِهٖ ج
ہم نعمت نچھاور کرتے ہیں	انسان پر	تو وہ منہ پھیر لیتا ہے	اور موڑ لیتا ہے	اپنے پہلو کو

وَاِذَا	مَسَّهُ	الشَّرُّ	كَانَ	يَئُوْسًا ﴿٨٣﴾	قُلْ
اور جب بھی	چھوتی ہے اس کو	برائی	تو وہ ہوتا ہے	انتہائی مایوس	آپ ؐ کہیے

كُلٌّ	يَّعْمَلُ	عَلٰى شَاكِلَتِهٖ ط	فَرَبُّكُمْ	اَعْلَمُ
ہر شخص	کام کرتا ہے	اپنے اپنے (طریقے) پر	تو تم لوگوں کا رب	خوب جاننے والا ہے

بِمَنْ	هُوَ	اَهْدٰى	سَبِيْلًا ﴿٨٤﴾ ع
اس کو	جو	زیادہ ہدایت پر ہے	بلحاظ راستے کے

نوٹ۔1

آیت۔۷۸ میں مجملاً یہ بتادیا گیا کہ پنج وقتہ نماز، جو معراج کے موقع پر فرض کی گئی تھی، اس کے اوقات کی تنظیم کس طرح کی جائے۔ حکم ہوا کہ ایک نماز تو طلوع آفتاب سے پہلے پڑھ لی جائے اور باقی چار نمازیں زوال آفتاب کے بعد سے ظلمت شب تک پڑھی جائیں۔ پھر اس حکم کی تشریح کے لئے جبریلؑ بھیجے گئے جنہوں نے نماز کے ٹھیک ٹھیک اوقات کی تعلیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریلؑ نے دو مرتبہ مجھ کو بیت اللہ کے قریب نماز پڑھائی۔ پہلے دن ظہر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب کہ سورج ابھی ڈھلا ہی تھا اور سایہ ایک جوتی کے تسمے سے زیادہ دراز نہ تھا۔ پھر عصر کی نماز ایسے وقت پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر تھا۔ پھر مغرب کی نماز ٹھیک اس وقت پڑھائی جب کہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے۔ پھر عشاء کی نماز شفق غائب ہوتے ہی پڑھادی اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب کہ روزہ دار پر کھانا پینا حرام ہو جاتا ہے۔ دوسرے دن انہوں نے ظہر کی نماز مجھے اس وقت پڑھائی جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد کے برابر تھا۔ اور عصر کی نماز اس وقت جب کہ ہر چیز کا سایہ اس کے قد سے دوگنا ہو گیا اور مغرب کی نماز اس وقت جب کہ روزہ دار روزہ افطار کرتا ہے اور عشاء کی نماز ایک تہائی رات گزر جانے پر اور فجر کی نماز اچھی طرح روشنی پھیل جانے پر۔ پھر جبریلؑ نے پلٹ کر مجھ سے کہا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ ہی اوقات انبیاء کے نماز پڑھنے کے ہیں اور نمازوں کے صحیح اوقات ان دونوں وقتوں کے درمیان ہیں۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (75 تا 89)

ترجمہ	

وَيَسْئَلُوْنَكَ	عَنِ الرُّوْحِ ط	قُلِ	الرُّوْحُ	مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ
اور وہ لوگ پوچھتے ہیں آپ ؐ سے	روح کے بارے میں	آپ ؐ کہیے	روح	میرے رب کے حکم سے ہے

وَمَآ اُوْتِيْتُمْ	مِّنَ الْعِلْمِ	اِلَّا	قَلِيْلًا ۸۵	وَلَئِنْ	1213 شِئْنَا
اور تم لوگوں کو نہیں دیا گیا	علم میں سے	مگر	تھوڑا سا	اور بیشک اگر	ہم چاہتے

لَنَذْهَبَنَّ	بِالَّذِيْٓ	اَوْحَيْنَآ	اِلَيْكَ	ثُمَّ	لَا تَجِدُ	لَكَ
تو ہم لازماً لے جاتے	اس کو جو	ہم نے وحی کیا	آپؐ کی طرف	پھر	آپؐ نہ پاتے	اپنے لئے

بِهٖ	عَلَيْنَا	وَكِيْلًا ۸۶ لا	اِلَّا	رَحْمَةً	مِّنْ رَّبِّكَ ط
اس کے لیے	ہمارے خلاف	کوئی کارساز	سوائے	اس رحمت کے جو	آپؐ کے رب (کی طرف) سے ہو

اِنَّ	فَضْلَهٗ	كَانَ	عَلَيْكَ	كَبِيْرًا ۸۷	قُلْ	لَّئِنِ	اجْتَمَعَتِ
بیشک	اس کا فضل	ہے	آپؐ پر	بڑا	آپؐ کہیے	بیشک اگر	اکٹھا ہو جائیں

الْاِنْسُ	وَالْجِنُّ	عَلٰٓى اَنْ	يَّاْتُوْا	بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	لَا يَاْتُوْنَ
تمام انسان	اور تمام جن	اس پر کہ	وہ لوگ لائیں	اس قرآن کے مانند	تو وہ نہ لا سکیں گے

بِمِثْلِهٖ	وَلَوْ	كَانَ	بَعْضُهُمْ	لِبَعْضٍ	ظَهِيْرًا ۸۸	وَلَقَدْ صَرَّفْنَا
اس کے جیسا	اگرچہ	ہوں	ان کے بعض	بعض کے لئے	مددگار	اور بیشک طرح طرح سے بیان کیا ہے ہم نے

لِلنَّاسِ	فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	مِنْ كُلِّ مَثَلٍ	فَاَبٰٓى	اَكْثَرُ النَّاسِ	اِلَّا	كُفُوْرًا ۸۹
لوگوں کے لئے	اس قرآن میں	ہر ایک مثال سے	تو انکار کیا	لوگوں کی اکثریت نے	سوائے	ناشکری کرنے کے

نوٹ۔1

روح کے متعلق جتنی بات کا بتانا ضروری تھا اور جو لوگوں کی سمجھ میں آنے کے قابل ہے صرف وہ بتا دی گئی اور روح کی مکمل حقیقت جس کا سوال تھا اس کو اس لئے نہیں بتایا کہ وہ لوگوں کی سمجھ سے باہر ہے اور ان کی کوئی ضرورت اس کے سمجھنے پر موقوف نہیں تھی۔ اس علم کے ساتھ ان کا کوئی دینی یا دنیوی کام اٹکا ہوا نہیں ہے۔ اس لئے سوال کا یہ حصہ فضول اور لایعنی قرار دے کر اس کا جواب نہیں دیا گیا۔ پھر اگلی آیت میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ انسان کو جس قدر بھی علم ملا ہے وہ اس کی ذاتی جاگیر نہیں ہے۔ اللہ چاہے تو اس کو بھی سلب کر سکتا ہے۔ اس لئے انسان کو چاہئے کہ موجودہ علم پر اللہ کا شکر ادا کرے اور فضول و لایعنی تحقیقات میں وقت ضائع نہ کرے۔
(معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (90 تا 95)

ن	ب	ع

(ن-س) نَبْعًا پانی کا تھوڑا تھوڑا نکلنا۔ چشمہ جاری ہونا۔

يَنْبُوْعٌ ج يَنَابِيْعُ اسم ذات ہے۔ چشمہ۔ زیرِ مطالعہ آیت۔ ۹۰۔ ﴿ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ﴾ (39/ الزمر: 21) ”کیا تو نے دیکھا نہیں کہ اللہ نے اتارا آسمان سے کچھ پانی پھر اس نے چلایا اس کو چشمے ہوتے ہوئے زمین میں۔“

ک س ف

1213

(ض)	کَسۡفًا	(۱) کپڑے کاٹنا۔(۲) اللہ تعالیٰ کا چاند یا سورج کو گرہن لگانا۔
	کِسۡفٌ	ج کِسَفٌ۔کسی چیز کا ٹکڑا۔﴿ وَ اِنۡ یَّرَوۡا کِسۡفًا مِّنَ السَّمَآءِ سَاقِطًا ﴾ (52/الطور:44) ''اور وہ لوگ دیکھیں کوئی ٹکڑا آسمان سے گرتا ہوا'' زیر مطالعہ آیت۔92۔

ر ق ی

(س)	رُقِیًّا	کسی چیز پر چڑھنا۔زیر مطالعہ آیت۔93۔
	تَرۡقُوَۃٌ	ج۔تَرَاقِیَ۔ہنسلی کی ہڈی (کیونکہ سانس پھول کر ہنسلی تک چڑھتی ہے)﴿ کَلَّاۤ اِذَا بَلَغَتِ التَّرَاقِیَ ﴾ (75/القیمۃ:26) ''ہرگز نہیں! جب وہ یعنی جان پہنچے گی ہنسلیوں تک۔''
(ض)	رَقۡیًا	نفع یا نقصان چڑھانے یعنی پہنچانے کے لئے جھاڑ پھونک کرنا۔
	رَاقٍ	جھاڑ پھونک کرنے والا۔﴿ وَ قِیۡلَ مَنۡ ٜ رَاقٍ ﴾ (75/القیمۃ:27) ''اور کہا جائے گا کون ہے جھاڑ پھونک کرنے والا۔''
(افتعال)	اِرۡتِقَاءً	اہتمام سے چڑھنا۔﴿ فَلۡیَرۡتَقُوۡا فِی الۡاَسۡبَابِ ﴾ (38/صٓ:10) ''تو انہیں چاہئے کہ وہ چڑھیں رسیوں میں۔''

ترجمہ

وَقَالُوۡا	لَنۡ نُّؤۡمِنَ	لَکَ	حَتّٰی	تَفۡجُرَ	لَنَا
اور انہوں نے کہا	ہم ہرگز نہیں مانیں گے	آپؐ کی بات	یہاں تک کہ	آپؐ پھاڑ کر بہادیں	ہمارے لئے

مِنَ الۡاَرۡضِ	یَنۡۢبُوۡعًا	اَوۡ	تَکُوۡنَ	لَکَ	جَنَّۃٌ	مِّنۡ نَّخِیۡلٍ
زمین سے	ایک چشمہ	یا	(یہاں تک کہ) ہو	آپؐ کے لئے	ایک باغ	کھجوروں میں سے

وَّ عِنَبٍ	فَتُفَجِّرَ	الۡاَنۡہٰرَ	خِلٰلَہَا	تَفۡجِیۡرًا
اور انگور میں سے	پھر (یہاں تک کہ) آپؐ جاری کریں	نہریں	ان کے درمیان سے	جیسے جاری کرتے ہیں

اَوۡ	تُسۡقِطَ	السَّمَآءَ	کَمَا	زَعَمۡتَ	عَلَیۡنَا	کِسَفًا
یا	(یہاں تک کہ) آپؐ گرائیں	آسمان کو	جیسا کہ	آپؐ نے جتایا	ہم پر	ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے

اَوۡ	تَاۡتِیَ	بِاللّٰہِ	وَالۡمَلٰٓئِکَۃِ	قَبِیۡلًا	اَوۡ	یَکُوۡنَ
یا	(یہاں تک کہ) آپؐ لائیں	اللہ کو	اور فرشتوں کو	ایک جماعت ہوتے ہوئے	یا	(یہاں تک کہ) ہو

لَکَ	بَیۡتٌ	مِّنۡ زُخۡرُفٍ	اَوۡ	تَرۡقٰی	فِی السَّمَآءِ
آپؐ کے لئے	ایک گھر	سونے میں سے	یا	(یہاں تک کہ) آپؐ چڑھیں	آسمان میں

وَلَنۡ نُّؤۡمِنَ	لِرُقِیِّکَ	حَتّٰی	تُنَزِّلَ	عَلَیۡنَا	کِتٰبًا
اور ہم ہرگز نہیں مانیں گے	آپؐ کے چڑھنے کو	یہاں تک کہ	آپؐ اتاریں	ہم پر	ایک ایسی کتاب

نَّقۡرَؤُہٗ	قُلۡ	سُبۡحَانَ	رَبِّیۡ	ہَلۡ کُنۡتُ	اِلَّا
ہم پڑھیں جس کو	آپؐ کہہ دیجئے	پاکیزگی	میرے رب کی ہے	میں کیا ہوں	سوائے اس کے کہ

بَشَرًا رَّسُوْلًا ﴿٩٣﴾	وَمَا مَنَعَ	النَّاسَ	اَنْ	يُّؤْمِنُوْٓا	اِذْ	جَآءَ 1213
ایک رسول بشر	اور نہیں روکا	لوگوں کو	کہ	وہ ایمان لائیں	جب	آئی

هُمُ	الْهُدٰٓى	اِلَّآ اَنْ	قَالُوْٓا	اَ	بَعَثَ	اللّٰهُ	بَشَرًا
ان کے پاس	ہدایت	سوائے اس کے کہ	انہوں نے کہا	کیا	بھیجا	اللہ نے	ایک بشر کو

رَّسُوْلًا ﴿٩٤﴾	قُلْ	لَّوْ	كَانَ	فِي الْاَرْضِ	مَلٰٓئِكَةٌ	يَّمْشُوْنَ
بطور رسول کے	آپؐ کہیے	اگر	ہوتے	زمین میں	فرشتے	چلتے ہوئے

مُطْمَئِنِّيْنَ	لَنَزَّلْنَا	عَلَيْهِمْ	مِّنَ السَّمَآءِ	مَلَكًا	رَّسُوْلًا ﴿٩٥﴾
مطمئن ہونے والے	تو ہم ضرور اتارتے	ان پر	آسمان سے	ایک فرشتہ	بطور رسول کے

نوٹ۔1

خالفین کے مطالبات کا جو جواب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو تلقین فرمایا وہ قابل نظر اور مصلحین امت کے لئے ہمیشہ یاد رکھنے اور لائحہ عمل بنانے کی چیز ہے۔ ان کے مطالبات کے جواب میں نہ تو ان کی بے وقوفی اور مخالفانہ شرارت کا اظہار کیا گیا اور نہ ہی ان پر کوئی فقرہ کسا گیا بلکہ نہایت سادہ الفاظ میں اصل حقیقت کو واضح کر دیا گیا کہ تم لوگ شاید یہ سمجھتے ہو کہ جو شخص اللہ کا رسول ہو کر آئے وہ سارے خدائی اختیارات کا مالک ہو۔ یہ خیال غلط ہے۔ رسول کا کام اللہ کا پیغام پہنچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی رسالت کو ثابت کرنے کے لئے بہت سے معجزات بھی بھیجتا ہے مگر وہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت اور اختیار سے ہوتا ہے۔ رسول کو خدائی اختیارات نہیں ملتے۔ وہ ایک انسان ہوتا ہے اور انسانی قوت وقدرت سے باہر نہیں ہوتا۔ بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہی کی امداد کے لئے اپنی قوت قاہرہ کو ظاہر فرما دے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

ہر زمانے میں لوگ اسی غلط فہمی میں مبتلا رہے ہیں کہ بشر پیغمبر نہیں ہوسکتا۔ اس لئے جب کوئی رسول آیا تو انہوں نے یہ دیکھ کر کہ کھاتا پیتا ہے، بیوی بچے رکھتا ہے، گوشت پوست کا بنا ہوا ہے، فیصلہ کر دیا کہ یہ پیغمبر نہیں ہوسکتا کیونکہ بشر ہے اور جب وہ گزر گیا تو کچھ مدت کے بعد اس کے عقیدت مندوں میں ایسے لوگ پیدا ہونے شروع ہو گئے جو کہنے لگے کہ وہ بشر نہیں تھا کیونکہ وہ پیغمبر تھا۔ چنانچہ کسی نے اس کو خدا بنایا کسی نے اسے خدا کا بیٹا کہا اور کسی نے کہا کہ خدا اس میں حلول کر گیا تھا۔ غرض یہ کہ بشریت اور پیغمبری کا ایک ذات میں جمع ہونا ہمیشہ ایک معمہ ہی بنا رہا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (96 تا 100)

ترکیب

(آیت۔۹۷) وَمَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ میں مَنْ شرطیہ ہے۔ اس لئے مضارع يَهْدِيْ مجزوم ہوا تو اس کی 'ی' گر گئی اور یہ قاعدہ کے مطابق يَهْدِ استعمال ہوا۔ لیکن فَهُوَ الْمُهْتَدِ میں لفظ اَلْمُهْتَدِيْ اسم الفاعل ہے اور یہاں 'ی' گرانے کا کوئی عامل نہیں ہے بلکہ یہ هُوَ کی خبر ہے۔ اس لئے یہ اَلْمُهْتَدِيْ ہی ہے۔ اس جگہ پر اس کی 'ی' کو گرا کر لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔

ترجمہ

قُلْ	كَفٰى	بِاللّٰهِ	شَهِيْدًۢا	بَيْنِيْ	وَبَيْنَكُمْ ط	اِنَّهٗ
آپؐ کہیے	کافی ہے	اللہ	بطور گواہ کے	میرے درمیان	اور تمہارے درمیان	یقیناً وہ

كَانَ	بِعِبَادِهٖ	خَبِيْرًا	بَصِيْرًا ﴿۹۶﴾	وَمَنْ	1213 يَّهْدِ
ہے	اپنے بندوں سے	باخبر رہنے والا	دیکھنے والا	اور جس کو	ہدایت دیتا ہے

اللّٰهُ	فَهُوَ	الْمُهْتَدِ ۚ	وَمَنْ	يُّضْلِلْ	فَلَنْ تَجِدَ
اللہ	تو وہ ہی	ہدایت پانے والا ہے	اور جس کو	وہ گمراہ کرتا ہے	تو آپ ؐ ہرگز نہیں پائیں گے

لَهُمْ	اَوْلِيَآءَ	مِنْ دُوْنِهٖ ؕ	وَنَحْشُرُهُمْ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
ان کے لئے	کوئی کارساز	اس کے علاوہ	اور ہم اکٹھا کریں گے ان کو	قیامت کے دن

عَلٰى وُجُوْهِهِمْ	عُمْيًا	وَّبُكْمًا	وَّصُمًّا ؕ
ان کے چہروں پر (یعنی منہ کے بل)	اندھے ہوتے ہوئے	اور گونگے ہوتے ہوئے	اور بہرے ہوتے ہوئے

مَاْوٰىهُمْ	جَهَنَّمُ ؕ	كُلَّمَا	خَبَتْ	زِدْنٰهُمْ	سَعِيْرًا ﴿۹۷﴾
ان کا ٹھکانہ	جہنم ہے	جب کبھی	وہ ٹھنڈی ہوگی	ہم زیادہ کریں گے ان کو	بھڑکتی آگ کے لحاظ سے

ذٰلِكَ	جَزَآؤُهُمْ	بِاَنَّهُمْ	كَفَرُوْا	بِاٰيٰتِنَا	وَقَالُوْٓا	ءَ	اِذَا
یہ	بدلہ ہے ان کا	اس سبب سے کہ انہوں نے	انکار کیا	ہماری نشانیوں کا	اور کہا	کیا	جب

كُنَّا	عِظَامًا	وَّرُفَاتًا	ءَ	اِنَّا	لَمَبْعُوْثُوْنَ
ہم ہو جائیں گے	ہڈیاں	اور چورا	تو کیا	ہم لوگ	ضرور اٹھائے جانے والے ہوں گے

خَلْقًا جَدِيْدًا ﴿۹۸﴾	اَوَ	لَمْ يَرَوْا	اَنَّ	اللّٰهَ	الَّذِيْ	خَلَقَ
ایک نئی مخلوق ہوتے ہوئے	اور کیا	انہوں نے دیکھا ہی نہیں	کہ	اللہ	جس نے	پیدا کیا

السَّمٰوٰتِ	وَالْاَرْضَ	قَادِرٌ	عَلٰٓى اَنْ	يَّخْلُقَ	مِثْلَهُمْ
آسمانوں کو	اور زمین کو	قدرت رکھنے والا ہے	اس پر کہ	وہ پیدا کرے	ان کے جیسے

وَجَعَلَ	لَهُمْ	اَجَلًا	لَّا رَيْبَ	فِيْهِ ؕ	فَاَبٰى
اور بنائے (یعنی مقرر کرے)	ان کے لئے	ایک مدت	کوئی بھی شک نہ ہو	جس میں	تو (کچھ) نہ مانا

الظّٰلِمُوْنَ	اِلَّا	كُفُوْرًا ﴿۹۹﴾	قُلْ	لَّوْ	اَنْتُمْ	تَمْلِكُوْنَ
ظلم کرنے والوں نے	سوائے	انکار کے	آپ ؐ کہیے	اگر	تم لوگ	مالک ہوتے

خَزَآئِنَ رَحْمَةِ رَبِّيْٓ	اِذًا	لَّاَمْسَكْتُمْ	خَشْيَةَ الْاِنْفَاقِ ؕ
میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے	تب تو	تم لوگ ضرور روک کر رکھتے	خرچ کرنے کے خوف سے

وَكَانَ	الْاِنْسَانُ	قَتُوْرًا ﴿۱۰۰﴾ ع
اور ہے	انسان	بہت کنجوسی کرنے والا

آیت نمبر (101 تا 104)

1213

ث	ب	ر

(ن) **ثُبُوْرًا** غارت ہونا۔ ہلاک ہونا۔ (لازم)۔ ﴿ لَا تَدْعُوا الْيَوْمَ ثُبُوْرًا وَّاحِدًا وَّ ادْعُوْا ثُبُوْرًا كَثِيْرًا ﴿١٤﴾ ﴾ (25/الفرقان:14) ’’تم لوگ مت مانگو آج کے دن ایک مرتبہ ہلاک ہونے کو اور تم لوگ مانگو کئی مرتبہ ہلاک ہونے کو۔‘‘

ثَبْرًا غارت کرنا۔ ہلاک کرنا۔ (متعدی)

مَثْبُوْرٌ اسم المفعول ہے۔ غارت کیا ہوا۔ ہلاک کیا ہوا۔ زیرِ مطالعہ آیت۔ ۱۰۲۔

ل	ف	ف

(ن) **لَفًّا** ایک چیز کو دوسری چیز سے ملا دینا۔ جمع کرنا۔ اکٹھا کرنا۔

لِفٌّ ج اَلْفَافٌ۔ جمع کی ہوئی چیز۔ ﴿ لِّنُخْرِجَ بِهٖ حَبًّا وَّ نَبَاتًا ﴿١٥﴾ وَّ جَنّٰتٍ اَلْفَافًا ﴿١٦﴾ ﴾ (78/النبا:15،16) ’’تا کہ ہم نکالیں اس سے اناج اور سبزہ اور اکٹھا کئے ہوئے یعنی گھنے باغات۔‘‘

لَفِيْفٌ فَعِيْلٌ کا وزن ہے۔ اکٹھا کرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۰۴۔

(افتعال) **اِلْتِفَافًا** جمع ہونا۔ اکٹھا ہونا۔ ﴿ وَالْتَفَّتِ السَّاقُ بِالسَّاقِ ﴿٢٩﴾ ﴾ (75/القیمۃ:29) ’’اور جب لپٹ جائے گی پنڈلی پنڈلی سے۔‘‘

ترجمہ	

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا	مُوْسٰى	تِسْعَ	اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ	فَسْـَٔلْ
اور بیشک ہم نے دی تھیں	موسیٰ ؑ کو	نو	واضح نشانیاں	تو آپ ؐ پوچھیں

بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ	اِذْ	جَاۗءَ	هُمْ	فَقَالَ	لَهٗ	فِرْعَوْنُ	اِنِّىْ
بنی اسرائیل سے	جب	وہ آئے	ان کے پاس	تو کہا	ان ؑ سے	فرعون نے	بیشک میں

لَاَظُنُّكَ	يٰمُوْسٰى	مَسْحُوْرًا ﴿١٠١﴾	قَالَ	لَقَدْ عَلِمْتَ
گمان کرتا ہوں آپ ؑ کو	اے موسیٰ ؑ	جادو کیا ہوا	انہوں ؑ نے کہا	بیشک تو جان چکا ہے

مَآ اَنْزَلَ	هٰٓؤُلَاۗءِ	اِلَّا	رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	بَصَاۗىِٕرَ ۚ
نہیں اتارا	ان سب کو	مگر	زمین اور آسمانوں کے رب نے	نشانِ عبرت ہوتے ہوئے

وَاِنِّىْ	لَاَظُنُّكَ	يٰفِرْعَوْنُ	مَثْبُوْرًا ﴿١٠٢﴾	فَاَرَادَ
اور بیشک میں	گمان کرتا ہوں تجھ کو	اے فرعون	غارت کیا ہوا	پھر اس (فرعون) نے ارادہ کیا

اَنْ	يَّسْتَفِزَّ	هُمْ	مِّنَ الْاَرْضِ	فَاَغْرَقْنٰهُ	وَمَنْ	1213 مَّعَهٗ
کہ	وہ اکھاڑ دے	ان لوگوں کو	زمین (ملک) سے	تو ہم نے غرق کیا اس کو	اور ان کو جو	اس کے ساتھ تھے

جَمِيْعًا ﴿١٠٣﴾	وَّقُلْنَا	مِنْۢ بَعْدِهٖ	لِبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ	اسْكُنُوا
سب کے سب کو	اور ہم نے کہا	اس کے بعد	بنی اسرائیل سے	تم لوگ سکونت اختیار کرو

الْاَرْضَ	فَاِذَا	جَآءَ	وَعْدُ الْاٰخِرَةِ	جِئْنَا بِكُمْ	لَفِيْفًا ﴿١٠٤﴾
اس سرزمین میں	پھر جب	آئے گا	آخرت کا وعدہ	تو ہم لے آئیں گے تم لوگوں کو	سمیٹنے والا ہوتے ہوئے

نوٹ۔1

منکرین حدیث نے احادیث پر جو اعتراضات کئے ہیں ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے کہ حدیث کی رو سے ایک مرتبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کا اثر ہو گیا تھا، حالانکہ قرآن کی رو سے آپؐ پر یہ جھوٹا الزام تھا کہ آپؐ ایک سحر زدہ آدمی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ اس طرح روایانِ حدیث نے قرآن کی تکذیب اور کفار مکہ کی تصدیق کی ہے، لیکن دیکھئے کہ یہاں قرآن کی رو سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر بھی فرعون کا یہ جھوٹا الزام تھا کہ آپ علیہ السلام ایک سحر زدہ آدمی ہیں۔ اور پھر قرآن خود ہی سورۃ طٰہٰ کی آیت۔ ۶۶۔ ۶۷ میں کہتا ہے کہ جادو کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو ایسے لگا کہ رسیاں اور لاٹھیاں دوڑ رہی ہیں اور انہوں نے اپنے جی میں خوف محسوس کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس وقت جادو سے متاثر ہو گئے تھے۔ کیا اس کے متعلق بھی منکرین حدیث یہ کہنے کے لئے تیار ہیں کہ یہاں (یعنی زیر مطالعہ آیت۔ ۱۰۱ میں) قرآن نے خود اپنی تکذیب اور فرعون کے جھوٹے الزام کی تصدیق کی ہے۔

دراصل اس طرح کے اعتراضات کرنے والوں کو یہ معلوم نہیں ہے کہ کفار مکہ اور فرعون کس معنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مسحور کہتے تھے۔ ان کا مطلب یہ تھا کہ کسی دشمن نے جادو کر کے ان کو دیوانہ بنا دیا ہے جس کے زیر اثر یہ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں اور ایک نرالا پیغام سناتے ہیں۔ قرآن ان کے اسی الزام کو جھوٹا قرار دیتا ہے۔ رہا وقتی طور پر کسی شخص کا جادو سے متاثر ہو جانا، تو یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کسی شخص کو پتھر مارنے سے چوٹ لگ جائے۔ اس چیز کا نہ قرآن نے الزام لگایا نہ قرآن نے اس کی تردید کی اور نہ اس طرح کے کسی وقتی تاثر سے نبی کے منصب پر کوئی حرف آتا ہے۔ نبی پر اگر زہر کا اثر ہو سکتا ہے، نبی اگر زخمی ہو سکتا ہے تو اس پر جادو کا اثر بھی ہو سکتا تھا۔ اس سے منصب نبوت پر حرف آنے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے۔ منصب نبوت میں اگر قادح ہو سکتی ہے تو یہ بات کہ نبی کے قوائے عقلی و ذہنی جادو سے مغلوب ہو جائیں، یہاں تک کہ اس کا کام اور کلام سب جادو کے زیر اثر ہونے لگے۔ مخالفین حق حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہی الزام لگاتے تھے اور اس کی تردید قرآن نے کی ہے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (105 تا 111)

ذ ق ن

(ن) ذَقَنًا ٹھوڑی پر مارنا۔

ذَقَنٌ ج۔ اَذْقَانٌ۔ ٹھوڑی۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۰۷

1213

خ	ف	ت

(ن) خُفُوْتًا آواز کا پست ہونا۔

(مفاعلہ) مُخَافَتَةً آواز کو پوشیدہ رکھنا۔ پست کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۱۰۔

(تفاعل) تَخَافُتًا ایک دوسرے سے پست آواز میں بات کرنا۔ سرگوشی کرنا۔ ﴿ يَّتَخَافَتُوْنَ بَيْنَهُمْ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا عَشْرًا ﴾ (20/طٰہٰ:103) ''وہ لوگ سرگوشی کریں گے آپس میں کہ تم لوگ نہیں ٹھہرے مگر دس دن۔''

ترکیب

(آیت۔۱۰۶) قُرْاٰنًا سے پہلے اَنْزَلْنَا محذوف ہے جس کا مفعول ہونے کی وجہ سے یہ حالت نصب میں ہے۔ (آیت ۱۱۰)۔ اسماء استفہام میں سے اَيًّا یہاں تَدْعُوا کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں اَيًّا آیا ہے اس کے آگے مَا اسے مزید غیر معین کرنے کے لئے آیا ہے۔ (دیکھیں ۲/۲۶، نوٹ۔۱)

ترجمہ

وَبِالْحَقِّ	اَنْزَلْنٰهُ	وَبِالْحَقِّ	نَزَلَ	وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ
اور حق کے ساتھ	ہم نے اتارا اس (قرآن) کو	اور حق کے ساتھ	وہ اترا	اور ہم نے نہیں بھیجا آپ کو

اِلَّا مُبَشِّرًا	وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾	وَقُرْاٰنًا
مگر بشارت دینے والا ہوتے ہوئے	اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	اور (ہم نے اتارا) قرآن کو

فَرَقْنٰهُ	لِتَقْرَاَهٗ	عَلَى النَّاسِ	عَلٰى مُكْثٍ
(پھر) ہم نے جدا جدا کیا اس کو	تا کہ آپؐ پڑھیں اس کو	لوگوں پر	ٹھہر ٹھہر کر

وَّنَزَّلْنٰهُ	تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾	قُلْ	اٰمِنُوْا	بِهٖٓ
اور ہم نے بتدریج اتارا اس کو	جیسا بتدریج اتارنے کا حق ہے	آپؐ کہیے	تم لوگ ایمان لاؤ	اس پر

اَوْ	لَا تُؤْمِنُوْا	اِنَّ	الَّذِيْنَ	اُوْتُوا	الْعِلْمَ
یا	تم لوگ ایمان مت لاؤ (کوئی پروہ نہیں ہے)	بیشک	وہ لوگ جن کو	دیا گیا	علم

مِنْ قَبْلِهٖٓ	اِذَا	يُتْلٰى	عَلَيْهِمْ	يَخِرُّوْنَ	لِلْاَذْقَانِ
اس سے پہلے	جب	پڑھا جاتا ہے	ان پر (یہ قرآن)	تو وہ لوگ گر پڑتے ہیں	ٹھوڑیوں پر

سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾	وَّيَقُوْلُوْنَ	سُبْحٰنَ رَبِّنَآ	اِنْ	كَانَ
سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	اور وہ لوگ کہتے ہیں	پاکیزگی ہمارے رب کی ہے	بیشک	ہے

وَعْدُ رَبِّنَا	لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾	وَيَخِرُّوْنَ	لِلْاَذْقَانِ	يَبْكُوْنَ
ہمارے رب کا وعدہ	لازماً پورا کیا جانے والا	اور وہ گر پڑتے ہیں	ٹھوڑیوں پر	روتے ہوئے

وَيَزِيْدُهُمْ	خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ السجدۃ	قُلِ	ادْعُوا	اللّٰهَ
اور وہ زیادہ کرتا ہے ان کو	بلحاظ خشوع کے	آپؐ کہیے	تم لوگ پکارو	اللہ کو

اَوِ	ادْعُوا	الرَّحْمٰنَ ؕ	اَيًّامَّا	تَدْعُوْا	1213 فَلَهُ
یا	تم لوگ پکارو	رحمٰن کو	کوئی سا بھی (نام)	تم لوگ پکارو	تو اس کے لئے ہی ہیں

الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ	وَلَا تَجْهَرْ	بِصَلَاتِكَ	وَلَا تُخَافِتْ
سارے خوبصورت نام	اور آواز نمایاں مت کرو	اپنی نماز میں	اور آواز پوشیدہ مت رکھو

بِهَا	وَابْتَغِ	بَيْنَ ذٰلِكَ	سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾	وَقُلِ	الْحَمْدُ
اس میں	اور تلاش کرو	اس کے درمیان	ایک راستہ	اور آپ کہیے	کل حمد
لِلّٰهِ الَّذِيْ	لَمْ يَتَّخِذْ	وَلَدًا	وَّلَمْ يَكُنْ	لَّهٗ	شَرِيْكٌ
اس اللہ کے لئے ہے جس نے	بنائی ہی نہیں	کوئی اولاد	اور ہے ہی نہیں	جس کے لئے	کوئی شریک

فِي الْمُلْكِ	وَلَمْ يَكُنْ	لَّهٗ	وَلِيٌّ	مِّنَ الذُّلِّ
بادشاہت میں	اور ہے ہی نہیں	جس کے لئے	کوئی کارساز	کمزوری (کے سبب) سے

وَكَبِّرْهُ	تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾
اور بڑائی تسلیم کرو اس کی	جیسا بڑائی تسلیم کرانے کا حق ہے

نوٹ۔1

آیت۔۱۱۰ میں نماز کے اندر تلاوت کرنے کا یہ ادب بتایا گیا ہے کہ نہ بہت بلند آواز سے ہو نہ بہت آہستہ جس کو مقتدی نہ سن سکیں۔ یہ حکم ظاہر ہے کہ جہری نمازوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ظہر اور عصر کی نمازوں میں تو بالکل اخفاء ہونا سنت متواترہ سے ثابت ہے۔ جہری نماز میں مغرب،عشاء اور فجر کے فرض داخل ہیں اور نماز تہجد بھی۔(معارف القرآن)

(۲۳ ربیع الاوّل ۱۴۲۷ھ بمطابق ۲۲ اپریل ۲۰۰۶ء)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۃ الکہف (18)

آیت نمبر (1 تا 8)

ب خ ع

(ف) بَخْعًا — غم وغصّہ سے خود کو ہلاکت تک پہنچانا۔

بَاخِعٌ — اسم الفاعل ہے۔ ہلاکت تک پہنچانے والا۔ زیرِ مطالعہ آیت۔۶

ج ر ز

(س) جَرْزًا — زمین کا بنجر ہونا۔

جُرُزٌ — بنجر زمین۔چٹیل میدان۔زیرِ مطالعہ آیت۔۸

ترکیب

(آیت۔۲) گزشتہ آیت میں اَلۡکِتٰبَ کا حال ہونے کی وجہ سے قَیِّمًا حالت نصب میں ہے۔ بَاۡسًا شَدِیۡدًا النکرہ مخصوصہ ہے۔ یُبَشِّرَ کی نصب بتارہی ہے کہ یہ لِیُنۡذِرَ کے لام کی پر عطف ہے۔ (آیت۔۳) فِیۡهِ کی ضمیر اَجۡرًا حَسَنًا کے لئے ہے۔ (آیت۔۴)۔آیت۔۲ میں لِیُنۡذِرَ کے لام کی پر عطف ہونے کی وجہ سے وَیُنۡذِرَ حالتِ نصب میں ہے۔ (آیت۔۵) تُخۡرُجُ مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ سے پہلے ما محذوف ہے اور یہ کَبُرَتۡ کا فاعل ہے اور کَلِمَةً اس کی تمیز ہے۔

ترجمہ

اَلۡحَمۡدُ	لِلّٰهِ الَّذِیۡۤ	اَنۡزَلَ	عَلٰی عَبۡدِهِ	الۡكِتٰبَ	وَلَمۡ یَجۡعَلۡ
تمام حمد	اس اللہ کے لئے ہے جس نے	اتارا	اپنے بندے پر	اس کتاب کو	اور اس نے نہیں بنائی

لَّهٗ	عِوَجًا ؕ ۱	قَیِّمًا	لِّیُنۡذِرَ	بَاۡسًا شَدِیۡدًا
اس کے لئے	کوئی کجی	سیدھی (کتاب) ہوتے ہوئے	تاکہ وہ خبردار کرے (لوگوں کو)	ایک ایسی شدید سختی سے جو

مِّنۡ لَّدُنۡهُ	وَیُبَشِّرَ	الۡمُؤۡمِنِیۡنَ الَّذِیۡنَ	یَعۡمَلُوۡنَ
اس (اللہ) کے پاس سے ہوگی	اور تاکہ وہ بشارت دے	ان ایمان لانے والوں کو جو	عمل کرتے ہیں

الصّٰلِحٰتِ	اَنَّ	لَهُمۡ	اَجۡرًا حَسَنًا ۲	مَّاكِثِیۡنَ	فِیۡهِ	اَبَدًا ۳
نیکیوں کے	کہ	ان کے لئے	ایک خوبصورت اجر ہے	ٹھہرنے والے ہوتے ہوئے	اس میں	ہمیشہ

وَّیُنۡذِرَ	الَّذِیۡنَ	قَالُوا	اتَّخَذَ	اللّٰهُ	وَلَدًا ۴	مَا لَهُمۡ
اور تاکہ وہ خبردار کریں	ان کو جنہوں نے	کہا	بنایا	اللہ نے	ایک بیٹا	نہیں ہے ان کے لئے

بِهٖ	مِنۡ عِلۡمٍ	وَّلَا لِاٰبَآىِٕهِمۡ ؕ	كَبُرَتۡ	كَلِمَةً
جس کا	کوئی بھی علم	اور نہ ہی ان کے آباؤ اجداد کے لئے	بھاری ہوئی	بلحاظ بات کے

تَخۡرُجُ	مِنۡ اَفۡوَاهِهِمۡ ؕ	اِنۡ یَّقُوۡلُوۡنَ	اِلَّا	كَذِبًا ۵	فَلَعَلَّكَ
(وہ جو) نکلتی ہے	ان کے مونہوں سے	وہ لوگ نہیں کہتے	مگر	ایک جھوٹ	تو شاید کہ آپ

بَاخِعٌ	نَّفۡسَكَ	عَلٰۤی اٰثَارِهِمۡ	اِنۡ	لَّمۡ یُؤۡمِنُوۡا	بِهٰذَا الۡحَدِیۡثِ
ہلاکت تک پہنچانے والے ہیں	اپنے آپ کو	ان کے پیچھے	اگر	وہ لوگ ایمان نہ لائے	اس بات پر

اَسَفًا ۶	اِنَّا	جَعَلۡنَا	مَا	عَلَی الۡاَرۡضِ	زِیۡنَةً	لَّهَا
افسوس کرتے ہوئے	بیشک	ہم نے بنایا	اس کو جو	زمین پر ہے	ایک زینت	اس (زمین) کے لئے

لِنَبۡلُوَهُمۡ	اَیُّهُمۡ	اَحۡسَنُ	عَمَلًا ۷	وَاِنَّا	لَجٰعِلُوۡنَ
تاکہ ہم آزمائیں ان کو	(کہ) ان کا کون	زیادہ اچھا ہے	بلحاظ عمل کے	اور بیشک ہم	ضرور بنانے والے ہیں

مَا	عَلَیۡهَا	صَعِیۡدًا جُرُزًا ؕ ۸
اس کو جو	اس (زمین) پر ہے	ایک بنجر میدان

1213

آیت نمبر (9تا12)

ک ھ ف

ثلاثی مجرد سے مفعل نہیں آتا۔

(تفعّل)	تَكَهُّفًا	پہاڑ میں غار ہونا۔
	كَهْفٌ	پہاڑ میں کھدا ہوا وسیع غار۔ زیر مطالعہ آیت۔9۔

ر ق م

(ن)	رَقْمًا	جلی حروف میں لکھنا۔ نقش بنانا۔
	مَرْقُوْمٌ	اسم المفعول ہے۔ لکھا ہوا۔ ﴿ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ۝٩ ﴾ (83/المطففین:9) ''وہ ایک لکھی ہوئی کتاب ہے۔''
	رَقِيْمٌ	فَعِيْلٌ کا وزن ہے اسم المفعول کے معنی میں۔ نقش کی ہوئی یا الفاظ کندہ کی ہوئی لوح۔ زیر مطالعہ آیت۔9۔

ترجمہ

اَمْ	حَسِبْتَ	اَنَّ	اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ	كَانُوْا	مِنْ اٰيٰتِنَا
کیا	آپؐ نے گمان کیا	کہ	غار اور لوح والے	تھے	ہماری نشانیوں میں سے

عَجَبًا ۝٩	اِذْ	اَوَى	الْفِتْيَةُ	اِلَى الْكَهْفِ	فَقَالُوْا	رَبَّنَآ
کوئی عجیب چیز	جب	پناہ لی	نوجوانوں نے	غار کی طرف	پھر انہوں نے کہا	اے ہمارے رب

اٰتِنَا	مِنْ لَّدُنْكَ	رَحْمَةً	وَّهَيِّئْ	لَنَا	مِنْ اَمْرِنَا
تو عطا کر ہم کو	اپنے پاس سے	ایک رحمت	اور تو اسباب پیدا کر دے	ہمارے لئے	ہمارے کام میں
رَشَدًا ۝١٠	فَضَرَبْنَا	عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ	فِى الْكَهْفِ	سِنِيْنَ	عَدَدًا ۝١١
نیک راہ کے	تو ہم نے تھپکی دی	ان کے کانوں پر	غار میں	کچھ برس	بلحاظ گنتی کے
ثُمَّ	بَعَثْنٰهُمْ	لِنَعْلَمَ	اَيُّ الْحِزْبَيْنِ	اَحْصٰى	لِمَا
پھر	ہم نے اٹھایا ان کو	تاکہ ہم جان لیں کہ	دو گروہوں کے کس نے	شمار پورا کیا	اس کا جو

لَبِثُوْٓا	اَمَدًا ۝١٢
وہ لوگ ٹھہرے	بلحاظ مدت کے

نوٹ۔1

زیر مطالعہ آیت۔9 میں لفظ رقیم سے کیا مراد ہے، اس میں مفسرین کے اقوال مختلف ہیں۔ کچھ مفسرین بر روایت ابن عباسؓ اس کے معنی ایک لکھی ہوئی تختی کے قرار دیتے ہیں، جس پر بادشاہِ وقت نے اصحاب کہف کے نام کندہ کر کے غار کے دروازے پر لگا دیا تھا۔ اس وجہ سے اصحاب کہف کو اصحاب الرقیم بھی کہا جاتا ہے۔ بعض کا قول یہ ہے کہ رقیم اس پہاڑ کے نیچے کی وادی کا نام ہے جس میں اصحاب کہف کا غار تھا۔ بعض نے خود اس پہاڑ کو رقیم کہا ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

1213
فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ کے لفظی معنی کانوں کو بند کردینے کے ہیں۔ غفلت کی نیند کو ان الفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے کیونکہ نیند کے وقت سب سے پہلے آنکھ بند ہوتی ہے مگر کان اپنا کام کرتے رہتے ہیں اور آواز سنائی دیتی ہے۔ پھر جب نیند غالب ہو جاتی ہے تو کان بھی اپنا کام چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر بیداری میں سب سے پہلے کان اپنا کام شروع کرتے ہیں کہ آواز سے سونے والا چونکتا ہے پھر بیدار ہوتا ہے۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (13 تا 17)

ش ط ط

(ن) شَطَطًا: مقررہ حد سے آگے بڑھنا۔ حد سے گزرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۴۔

(افعال) اِشْطَاطًا: حق سے دور ہونا۔ زیادتی کرنا۔ ﴿ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ ﴾ (38/ص:22) ”پس آپؐ فیصلہ کریں ہمارے درمیان حق کے ساتھ اور آپؐ زیادتی مت کریں۔“

ز و ر

(ن) زِيَارَةً: ملاقات کے لئے جانا۔ زیارت کرنا۔ ﴿ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ ۝ حَتّٰى زُرْتُمُ الْمَقَابِرَ ۝ ﴾ (102/التکاثر:1،2) ”غافل کیا تم لوگوں کو ایک دوسرے پر کثرت حاصل کرنے کی کوشش نے یہاں تک کہ تم لوگوں نے ملاقات کی قبروں سے۔“

(س) زَوَرًا: ٹیڑھے سینے والا ہونا۔ کسی سیدھ سے ہٹا ہوا ہونا۔

زُوْرٌ: جھوٹ۔ باطل۔ (کیونکہ یہ سچ یا حق سے ہٹا ہوا ہوتا ہے) ﴿ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ ۝ ﴾ (22/الحج:30) ”اور تم لوگ بچو جھوٹ کی بات سے۔“

(تفاعل) تَزَاوُرًا: (۱) ایک دوسرے سے ملاقات کے لئے جانا۔ (۲) کسی سے بچ کر نکلنا۔ کنارہ کش ہونا (اس مفہوم کے لئے عن کا صلہ آتا ہے) زیر مطالعہ آیت۔ ۱۷۔

ف ج و

(ن) فَجْوًا: دروازہ کھولنا۔

فَجْوَةٌ: دو چیزوں کے درمیان کشادگی۔ صحن۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۱۷۔

ترجمہ

نَحْنُ	نَقُصُّ	عَلَيْكَ	نَبَاَهُمْ	بِالْحَقِّ	اِنَّهُمْ	فِتْيَةٌ
ہم	بیان کرتے ہیں	آپؐ پر	ان کی خبر	حق کے ساتھ	بیشک وہ	کچھ ایسے نوجوان تھے جو

اٰمَنُوْا	بِرَبِّهِمْ	وَزِدْنٰهُمْ	هُدًى ۝	وَّرَبَطْنَا
ایمان لائے	اپنے رب پر	اور ہم نے زیادہ کیا ان کو	بلحاظ ہدایت کے	اور ہم نے مضبوط کیا

1213

عَلٰى قُلُوْبِهِمْ	اِذْ	قَامُوْا	فَقَالُوْا	رَبُّنَا	رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ
ان کے دلوں کو	جب	وہ کھڑے ہوئے	پھر انہوں نے کہا	ہمارا رب	زمین اور آسمانوں کا رب ہے
لَنْ نَّدْعُوَا	مِنْ دُوْنِهٖٓ	اِلٰهًا	لَّقَدْ قُلْنَآ	اِذًا	شَطَطًا ۝۱۴
ہم ہرگز نہیں پکاریں گے	اس کے علاوہ	کسی معبود کو	بیشک ہم کہہ چکے	تب تو	حد سے گزری ہوئی بات
هٰٓؤُلَآءِ	قَوْمُنَا	اتَّخَذُوْا	مِنْ دُوْنِهٖٓ	اٰلِهَةً ؕ	لَوْلَا
یہ	ہماری قوم ہے	انہوں نے بنائے	اس (اللہ) کے علاوہ	کچھ معبود	کیوں نہیں
يَاْتُوْنَ	عَلَيْهِمْ	بِسُلْطٰنٍۢ بَيِّنٍ ؕ	فَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنِ
وہ لوگ لاتے	ان (معبودوں) پر	کوئی واضح دلیل	تو کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس نے
افْتَرٰى	عَلَى اللّٰهِ	كَذِبًا ۝۱۵ ؕ	وَاِذِ	اعْتَزَلْتُمُوْهُمْ	وَمَا
گھڑا	اللہ پر	جھوٹ	اور جب	تم لوگ کنارہ کش ہو گئے ان سے	اور اس سے جس کی

يَعْبُدُوْنَ	اِلَّا اللّٰهَ	فَاْوٗٓا	اِلَى الْكَهْفِ	يَنْشُرْ
وہ لوگ بندگی کرتے ہیں	اللہ کے سوا	تو (اب) تم لوگ پناہ لو	غار کی طرف	پھیلا دے گا
لَكُمْ	رَبُّكُمْ	مِّنْ رَّحْمَتِهٖ	وَيُهَيِّئْ	لَكُمْ
تمہارے لئے	تمہارا رب	اپنی رحمت	اور وہ اسباب پیدا کرے گا	تمہارے لئے

مِّنْ اَمْرِكُمْ	مِّرْفَقًا ۝۱۶	وَتَرَى	الشَّمْسَ	اِذَا	طَلَعَتْ
تمہارے کام میں	سہارا دینے کا ذریعہ	اور تو دیکھے	سورج کو	جب	وہ طلوع ہوتا ہے

تَّزٰوَرُ	عَنْ كَهْفِهِمْ	ذَاتَ الْيَمِيْنِ	وَاِذَا	غَرَبَتْ
تو وہ بچ کر نکلتا ہے	ان کے غار سے	داہنی جانب	اور جب	وہ غروب ہوتا ہے
تَّقْرِضُهُمْ	ذَاتَ الشِّمَالِ	وَ	هُمْ	فِيْ فَجْوَةٍ
تو وہ کترا جاتا ہے	بائیں جانب	اس حال میں کہ	وہ لوگ	صحن میں ہیں

مِّنْهُ ؕ	ذٰلِكَ	مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ	مَنْ	يَّهْدِ	اللّٰهُ	فَهُوَ
اس کے	یہ	اللہ کی نشانیوں میں سے ہے	جس کو	ہدایت دی	اللہ نے	تو وہ

الْمُهْتَدِ ۚ	وَمَنْ	يُّضْلِلْ	فَلَنْ تَجِدَ	لَهٗ
ہی ہدایت پانے والا ہے	اور جس کو	اس نے گمراہ کیا	تو تو ہرگز نہیں پائے گا	اس کے لئے

وَلِيًّا مُّرْشِدًا ﴿۱۷﴾	1213
کوئی راہ بتانے والا کارساز	

نوٹ۔1

اس واقعہ سے بعض صوفی حضرات نے گوشہ نشینی اور ترک دنیا کو زندگی کی فضیلت ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔لیکن یہ بات صحیح نہیں ہے۔اصحاب کہف نے غار میں پناہ اس وقت لی ہے جب وہ اپنے ماحول کی اصلاح کے لئے جان کی بازی کھیل کر اپنی قوم کے ہاتھوں سنگسار کردیئے جانے کے مرحلہ تک پہنچ گئے ہیں۔ یہ مرحلہ بعینہٖ وہی مرحلہ ہے جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آیا اور آپ ﷺ کو غار ثور میں پناہ لینی پڑی۔ان لوگوں نے یہ غارنشینی رہبانیت کے لئے نہیں اختیار کی تھی بلکہ اعدائے حق کے شر سے اپنی جانیں بچانے کے لئے اختیار کی تھی۔(تدبر قرآن)

آیت نمبر (18تا20)

ی ق ظ

(س) يَقَظًا: چوکنا ہونا۔جاگنا۔

يَقِظٌ: ج۔اَيْقَاظٌ۔صفت ہے۔چوکنا۔جاگا ہوا۔بیدار رہوا۔زیر مطالعہ آیت۔۱۸۔

ر ق د

(ن) رَقْدًا: نیند میں سونا۔

رَاقِدٌ: ج رُقُوْدٌ۔صفت ہے سویا ہوا۔زیر مطالعہ آیت۔۱۸۔

مَرْقَدٌ: ظرف ہے۔سونے کی جگہ۔خوابگاہ۔﴿مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ﴾(36/یٰسین:52)''کس نے اٹھایا ہمیں ہماری خوابگاہ سے۔''

و ص د

(ض) وَصْدًا: ثابت رہنا۔قائم ہونا۔

وَصِيْدٌ: فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت۔ہمیشہ جمی رہنے یا قائم رہنے والی چیز پھر زیادہ تر مکان یا غار کی چوکھٹ کے لیے آتا ہے۔زیر مطالعہ آیت۔۱۸

(افعال) اِيْصَادًا: کسی چیز کو جمانا۔قائم رکھنا۔جیسے ہانڈی ڈھانکنا۔دروازہ بند کرنا۔

مُؤْصَدٌ: اسم المفعول ہے۔ڈھانکا ہوا۔بند کیا ہوا۔اس کا مؤنث مُؤْصَدَةٌ ہے جس کی ایک قراءت مُوْصَدَةٌ بھی ہے(مفردات القرآن)﴿عَلَيْهِمْ نَارٌ مُّؤْصَدَةٌ ﴿۲۰﴾﴾(90/البلد:20)''ان لوگوں پر ایک ڈھانکی ہوئی آگ ہے۔''

1213

ف ر ر

(ض۔ن) **فِرَارًا** بھاگنا۔دوڑنا۔زیر مطالعہ آیت۔۱۸۔

مَفَرٌّ اسم الظرف ہے۔ بھاگنے کی جگہ۔﴿ يَقُوْلُ الْاِنْسَانُ يَوْمَىِٕذٍ اَيْنَ الْمَفَرُّ ۝۱۰ۚ ﴾ (75/القیمۃ:10) ''کہے گا انسان اس دن کہاں ہے بھاگنے کی جگہ۔''

ترجمہ

وَتَحْسَبُهُمْ	اَيْقَاظًا	وَّ	هُمْ	رُقُوْدٌ ڰ	وَّنُقَلِّبُهُمْ
اور تو گمان کرے گا ان کو	بیدار	حالانکہ	وہ لوگ	سوئے ہوئے ہیں	اور ہم بار بار پلٹتے ہیں ان کو

ذَاتَ الْيَمِيْنِ	وَذَاتَ الشِّمَالِ ڰ	وَكَلْبُهُمْ	بَاسِطٌ	ذِرَاعَيْهِ
دائیں جانب	اور بائیں جانب	اور ان کا کتا	پھیلانے والا ہے	اپنے دونوں بازوؤں کو

بِالْوَصِيْدِ ۭ	لَوِ	اطَّلَعْتَ	عَلَيْهِمْ	لَوَلَّيْتَ	مِنْهُمْ	فِرَارًا
چھوکھٹ پر	اگر	جھانکے	ان پر	تو ضرور تو پیٹھ پھیرے گا	ان سے	بھاگتے ہوئے

وَّلَمُلِئْتَ	مِنْهُمْ	رُعْبًا ۝۱۸	وَكَذٰلِكَ	بَعَثْنٰهُمْ
اور تجھ کو ضرور بھر دیا جائے گا	ان کے	رعب سے	اور اس طرح	ہم نے اٹھایا ان کو

لِيَتَسَاۗءَلُوْا	بَيْنَهُمْ ۭ	قَالَ	قَاۗىِٕلٌ	مِّنْهُمْ	كَمْ	لَبِثْتُمْ ۭ
تاکہ وہ ایک دوسرے سے پوچھیں	آپس میں	کہا	ایک کہنے والے نے	ان میں سے	کتنا (عرصہ)	تم لوگ ٹھہرے

قَالُوْا	لَبِثْنَا	يَوْمًا	اَوْ	بَعْضَ يَوْمٍ ۭ	قَالُوْا	رَبُّكُمْ
انہوں نے کہا	ہم ٹھہرے	ایک دن	یا	ایک دن کا کچھ (حصہ)	انہوں نے کہا	تمہارا رب

اَعْلَمُ	بِمَا	لَبِثْتُمْ ۭ	فَابْعَثُوْٓا	اَحَدَكُمْ
خوب جاننے والا ہے	اس کو جو	تم لوگ ٹھہرے	تو (اب) تم لوگ بھیجو	اپنے میں سے ایک

بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ	اِلَى الْمَدِيْنَةِ	فَلْيَنْظُرْ	اَيُّهَآ
اپنے اس چاندی کے سکے کے ساتھ	شہر کی طرف	پھر اسے چاہیے کہ وہ دیکھے	اس (شہر) کا کون

اَزْكٰى	طَعَامًا	فَلْيَاْتِكُمْ	بِرِزْقٍ	مِّنْهُ
زیادہ پاکیزہ ہے	بلحاظ کھانے کے	پھر اسے چاہیے کہ وہ آئے تمہارے پاس	کچھ کھانے کے ساتھ	اس میں سے

وَلْيَتَلَطَّفْ	وَلَا يُشْعِرَنَّ	بِكُمْ	اَحَدًا ۝۱۹
اور اسے چاہیے کہ وہ نرمی اختیار کرے	اور وہ ہرگز شعور (یعنی خبر) نہ دے	تمہارے بارے میں	کسی ایک کو

اِنَّهُمْ	اِنْ	يَّظْهَرُوْا	عَلَيْكُمْ	1213 يَرْجُمُوْكُمْ
بیشک وہ لوگ ہیں (کہ)	اگر	وہ غالب ہوئے	تم لوگوں پر	تو وہ رجم کردیں گے تم لوگوں کو

اَوْ	يُعِيْدُوْكُمْ	فِيْ مِلَّتِهِمْ	وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا	اِذًا	اَبَدًا ﴿۲۰﴾
یا	لوٹائیں گے تم کو	اپنے مذہب میں	اور تم لوگ ہرگز مراد نہ پاؤ گے	تب تو	کبھی بھی

نوٹ۔1

حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص شکاری کتے یا جانوروں کے محافظ کتے کے علاوہ کتا پالتا ہے تو ہر روز اس کے اجر میں سے دو قیراط گھٹ جاتے ہیں۔ ایک اور حدیث میں تیسری قسم کے کتے کا استثناء آیا ہے، یعنی جو کھیتی کی حفاظت کے لئے پالا گیا ہو۔ ان احادیث کی بناء پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ان بزرگ اللہ والوں نے کتا کیوں ساتھ لیا تھا۔ اس کا ایک جواب تو یہ ہوسکتا ہے کہ کتا پالنے کی ممانعت کا یہ حکم شریعت محمدیہ ﷺ کا حکم ہے۔ ممکن ہے اس سے پہلے یہ ممنوع نہ ہو۔ دوسرے یہ بھی قرین قیاس ہے کہ یہ لوگ صاحب جائیداد اور صاحب مویشی تھے۔ ان کی حفاظت کے لئے کتا پالا ہو اور جیسے کہ کتے کی وفا شعاری مشہور ہے۔ یہ لوگ جب شہر سے چلے تو وہ بھی ساتھ لگ گیا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (21 تا 22)

ترجمہ

وَكَذٰلِكَ	اَعْثَرْنَا	عَلَيْهِمْ	لِيَعْلَمُوْٓا	اَنَّ	وَعْدَ اللّٰهِ
اور اس طرح	ہم نے اطلاع کردی	ان (اصحاب کہف) کی	تاکہ وہ لوگ جان لیں	کہ	اللہ کا وعدہ

حَقٌّ	وَّاَنَّ	السَّاعَةَ	لَا رَيْبَ	فِيْهَا ۚ	اِذْ	يَتَنَازَعُوْنَ
حق ہے	اور یہ کہ	قیامت	کوئی بھی شک نہیں ہے	اس میں	جب	وہ لوگ جھگڑ رہے تھے

بَيْنَهُمْ	اَمْرَهُمْ	فَقَالُوا	ابْنُوْا	عَلَيْهِمْ
آپس میں	ان کے معاملہ میں	تو انہوں نے کہا	تم لوگ تعمیر کرو	ان (اصحاب کہف کی جگہ) پر

بُنْيَانًا ۭ	رَبُّهُمْ	اَعْلَمُ	بِهِمْ ۭ	قَالَ	الَّذِيْنَ
ایک عمارت	ان کا رب	خوب جانتا ہے	ان (اصحاب کہف کے حال) کو	کہا	ان لوگوں نے جو

غَلَبُوْا	عَلٰٓي اَمْرِهِمْ	لَنَتَّخِذَنَّ	عَلَيْهِمْ	مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾
غالب ہوئے	ان کے معاملہ پر	ہم لازماً بنائیں گے	ان (کی جگہ) پر	ایک سجدہ کرنے کی جگہ

سَيَقُوْلُوْنَ	ثَلٰثَةٌ	رَّابِعُهُمْ	كَلْبُهُمْ ۚ	وَيَقُوْلُوْنَ	خَمْسَةٌ
لوگ کہیں گے	(وہ) تین تھے	ان کا چوتھا	ان کا کتاب تھا	اور کہیں گے	(وہ) پانچ تھے

سَادِسُهُمْ	كَلْبُهُمْ	رَجْمًۢا	بِالْغَيْبِ ۚ	وَيَقُوْلُوْنَ	سَبْعَةٌ
ان کا چھٹا	ان کا کتا تھا	اٹکل مارتے ہوئے	غیب میں	اور کہیں گے	(وہ) سات تھے

وَّ ثَامِنُهُمْ	كَلْبُهُمْ ؕ	قُلْ	رَّبِّيْٓ	اَعْلَمُ	1213 بِعِدَّتِهِمْ
اوران کا آٹھواں	ان کا کتا تھا	آپؐ کہیے	میرا رب	سب سے زیادہ جاننے والا ہے	ان کی گنتی کو

مَّا يَعْلَمُهُمْ	اِلَّا	قَلِيْلٌ ۫	فَلَا تُمَارِ	فِيْهِمْ
لوگ نہیں جانتے ان (کی گنتی) کو	مگر	تھوڑے (لوگ)	پس تو مت جھگڑ	ان (کے بارے) میں

اِلَّا	مِرَآءً ظَاهِرًا ۠	وَّلَا تَسْتَفْتِ	فِيْهِمْ
مگر	ظاہری جھگڑنا (یعنی اختلاف ظاہر کرنا)	اور تومت پوچھ	ان (کے بارے) میں

مِّنْهُمْ	اَحَدًا ﴿۲۲﴾ ع
ان لوگوں سے	کسی ایک سے بھی

نوٹ۔1

اس زمانے کے لوگوں کو قیامت کے آنے میں کچھ شکوک پیدا ہو گئے تھے۔ایک جماعت کہتی تھی کہ فقط روحین دوبارہ جی اٹھیں گی اور جس کا اعادہ نہ ہوگا۔پس اللہ تعالیٰ نے صدیوں بعد اصحاب کہف کو جگا کر قیامت کے ہونے اور جسموں کے دوبارہ جینے کی حجت واضح کردی۔پس اصحاب کہف کا ظہور منکروں پر حجت اور ماننے والوں کے لئے دلیل بن گیا۔(ابن کثیرؒ)

نوٹ۔2

بعض لوگوں نے آیت۔۲۱۔ کا بالکل الٹا مفہوم لیا ہے۔وہ اسے دلیل بنا کر مقابر صلحاء پر عمارتیں اور مسجدیں بنانے کو جائز قرار دیتے ہیں۔حالانکہ یہاں قرآن ان کی اس گمراہی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔کہ جو نشانی ان کو بعث بعد الموت اور امکان آخرت کا یقین دلانے کے لئے دکھائی گئی تھی اسے انہوں نے ارتکاب شرک کے لئے ایک موقع سمجھا۔پھر اس آیت سے قبورِ صالحین پر مسجدیں بنانے کے لئے کیسے استدلال کیا جاسکتا ہے جب کہ نبی ﷺ کے یہ ارشادات اس کی نہی میں موجود ہیں:

(۱) اللہ نے لعنت فرمائی ہے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر اور قبروں پر مسجدیں بنانے اور چراغ روشن کرنے والوں پر۔(احمد۔ترمذی۔ابوداؤد۔نسائی۔ابن ماجہ)

(۲) خبردار رہو۔تم سے پہلے لوگ اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتے تھے۔میں تمہیں اس حرکت سے منع کرتا ہوں۔(مسلم)

(۳) اللہ نے لعنت فرمائی یہود اور نصاریٰ پر۔انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔(احمد۔بخاری۔مسلم۔نسائی)

(۴) ان لوگوں کا حال یہ تھا کہ اگر ان میں کوئی صالح مرد ہوتا تو اس کے مرنے کے بعد اس کی قبر پر مسجدیں بناتے اور اس کی تصویریں تیار کرتے تھے۔یہ قیامت کے روز بدترین مخلوق ہوں گے۔(احمد۔بخاری۔مسلم۔نسائی)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تصریحات کی موجودگی میں یہ بات درست نہیں ہے کہ قرآن مجید میں عیسائی پادریوں اور رومی حکمرانوں کے جس گمراہانہ فعل کا حکایۃً ذکر کیا گیا ہے اس کو ٹھیک وہی فعل کرنے کے لئے دلیل وحجت بنایا جائے۔(تفہیم القرآن)

آیت نمبر (23تا28)

ترکیب

(آیت۔۲۳) لِشَایْءٍ دراصل لِشَیْءٍ ہے۔اس مقام پر اس کو الف کے ساتھ لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔اسم الفاعل فَاعِلٌ نے فعل کا عمل کیا ہے اور ذٰلِكَ اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے محلاً حالت نصب میں ہے، جب کہ غَدًا ظرف ہونے کی وجہ

سے نصب میں ہے۔ (آیت۔۲۶) اَبْصِرْ بِهٖ وَاَسْمِعْ تعجب کا صیغہ ہے۔2/175 نوٹ۔1۔ (آیت۔1213 ۲۸) لَا تَعْدُ فعل نہی ہے، لیکن یہ واحد مذکر حاضر کا صیغہ نہیں ہے بلکہ واحد مونث غائب کا صیغہ ہے اور عَیْنٰكَ اس کا فاعل ہے اس لئے عَیْنَانِ حالت رفع میں آیا ہے۔

ترجمہ

وَلَا تَقُوْلَنَّ	لِشَایْءٍ	اِنِّیْ	فَاعِلٌ	ذٰلِكَ	غَدًا ﴿۲۳﴾ لا	اِلَّآ اَنْ
اور آپؐ ہرگز مت کہیں	کسی چیز کے لئے	کہ میں	کرنے والا ہوں	اس کو	کل	سوائے اس کے کہ

یَّشَآءَ	اللّٰهُ ز	وَاذْكُرْ	رَّبَّكَ	اِذَا	نَسِیْتَ	وَقُلْ
چاہے	اللہ	اور آپؐ یاد کریں	اپنے رب کو	جب کبھی	آپؐ بھول جائیں	اور آپؐ کہیں

عَسٰٓى اَنْ	یَّهْدِیَنِ	رَبِّیْ	لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا	رَشَدًا ﴿۲۴﴾
امید ہے کہ	ہدایت دے گا مجھ کو	میرا رب	اس سے زیادہ قریب کے لئے	بلحاظ رہنمائی کے

وَلَبِثُوْا	فِیْ كَهْفِهِمْ	ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ	وَازْدَادُوْا	تِسْعًا ﴿۲۵﴾
اور وہ لوگ ٹھہرے	اپنے غار میں	تین سو سال	اور وہ زیادہ ہوئے	نو (سال)

قُلِ	اللّٰهُ	اَعْلَمُ	بِمَا	لَبِثُوْا ج	لَهٗ	غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط
آپؐ کہئے	اللہ	خوب جاننے والا ہے	اس کو جو	وہ ٹھہرے	اس کے لئے ہی ہے	زمین اور آسمانوں کا غیب

اَبْصِرْ بِهٖ	وَاَسْمِعْ ط	مَا لَهُمْ	مِّنْ دُوْنِهٖ
وہ کیا ہی دیکھنے والا ہے	اور سننے والا ہے	ان لوگوں کے لئے نہیں ہے	اس (اللہ) کے علاوہ

مِنْ وَّلِیٍّ ز	وَّلَا یُشْرِكُ	فِیْ حُكْمِهٖٓ	اَحَدًا ﴿۲۶﴾	وَاتْلُ
کوئی بھی کارساز	اور وہ شریک نہیں کرتا	اپنی حکم میں	کسی ایک کو (بھی)	اور آپؐ تلاوت کریں

مَآ	اُوْحِیَ	اِلَیْكَ	مِنْ كِتَابِ رَبِّكَ ج	لَا مُبَدِّلَ
اس کی جو	وحی کیا گیا	آپؐ کی طرف	آپؐ کے رب کی کتاب سے	کوئی بھی بدلنے والا نہیں

لِكَلِمٰتِهٖ قف	وَلَنْ تَجِدَ	مِنْ دُوْنِهٖ	مُلْتَحَدًا ﴿۲۷﴾	وَاصْبِرْ
اس کے فرمانوں کو	اور آپؐ ہرگز نہیں پائیں گے	اس کے علاوہ	کوئی پناہ گاہ	اور آپؐ روکیں

نَفْسَكَ	مَعَ الَّذِیْنَ	یَدْعُوْنَ	رَبَّهُمْ	بِالْغَدٰوةِ	وَالْعَشِیِّ
اپنے آپ کو	ان لوگوں کے ساتھ جو	پکارتے ہیں	اپنے رب کو	صبح کو	اور شام کو

یُرِیْدُوْنَ	وَجْهَهٗ	وَلَا تَعْدُ	عَیْنٰكَ
چاہتے ہوئے	اس کے چہرے (یعنی توجہ) کو	اور چاہئے کہ آگے نہ نکلیں	آپؐ کی دونوں آنکھیں

عَنۡهُمۡ ۚ	تُرِيۡدُ	1213 زِيۡنَةَ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا ۚ
ان لوگوں سے (یعنی ان کو مت چھوڑیں)	(کہ) آپؐ تلاش کرتے ہوں	دنیاوی زندگی کی زینت کو

وَلَا تُطِعۡ	مَنۡ	اَغۡفَلۡنَا	قَلۡبَهٗ	عَنۡ ذِكۡرِنَا
اور آپؐ پیروی مت کریں	اس کی	ہم نے غافل کیا	جس کے دل کو	اپنی یاد سے
وَاتَّبَعَ	هَوٰىهُ	وَكَانَ	اَمۡرُهٗ	فُرُطًا ۝۲۸
اور جس نے پیروی کی	اپنی خواہش کی	اور ہے	اس کا کام	حد سے گزرا ہوا

آیت نمبر (29 تا 31)

م ھ ل

(ف) مُهۡلَةً — جلد بازی نہ کرنا۔ آرام سے کام کرنا۔

مُهۡلٌ — پگھلی ہوئی دھات۔ پیپ۔ راکھ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۹

(افعال) اِمۡهَالًا — مہلت دینا

اَمۡهِلۡ — فعل امر ہے۔ تو مہلت دے۔

(تفعیل) مَهۡیِلًا — ڈھیل دینا

مَهِّلۡ — فعل امر ہے۔ تو ڈھیل دے۔ ﴿ فَمَهِّلِ الۡكٰفِرِيۡنَ اَمۡهِلۡهُمۡ رُوَيۡدًا ۝۱۷ ﴾ (86/الطارق:17)
''پس تو ڈھیل دے کافروں کو، تو مہلت دے ان کو غیر محسوس طریقے سے۔''

ش و ی

(ض) شَيًّا — کسی چیز کو بھوننا۔ زیر مطالعہ آیت۔ 29

شَوًى — جسم کے اطراف جن پر زخم لگنے سے موت واقع نہ ہو جیسے کھال۔ ﴿ نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى ۝۱۶ ﴾ (70/المعارج:16) ''کھینچ لینے والی کھال کو۔''

ترجمہ:

وَقُلِ	الۡحَقُّ	مِنۡ رَّبِّكُمۡ	فَمَنۡ	شَآءَ	فَلۡيُؤۡمِنۡ
آپؐ کہیے	کل کا کل حق	تم لوگوں کے رب (کی طرف) سے ہے	پس جو	چاہے	تو وہ ایمان لائے

وَّمَنۡ	شَآءَ	فَلۡيَكۡفُرۡ	اِنَّآ	اَعۡتَدۡنَا	لِلظّٰلِمِيۡنَ	نَارًا
اور جو	چاہے	تو وہ انکار کرے	بیشک	ہم نے تیار کی	ظلم کرنے والوں کے لئے	ایک آگ

اَحَاطَ	بِهِمۡ	سُرَادِقُهَا ؕ	وَاِنۡ	يَّسۡتَغِيۡثُوۡا	يُغَاثُوۡا
گھیر لیں گی	ان کو	اس کی قناتیں	اور اگر	وہ لوگ مدد کے لئے پکاریں گے	تو ان کی مدد کی جائے گی

بِمَآءٍ	كَالْمُهْلِ	يَشْوِي	الْوُجُوْهَ ط	1213 بِئْسَ
ایک ایسے پانی سے جو	تیل کی (تلچھٹ) کی طرح ہوگا	وہ بھون دے گا	چہروں کو	کتنا برا ہے

الشَّرَابُ ط	وَسَآءَتْ	مُرْتَفَقًا ﴿٢٩﴾	اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
یہ پینا	اور کتنی بری ہے یہ (آگ)	بطور آرام گاہ کے	بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے

وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	اِنَّا	لَا نُضِيْعُ	اَجْرَ مَنْ
اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے	تو بیشک	ہم ضائع نہیں کرتے	اس کے اجر کو جس نے

اَحْسَنَ	عَمَلًا ج ﴿٣٠﴾	اُولٰٓئِكَ	لَهُمْ	جَنّٰتُ عَدْنٍ	تَجْرِيْ
حسین بنایا	عمل کو	یہ لوگ ہیں	جن کے لئے ہیں	عدن کے باغات	بہتی ہیں

مِنْ تَحْتِهِمُ	الْاَنْهٰرُ	يُحَلَّوْنَ	فِيْهَا
ان لوگوں کے نیچے سے	نہریں	وہ لوگ آراستہ کئے جائیں گے	ان (باغات) میں
مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ	وَّيَلْبَسُوْنَ	ثِيَابًا خُضْرًا	مِّنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ
سونے کے کنگنوں سے	اور پہنیں گے	سبز کپڑے	چمکیلے اور باریک ریشم کے

مُّتَّكِـِٕيْنَ	فِيْهَا	عَلَى الْاَرَآئِكِ ط	نِعْمَ	الثَّوَابُ ط
بیٹھنے والے ہوتے ہوئے	ان (باغات) میں	مزین تختوں پر	کتنا اچھا ہے	یہ بدلہ

وَحَسُنَتْ	مُرْتَفَقًا ع ﴿٣١﴾
اور کتنے اچھے ہیں یہ (باغات)	بطور آرام گاہ کے

نوٹ۔1

جنت اور دوزخ کے احوال کا بیان متشابہات میں داخل ہے۔ جن تمثیلات وتشبیہات سے اس نادیدہ عالم کے احوال کو ہمارے ذہن کے قریب لایا جاسکتا ہے، قرآن ان کے ذریعہ سے ان کو ہمارے ذہن کے قریب کرتا ہے۔ رہی ان کی اصل حقیقت تو اس کا علم صرف اللہ کو ہے۔ دوزخ کے ''مُہل'' یا جنت کے کنگن اور سندس اور استبرق کی حقیقت یہاں نہیں معلوم کی جاسکتی۔ یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ قرآن ان چیزوں کے بیان میں اہل عرب ہی کی معلومات اور ان ہی کے ذوق کوملحوظ رکھتا ہے۔ اس لئے کہ تشبیہہ و تمثیل میں موثر وہی چیزیں ہوتی ہیں جن سے مخاطب واقف ہوں۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (32تا36)

ح ف ف

حَفًّا کسی کو گھیرنا۔ کسی کے گرد گھیرا ڈالنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۳۲۔

حَافٌّ	اسم الفاعل ہے۔ گھیرنے والا۔ گھیرا ڈالنے والا۔ ﴿وَ تَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ﴾ (39/الزمر:75) ''اور تو دیکھے گا فرشتوں کو گھیرا ڈالنے والے ہوتے ہوئے عرش کے اردگرد۔''

ب ی د

(ض)	بَيَادًا	بیابان میں کسی چیز کا پراگندہ ہونا۔ تباہ و برباد ہونا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۳۵۔

ترجمہ:

وَاضْرِبْ	لَهُمْ	مَّثَلًا	رَّجُلَيْنِ	جَعَلْنَا
اور آپؐ بیان کریں	ان لوگوں کے لئے	ایک مثال	دو آدمیوں کی	ہم نے بنایا

لِاَحَدِهِمَا	جَنَّتَيْنِ	مِنْ اَعْنَابٍ	وَّ حَفَفْنٰهُمَا
ان دونوں میں سے ایک کے لئے	دو باغ	انگوروں کی	اور ہم نے گھیرا ڈالا دونوں کے گرد

بِنَخْلٍ	وَّ جَعَلْنَا	بَيْنَهُمَا	زَرْعًا ؕ۳۲	كِلْتَا الْجَنَّتَيْنِ
کھجوروں سے	اور ہم نے بنایا	دونوں کے مابین	ایک کھیتی	دونوں باغ

اٰتَتْ	اُكُلَهَا	وَلَمْ تَظْلِمْ	مِّنْهُ	شَيْـًٔا ۙ	وَّ فَجَّرْنَا
دیتے تھے	اپنے پھل	اور وہ (باغ) کمی نہ کرتے	اس (پھل) میں سے	کوئی چیز	اور ہم نے جاری کی

خِلٰلَهُمَا	نَهَرًا ۙ۳۳	وَّ كَانَ	لَهٗ	ثَمَرٌ ۚ	فَقَالَ	لِصَاحِبِهٖ
دونوں کے بیچ سے	ایک نہر	اور تھا	اس کے لئے	ایک پھل	تو اس نے کہا	اپنے ساتھی سے

وَ	هُوَ	يُحَاوِرُهٗٓ	اَنَا	اَكْثَرُ	مِنْكَ
اس حال میں کہ	وہ	گفتگو کر رہا تھا اس سے	میں	زیادہ کثرت والا ہوں	تجھ سے

مَالًا	وَّ اَعَزُّ	نَفَرًا ۳۴	وَدَخَلَ
بلحاظ مال کے	اور زیادہ عزت والا ہوں	بلحاظ نفری (یعنی افرادی قوت) کے	اور وہ داخل ہوا

جَنَّتَهٗ	وَ	هُوَ	ظَالِمٌ	لِّنَفْسِهٖ ۚ	قَالَ
اپنے باغ میں	اس حال میں کہ	وہ	ظلم کرنے والا تھا	اپنے آپ پر	اس نے کہا

مَآ اَظُنُّ	اَنْ	تَبِيْدَ	هٰذِهٖٓ	اَبَدًا ۙ۳۵	وَّمَآ اَظُنُّ
میں نہیں سمجھتا	کہ	برباد ہوگا	یہ (باغ)	کبھی بھی	اور میں نہیں سمجھتا

السَّاعَةَ	قَآئِمَةً ۙ	وَّ لَئِنْ	رُّدِدْتُّ	اِلٰى رَبِّيْ
قیامت کو	قائم ہونے والی	اور بیشک اگر	لوٹایا گیا مجھ کو	میرے رب کی طرف

لَاَجِدَنَّ	خَيْرًا مِّنْهَا	مُنْقَلَبًا ۳۶
تو میں لازماً پاؤں گا	اس سے بہتر	پلٹنے کی جگہ

آیت نمبر (37 تا 41)

ز ل ق

(س) زَلَقًا: قدم پھسلنا۔

زَلَقٌ: صفت بھی ہے۔ پھسلنی جگہ۔ چکنی۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۰۔

(افعال) اِزْلَاقًا: پھسلانا۔ ﴿ اِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ ﴾ (68/القلم:51) ''اور یقینا قریب ہے کہ وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا پھسلا دیں آپ ﷺ کو اپنی آنکھوں سے یعنی گھور گھور کے۔''

ترکیب

(آیت۔ ۳۸) لٰكِنَّا۠ کے الف پر قرآن مجید کے نسخوں میں یا تو کاٹا (X) لگا ہوتا ہے یا ایک گول نشان (O) ہوتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ یہ الف پڑھا نہیں جائے گا۔ اس لئے اس کو لٰكِنَّ پڑھنا ہے، لیکن یہ لٰكِنَّ بھی نہیں ہے۔ اگر یہ لٰكِنَّ ہوتا تو اس کے آگے ضمیر مرفوع هُوَ کے بجائے ضمیر منصوبہ آتی اور یہ لٰكِنَّهٗ آتا۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دراصل لٰكِنْ اَنَا ہے جو کو لٰكِنَّا لکھا اور لٰكِنَّ پڑھا جاتا ہے۔ (آیت۔ ۳۹) مضارع تَرٰى کو اِنْ نے مجزوم کیا تو یا گر گئی اور اِنْ تَرَ باقی بچا۔ اس کے آگے ضمیر مفعولی نِيْ ہے۔ نِ اس کا نون وقایہ ہے۔ اس کے آگے اَنَا اگر متبدا ہوتا تو اس کی خبر اَقَلُّ آتی لیکن اَقَلَّ حالت نصب میں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اَنَا دراصل ضمیر مفعول نِيْ کی تاکید کے لئے آیا ہے اور تَرَ کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَقَلَّ حالت نصب میں ہے۔ (آیت۔ ۴۰) اَنْ يُّؤْتِيَنِ میں بھی نون وقایہ ہے۔

ترجمہ:

قَالَ	لَهٗ	صَاحِبُهٗ	وَ	هُوَ	يُحَاوِرُهٗٓ	اَ
کہا	اس سے	اس کے ساتھی نے	اس حال میں کہ	وہ	گفتگو کر رہا تھا اس سے	کیا

كَفَرْتَ	بِالَّذِيْ	خَلَقَكَ	مِنْ تُرَابٍ	ثُمَّ	مِنْ نُّطْفَةٍ	ثُمَّ
تو نے انکار کیا	اس کا جس نے	پیدا کیا تجھ کو	ایک مٹی سے	پھر	ایک نطفہ سے	پھر

سَوّٰىكَ	رَجُلًا ۝٣٧	لٰكِنَّا۠	هُوَ	اللّٰهُ	رَبِّيْ
ٹھیک ٹھاک کیا تجھ کو	بطور ایک مرد کے	لیکن میں (کہتا ہوں کہ)	وہ	اللہ	میرا رب ہے

وَلَآ اُشْرِكُ	بِرَبِّيْٓ	اَحَدًا ۝٣٨	وَلَوْلَآ	اِذْ
اور میں شریک نہیں کرتا	اپنے رب کے ساتھ	کسی ایک کو	اور کیوں نہیں	جب

دَخَلْتَ	جَنَّتَكَ	قُلْتَ	مَا	شَاۗءَ	اللّٰهُ ۙ	لَا قُوَّةَ
تو داخل ہوا	اپنے باغ میں	تو تو نے کہا	جو	چاہا	اللہ نے	کوئی بھی قوت نہیں

اِلَّآ	بِاللّٰهِ ۚ	اِنْ	تَرَنِ اَنَا	اَقَلَّ	مِنْكَ	مَالًا	1214 وَّوَلَدًا ۚ ﴿۳۹﴾
مگر	اللہ سے	اگر	تو دیکھتا ہے مجھ کو	کمتر	اپنے سے	بلحاظ مال کے	اور اولاد کے

فَعَسٰى	رَبِّيْٓ	اَنْ	يُّؤْتِيَنِ	خَيْرًا	مِّنْ جَنَّتِكَ	وَيُرْسِلَ
تو امید ہے	میرے رب سے	کہ	وہ دے گا مجھ کو	بہتر	تیرے باغ سے	اور وہ بھیج دے گا

عَلَيْهَا	حُسْبَانًا	مِّنَ السَّمَآءِ	فَتُصْبِحَ	صَعِيْدًا زَلَقًا ۙ ﴿۴۰﴾
اس پر	کوئی آفت	آسمان سے	نتیجۃً وہ (باغ) ہوجائے	ایک چکنا میدان

اَوْ	يُصْبِحَ	مَآؤُهَا	غَوْرًا	فَلَنْ تَسْتَطِيْعَ	لَهٗ	طَلَبًا ﴿۴۱﴾
یا	ہوجائے	اس کا پانی	جذب (زمین میں)	پھر تجھے ہرگز استطاعت نہ ہوگی	اس کو	(واپس) بلانے کی

آیت نمبر (42تا44)

ترجمہ:

وَاُحِيْطَ	بِثَمَرِهٖ	فَاَصْبَحَ	يُقَلِّبُ
اور گھیر (یعنی سمیٹ) لیا گیا	اس کے پھل کو	نتیجۃً وہ ہوگیا	الٹا پلٹتا ہوا

كَفَّيْهِ	عَلٰى مَآ	اَنْفَقَ	فِيْهَا
اپنی دونوں ہتھیلیوں کو (یعنی ہاتھ ملتا رہ گیا)	اس پر جو	اس نے خرچ کیا	اس (باغ) میں

وَ	هِيَ	خَاوِيَةٌ	عَلٰى عُرُوْشِهَا	وَيَقُوْلُ	يٰلَيْتَنِيْ
اس حال میں کہ	وہ (باغ)	اوندھا تھا	اپنی چھتوں پر	اور وہ کہتا تھا	اے کاش

لَمْ اُشْرِكْ	بِرَبِّيْٓ	اَحَدًا ﴿۴۲﴾	وَلَمْ تَكُنْ	لَّهٗ	فِئَةٌ
میں شریک نہ کرتا	اپنے رب کے ساتھ	کسی ایک کو	اور تھی ہی نہیں	اس کے لئے	کوئی ایسی جماعت جو

يَّنْصُرُوْنَهٗ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَمَا كَانَ	مُنْتَصِرًا ؕ ﴿۴۳﴾	هُنَالِكَ
مدد کرتی اس کی	اللہ کے علاوہ	اور وہ نہیں تھا	بدلہ لینے والا	یہاں (پتہ لگ گیا کہ)

اَلْوَلَايَةُ	لِلّٰهِ الْحَقِّ ؕ	هُوَ	خَيْرٌ	ثَوَابًا	وَّخَيْرٌ	عُقْبًا ﴿۴۴﴾ ع
کل کی کل کارسازی	برحق اللہ کے لئے ہے	وہ	بہتر ہے	بطور بدلے کے	اور بہتر ہے	بطور انجام کے

نوٹ۔1

زیر مطالعہ آیات ۳۲ سے ۴۴ تک میں جو مثال دی گئی ہے اور اس میں جو دو اشخاص کے حالات اور مکالمہ دیا گیا ہے، اس میں ایک توجہ طلب بات یہ ہے کہ یہاں کہیں بھی کسی دیوی یا دیوتا کا ذکر نہیں ہے، پھر وہ کیا بات ہے جس کو آیت۔ ۳۷ میں باغ والے کا کفر قرار دیا گیا اور آیت۔ ۳۸ میں جس سے اعلان برأت کرتے ہو باغ والے کے ساتھی نے کہا کہ میں اپنے رب کے ساتھ کوئی شرک

نہیں کرتا۔ اور پھر آیت۔ 42 میں خود باغ والے نے جس کے لئے اپنا کفِ افسوس ملتے ہوئے کہا کہ کاش میں اپنے رب کے ساتھ شریک نہ کرتا۔ اب نوٹ کرلیں کہ وہ بات آیت۔ 35، 36 میں دی ہوئی ہے۔ یہ مادہ پرستانہ نکتہ نظر ہے 1214 جس کو یہاں کفر اور شرک قرار دیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم مادہ پرستی کے فلسفہ کو اچھی طرح سمجھ لیں۔

عام خیال یہ ہے کہ مادہ پرستی کا مرض نیوٹن کی فزکس کی پیداوار ہے۔ لیکن ان آیات کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرض بہت پرانا ہے۔ نیوٹن نے پرانی شراب کو نئی بوتل میں پیش کیا ہے۔ مادہ پرستانہ فلسفہ یہ ہے کہ مادہ (Matter) کا وجود قدیم ہے یعنی وہ ہمیشہ سے ہے اور مادہ کی خصوصیات (Properties of Matter) اس کی ذاتی ہیں اور لا فانی ہیں۔ یہ سوچ قیامت کے نظریہ سے براہ راست متصادم ہے۔ کیونکہ مادے کو اور اس کی خصوصیات کو اگر لا فانی مان لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کائنات اور اس کا نظام کبھی ختم نہیں ہوگا اور قیامت نہیں آئے گی۔ اس کا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ اس سوچ کا حامل شخص اگر اللہ کے وجود کو تسلیم کرتا ہے تب بھی قیامت پر اس کا ایمان متزلزل ہوجاتا ہے۔ یہ کفر ہے، اس کا دوسرا منطقی نتیجہ یہ ہے کہ ایسے شخص کا تکیہ اور بھروسہ یعنی توکل مادے اور اس کی خصوصیات پر ہوجاتا ہے اور ذاتِ باری تعالیٰ اس کے ذہن سے اوجھل ہوجاتی ہے۔ یہ بھی کفر ہے۔ اسی مادہ پرستی کے فلسفہ کو یہاں شرک کہا گیا ہے۔ قرآن کا نظریہ یہ ہے کہ اس کائنات میں صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کا وجود قدیم ہے۔ اللہ کی صفات اس کی ذاتی ہیں، کسی کی عطا کردہ نہیں ہیں۔ اس کی صفات لامحدود (Infinite) ہیں اور لا فانی ہیں۔ اللہ کے سوا اس کائنات میں جو کچھ بھی ہے، جہاں بھی ہے اور جس شکل میں بھی ہے۔ اس کا وجود حادث ہے یعنی وہ چیز پہلے نہیں تھی، اللہ نے اسے وجود بخشا تو وہ وجود میں آئی۔ ہر چیز کا وجود اِلٰٓی اَجَلٍ مُّسَمًّی ہے یعنی فانی ہے۔ ہر چیز کی صفات اس کی ذاتی نہیں ہیں بلکہ اللہ کی عطا کردہ ہیں۔ لامحدود نہیں ہیں بلکہ ایک اندازے اور تناسب سے عطا کی گئی ہیں اور ہر چیز کے وجود کی طرح اس کی صفات بھی فانی ہیں۔

اب غور کریں کہ جب ہم مادہ کو قدیم اور اس کی صفات کو اس کی ذاتی اور لا فانی مانتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نے مادہ کو اللہ کا ''کفو'' یعنی ہم پلہ قرار دیا۔ یہ بدترین شرک ہے اور بدقسمتی سے آج کے دور میں شرک کی یہی شکل سب سے زیادہ رائج ہے لیکن ہم میں سے اکثر کو اس کا احساس نہیں ہے۔ (از لطف الرحمن خان صاحب)

آیت نمبر (45تا49)

ھ ش م

(ض)

هَشْمًا　کسی چیز کو توڑنا۔

هَشِيْمٌ　فَعِيْلٌ کے وزن پر صفت ہے اسم المفعول کے معنی میں۔ توڑی ہوئی چیز۔ توڑی ہوئی خشک گھاس۔ چورا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۵۔

ذ ر و

(ن)

ذَرْوًا　خاک اڑانا۔ بکھیرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۵۔

ذَارٍ　مونث۔ ذَارِيَةٌ، ج: ذَارِيَاتٌ۔ اسم الفاعل ہے۔ اڑانے والا۔ بکھیرنے والا۔ ﴿ وَ الذّٰرِيٰتِ ذَرْوًا ۙ ﴾ (51/الذّٰرِيٰتِ:1) ''قسم ہے بکھیرنے والیوں کی جیسا کہ بکھیرنے کا حق ہے۔''

1214

غ د ر

(ن) | غَدْرًا | بدعہدی کرنا۔بے وفائی کرنا۔

(مفاعلہ) | غِدَارً | کسی چیز کو چھوڑ دینا۔زیر مطالعہ آیت۔۴۷

ص ف ف

(ن) | صَفًّا | قطار بنانا۔صف بنانا۔زیر مطالعہ آیت۔۴۸

صَفٌّ | اسم ذات بھی ہے۔قطار۔صف۔﴿ وَّ جَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا ﴾ (89/الفجر:22) ''اور آئے گا آپ کا رب اور تمام فرشتے (آئیں گے) قطار در قطار۔''

صَافٌّ | ج صَافُّوْن اور صَوَافٌّ اسم الفاعل ہے۔قطار بنانے والا۔صف باندھنے والا۔﴿ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴾ (37/الصّٰفّٰت:165) ''اور بیشک ہم یقینا صف باندھنے والے ہیں۔'' ﴿ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ﴾ (22/الحج:36) ''پس تم لوگ یاد کرو اللہ کا نام ان پر (ان کی) قطار بنانے والے ہوتے ہوئے۔''

مَصْفُوْفٌ | اسم المفعول ہے۔قطار لگایا ہوا۔﴿ مُتَّكِئِيْنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصْفُوْفَةٍ ﴾ (52/الطور:20) ''ٹیک لگانے والے ہوتے ہوئے قطار لگائے ہوئے تختوں پر۔''

ش ف ق

(س) | شَفَقًا | رحم کرنا۔مہربان ہونا۔

شَفَقٌ | اسم ذات بھی ہے۔مہربانی۔غروب آفتاب کے بعد افق پر سرخی۔شفق۔﴿ فَلَآ اُقْسِمُ بِالشَّفَقِ ﴾ (84/الانشقاق:16) ''پس نہیں! میں قسم کھاتا ہوں شام کی سرخی کی۔''

(افعال) | اِشْفَاقًا | کسی کی رحمت و مہربانی کی محرومی سے ڈرنا۔پھر مجرد ڈرنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔﴿ ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ ﴾ (58/المجادلہ:13) ''کیا تم لوگ ڈر گئے کہ تم لوگ پیش کرو اپنی سرگوشی سے پہلے کچھ صدقہ۔''

مُشْفِقٌ | اسم الفاعل ہے۔ڈرنے والا۔زیر مطالعہ آیت۔۴۹۔

ترکیب

(آیت۔۴۵) اِخْتَلَطَ کا فاعل نَبَاتُ الْاَرْضِ ہے اور بِہٖ کی ضمیر مَآءٍ کے لئے ہے۔(آیت۔۴۸) اَلَّنْ دراصل اَنْ لَنْ ہے۔(آیت۔۴۹) تَرَی کا مفعول اَلْمُجْرِمِیْنَ ہے جبکہ مُشْفِقِیْنَ حال ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ مَالِ میں مَا استفہامیہ ہے اور لِ دراصل حرف جارہ ہے جسے ھٰذَا سے الگ کر کے لکھا گیا ہے۔یہ قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔عربی میں اس طرح نہیں لکھا جاتا۔عربی میں اسے مَالِھٰذَا ہی لکھا جائے گا۔صَغِیْرَۃً اور کَبِیْرَۃً صفت ہے۔ان کا موصوف محذوف ہے۔جو کہ اَعْمَالًا ہوسکتا ہے۔شَیْئًا کو محذوف نہیں مان سکتے کیونکہ صفت مونث آئی ہے۔

1214

ترجمہ:

وَاضْرِبْ	لَهُمْ	مَّثَلَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	كَمَآءٍ	اَنْزَلْنٰهُ
اور آپؐ بیان کریں	ان لوگوں کے لئے	دنیوی زندگی کی مثال	پانی کی مانند	ہم نے اتارا جس کو

مِنَ السَّمَآءِ	فَاخْتَلَطَ	بِهٖ	نَبَاتُ الْاَرْضِ	فَاَصْبَحَ	هَشِيْمًا
آسمان سے	پھر ملا	اس (پانی) سے	زمین کا سبزہ	پھر وہ (سبزہ) ہوگیا	چورا

تَذْرُوْهُ	الرِّيٰحُ ؕ	وَكَانَ	اللّٰهُ	عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	مُّقْتَدِرًا ۝٤٥
بکھیرتی ہیں اس کو	ہوائیں	اور ہے	اللہ	ہر چیز پر	پوری طرح قابو یافتہ

اَلْمَالُ	وَالْبَنُوْنَ	زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ	وَالْبٰقِيٰتُ	الصّٰلِحٰتُ
مال	اور بیٹے	دنیوی زندگی کی زینت ہیں	اور باقی رہنے والی	نیکیاں

خَيْرٌ	عِنْدَ رَبِّكَ	ثَوَابًا	وَّخَيْرٌ	اَمَلًا ۝٤٦	وَيَوْمَ
بہتر ہیں	آپؐ کے رب کے پاس	بلحاظ بدلے کے	اور بہتر ہیں	بلحاظ توقع کے	اور جس دن

نُسَيِّرُ	الْجِبَالَ	وَتَرَى	الْاَرْضَ	بَارِزَةً ۙ
ہم چلائیں گے	پہاڑوں کو	اور آپؐ دیکھیں گے	زمین کو	صاف کھلی ہونے والی حالت میں

وَّحَشَرْنٰهُمْ	فَلَمْ نُغَادِرْ	مِنْهُمْ	اَحَدًا ۝٤٧ ج	وَعُرِضُوْا
اور ہم اکٹھا کریں گے ان کو	پھر ہم نہیں چھوڑیں گے	ان میں سے	کسی ایک کو	اور وہ لوگ پیش کئے جائیں گے

عَلٰى رَبِّكَ	صَفًّا ؕ	لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا
آپؐ کے رب پر (یعنی اس کے حضور)	صف بناتے ہوئے	بیشک تم لوگ آچکے ہو ہمارے پاس

كَمَا	خَلَقْنٰكُمْ	اَوَّلَ مَرَّةٍ	بَلْ	زَعَمْتُمْ	اَلَّنْ نَّجْعَلَ
جیسے کہ	ہم نے پیدا کیا تم کو	پہلی مرتبہ	بلکہ	تم لوگوں نے سمجھ لیا	کہ ہم ہرگز نہیں بنائیں گے

لَكُمْ	مَّوْعِدًا ۝٤٨	وَوُضِعَ	الْكِتٰبُ	فَتَرَى
تم لوگوں کے لئے	کوئی وعدہ کا وقت	اور رکھا جائے گا	لکھا ہوا (اعمال نامہ)	پھر آپؐ دیکھیں گے
الْمُجْرِمِيْنَ	مُشْفِقِيْنَ	مِمَّا	فِيْهِ	وَيَقُوْلُوْنَ
مجرموں کو	ڈرنے والے ہوتے ہوئے	اس سے جو	اس میں ہے	اور وہ لوگ کہیں گے
يٰوَيْلَتَنَا	مَا	لِ هٰذَا الْكِتٰبِ	لَا يُغَادِرُ	صَغِيْرَةً
ہائے ہماری تباہی	کیا ہے	اس ریکارڈ کو	وہ نہیں چھوڑتا	کسی چھوٹے (عمل) کو

وَلَا كَبِيْرَةً	اِلَّآ	اَحْصٰهَا	وَوَجَدُوْا 1214
اور نہ ہی کسی بڑے (عمل) کو	سوائے اس کے کہ	اس نے گھیر لیا اس کو	اور وہ لوگ پائیں گے

مَا	عَمِلُوْا	حَاضِرًا	وَلَا يَظْلِمُ	رَبُّكَ	اَحَدًا ﴿۴۹﴾
اس کو جو	انہوں نے عمل کئے	حاضر	اور ظلم نہیں کرے گا	آپ ﷺ کا رب	کسی ایک پر

نوٹ۔1 تیسرے کلمہ میں ہم لوگ جو پانچ کلمات پڑھتے ہیں، ان کو رسول اللہ ﷺ نے **الباقیات الصالحات** فرمایا۔ یہ بات متعدد روایات میں آئی ہے۔ بعض روایات میں پانچ کلات ہیں جبکہ بعض روایات میں چار ہیں۔ حضرت ابن عباس ؓ سے ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ آیت مذکورہ میں باقیات صالحات سے مراد مطلق اعمال صالحہ ہیں جن میں یہ کلمات بھی داخل ہیں۔
(ابن کثیر اور معارف القرآن سے ماخوذ)

آیت نمبر (50 تا 53)

ع ض د

(ن) عَضَدًا: (۱) بازو پر مارنا (۲) کسی کا دست و بازو بننا یعنی مدد کرنا۔

عَضُدٌ: (۱) بازو (کہنی سے کندھے تک کا حصہ) (۲) مددگار زیر مطالعہ آیت۔ ۵۱)

و ب ق

(ض) وَبْقًا: ہلاک ہونا۔

مَوْبِقٌ: اسم الظرف ہے ہلاک ہونے کی جگہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵۲۔

(افعال) اِيْبَاقًا: ہلاک ہونا۔ ﴿ اَوْ يُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا ﴾ (42/الشوریٰ:34) ''یا وہ تباہ کردے ان سب کو بسبب اس کے جو انہوں نے کمایا۔''

ترجمہ:

وَاِذْ	قُلْنَا	لِلْمَلٰٓئِكَةِ	اسْجُدُوْا	لِاٰدَمَ	فَسَجَدُوْٓا	اِلَّآ
اور جب	ہم نے کہا	فرشتوں سے	تم لوگ سجدہ کرو	آدمؑ کو	تو ان سب نے سجدہ کیا	سوائے

اِبْلِيْسَ	كَانَ	مِنَ الْجِنِّ	فَفَسَقَ	عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ	اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ
ابلیس کے	وہ تھا	جنوں میں سے	تو وہ نکل گیا	اپنے رب کے حکم (کی اطاعت) سے	تو کیا تم لوگ بناتے ہو اس کو

وَذُرِّيَّتَهٗٓ	اَوْلِيَآءَ	مِنْ دُوْنِيْ	وَ	هُمْ	لَكُمْ	عَدُوٌّ
اور اس کی اولاد کو	کارساز	میرے علاوہ	حالانکہ	وہ سب	تم لوگوں کے	دشمن ہیں

بِئْسَ	لِلظّٰلِمِيْنَ	بَدَلًا ﴿۵۰﴾	مَآ اَشْهَدْتُّهُمْ
کتنا برا ہے یہ	ظالموں کے لئے	بلحاظ بدل کے (یعنی بدلے میں لی ہوئی چیز کے)	میں نے گواہ نہیں بنایا تھا ان کو

خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَلَا خَلْقَ اَنْفُسِهِمْ	وَمَا كُنْتُ
زمین اور آسمانوں کی تخلیق کا	اور نہ ہی ان کی اپنی تخلیق کا	اور میں نہیں تھا

مُتَّخِذَ الْمُضِلِّیْنَ	عَضُدًا ﴿۵۱﴾	وَیَوْمَ	یَقُوْلُ
گمراہ کرنے والوں کو بنانے والا	(اپنا) مددگار	اور جس دن	1214 وہ (یعنی اللہ) کہے گا

نَادُوْا	شُرَکَآءِیَ الَّذِیْنَ	زَعَمْتُمْ	فَدَعَوْهُمْ
تم لوگ پکارو	میرے ان شریکوں کو جن پر	تمہیں زعم تھا	تو وہ لوگ بلائیں گے ان کو

فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا	لَهُمْ	وَجَعَلْنَا	بَیْنَهُمْ	مَّوْبِقًا ﴿۵۲﴾
پھر وہ جواب نہیں دیں گے	ان کو	اور ہم بنا دیں گے	ان کے مابین	ایک ہلاک ہونے کی جگہ

وَرَاَ	الْمُجْرِمُوْنَ	النَّارَ	فَظَنُّوْٓا	اَنَّهُمْ	مُّوَاقِعُوْهَا
اور دیکھیں گے	مجرم لوگ	آگ کو	تو وہ سمجھ لیں گے	کہ وہ لوگ	گرنے والے ہیں اس میں

وَلَمْ یَجِدُوْا	عَنْهَا	مَصْرِفًا ﴿۵۳﴾ع
اور وہ نہیں پائیں گے	اس سے	(خود کو) پھیرنے کی کوئی جگہ

نوٹ۔1

اس سلسلہ کلام میں قصہ آدم و ابلیس کی طرف اشارہ کرنے سے مقصود گمراہ انسانوں کو ان کی اس حماقت پر متنبہ کرنا ہے کہ وہ اپنے رحیم و شفیق پروردگار اور خیر خواہ پیغمبروں کو چھوڑ کر اپنے اس ازلی دشمن کے پھندے میں پھنس رہے ہیں جو ازل سے ان کے خلاف حسد رکھتا ہے۔ (تفہیم القرآن) بِئْسَ لِلظّٰلِمِیْنَ بدلا۔ یہ جملہ اظہار تعجب اور اظہار افسوس کا ہے کہ ان ظالموں نے خدا کا بدل بھی ڈھونڈا تو اپنے باپ حضرت آدمؑ اور ان کی اولاد کے ابدی دشمن کو۔ یہ شامت زدگی کی آخری حد ہے۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (54 تا 59)

د ح ض

(ف) دَحْضًا: کسی چیز کا اپنی جگہ سے پھسل جانا۔ دلیل کا باطل ہونا۔ رد ہونا۔

دَاحِضٌ: اسم الفاعل ہے۔ پھسلنے والا۔ رد ہونے والا۔ ﴿حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾ (42/الشوریٰ:16) ''ان کی حجت رد ہونے والی ہے ان کے رب کے پاس۔''

(افعال) اِدْحَاضًا: پھسلانا۔ رد کرنا۔ زیر مطالعہ آیت ۵۶۔

مُدْحَضٌ: اسم المفعول ہے۔ پھلایا جانے والا۔ رد کیا جانے والا۔ ﴿فَسَاهَمَ فَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ج﴾ (37/الصّٰفّٰت:56) ''پھر قرعہ ڈالا تو وہ تھا پھلائے جانے والوں میں سے۔''

و ء ل

(ض) وَأْلًا: پناہ لینا۔

مَوْئِلٌ: اسم الظرف ہے۔ پناہ لینے کی جگہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۵۸

1214

ترجمہ:

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا	فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ	لِلنَّاسِ	مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ؕ	وَكَانَ الْاِنْسَانُ
اور بیشک ہم نے بار بار بیان کیا ہے	اس قرآن میں	لوگوں کے لئے	ہر ایک مثال میں سے	اور انسان ہے

اَكْثَرَ شَیْءٍ	جَدَلًا ﴿۵۴﴾	وَمَا مَنَعَ	النَّاسَ	اَنْ	یُّؤْمِنُوْۤا	اِذْ
ہر چیز سے زیادہ	بحث کرنے میں	اور نہیں روکا	لوگوں کو	کہ	وہ لوگ ایمان لائیں	جب

جَآءَهُمُ	الْهُدٰى	وَ	یَسْتَغْفِرُوْا	رَبَّهُمْ	اِلَّاۤ اَنْ
آئی ان کے پاس	ہدایت	اور (یہ کہ)	مغفرت مانگیں	اپنے رب سے	سوائے اس (انتظار) کے کہ
تَاْتِیَهُمْ	سُنَّةُ الْاَوَّلِیْنَ	اَوْ	یَاْتِیَهُمُ	الْعَذَابُ	قُبُلًا ﴿۵۵﴾
پہنچے ان کے پاس	پہلے لوگوں کا طریقہ	یا	پہنچے ان کے پاس	عذاب	سامنے سے

وَمَا نُرْسِلُ	الْمُرْسَلِیْنَ	اِلَّا	مُبَشِّرِیْنَ
اور ہم نہیں بھیجتے	رسولوں کو	مگر	بشارت دینے والا ہوتے ہوئے

وَمُنْذِرِیْنَ ۚ	وَیُجَادِلُ	الَّذِیْنَ	كَفَرُوْا	بِالْبَاطِلِ
اور خبردار کرنے والا ہوتے ہوئے	اور بحث کرتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	کفر کیا	باطل (دلیلوں) کے ساتھ
لِیُدْحِضُوْا	بِهِ	الْحَقَّ	وَاتَّخَذُوْۤا	اٰیٰتِیْ
تاکہ وہ لوگ رد کردیں	اس (باطل) سے	حق کو	اور وہ لوگ بناتے ہیں	میری نشانیوں کو

وَمَاۤ	اُنْذِرُوْا	هُزُوًا ﴿۵۶﴾	وَمَنْ	اَظْلَمُ	مِمَّنْ
اور اس کو جس سے	انہیں ڈرایا گیا	مذاق کا ذریعہ	اور کون	زیادہ ظالم ہے	اس سے جس کو

ذُكِّرَ	بِاٰیٰتِ رَبِّهٖ	فَاَعْرَضَ	عَنْهَا	وَنَسِیَ
یاددہانی کرائی گئی	اس کے رب کی نشانیوں سے	تو اس نے اعراض کیا	ان سے	اور وہ بھول گیا

مَا	قَدَّمَتْ	یَدٰهُ ؕ	اِنَّا	جَعَلْنَا	عَلٰى قُلُوْبِهِمْ
اس کو جو	آگے کیا	اس کے دونوں ہاتھوں نے	بیشک ہم نے	بنائے	ان کے دلوں پر
اَكِنَّةً	اَنْ	یَّفْقَهُوْهُ	وَفِیْۤ اٰذَانِهِمْ	وَقْرًا ؕ	وَاِنْ
کچھ پردے	کہ (کہیں)	وہ سمجھ نہ لیں اس کو	اور (بنایا) ان کے کانوں میں	ایک بوجھ	اور اگر

تَدْعُهُمْ	اِلَى الْهُدٰى	فَلَنْ یَّهْتَدُوْۤا	اِذًا	اَبَدًا ﴿۵۷﴾
آپؐ بلائیں گے ان کو	ہدایت کی طرف	تو وہ ہرگز ہدایت نہیں پائیں گے	تب تو	کبھی بھی

وَرَبُّكَ	الْغَفُوْرُ	ذُو الرَّحْمَةِ ؕ	لَوْ	يُؤَاخِذُهُمْ	1214 بِمَا
اور آپ کا رب	ہی بے انتہا بخشنے والا ہے	رحمت والا ہے	اگر	وہ پکڑتا ان کو	بسبب اس کے جو
كَسَبُوْا	لَعَجَّلَ	لَهُمُ	الْعَذَابَ ؕ	بَلْ	لَّهُمْ
انہوں نے کمایا	تو وہ ضرور جلدی لے آتا	ان کے لئے	عذاب کو	بلکہ (یعنی لیکن)	ان کے لئے

مَّوْعِدٌ	لَّنْ يَّجِدُوْا	مِنْ دُوْنِهٖ	مَوْئِلًا ﴿۵۸﴾
وعدے کا ایک وقت ہے	(اس وقت) وہ لوگ ہرگز نہیں پائیں گے	اس کے علاوہ	کوئی پناہ لینے کی جگہ

وَتِلْكَ الْقُرٰٓى	اَهْلَكْنٰهُمْ	لَمَّا	ظَلَمُوْا	وَجَعَلْنَا
اور یہ بستیاں	ہم نے ہلاک کیا (اس کے) لوگوں کو	جب	انہوں نے ظلم کیا	اور ہم نے مقرر کیا

لِمَهْلِكِهِمْ	مَّوْعِدًا ﴿۵۹﴾ ع
ان کے ہلاک ہونے کے لئے	وعدے کا ایک وقت

نوٹ۔1

انسان کو بحث کرنے کا اتنا زبردست چسکہ ہے کہ وہ قیامت میں اللہ تعالیٰ سے بھی بحث کرے گا۔ اس کا ثبوت ایک حدیث سے ملتا ہے جو ہم معارف القرآن سے نقل کر رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز ایک شخص کفار میں سے پیش کیا جائے گا۔ اس سے سوال ہوگا کہ ہم نے جو رسول بھیجا تھا ان کے متعلق تمہارا کیا عمل رہا۔ وہ کہے گا کہ اے میرے پروردگار میں تو آپ پر بھی ایمان لایا، آپ کے رسول پر بھی اور عمل میں ان کی اطاعت کی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ تیرا نامہ اعمال سامنے رکھا ہے۔ اس میں تو یہ کچھ بھی نہیں۔ یہ شخص کہے گا کہ میں تو اس اعمال نامہ کو نہیں مانتا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ ہمارے فرشتے جو تمہاری نگرانی کرنے والے تھے وہ تیرے خلاف گواہی دیتے ہیں۔ یہ کہے گا کہ میں ان کی شہادت کو بھی نہیں مانتا، نہ ان کو پہچانتا ہوں اور نہ میں نے ان کو اپنے عمل کے وقت دیکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو یہ لوح محفوظ سامنے ہے۔ اس میں بھی تیرا یہی حال لکھا ہے۔ وہ کہے گا کہ میرے پروردگار! آپ نے مجھے ظلم سے پناہ دی ہے یا ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بیشک ظلم سے تو ہماری پناہ میں ہے۔ اب وہ کہے گا کہ میرے پروردگار میں ایسی غیبی شہادتوں کو کیسے مانوں جو میری دیکھی بھالی نہیں ہیں۔ میں تو ایسی شہادت کو مان سکتا ہوں جو میرے نفس کی طرف سے ہو۔ اس وقت اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے ہاتھ پاؤں اس کے کفر و شرک پر گواہی دیں گے۔ اس کے بعد اس کو آزاد کر دیا جائے گا اور جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔

ایسا لگتا ہے کہ مرزا غالب نے یہ حدیث پڑھ کے ہی کہا تھا کہ:

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا۔

آیت نمبر(60تا65)

1214

ح ق ب

(س) حقبًا — سال کا بغیر بارش والا ہونا۔

حُقُبٌ — ج حُقُبٌ۔ جمع الجمع اَحْقَابٌ۔ اسّی سال یا اس سے زائد کا زمانہ۔ عرصہ دراز۔ زیر مطالعہ آیت۔ ٦٠﴿لّٰبِثِيْنَ فِيْهَآ اَحْقَابًا ﴾ (78/النبا:23) ''ٹھہرنے والے ہیں اس میں مدتوں۔''

ص خ ر

ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔

صَخْرَةٌ — ج صَخْرٌ۔ چٹان۔ زیر مطالعہ آیت۔ ٦٣﴿الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴾ (89/الفجر:9) ''جنہوں نے تراشیں چٹانیں وادی میں۔''

ترکیب

(آیت۔٦٠) حَتّٰى پر عطف ہونے کی وجہ سے فعل مضارع اَمْضِیَ حال نصب میں اَمْضِیَ آیا ہے۔(آیت۔٦١) مَجْمَعَ مضاف ہے بَيْنِهِمَا کا اور ظرف ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ سَرَبًا حال ہے۔(آیت۔٦٢) فَتٰى مبنی کی طرح استعمال ہوتا ہے۔ یعنی رفع، نصب، جر، تینوں حالتوں میں یہ فَتٰى ہی رہتا ہے۔ جب اس پر لام تعریف داخل ہو یا مضاف ہو تو تینوں حالتوں میں یہ اَلْفَتٰى یا فَتٰى آتا ہے۔ اس لئے یہاں لِفَتٰهُ میں حرف جرّ لِ کا عمل ظاہر نہیں ہوا۔ نَصَبًا مفعول ہے۔ لَقِيْنَا کا۔(آیت۔٦٤) نَبْغِ مجزوم نہیں ہے کیونکہ یہاں مضارع کو مجزوم کرنے والا کوئی عامل نہیں ہے۔ اس لئے یہ دراصل مضارع نَبْغِیْ ہی ہے۔ اس جگہ اس کو نَبْغِ لکھنا قرآن مجید کا مخصوص املا ہے۔

ترجمہ:

وَاِذْ	قَالَ	مُوْسٰى	لِفَتٰىهُ	لَآ اَبْرَحُ	حَتّٰٓى
اور جب	کہا	موسیٰؑ نے	اپنے نوجوان سے	میں نہیں چھوڑوں گا (یہ سفر)	یہاں تک کہ

اَبْلُغَ	مَجْمَعَ الْبَحْرَيْنِ	اَوْ	اَمْضِيَ	حُقُبًا ۝٦٠
میں پہنچوں	دوسمندروں کے ملنے کی جگہ پر	یا	(یہاں تک کہ) میں گزرتا رہوں	مدتوں

فَلَمَّا	بَلَغَا	مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا
پھر جب	وہ دونوں پہنچے	ان دونوں (سمندروں) کے درمیان ملنے کی جگہ پر

نَسِيَا	حُوْتَهُمَا	فَاتَّخَذَ	سَبِيْلَهٗ	فِي الْبَحْرِ	سَرَبًا ۝٦١
تو وہ دونوں بھول گئے	اپنی مچھلی کو	تو اس نے بنایا	اپنا راستہ	سمندر میں	نشیب میں گھستے ہوئے

فَلَمَّا	جَاوَزَا	قَالَ	لِفَتٰىهُ	اٰتِنَا	غَدَآءَنَا
پھر جب	وہ دونوں آگے بڑھے	تو انہوں نے کہا	اپنے نوجوان سے	تو دے ہم کو	ہمارا ناشتہ

لَقَدۡ لَقِیۡنَا	مِنۡ سَفَرِنَا هٰذَا	نَصَبًا ﴿۶۲﴾	قَالَ	اَ	1214 رَءَیۡتَ
بیشک ہم ملے ہیں	اپنے سفر میں	مشقت سے	اس (نوجوان) نے کہا	کیا	آپؑ نے دیکھا

اِذۡ	اَوَیۡنَاۤ	اِلَی الصَّخۡرَةِ	فَاِنِّیۡ	نَسِیۡتُ	الۡحُوۡتَ	وَمَاۤ اَنۡسٰنِیۡهُ
جب	ہم ٹھہرے	اُس چٹان پر	تو بیشک میں	بھول گیا	مچھلی کو	اور نہیں بھلایا مجھ کو

اِلَّا	الشَّیۡطٰنُ	اَنۡ	اَذۡكُرَهٗ ۚ	وَاتَّخَذَ	سَبِیۡلَهٗ
مگر	شیطان نے	کہ	میں ذکر کروں اس کا	اور اس (مچھلی) نے بنایا	اپنا راستہ

فِی الۡبَحۡرِ ۖ	عَجَبًا ﴿۶۳﴾	قَالَ	ذٰلِكَ مَا	كُنَّا نَبۡغِ ۖ
سمندر میں	عجیب طریقے سے	انہوں نے کہا	یہ وہ ہے جس کو	ہم تلاش کر رہے تھے

فَارۡتَدَّا	عَلٰۤی اٰثَارِهِمَا	قَصَصًا ﴿۶۴﴾	فَوَجَدَا	عَبۡدًا
پھر وہ دونوں لوٹے	اپنے نقوش قدم پر	پیچھا کرتے ہوئے	تو ان دونوں نے پایا	ایک ایسا بندہ
مِّنۡ عِبَادِنَاۤ	اٰتَیۡنٰهُ	رَحۡمَةً	مِّنۡ عِنۡدِنَا	وَعَلَّمۡنٰهُ
ہمارے بندوں میں سے	ہم نے دی تھی جس کو	ایک رحمت	اپنے پاس سے	اور ہم نے تعلیم دی تھی جس کو

مِنۡ لَّدُنَّا	عِلۡمًا ﴿۶۵﴾
اپنے خزانے سے	ایک علم کی

نوٹ۔1

یہ قصہ سنانے سے مقصود کفار اور مومنین دونوں کو ایک اہم حقیقت سے آگاہ کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ نگاہ دنیا میں بظاہر جو کچھ دیکھتی ہے۔ اس سے غلط نتائج اخذ کرلیتی ہے کیونکہ اس کے سامنے اللہ تعالیٰ کی وہ مصلحتیں نہیں ہوتیں جن کو ملحوظ رکھ کر وہ کام کرتا ہے۔ ظالموں کا پھلنا پھولنا اور بے گناہوں کا تکلیف میں مبتلا ہونا وغیرہ وہ مناظر ہیں جن سے عام طور پر ذہنوں میں الجھنیں اور غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں۔ کافر ان سے یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ یہاں جس کا جو جی چاہے کرتا رہے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ مومن اس طرح کے واقعات کو دیکھ کر دل شکستہ ہوتے ہیں اور بسا اوقات ایمان تک متزلزل ہوجاتے ہیں۔ ایسے ہی حالات میں اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو اپنے کارخانہ مشیت کا پردہ اٹھا کر اس کی ایک جھلک دکھائی تھی تاکہ انہیں معلوم ہوجائے کہ یہاں جو کچھ ہو رہا ہے کیسے کن مصلحتوں سے ہو رہا ہے اور کس طرح واقعات کا ظاہر ان کے باطن سے مختلف ہوتا ہے۔

حضرت موسیٰؑ کو یہ واقعہ کب اور کہاں پیش آیا، اس کی کوئی تصریح قرآن نے نہیں کی۔ البتہ جب ہم خود اس قصے کی تفصیلات پر غور کرتے ہیں تو دو باتیں صاف سمجھ میں آتی ہیں۔ ایک یہ کہ یہ مشاہدات حضرت موسیٰؑ کو ان کی نبوت کے ابتدائی دور میں کرائے گئے ہوں گے۔ کیونکہ آغاز نبوت میں انبیاء کرام کو اس طرح کی تعلیم وتربیت درکار ہوا کرتی ہے۔ دوسرے یہ کہ حضرت موسیٰؑ کو ان مشاہدات کی ضرورت اس زمانے میں پیش آئی ہوگی جبکہ بنی اسرائیل کو بھی اسی طرح کے حالات سے سابقہ پیش آرہا ہو گا۔ جن سے مسلمان مکہ معظّمہ میں دوچار تھے۔

جس بندے سے حضرت موسیٰؑ کی ملاقات ہوئی تھی، ان کا نام معتبر احادیث میں خضر بتایا گیا ہے۔[1214] اس لئے ان لوگوں کے اقوال کسی التفات کے مستحق نہیں ہیں جو اسرائیلی روایات سے متاثر ہو کر حضرت الیاس کی طرف اس قصہ کو منسوب کرتے ہیں۔ ان کا قول نہ صرف اس بنا پر غلط ہے کہ نبی ﷺ کے ارشاد سے متصادم ہوتا ہے بلکہ اس بنا پر بھی سراسر لغو ہے کہ حضرت الیاس حضرت موسیٰؑ کے کئی سو برس بعد پیدا ہوئے ہیں۔ حضرت موسیٰ کے خادم کا نام بھی قرآن میں نہیں بتایا گیا البتہ بعض روایات میں ذکر ہے کہ وہ حضرت یوشع بن نون تھے جو بعد میں حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ ہوئے۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (66تا74)

غ	ل	م

(س) **غَلَمًا** : شراب کا جوش مارنا۔ موجوں کا زور سے اٹھنا۔

غُلَامٌ : ج: غِلْمَانٌ (۱) نوجوان لڑکا۔ پھر ہر عمر کے لڑکے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۷۴۔ اور ﴿ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّ قَدْ بَلَغَنِیَ الْکِبَرُ ﴾(3/آل عمران:40) ''کہاں سے ہوگا میرے لئے کوئی لڑکا اس حال میں کہ پہنچ چکا ہے مجھ کو بڑھاپا'' (۲) خادم۔ نوکر۔ ﴿ وَ یَطُوْفُ عَلَیْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ ﴾ (52/الطور:24) ''اور طواف کریں گے ان کے گرد، ان کے خدمت گزار۔''

ترجمہ:

قَالَ	لَهٗ	مُوْسٰی	هَلْ	اَتَّبِعُكَ	عَلٰٓی اَنْ	تُعَلِّمَنِ
کہا	ان سے	موسیٰؑ نے	کیا	میں ساتھ ساتھ چلوں آپ کے	اس پر کہ	آپ تعلیم دیں مجھ کو

مِمَّا	عُلِّمْتَ	رُشْدًا ۝۶۶	قَالَ	اِنَّكَ	لَنْ تَسْتَطِيْعَ
اس سے جو	تعلیم دی گئی آپ کو	معاملہ فہمی کی	انہوں نے کہا	کہ آپؑ	ہرگز صلاحیت نہیں رکھیں گے

مَعِيَ	صَبْرًا ۝۶۷	وَكَيْفَ	تَصْبِرُ	عَلٰی مَا	لَمْ تُحِطْ
میرے ساتھ	صبر کرنے کی	اور کیسے	آپؑ صبر کریں گے	اس پر	آپؑ نے احاطہ نہیں کیا

بِهٖ	خُبْرًا ۝۶۸	قَالَ	سَتَجِدُنِيْٓ	اِنْ	شَآءَ	اللّٰهُ
جس کا	بلحاظ علم کے	انہوں نے کہا	آپ پائیں گے مجھ کو	اگر	چاہا	اللہ نے

صَابِرًا	وَّلَآ اَعْصِيْ	لَكَ	اَمْرًا ۝۶۹	قَالَ	فَاِنِ
صبر کرنے والا	اور میں نافرمانی نہیں کروں گا	آپ کی	کسی کام میں	انہوں نے کہا	پھر اگر

اتَّبَعْتَنِيْ	فَلَا تَسْـَٔلْنِيْ	عَنْ شَيْءٍ	حَتّٰٓى
آپؑ ساتھ ساتھ چلتے ہیں میرے	تو آپؑ مت پوچھیں مجھ سے	کسی چیز کے بارے میں	یہاں تک کہ

اُحْدِثَ	لَكَ	مِنْهُ	ذِكْرًا ۝۷۰ ع	فَانْطَلَقَا	حَتّٰٓى	اِذَا
میں وجود دوں	آپؑ کے لئے	اس میں سے	کسی بات (ذکر) کو	پھر وہ دونوں چلے	یہاں تک کہ	جب

رَكِبَا	فِي السَّفِينَةِ	خَرَقَهَا ؕ	قَالَ	1214 اَ
وہ دونوں سوار ہوئے	کشتی میں	تو انہوں نے پھاڑ دیا اس (کشتی) کو	انہوں نے کہا	کیا
خَرَقْتَهَا	لِتُغْرِقَ	اَهْلَهَا ۚ	لَقَدْ جِئْتَ	شَيْئًا اِمْرًا ﴿٧١﴾
آپ نے پھاڑا اس کو	کہ آپ ڈبو دیں	اس کے لوگوں کو	بیشک آپ نے کی	ایک ناپسندیدہ چیز

قَالَ	اَ	لَمْ اَقُلْ	اِنَّكَ	لَنْ تَسْتَطِيعَ	مَعِيَ	صَبْرًا ﴿٧٢﴾
انہوں نے کہا	کیا	میں نے نہیں کہا تھا	کہ آپ	ہرگز صلاحیت نہیں رکھیں گے	میرے ساتھ	صبر کرنے کی

قَالَ	لَا تُؤَاخِذْنِي	بِمَا	نَسِيتُ	وَلَا تُرْهِقْنِي
انہوں نے کہا	آپ مت پکڑیں مجھ کو	اس کے سبب سے جو	میں بھول گیا	اور آپ نہ ڈالیں مجھ پر

مِنْ اَمْرِي	عُسْرًا ﴿٧٣﴾	فَانْطَلَقَا	حَتّٰى	اِذَا	لَقِيَا
میرے کام (کی وجہ) سے	مشکل کو	پھر وہ دونوں چلے	یہاں تک کہ	جب	وہ دونوں ملے
غُلٰمًا	فَقَتَلَهٗ ۙ	قَالَ	اَ	قَتَلْتَ	نَفْسًا زَكِيَّةً ۢ
ایک لڑکے سے	تو انہوں نے قتل کیا اس کو	انہوں نے کہا	کیا	آپ نے قتل کیا	ایک پاکیزہ (معصوم) جان کو

بِغَيْرِ نَفْسٍ ؕ	لَقَدْ جِئْتَ	شَيْئًا نُّكْرًا ﴿٧٤﴾
کسی جان (کے بدلے) کے بغیر	بیشک آپ نے کی	ایک ناگوار چیز

آیت نمبر (75 تا 78)

ق ض ض

(ن) قَضًا — میخ اکھاڑنا۔ دیوار کو ڈھانا۔ گرانا۔

(انفعال) اِنْقِضَاضًا — دیوار کا پھٹ جانا۔ گر پڑنا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۷۷۔

ترجمہ:

قَالَ	اَ	لَمْ اَقُلْ	لَّكَ	اِنَّكَ	لَنْ تَسْتَطِيعَ	مَعِيَ
انہوں نے کہا	کیا	میں نے نہیں کہا تھا	آپ سے	کہ آپ	ہرگز صلاحیت نہیں رکھیں گے	میرے ساتھ

صَبْرًا ﴿٧٥﴾	قَالَ	اِنْ	سَاَلْتُكَ	عَنْ شَيْءٍ	بَعْدَهَا
صبر کرنے کی	انہوں نے کہا	اگر	میں پوچھوں آپ سے	کسی چیز کے بارے میں	اس کے بعد

فَلَا تُصٰحِبْنِي ۚ	قَدْ بَلَغْتَ	مِنْ لَّدُنِّي	عُذْرًا ﴿٧٦﴾	فَانْطَلَقَا
تو آپ ساتھی نہ بنائیں مجھ کو	آپ پہنچ چکے ہیں	میرے پاس سے	عذر کو	پھر وہ دونوں چلے

حَتّٰٓى	اِذَآ	اَتَيَآ	اَهْلَ قَرْيَةِ	1214 اِسْتَطْعَمَآ
یہاں تک کہ	جب	وہ دونوں پہنچے	ایک بستی والوں کے پاس	تو دونوں نے کھانا مانگا

اَهْلَهَا	فَاَبَوْا	اَنْ	يُّضَيِّفُوْهُمَا
اس (بستی کے لوگوں سے)	تو انہوں نے انکار کیا	کہ	وہ مہمان بنائیں دونوں کو

فَوَجَدَا	فِيْهَا	جِدَارًا	يُّرِيْدُ	اَنْ	يَّنْقَضَّ
پھر دونوں نے پایا	اس (بستی) میں	ایک ایسی دیوار کو جو	ارادہ کرتی تھی	کہ	وہ گر پڑے

فَاَقَامَهٗ ؕ	قَالَ	لَوْ	شِئْتَ	لَتَّخَذْتَ	عَلَيْهِ	اَجْرًا ۝۷۷
تو انہوں نے کھڑا کر دیا اس کو	انہوں نے کہا	اگر	آپ چاہتے	تو لے لیتے	اس پر	کوئی اجرت

قَالَ	هٰذَا	فِرَاقُ بَيْنِيْ وَبَيْنِكَ ۚ	سَاُنَبِّئُكَ
انہوں نے کہا	یہ	آپؑ کے درمیان اور میرے درمیان کی جدائی ہے	میں بتادوں گا آپؑ کو

بِتَاْوِيْلِ مَا	لَمْ تَسْتَطِعْ	عَّلَيْهِ	صَبْرًا ۝۷۸
اُس کی تعبیر	آپؑ نے صلاحیت نہیں رکھی	جس پر	صبر کرنے کی

آیت نمبر (79تا82)

ع ی ب

(ض) عَيْبًا عیب دار ہونا۔ عیب دار کرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔۷۹۔

غ ص ب

(ض) غَصْبًا زبردستی چھین لینا۔ زیر مطالعہ آیت۔۷۹

ترجمہ:

اَمَّا	السَّفِيْنَةُ	فَكَانَتْ	لِمَسٰكِيْنَ	يَعْمَلُوْنَ	
وہ جو	کشتی تھی	تو وہ تھی	ایسے مسکینوں کی جو	عمل (یعنی مزدوری) کرتے تھے	

فِي الْبَحْرِ	فَاَرَدْتُّ	اَنْ	اَعِيْبَهَا	وَ	كَانَ
دریا میں	پس میں نے ارادہ کیا	کہ	میں عیب دار کردوں اس کو	اس حال میں کہ	تھا

وَرَآءَهُمْ	مَّلِكٌ	يَّاْخُذُ	كُلَّ سَفِيْنَةٍ	غَصْبًا ۝۷۹
ان کے پرے	ایک ایسا بادشاہ جو	پکڑتا تھا	ہر ایک کشتی کو	غصب کرتے ہوئے

وَاَمَّا	الْغُلٰمُ	فَكَانَ	اَبَوٰهُ	مُؤْمِنَيْنِ	فَخَشِيْنَآ	اَنْ
اور وہ جو	لڑکا تھا	تو تھے	اس کے والدین	مومن	پھر ہمیں اندیشہ ہوا	کہ

1214

يُّرْهِقَهُمَا	طُغْيَانًا	وَّ كُفْرًا ٨٠	فَاَرَدْنَآ	اَنْ
وہ عاجز کردے دونوں کو	سرکشی	اور ناشکری کر کے	پھر ہم نے چاہا	کہ

يُّبْدِلَهُمَا	رَبُّهُمَا	خَيْرًا	مِّنْهُ	زَكٰوةً	وَّ اَقْرَبَ
بدلے میں عطا کرے ان دونوں کو	ان کا رب	زیادہ اچھا	اس سے	بلحاظ پاکیزگی کے	اور زیادہ قریب

رُحْمًا ٨١	وَاَمَّا	الْجِدَارُ	فَكَانَ	لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ	فِي الْمَدِيْنَةِ	وَكَانَ
بلحاظ صلہ رحمی کے	اور وہ جو	دیوار تھی	تو وہ تھی	دو یتیم لڑکوں کی	اس شہر میں	اور تھا

تَحْتَهٗ	كَنْزٌ	لَّهُمَا	وَكَانَ	اَبُوْهُمَا	صَالِحًا ۚ	فَاَرَادَ	رَبُّكَ
اس کے نیچے	ایک خزانہ	ان دونوں کے لئے	اور تھا	ان کا والد	نیک	تو ارادہ کیا	آپؐ کے رب نے

اَنْ	يَّبْلُغَآ	اَشُدَّهُمَا	وَيَسْتَخْرِجَا	كَنْزَهُمَا ۖ	رَحْمَةً
کہ	وہ دونوں پہنچیں	اپنی پختگی کو	اور دونوں نکالیں	اپنے خزانے کو	رحمت ہوتے ہوئے

مِّنْ رَّبِّكَ ۚ	وَمَا فَعَلْتُهٗ	عَنْ اَمْرِيْ ۭ	ذٰلِكَ	تَاْوِيْلُ مَا
آپؐ کے رب (کی طرف) سے	اور میں نے نہیں کیا یہ (سب کچھ)	اپنے حکم سے	یہ	اس کی تعبیر ہے

لَمْ تَسْطِعْ	عَّلَيْهِ	صَبْرًا ٨٢
آپؐ نے صلاحیت نہیں رکھی	جس پر	صبر کرنے کی

نوٹ۔1

اس آیت۔ ۸۲ سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ انسان کی نیکیوں کی وجہ سے اس کے بال بچے بھی دنیا اور آخرت میں خدا کی مہربانی حاصل کر لیتے ہیں۔ دیکھئے آیت میں ان (لڑکوں) کی صلاحیت کی کوئی بات نہیں ہوئی۔ ہاں ان کے والد کی نیک بختی اور نیک عملی بیان ہوئی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ دراصل یہ تینوں باتیں جنہیں تم نے خطرناک سمجھا، سراسر رحمت تھیں۔ کشتی والوں کو گو قدرے نقصان ہوا لیکن اس سے پوری کشتی بچ گئی۔ بچے کے مرنے کی وجہ سے گو ماں باپ کو رنج ہوا لیکن ہمیشہ کے رنج اور عذاب سے بچ گئے اور پھر نیک بدلہ مل گیا اور یہاں اس نیک شخص کی اولاد کا بھلا ہوا۔ (ابن کثیر)

یہ مثال اس امر کی ہے کہ دنیا میں مسکینوں اور نیکوں کو اگر کوئی نقصان پہنچتا ہے تو اس نقصان کے اندر ان ہی کا کوئی فائدہ مضمر ہوتا ہے۔ اس لئے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہیں اور اس امر پر یقین رکھیں کہ خدا کا کوئی فیصلہ بھی حکمت و مصلحت سے خالی نہیں ہوتا لیکن کوئی شخص ان حکمتوں کا احاطہ نہیں کر سکتا۔ (تدبر قرآن)

آیت نمبر (83تا88)

ترکیب

(آیت۔۸۸) جَزَآءَ نِ الْحُسْنٰى مرکب اضافی نہیں ہوسکتا کیونکہ جَزَآءً پر تنوین ہے۔ یہ مرکب توصیفی بھی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ جَزَآءً نکرہ اور اَلْحُسْنٰى معرفہ ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں الگ الگ مفرد الفاظ ہیں۔ سادہ جملہ اس طرح ہے۔ فَلَهُ الْحُسْنٰى جَزَآءً ہماری ترجیح ہے کہ جَزَآءً کو تمیز مانا جائے۔ يُسْرًا صفت ہے اور اس کا موصوف محذوف ہے جو کہ قَوْلًا ہو سکتا ہے۔

1214

ترجمہ:

وَيَسْـَٔلُوْنَكَ	عَنْ ذِي الْقَرْنَيْنِ ؕ	قُلْ	سَاَتْلُوْا
اور یہ لوگ پوچھتے ہیں آپؐ سے	ذوالقرنین کے بارے میں	آپؐ کہئے	میں پڑھ کر سناؤں گا

عَلَيْكُمْ	مِّنْهُ	ذِكْرًا ؕ (83)	اِنَّا	مَكَّنَّا	لَهٗ	فِي الْاَرْضِ
تم لوگوں کو	اس میں سے	بطور نصیحت کے	بیشک ہم نے	اقتدار دیا	اس کو	زمین میں

وَاٰتَيْنٰهُ	مِنْ كُلِّ شَيْءٍ	سَبَبًا ۙ (84)	فَاَتْبَعَ	سَبَبًا (85)
اور ہم نے دیا اس کو	ہر چیز میں سے	ایک سامان	پھر وہ پیچھے لگا	ایک (سفر کے) سامان کے

حَتّٰٓى	اِذَا	بَلَغَ	مَغْرِبَ الشَّمْسِ	وَجَدَهَا	تَغْرُبُ
یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچا	سورج غروب ہونے کی جگہ پر	تو اس نے پایا اس کو	کہ وہ غروب ہوتا ہے

فِيْ عَيْنٍ حَمِئَةٍ	وَّوَجَدَ	عِنْدَهَا	قَوْمًا ؕ	قُلْنَا	يٰذَا الْقَرْنَيْنِ
ایک دلدل والے چشمہ میں	اور اس نے پایا	اس کے پاس	ایک قوم کو	ہم نے کہا	اے ذوالقرنین

اِمَّآ	اَنْ	تُعَذِّبَ	وَاِمَّآ	اَنْ	تَتَّخِذَ	فِيْهِمْ	حُسْنًا (86)	قَالَ
یا تو یہ	کہ	آپ سزا دیں	اور یا یہ	کہ	آپ بنائیں	ان میں	کوئی بھلائی	انہوں نے کہا

اَمَّا	مَنْ	ظَلَمَ	فَسَوْفَ	نُعَذِّبُهٗ	ثُمَّ	يُرَدُّ	اِلٰى رَبِّهٖ
وہ جو ہے	جس نے	ظلم کیا	تو عنقریب	ہم سزا دیں گے اس کو	پھر	وہ لوٹایا جائے گا	اپنے رب کی طرف

فَيُعَذِّبُهٗ	عَذَابًا نُّكْرًا (87)	وَاَمَّا	مَنْ	اٰمَنَ	وَعَمِلَ
پھر وہ عذاب دے گا اس کو	ایک برا عذاب	اور وہ جو ہے	جو	ایمان لایا	اور اسنے عمل کیا

صَالِحًا	فَلَهٗ	جَزَآءَ	اِلْحُسْنٰى ۚ	وَسَنَقُوْلُ	لَهٗ	مِنْ اَمْرِنَا	يُسْرًا ؕ (88)
نیک	تو اس کے لئے	بطور بدلے کے	بھلائی ہے	اور ہم کہیں گے	اس سے	اپنے کام میں	آسانی (کی بات)

نوٹ۔1

ذوالقرنین کا نام ذوالقرنین کیوں ہوا۔ اس کی وجہ میں بے شمار اقوال اور سخت اختلافات ہیں۔ مگر اتنی بات متعین ہے کہ قرآن نے خود ان کا نام ذوالقرنین نہیں رکھا، بلکہ یہ نام یہود نے بتلایا۔ ان کے یہاں اس نام سے ان کی شہرت ہوگئی۔ واقعہ ذوالقرنین کا جتنا حصہ قرآن کریم نے بتلایا ہے اس سے سوال کرنے والے یہود مطمئن ہو گئے۔ انہوں نے مزید یہ سوال نہیں کئے کہ ان کا نام ذوالقرنین کیوں تھا، یہ کس ملک اور کس زمانے میں تھے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان سوالات کو خود یہود نے بھی غیر ضروری اور فضول سمجھا اور یہ ظاہر ہے کہ قرآن کریم تاریخ وقصص کا صرف اتنا حصہ ذکر کرتا ہے جس سے کوئی فائدہ دین یا دنیا کا متعلق ہو یا جس پر کسی چیز کا سمجھنا موقوف ہو۔ اس لئے نہ قرآن کریم نے ان چیزوں کو بتلایا اور نہ کسی حدیث میں اس کی تصیلات بیان کی گئیں۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (89 تا 94)

ترجمہ:

ثُمَّ	اَتْبَعَ	سَبَبًا ﴿۸۹﴾	حَتّٰٓی	اِذَا	بَلَغَ	مَطْلِعَ الشَّمْسِ
پھر	وہ پیچھے لگا	ایک (سفر کے) سامان کے	یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچا	سورج نکلنے کی جگہ

وَجَدَهَا	تَطْلُعُ	عَلٰی قَوْمٍ	لَّمْ نَجْعَلْ	لَّهُمْ
تو اس نے پایا اس (سورج) کو	(کہ) وہ طلوع ہوتا ہے	ایک ایسی قوم پر	ہم نے نہیں بنایا	جن کے لئے
مِّنْ دُوْنِهَا	سِتْرًا ﴿۹۰﴾	كَذٰلِكَ	وَقَدْ اَحَطْنَا	بِمَا
اس (سورج) کے علاوہ	کوئی اوٹ	اس طرح ہے	اور ہم احاطہ کر چکے ہیں	اس کا جو

لَدَيْهِ	خُبْرًا ﴿۹۱﴾	ثُمَّ	اَتْبَعَ	سَبَبًا ﴿۹۲﴾
اس (ذوالقرنین) کے پاس ہے	بلحاظ علم کے	پھر	وہ پیچھے لگا	ایک (سفر کے) سامان کے

حَتّٰٓی	اِذَا	بَلَغَ	بَيْنَ السَّدَّيْنِ	وَجَدَ	مِنْ دُوْنِهِمَا
یہاں تک کہ	جب	وہ پہنچا	دو دیواروں (یعنی پہاڑوں) کے درمیان	تو اس نے پایا	ان دونوں کے پیچھے
قَوْمًا	لَّا يَكَادُوْنَ	يَفْقَهُوْنَ	قَوْلًا ﴿۹۳﴾	قَالُوْا	يٰذَا الْقَرْنَيْنِ
ایک ایسی قوم کو جو	لگتا نہیں تھا کہ	وہ لوگ سمجھیں گے	کوئی بات	انہوں نے کہا	اے ذوالقرنین

اِنَّ	يَاْجُوْجَ	وَمَاْجُوْجَ	مُفْسِدُوْنَ	فِي الْاَرْضِ	فَهَلْ	نَجْعَلُ
بیشک	یاجوج	اور ماجوج	فساد پھیلانے والے ہیں	زمین میں	تو کیا	ہم جمع کردیں
لَكَ	خَرْجًا	عَلٰٓی اَنْ	تَجْعَلَ	بَيْنَنَا	وَبَيْنَهُمْ	سَدًّا ﴿۹۴﴾
آپ کے لئے	کوئی سرمایہ	اس پر کہ	آپ بنادیں	ہمارے درمیان	اور ان کے درمیان	ایک دیوار

نوٹ۔1

ذوالقرنین نے مشرق کی جانب جو قوم آباد پائی اس کا یہ حال تو قرآن کریم نے ذکر فرمایا کہ وہ دھوپ سے بچنے کے لئے کوئی سامان، ماکان، خیمہ، لباس وغیرہ کے ذریعہ سے نہ کرتے تھے، لیکن ان کے مذہب واعمال کا کوئی ذکر نہیں فرمایا اور نہ ہی یہ کہ ذوالقرنین نے ان لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا۔ اور ظاہر یہ ہے کہ وہ لوگ بھی کافر ہی تھے اور ذوالقرنین نے ان لوگوں کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جو مغربی قوم کے ساتھ اوپر مذکورہ ہو چکا ہے۔ مگر اس کے بیان کرنے کی یہاں اس لئے ضرورت نہیں سمجھی کہ پچھلے واقعہ پر قیاس کر کے اس کا بھی علم ہوسکتا ہے۔ (معارف القرآن)

1214

آیت نمبر (95تا101)

ر د م

(ض) رَدْمًا — کسی رخنہ یا دروازہ کو بند کرنا۔

رَدْمٌ — رکاوٹ۔ بندش۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۹۵

غ ط و

(ن) غَطْوًا — کسی چیز کو چھپانا۔ ڈھانکنا

غِطَاۗءً — پردہ۔ زیر مطالعہ آیت:101۔

ترجمہ:

قَالَ	مَا	مَكَّنِّيْ	فِيْهِ	رَبِّيْ	خَيْرٌ	فَاَعِيْنُوْنِيْ
انہوں نے کہا	وہ	اختیار دیا مجھ کو	جس میں	میرے رب نے	بہتر ہے	تو تم لوگ مدد کرو میری

بِقُوَّةٍ	اَجْعَلْ	بَيْنَكُمْ	وَبَيْنَهُمْ	رَدْمًا ۙ﴿۹۵﴾	اٰتُوْنِيْ
قوت کے ساتھ	تو میں بناؤں	تمہارے درمیان	اور ان کے درمیان	ایک رکاوٹ	تم لوگ دو مجھ کو

زُبَرَ الْحَدِيْدِ ۭ	حَتّٰٓى	اِذَا	سَاوٰى	بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ
لوہے کی سلیں	یہاں تک کہ	جب	انہوں نے برابر کیا	(پہاڑ کے) دونوں کناروں کے درمیان کو

قَالَ	انْفُخُوْا ۭ	حَتّٰٓى	اِذَا	جَعَلَهٗ	نَارًا ۙ	قَالَ	اٰتُوْنِيْٓ
تو کہا	تم لوگ دھونکو	یہاں تک کہ	جب	انہوں نے بنایا اس کو	ایک آگ	تو کہا	تم لوگ دو مجھ کو

اُفْرِغْ	عَلَيْهِ	قِطْرًا ﴿۹۶﴾ۭ	فَمَا اسْطَاعُوْٓا
تو میں اُنڈیلوں	اس پر	پگھلے ہوئے تانبے کو	پھر وہ لوگ (یعنی یاجوج ماجوج کی قوم) استطاعت نہیں رکھیں گے

اَنْ	يَّظْهَرُوْهُ	وَمَا اسْتَطَاعُوْا	لَهٗ	نَقْبًا ﴿۹۷﴾	قَالَ
کہ	وہ چڑھ سکیں اس پر	اور نہ وہ استطاعت رکھیں گے	اس میں	نقب لگانے کی	انہوں نے

هٰذَا	رَحْمَةٌ	مِّنْ رَّبِّيْ ۚ	فَاِذَا	جَاۗءَ	وَعْدُ رَبِّيْ	جَعَلَهٗ
یہ	ایک رحمت ہے	میرے رب (کی طرف) سے	پھر جب	آئے گا	میرے رب کا وعدہ	تو وہ بنا دے اس کو

دَكَّاۗءَ ۚ	وَكَانَ	وَعْدُ رَبِّيْ	حَقًّا ﴿۹۸﴾ۭ	وَتَرَكْنَا	بَعْضَهُمْ
ایک نرم مٹی کا ٹیلہ	اور ہے	میرے رب کا وعدہ	سچا	اور ہم چھوڑ دیں گے	ان کے بعض کو

يَوْمَىِٕذٍ	يَّمُوْجُ	فِيْ بَعْضٍ	وَّنُفِخَ	فِي الصُّوْرِ	فَجَمَعْنٰهُمْ
اس دن	وہ ریلا ماریں گے	بعض میں	اور پھونک ماری جائے گی	صور میں	پھر ہم جمع کریں گے

جَمْعًا ﴿٩٩﴾	وَّعَرَضْنَا	جَهَنَّمَ	يَوْمَئِذٍ	لِّلْكٰفِرِيْنَ
جیسا جمع کرنے کا حق ہے	اور ہم سامنے لائیں گے	جہنم کو	اس دن	کافروں کے لئے

عَرْضًا ﴿١٠٠﴾	الَّذِيْنَ	كَانَتْ	اَعْيُنُهُمْ	فِيْ غِطَآءٍ	عَنْ ذِكْرِيْ
جیسا سامنے لانے کا حق ہے	وہ لوگ	تھیں	جن کی آنکھیں	ایک پردے میں	میری یاد سے

وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ	سَمْعًا ﴿١٠١﴾
اور وہ لوگ استطاعت نہیں رکھتے تھے	سننے کی

نوٹ۔1

ذوالقرنین کی تعمیر کردہ دیوار کے متعلق بعض لوگوں میں یہ غلط خیال پایا جاتا ہے کہ اس سے مراد دیوار چین ہے۔ حالانکہ دراصل یہ دیوار قفقاز کے علاقہ داغستان میں دربند اور داریال کے درمیان بنائی گئی۔ قفقاز اس ملک کو کہتے ہیں جو بحیرہ اسود اور بحیرہ خذر (Caspian Sea) کے درمیان واقع ہے۔ دربند اور داریال کے درمیان جو علاقہ ہے اس میں پہاڑ زیادہ بلند نہیں ہیں اور ان میں کوہستانی راستے بھی خاصے وسیع ہیں۔ قدیم زمانے میں شمال کی وحشی قومیں اسی راستے سے حملے کرتی تھیں۔ ان ہی حملوں کو روکنے کے لئے ایک دیوار بنائی گئی تھی جو ۵۰ میل لمبی، ۲۹ فٹ بلند اور دس فٹ چوڑی تھی۔ ابھی تک یہ تحقیق نہیں ہو سکی کہ یہ دیوار کب اور کس نے بنائی تھی۔ مگر مسلمان مورخین اسی کو سد ذوالقرنین قرار دیتے ہیں اور اس کی تعمیر کی جو کیفیت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے اس کے آثار اب بھی وہاں پائے جاتے ہیں۔ (تفہیم القرآن۔ ج ۳، ص ۱۷۷)

آیت نمبر (102 تا 106)

ترجمہ

اَفَحَسِبَ	الَّذِيْنَ	كَفَرُوْٓا	اَنْ	يَّتَّخِذُوْا	عِبَادِيْ	مِنْ دُوْنِيْٓ
تو کیا گمان کیا	ان لوگوں نے جنہوں نے	کفر کیا	کہ	وہ بنا لیں گے	میرے بندوں کو	میرے علاوہ

اَوْلِيَآءَ	اِنَّآ	اَعْتَدْنَا	جَهَنَّمَ	لِلْكٰفِرِيْنَ	نُزُلًا ﴿١٠٢﴾
(اپنا) کارساز	بیشک	ہم نے تیار کیا	جہنم کو	کافروں کی	بطور مہمانی کے لیے

قُلْ	هَلْ	نُنَبِّئُكُمْ	بِالْاَخْسَرِيْنَ	اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾
آپ ؐ کہئے	کیا	ہم خبر دیں تم لوگوں کو	سب سے زیادہ گھاٹا پانے والوں کی	بلحاظ اعمال کے

الَّذِيْنَ	ضَلَّ	سَعْيُهُمْ	فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا	وَ	هُمْ
وہ لوگ	غارت ہوئی	جن کی بھاگ دوڑ	دنیا کی زندگی میں	اس حال میں کہ	وہ لوگ

يَحْسَبُوْنَ	اَنَّهُمْ	يُحْسِنُوْنَ	صُنْعًا ﴿١٠٤﴾	اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ
گمان کرتے رہے	کہ وہ	خوب بناتے ہیں	کام	یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے

كَفَرُوْا	بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ	وَلِقَآئِهٖ	فَحَبِطَتْ	اَعْمَالُهُمْ
انکار کیا	اپنے رب کی نشانیوں کا	اور اس سے ملاقات کرنے	کا تو اکارت گئے	ان کے اعمال

فَلَا نُقِیْمُ	لَهُمْ	یَوْمَ الْقِیٰمَةِ	وَزْنًا ۝١٠٥	ذٰلِكَ	1214 جَزَآؤُهُمْ
پس ہم کھڑی نہیں کریں گے	ان کے لئے	قیامت کے دن	تول	یہ	ان کا بدلہ ہے

جَهَنَّمُ	بِمَا	كَفَرُوْا	وَاتَّخَذُوْٓا	اٰیٰتِیْ	وَرُسُلِیْ	هُزُوًا ۝١٠٦
جو کہ جہنم ہے	بسبب اس کے جو	انہوں نے انکار کیا	اور بنایا	میری نشانیوں کو	اور میرے رسولوں کو	مذاق کا ذریعہ

نوٹ۔1

اعمال کے لحاظ سے سب سے زیادہ خسارہ پانے والے وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں خواہ کتنے ہی بڑے کارنامے کئے ہوں بہر حال وہ دنیا کے خاتمے کے ساتھ ہی ختم ہو جائیں گے۔ اپنے محلات، اپنی یونیورسٹیاں اور لائبریریاں، اپنے کارخانے اور ملیں اپنی سڑکیں اور ریلیں، اپنی ایجادیں اور صنعتیں، اپنے علوم وفنون اپنی آرٹ گیلریاں اور وہ چیزیں جن پر وہ فخر کرتے ہیں، ان میں سے کوئی چیز بھی اپنے ساتھ لئے ہوئے وہ خدا کے یہاں نہ پہنچیں گے کہ خدا کی میزان میں اس کو رکھ سکیں۔ وہاں جو چیز باقی رہنے والی ہے وہ صرف مقاصد عمل اور نتائج عمل ہیں۔ اب اگر کسی کے سارے مقاصد دنیا تک محدود تھے اور نتائج بھی اس کو دنیا ہی میں مطلوب تھے اور دنیا میں وہ اپنے نتائج دیکھ بھی چکا تو اس کا سب کیا کرایا دنیائے فانی کے ساتھ فنا ہو گیا۔ آخرت میں جو کچھ پیش کر کے وہ کوئی وزن پا سکتا ہے وہ تو لازماً کوئی ایسا ہی کارنامہ ہونا چاہئے جو اس نے خدا کی رضا کے لئے کیا ہو، اس کے احکام کی پابندی کرتے ہوئے کیا ہو اور ان نتائج کو مقصود بنا کر کیا ہو، جو آخرت میں نکلنے والے ہیں۔ ایسا کوئی کارنامہ اگر اس کے حساب میں نہیں ہے تو وہ ساری دوڑ دھوپ بلاشبہ اکارت گئی جو اس نے دنیا میں کی تھی۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (107 تا 110)

ترجمہ:

اِنَّ	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	كَانَتْ
بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے	اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے	(تو) ہیں

لَهُمْ	جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ	نُزُلًا ۝١٠٧	خٰلِدِیْنَ
ان کے لئے	فردوس کے باغات	بطور مہمان نوازی کے	ہمیشہ رہنے والے ہوتے ہوئے

فِیْهَا	لَا یَبْغُوْنَ	عَنْهَا	حِوَلًا ۝١٠٨	قُلْ	لَّوْ	كَانَ	الْبَحْرُ
ان میں	وہ نہیں چاہیں گے	وہاں	جگہ بدلنی	آپؐ کہئے	اگر	ہوتے	سارے سمندر

مِدَادًا	لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ	لَنَفِدَ	الْبَحْرُ	قَبْلَ اَنْ
روشنائی	میرے رب کے فرمان (لکھنے) کے لئے	تو ضرور ختم ہو جاتے	سارے سمندر	اس سے پہلے کہ

تَنْفَدَ	كَلِمٰتُ رَبِّیْ	وَلَوْ	جِئْنَا	بِمِثْلِهٖ	مَدَدًا ۝١٠٩
ختم ہوتے	میرے رب کے فرمان	اور اگرچہ	ہم لے آتے	اس جیسے (اور سمندر)	بطور مدد کے

قُلْ	اِنَّمَآ	اَنَا	بَشَرٌ	مِّثْلُكُمْ	یُوْحٰٓی	اِلَیَّ
آپؐ کہئے	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	میں	ایک بشر ہوں	تم لوگوں جیسا	وحی کی جاتی ہے	میری طرف

أَنَّمَآ	إِلٰهُكُمْ	إِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ	فَمَنْ	كَانَ	1214 يَرْجُوا
کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	تم لوگوں کا اِلٰہ	واحد اِلٰہ ہے	پس وہ جو	ہے (کہ)	امید رکھتا ہے

لِقَآءَ رَبِّهٖ	فَلْيَعْمَلْ	عَمَلًا صَالِحًا	وَّلَا يُشْرِكْ
اپنے رب سے ملاقات کرنے کی	تو اسے چاہیئے کہ وہ کرے	نیک عمل	اور وہ شریک مت کرے

بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ	أَحَدًا ۧ
اپنے رب کی بندگی میں	کسی ایک کو

نوٹ۔1 حضرت شداد بن اوسؓ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ ڈر شرک اور پوشیدہ شہوت کا ہے۔ میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ (ﷺ) کیا آپؐ کی امت آپؐ کے بعد شرک کرے گی۔ فرمایا ہاں۔ سنو! وہ سورج، چاند، پتھر، بت کو نہ پوجے گی بلکہ اپنے اعمال میں ریاکاری کرے گی۔ پوشیدہ شہوت یہ ہے کہ صبح روزے سے ہے اور کوئی خواہش سامنے آئی تو روزہ چھوڑ دیا۔ (ابن کثیر)

نوٹ۔2 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں ایک ایسا کام بتاتا ہوں کہ جب تم وہ کام کرلو تو شرک اکبر اور شرک اصغر، سب سے محفوظ ہو جاؤ۔ تم تین مرتبہ روزانہ یہ دعا کیا کرو: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ شَيْـًٔا وَّاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ۔ (معارف القرآن)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ مریم (19)

آیت نمبر (1 تا 6)

ش ع ل

(ف) شَعْلًا آگ بھڑکانا۔

(افتعال) اِشْتِعَالًا آگ سے شعلہ نکلنا۔ غصہ کا بھڑک اٹھنا، زیر مطالعہ آیت۔ ۴

ش ی ب

(ض) شَيْبًا (۱) سفید بالوں والا ہونا۔ (۲) بوڑھا ہونا۔

شَيْبٌ اسم ذات بھی ہے۔ (۱) سفیدی (۲) بڑھاپا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۴۔ اور ﴿ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّشَيْبَةً ۭ﴾ (30/ الروم:54) ''پھر اس نے بنایا قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا۔''

اَشْيَبُ　ج: شِيبٌ۔ اَفْعَلُ الوان وعیوب کے وزن پر صفت ہے۔(۱) سفید سر والا۔(۲) بوڑھا۔ 1214
﴿فَكَيْفَ تَتَّقُونَ اِنْ كَفَرْتُمْ يَوْمًا يَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا ۝﴾ (73/المزمل: 17)
''پھر کیسے تم لوگ بچو گے اگر تم نے کفر کیا ایک ایسے دن سے جو کر دے گا بچوں کو بوڑھے۔''

ترکیب

(آیت۔۲) ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ۔ یہ پورا مرکب اضافی خبر ہے اور اس کا مبتدا ھٰذَا محذوف ہے۔ زَكَرِيَّا تینوں حالتوں میں مبنی کی طرح زَكَرِيَّا استعمال ہوتا ہے۔ یہاں یہ عَبْدَهٗ کا بدلہ ہونے کی وجہ سے محلاً حالت نصب میں ہے۔
(آیت۔۵۔۶) يَرِثُنِىْ مِنْ اٰلِ يَعْقُوبَ۔ یہ پورا جملہ فعل امر فَهَبْ لِىْ کا جواب امر نہیں ہے۔ اگر جواب امر ہوتا تو مضارع مجزوم يَرِثْ آتا۔ لیکن یہاں مضارع مرفوع يَرِثُ آیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ جملہ دراصل نکرہ موصوفہ وَلِيًّا کی صفت ہے۔ ترجمہ میں اس فرق کو ظاہر کیا جائے گا۔

ترجمہ:

زَكَرِيَّا ۝	عَبْدَهٗ	ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ	كٓهٰيٰعٓصٓ ۝
زکریاؑ پر	اس کے بندے	(یہ) آپؐ کے رب کی رحمت کا ذکر ہے	....

رَبِّ	قَالَ	نِدَآءً خَفِيًّا ۝	رَبَّهٗ	نَادٰى	اِذْ
اے میرے رب	انہوں نے کہا	چھپی آواز سے	اپنے رب کو	انہوں نے پکارا	جب
الرَّاْسُ	وَاشْتَعَلَ	مِنِّىْ	الْعَظْمُ	وَهَنَ	اِنِّىْ
سر	اور چمک اٹھا	میری	ہڈیاں	کمزور ہوئی	بیشک میں (ہوں کہ)
وَاِنِّىْ	شَقِيًّا ۝	رَبِّ	بِدُعَآئِكَ	وَّلَمْ اَكُنْ	شَيْبًا
اور بیشک میں	کبھی نامراد	اے میرے رب	تیری دعا سے	اور میں ہوا ہی نہیں	سفیدی سے

عَاقِرًا	امْرَاَتِىْ	كَانَتِ	وَ	مِنْ وَّرَآءِىْ	الْمَوَالِىَ	خِفْتُ
بانجھ	میری عورت	ہے	اس حال میں کہ	اپنے بعد	اپنے بھائی بندوں سے	ڈرتا ہوں

يَّرِثُنِىْ	وَلِيًّا ۝	مِنْ لَّدُنْكَ	لِىْ	فَهَبْ
جو وارث ہو میرا	ایک ایسا کام اٹھانے والا	اپنے خزانے سے	مجھ کو	پس تو عطا کر
رَضِيًّا ۝	رَبِّ	وَاجْعَلْهُ	مِنْ اٰلِ يَعْقُوبَ	وَيَرِثُ
پسندیدہ	اے میرے رب	اور تو بنا اس کو	یعقوبؑ کے پیروکاروں میں سے (لوگوں) کا	اور جو وارث ہو

نوٹ۔1

آیت۔نمبر۔۵۔ میں حضرت زکریاؑ کے اس قول کا ذکر ہے کہ انہیں اپنے بعد، اپنے عزیز و اقارب کی طرف سے اندیشہ تھا۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ کس بات کا اندیشہ تھا۔ اس ضمن میں یہ بات بہت واضح ہے کہ حضرت زکریاؑ کو یہ اندیشہ نہیں تھا کہ ان کے عزیز و اقارب ان کی جائیداد پر قبضہ کر لیں گے کیونکہ وہ صاحب جائیداد نہیں تھے۔ پھر انہیں کس بات کا اندیشہ تھا۔ اس بات کو سمجھنے کے لئے بنی اسرائیل

کے نظام کہانت (Preisthood) کا ایک خاکہ ذہن میں واضح ہونا ضروری ہے جسے ہم تفہیم القرآن سے اخذ[1214] کر رہے ہیں۔

فلسطین پر قابض ہونے کے بعد بنی اسرائیل نے ملک کا انتظام اس طرح کیا تھا کہ حضرت یعقوب کی اولاد کے بارہ قبیلوں میں سارا ملک تقسیم کر دیا گیا اور تیرھواں قبیلہ یعنی لاوی بن یعقوبؑ کا گھرانہ مذہبی خدمات کے لئے مخصوص رہا۔ پھر بن لاوی میں سے بھی جو خاندان پاک ترین چیزوں کی تقدیس کا کام کرتا تھا، وہ حضرت ہارونؑ کا خاندان تھا۔ ان میں ایک ابیاہ کا خاندان تھا جس کے سردار حضرت زکریا تھے۔ انہیں ابیاہ کے خاندان میں کوئی ایسا نظر نہیں آ رہا تھا جو ان کے بعد دینی اور اخلاقی حیثیت سے اس منصب کا اہل ہو جسے وہ سنبھالے ہوئے تھے۔ یہ وہ اندیشہ ہے جس کا ذکر کیا گیا۔

نوٹ۔2

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بیشک علماء وارث ہیں انبیاء کے کیونکہ انبیاء دینار و درہم کی وراثت نہیں چھوڑتے بلکہ ان کی وراثت علم ہوتا ہے۔ جس نے علم حاصل کر لیا اس نے بڑی دولت حاصل کر لی۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (7 تا 11)

ترجمہ:

يٰزَكَرِيَّآ	اِنَّا	نُبَشِّرُكَ	بِغُلٰمِ	اِسْمُهٗ	يَحْيٰى
اے زکریاؑ	بیشک	ہم بشارت دیتے ہیں آپؑ کو	ایک ایسے لڑکے کی	جس کا نام	یحییٰؑ ہے

لَمْ نَجْعَلْ	لَّهٗ	مِنْ قَبْلُ	سَمِيًّا ⑦	قَالَ	رَبِّ	اَنّٰى
ہم نے نہیں بنایا	اس کے لئے	اس سے پہلے	کوئی ہم نام	انہوں نے کہا	اے میرے رب	کہاں سے

يَكُوْنُ	لِيْ	غُلٰمٌ	وَّ	كَانَتِ	امْرَاَتِيْ	عَاقِرًا	وَّقَدْ بَلَغْتُ
ہوگا	میرے لئے	کوئی لڑکا	اس حال میں کہ	ہے	میری عورت	بانجھ	اور میں پہنچ چکا ہوں

مِنَ الْكِبَرِ	عِتِيًّا ⑧	قَالَ	كَذٰلِكَ ۚ	قَالَ
بڑھاپے سے (یعنی بڑھاپے کی)	حد سے گزرا ہوا	(اللہ تعالیٰ نے) کہا	اس طرح ہے	کہہ دیا

رَبُّكَ	هُوَ	عَلَيَّ	هَيِّنٌ	وَّقَدْ خَلَقْتُكَ	مِنْ قَبْلُ
آپؑ کے رب نے	یہ	مجھ پر	آسان ہے	اور میں پیدا کر چکا ہوں آپؑ کو	اس سے پہلے

وَ	لَمْ تَكُ	شَيْـًٔا ⑨	قَالَ	رَبِّ	اجْعَلْ	لِّيْٓ	اٰيَةً ۭ
اس حال میں کہ	آپؑ نہیں تھے	کوئی چیز	انہوں نے کہا	اے میرے رب	تو بنادے	میرے لئے	کوئی نشانی

قَالَ	اٰيَتُكَ	اَلَّا تُكَلِّمَ	النَّاسَ	ثَلٰثَ لَيَالٍ	سَوِيًّا ⑩
(اللہ تعالیٰ نے) کہا	آپؑ کی نشانی ہے	کہ آپؑ کلام نہیں کریں گے	لوگوں سے	تین راتیں	کامل ہوتے ہوئے

فَخَرَجَ	عَلٰى قَوْمِهٖ	مِنَ الْمِحْرَابِ	فَاَوْحٰٓى	اِلَيْهِمْ	اَنْ
پھر وہ نکلے	اپنی قوم پر	محراب سے	تو انہوں نے اشارہ کیا	ان کی طرف	کہ

سَبِّحُوْا	بُكْرَةً	وَّعَشِيًّا ⑪ [1214]
تم لوگ تسبیح کرو	صبح کے وقت	اور شام کے وقت

آیت نمبر (12 تا 15)

ح ن ن

(ض) حَنَانًا کسی پر مہربان وشفیق ہونا۔

حَنَانٌ اسم ذات بھی ہے۔شفقت۔مہربانی۔زیر مطالعہ آیت۔۱۳۔

حُنَيْنٌ اسم علم ہے۔مکہ اور طائف کے درمیان ایک جگہ کا نام جہاں جنگ حنین ہوئی تھیں۔آیت نمبر 9/التوبۃ:25۔

ترکیب

زیر مطالعہ آیات کا صحیح ترجمہ کرنے کے لئے منصوبات کی وجوہات کا تعین ضروری ہے۔اٰتَيْنٰهُ کا مفعول ہونے کی وجہ سے اَلْحُكْمَ، حَنَانًا اور زَكٰوةً حالت نصب میں آئے ہیں، جبکہ صَبِيًّا حال ہے۔كَانَ کی خبر ہونے کی وجہ سے تَقِيًّا اور بَرًّا حالت نصب میں ہیں۔جَبَّارًا اور عَصِيًّا خبریں ہیں لَمْ يَكُنْ کی۔حَيًّا حال ہے۔

ترجمہ:

يٰيَحْيٰى	خُذِ	الْكِتٰبَ	بِقُوَّةٍ	وَاٰتَيْنٰهُ
اے یحییٰؑ	آپؑ پکڑیں	کتاب (یعنی تورات) کو	مضبوطی سے	اور ہم نے دیا انؑ کو
الْحُكْمَ	صَبِيًّا ⑫	وَّحَنَانًا	مِّنْ لَّدُنَّا	وَزَكٰوةً
فیصلہ کرنے کی صلاحیت	بچہ ہوتے ہوئے	اور شفقت (دی)	اپنے پاس سے	اور پاکیزگی (دی)

وَكَانَ	تَقِيًّا ⑬	وَّبَرًّا	بِوَالِدَيْهِ	وَلَمْ يَكُنْ	جَبَّارًا
اور وہ تھے	پرہیزگار	اور فرمانبردار (تھے)	اپنے والدین کے	اور وہ نہیں تھے	جبر کرنے والے
عَصِيًّا ⑭	وَسَلٰمٌ	عَلَيْهِ	يَوْمَ	وُلِدَ	وَيَوْمَ
نافرمانی کرنے والے	اور سلامتی ہے	انؑ پر	جس دن	وہ پیدا کئے گئے	اور جس دن

يَمُوْتُ	وَيَوْمَ	يُبْعَثُ	حَيًّا ⑮
وہ مریں گے	اور جس دن	وہ اٹھائے جائیں گے	زندہ ہوتے ہوئے

نوٹ۔1

حضرت یحییٰ کے جو حالات انجیلوں میں بکھرے ہوئے ہیں۔تفہیم القرآن میں ان کو جمع کر کے ان کی سیرت پاک کا ایک نقشہ پیش کیا گیا ہے۔ہم اس کا خلاصہ دے رہے ہیں۔

حضرت یحییٰ، حضرت عیسیٰؑ سے چھ ماہ بڑے تھے۔تقریباً تیس سال کی عمر میں وہ نبوت کے منصب پر عملاً مامور ہوئے۔وہ لوگوں سے گناہوں کی توبہ کراتے تھے اور توبہ کرنے والوں کو بپتسمہ دیتے تھے یعنی توبہ کے بعد غسل کراتے تھے تاکہ روح اور جسم

دونوں پاک ہوجائیں۔ یہودیہ اور یروشلم کے بکثرت لوگ ان کے متعقد ہو گئے تھے اور ان کے پاس جا کر[1214] بپتسمہ لیتے تھے۔ اسی بنا پر ان کا نام یوحنا بپتسمہ دینے والا (JHON The BAPTIST) مشہور ہو گیا ہے۔

وہ اونٹ کے بالوں کے پوشاک پہنتے۔ انکی خوراک نڈیاں اور جنگلی شہد تھا۔ اس فقیرانہ زندگی کے ساتھ وہ منادی کرتے پھرتے تھے کہ توبہ کرو کیونکہ آسمان کی بادشاہی قریب آ گئی ہے۔ یعنی مسیح کی دعوت نبوت کا آغاز ہونے والا ہے۔ وہ لوگوں کو نماز اور روزے کی تلقین کرتے تھے وہ لوگوں سے کہتے تھے کہ جس کے پاس دو کرتے ہوں وہ اس کو جس کے پاس نہ ہو بانٹ دے۔ اور جس کے پاس کھانا ہو وہ بھی ایسا ہی کرے۔ محصول لینے والوں سے فرمایا کہ جو تمہارے لئے مقرر ہے اس سے زیادہ نہ لینا۔ سپاہیوں سے فرمایا کہ نہ کسی پر ظلم کرو اور نہ ناحق کسی سے کچھ لو اور اپنی تنخواہ پر کفایت کرو۔

ان کے عہد کا یہودی فرمانروا، جس کی ریاست میں وہ دعوت حق کی خدمت انجام دیتے تھے، سرتاپا رومی تہذیب میں غرق تھا۔ اس کی وجہ سے سارے ملک میں فسق وفجور پھیل رہا تھا۔ حضرت یحیٰؑ نے اس کو ملامت کی اور اس کی فاسقانہ حرکات کے خلاف آواز اٹھائی۔ اس جرم میں اس نے ان کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔

فرمانروا کی سالگرہ کے جشن کے دربار میں ایک رقاصہ نے کوب رقص کیا جس پر خوش ہو کر اس نے کہا مانگ کیا مانگتی ہے۔ اس نے کہا مجھے یوحنا بپتسمہ دینے والے کا سر ایک تھال میں رکھوا کر ابھی منگوا دیجئے۔ اس نے فوراً قید خانہ سے یحییٰ کا سر کٹوایا اور ایک تھال میں رکھ کر رقاصہ کی نذر کر دیا۔

آیت نمبر (16 تا 21)

ترجمہ:

وَاذْكُرْ	فِي الْكِتٰبِ	مَرْيَمَ	اِذِ	انْتَبَذَتْ	مِنْ اَهْلِهَا	مَكَانًا شَرْقِيًّا ۝١٦
اور یاد کرو	اس کتاب میں	مریم کو	جب	وہ علیحدہ ہوئیں	اپنے لوگوں سے	ایک مشرقی جگہ میں

فَاتَّخَذَتْ	مِنْ دُوْنِهِمْ	حِجَابًا ۚ	فَاَرْسَلْنَآ	اِلَيْهَا	رُوْحَنَا
پھر انہوں نے کرلیا	ان لوگوں سے	ایک اوٹ	تو ہم نے بھیجا	ان کی طرف	اپنا فرشتہ (یعنی جبرائیل کو)

فَتَمَثَّلَ	لَهَا	بَشَرًا سَوِيًّا ۝١٧	قَالَتْ	اِنِّيْٓ	اَعُوْذُ
تو وہ شکل میں آگئے	ان کے لیے	ایک مکمل آدمی کی	(بی بی مریم نے) کہا	کہ میں	پناہ میں آتی ہوں

بِالرَّحْمٰنِ	مِنْكَ	اِنْ	كُنْتَ	تَقِيًّا ۝١٨	قَالَ	اِنَّمَآ	اَنَا
رحمٰن کی	تجھ سے	اگر	تو ہے	پرہیزگار	انہوں نے کہا	کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	میں

رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ	لِاَهَبَ	لَكِ	غُلٰمًا زَكِيًّا ۝١٩	قَالَتْ
آپ کے رب کا پیغامبر ہوں	کہ میں عطا کروں	آپ کو	ایک پاکیزہ لڑکا	انہوں نے کہا

اَنّٰى	يَكُوْنُ	لِيْ	غُلٰمٌ	وَّ	لَمْ يَمْسَسْنِيْ	بَشَرٌ	وَّلَمْ اَكُ
کہاں سے	ہوگا	میرے لئے	کوئی لڑکا	حالانکہ	چھوا ہی نہیں مجھ کو	کسی آدمی نے	اور نہ میں ہوں

بَغِيًّا ⑳	قَالَ	كَذٰلِكِ ج	قَالَ	رَبُّكِ	هُوَ	عَلَيَّ	1214 هَيِّنٌ ج
بدکار	انہوں نے کہا	اس طرح ہے	کہا	آپ کے رب نے	وہ	مجھ پر	آسان ہے

وَلِنَجْعَلَهٗٓ	اٰيَةً	لِّلنَّاسِ	وَرَحْمَةً	مِّنَّا ج
اور تاکہ ہم بنائیں اس (لڑکے) کو	ایک نشانی	لوگوں کے لئے	اور رحمت ہوتے ہوئے	ہماری طرف سے

وَكَانَ	اَمْرًا	مَّقْضِيًّا ㉑
اور وہ ہے	ایک کام	فیصلہ کیا ہوا

نوٹ۔1

بی بی مریم کا ایک مشرقی جگہ میں الگ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ہیکل کے مشرقی جانب میں معتکف ہوگئیں۔ مشرقی جانب میں اس وجہ سے کہ ہیکل کا جو حصہ عورتوں کے اعتکاف اور عبادت کے لئے خاص تھا وہ مشرقی سمت میں ہی تھا۔ حضرت جبرائیل نے انہیں اولاد ہونے کی جو خبر دی اس پر بی بی مریم نے جن الفاظ میں تعجب کا اظہار کیا، اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ لوقا کی یہ روایت بالکل بے سروپا ہے کہ یوسف نامی کسی شخص سے ان کا نکاح ہوا تھا۔ اگر ان کا نکاح ہوا ہوتا تو یہ خبر ان کے لئے ایک خوشخبری ہوتی اور وہ مذکورہ الفاظ میں اس پر تشویش اور حیرت کا اظہار کرنے کی بجائے اللہ کا شکر ادا کرتیں۔ لوقا کی یہ روایت یہود کی دراندازی کا مولودِ فساد ہے کیونکہ وہ حضرت عیسیٰؑ کی خارق عادت ولادت کے مخالف ہیں۔ ہمارے ہاں جن لوگوں نے بے سوچے سمجھے اس روایت کو نقل کرلیا ہے انہوں نے نادانستہ یہود ہی کی مقصد براری کی ہے۔ (تدبر قرآن)

نوٹ۔2

بی بی مریم کے اظہار تعجب کے جواب میں حضرت جبریل نے فرمایا كَذٰلِكِ یعنی ایسا ہی ہوگا۔ یہ ہرگز اس معنی میں نہیں ہوسکتا کہ بشر تجھ کو چھوئے گا اور اس سے تیرے ہاں لڑکا پیدا ہوگا۔ بلکہ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ تیرے ہاں لڑکا ہوگا، باوجود اس کے کہ تجھے کسی بشر نے نہیں چھوا ہے۔ اس سے پہلے آیت نمبر۔۸۔ میں حضرت زکریا کا استعجاب نقل ہو چکا ہے۔ وہاں بھی یہی جواب دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ جو مطلب اس جواب کا وہاں ہے، وہی یہاں بھی ہے۔ اسی طرح سورہ ذاریات کی آیات۔ ۲۸ تا ۳۰ میں جب فرشتہ حضرت ابراہیمؑ کو بیٹے کی بشارت دیتا ہے اور حضرت سارہ کہتی ہیں کہ مجھ بوڑھی بانجھ کے ہاں بیٹا کیسے ہوگا تو فرشتہ ان کو جواب دیتا ہے کہ كَذٰلِكِ (ایسا ہی ہوگا) ظاہر ہے کہ اس سے مراد بڑھاپے اور بانجھ پن کے باوجود اولاد ہونا ہے۔ اس کے علاوہ اگر كَذٰلِكِ کا یہ مطلب لیا جائے کہ بشر تجھے چھوئے گا اور تیرے ہاں اسی طرح لڑکا ہوگا جیسے دنیا بھر کی عورتوں کے ہاں ہوتا ہے، تو پھر بعد کے دونوں فقرے بے معنی ہو جاتے ہیں۔ پھر یہ کہنے کی کیا ضرورت ہے کہ تیرا رب کہتا ہے کہ ایسا کرنا میرے لئے بہت آسان ہے اور ہم اس لڑکے کو ایک نشانی بنانا چاہتے ہیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔3

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کو نشانی اس لئے بنایا تاکہ لوگ جان لیں کہ وہ خالق ہر طرح کی پیدائش پر قادر ہے۔ حضرت آدمؑ کو بغیر عورت مرد کے پیدا کیا۔ بی بی حوا کو صرف مرد سے بغیر عورت کے پیدا کیا۔ باقی تمام انسانوں کو مرد عورت سے پیدا کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کو بغیر مرد کے صرف عورت سے پیدا کیا۔ پس تقسیم کی یہ چار ہی صورتیں ہوسکتی تھیں جو سب پوری کردی گئیں اور اللہ نے اپنی کمالِ قدرت کی مثال قائم کردی۔ (ابن کثیرؒ)

1214

آیت نمبر (22تا26)

م	خ	ض

(س) مَخَاضًا حاملہ کا دردِزہ میں مبتلا ہونا۔

مَخَاضٌ اسم ذات بھی ہے۔ دردزہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۳

ج	ذ	ع

(ف) جَذْعًا دو اونٹوں کو ایک رسی میں باندھا۔

جِذْعٌ ج: جُذُوْعٌ۔ درخت کا تنہ۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۳ اور ﴿ وَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ فِيْ جُذُوْعِ النَّخْلِ ﴾(20/طٰہٰ:71) ''اور میں لازماً پھانسی دوں گا تم لوگوں کو کھجور کے تنوں میں۔''

ھ	ز	ز

(ن) هَزًّا کسی چیز کو حرکت دینا۔ ہلانا۔

هُزِّ فعل امر ہے۔ تو ہلا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۵

(افتعال) اِهْتِزَازًا کسی چیز کا حرکت میں آنا۔ ہلنا۔ لہلہانا۔ ﴿ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ ﴾ (27/النمل:10) ''پھر جب انہوں نے دیکھا اس کو یعنی لاٹھی کو کہ وہ ہلتی ہے جیسے کہ وہ کوئی سانپ ہے۔'' ﴿ فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ ﴾ (22/الحج:5) ''پھر جب ہم نے اتارا اس پر یعنی زمین پر پانی تو وہ لہلہا اٹھی۔''

ج	ن	ی

(ض) جَنْيًا درخت سے پھل چننا۔

جَنِيٌّ ابھی کا چنا ہوا پھل۔ تازہ پھل۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۲۵

ترجمہ:

فَحَمَلَتْهُ	فَانْتَبَذَتْ	بِهٖ	مَكَانًا قَصِيًّا ﴿۲۲﴾
پس انہوں نے اٹھایا اس (بچے) کو (پیٹ میں)	پھر وہ علیحدہ ہوئیں	اس کے ساتھ	ایک دور والی جگہ میں

فَاَجَآءَهَا	الْمَخَاضُ	اِلٰى جِذْعِ النَّخْلَةِ ۚ	قَالَتْ	يٰلَيْتَنِيْ	مِتُّ
پھر لایا ان کو	دردِزہ	کھجور کے تنے کی طرف	انہوں نے کہا	اے کاش میں	مرجاتی

قَبْلَ هٰذَا	وَكُنْتُ	نَسْيًا مَّنْسِيًّا ﴿۲۳﴾	فَنَادٰىهَا	مِنْ تَحْتِهَآ
اس سے پہلے	اور میں ہوتی	ایک بھولی بسری چیز	تو آواز دی ان کو	ان کے نیچے سے

اَلَّا تَحْزَنِيْ	قَدْ جَعَلَ	رَبُّكِ	تَحْتَكِ	سَرِيًّا ﴿۲۴﴾	وَهُزِّيْٓ
کہ آپ غمگین مت ہوں	بنادی ہے	آپ کے رب نے	آپ کے نیچے	ایک نہر	اور آپ ہلائیں

اِلَيۡكِ	بِجِذۡعِ النَّخۡلَةِ	تُسٰقِطۡ	عَلَيۡكِ	رُطَبًا	جَنِيًّا ۟	1214 فَكُلِىۡ
اپنی طرف	کھجور کے تنے کو	تو وہ گراتا رہے گا	آپ پر	پکے ہوئے	چنے ہوئے پھل	پس آپ کھائیں
وَاشۡرَبِىۡ	وَقَرِّىۡ	عَيۡنًا ۚ	فَاِمَّا	تَرَيِنَّ	مِنَ الۡبَشَرِ	اَحَدًا ۙ
اور پیئیں	اور ٹھنڈی رکھیں	آنکھ	پھر اگر	آپ دیکھیں	بشر میں سے	کسی ایک کو

فَقُوۡلِىۡۤ	اِنِّىۡ	نَذَرۡتُ	لِلرَّحۡمٰنِ	صَوۡمًا	فَلَنۡ اُكَلِّمَ
تو آپ کہیں	کہ میں نے	منت مانی ہے	رحمٰن کے لئے	روزہ رکھنے کی	تو میں ہرگز کلام نہیں کروں گا

الۡيَوۡمَ	اِنۡسِيًّا ۚ ۟
آج کے دن	کسی انسان سے

نوٹ۔1

(آیت۔ ۲۲) میں دور والی جگہ سے مراد بیت لحم ہے۔ بی بی مریم کا اپنے اعتکاف سے نکل کر وہاں جانا اس بات کی بہت بڑی دلیل ہے کہ حضرت عیسیٰؑ باپ کے بغیر پیدا ہوئے تھے۔ اگر وہ شادی شدہ ہوتیں اور شوہر سے ہی ان کے ہاں بچہ پیدا ہو رہا ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ میکے اور سسرال، سب کو چھوڑ چھاڑ کر وہ زچگی کے لئے تن تنہا ایک دور دراز مقام پر چلی جاتیں۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

قبل از اسلام یہ بھی عبادت میں داخل تھا کہ بولنے کا روزہ رکھے۔ صبح سے رات تک کسی سے کلام نہ کرے۔ اسلام نے اس کو منسوخ کر کے یہ لازم کر دیا کہ صرف برے کلام، گالی گلوچ، جھوٹ، غیبت وغیرہ سے پرہیز کیا جائے۔ عام گفتگو ترک کرنا اسلام میں کوئی عبادت نہیں رہی اس لئے اس کی نذر ماننا بھی جائز نہیں۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (27 تا 34)

ترجمہ:

فَاَتَتۡ بِهٖ	قَوۡمَهَا	تَحۡمِلُهٗ ؕ	قَالُوۡا
پھر وہ لائیں اس (بچے) کو	اپنی قوم کے پاس	اٹھائے ہوئے اس کو	ان لوگوں نے کہا

يٰمَرۡيَمُ	لَقَدۡ جِئۡتِ	شَيۡـًٔـا فَرِيًّا ۟	يٰۤاُخۡتَ هٰرُوۡنَ	مَا كَانَ
اے مریم	بیشک آپ نے کیا ہے	ایک حیران کن چیز (یعنی کام)	اے ہارونؑ کی بہن	نہیں تھے
اَبُوۡكِ	امۡرَاَ سَوۡءٍ	وَّمَا كَانَتۡ	اُمُّكِ	بَغِيًّا ۖۚ ۟
آپ کے والد	برے آدمی	اور نہیں تھیں	آپ کی والدہ	بدکار

فَاَشَارَتۡ	اِلَيۡهِ ؕ	قَالُوۡا	كَيۡفَ	نُكَلِّمُ	مَنۡ	كَانَ
تو انہوں نے اشارہ کیا	اس (بچے) کی طرف	ان لوگوں نے کہا	کیسے	ہم کلام کریں	اس سے جو	ہے

فِى الۡمَهۡدِ	صَبِيًّا ۟	قَالَ	اِنِّىۡ	عَبۡدُ اللّٰهِ ۛؕ	اٰتٰٮنِىَ	الۡكِتٰبَ	وَجَعَلَنِىۡ
گود میں	بچہ ہوتے ہوئے	اس (بچے) نے کہا	کہ میں	اللہ کا بندہ ہوں	اس نے دی مجھ کو	کتاب	اور اس نے بنایا مجھ کو

نَبِيًّا ﴿۳۰﴾	وَّجَعَلَنِيْ	مُبٰرَكًا	اَيْنَ مَا	كُنْتُ ۖ	1214 وَّاَوْصٰنِيْ
ایک نبی	اور اس نے بنایا مجھ کو	برکت دیا ہوا	جہاں کہیں بھی	میں ہوں	اور اس نے تاکید کی مجھ کو
بِالصَّلٰوةِ	وَالزَّكٰوةِ	مَا دُمْتُ	حَيًّا ﴿۳۱﴾	وَّبَرًّا	بِوَالِدَتِيْ
نماز کی	اور زکوٰۃ کی	جب تک میں رہوں	زندہ	اور (بنایا مجھ کو) فرمانبردار	میری والدہ کا

وَلَمْ يَجْعَلْنِيْ	جَبَّارًا	شَقِيًّا ﴿۳۲﴾	وَالسَّلٰمُ	عَلَيَّ	يَوْمَ	وُلِدْتُّ	وَيَوْمَ
اور اس نے نہیں بنایا مجھ کو	جبر کرنے والا	نامراد	اور سلام ہے	مجھ پر	جس دن	میں پیدا کیا گیا	اور جس دن

اَمُوْتُ	وَيَوْمَ	اُبْعَثُ	حَيًّا ﴿۳۳﴾	ذٰلِكَ	عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ ۚ
میں مروں گا	اور جس دن	میں اٹھایا جاؤں گا	زندہ ہوتے ہوئے	یہ	عیسیٰؑ ابن مریم ہیں

قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِيْ	فِيْهِ	يَمْتَرُوْنَ ﴿۳۴﴾
(میں کہتا ہوں) ان کی سچی بات	جن (کے بارے) میں	یہ لوگ جھگڑتے ہیں

نوٹ۔1

(آیت۔ ۳۲) میں یہ نہیں ہے کہ اس نے مجھے اپنے والدین کا فرمانبردار بنایا ہے۔ جیسا کہ حضرت یحییٰؑ کے ذکر میں آیت۔ ۱۴ میں والدین کا لفظ آیا ہے۔ کیونکہ حضرت یحییٰؑ کے والد اور والدہ دونوں تھے۔ لیکن یہاں اللہ تعالیٰ نے صرف والدہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ اس بات کا بہت بڑا ثبوت ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے والد نہیں تھے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو قرآن مجید میں ہر جگہ عیسیٰؑ ابن مریم کہا گیا ہے۔

آیت نمبر (35 تا 40)

ترجمہ:

مَا كَانَ	لِلّٰهِ	اَنْ	يَّتَّخِذَ	مِنْ وَّلَدٍ	سُبْحٰنَهٗ	اِذَا	قَضٰٓى
نہیں ہے	اللہ کے لئے	کہ	وہ بنائے	کوئی بھی اولاد	وہ پاک ہے	جب بھی	وہ فیصلہ کرتا ہے

اَمْرًا	فَاِنَّمَا	يَقُوْلُ	لَهٗ	كُنْ	فَيَكُوْنُ ﴿۳۵﴾	وَاِنَّ
کسی کام کا	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ	وہ کہتا ہے	اس کو (کہ)	تو ہوجا	تو وہ ہوجاتا ہے	اور بیشک

اللّٰهَ	رَبِّيْ	وَرَبُّكُمْ	فَاعْبُدُوْهُ	هٰذَا	صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۳۶﴾
اللہ	میرا رب ہے	اور تم لوگوں کا رب ہے	پس تم لوگ بندگی کرو اس کی	یہ	ایک سیدھا راستہ ہے
فَاخْتَلَفَ	الْاَحْزَابُ	مِنْ بَيْنِهِمْ ۚ	فَوَيْلٌ	لِّلَّذِيْنَ	كَفَرُوْا
پھر اختلاف کیا	گروہوں نے	ان لوگوں میں سے	پس تباہی ہے	ان کے لئے جنہوں نے	انکار کیا

مِنْ مَّشْهَدِ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۳۷﴾	اَسْمِعْ بِهِمْ	وَاَبْصِرْ ۙ	يَوْمَ
جس وقت دیکھیں گے ایک دن بڑا	کیا خوب سننے والے ہوں گے	اور دیکھنے والے ہوں گے	جس دن

يَاْتُوْنَنَا	لٰكِنِ	الظّٰلِمُوْنَ	الْيَوْمَ	1214 فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿٣٨﴾
یہ لوگ آئیں گے ہمارے پاس	لیکن	یہ ظالم لوگ	آج کے دن	ایک کھلی گمراہی میں ہیں
وَاَنْذِرْهُمْ	يَوْمَ الْحَسْرَةِ	اِذْ	قُضِيَ	الْاَمْرُ
اور آپ خبردار کردیں ان کو	حسرتوں کے دن سے	جب	فیصلہ کردیا جائے گا	تمام معاملات کا

وَهُمْ	فِىْ غَفْلَةٍ	وَّهُمْ	لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٣٩﴾	اِنَّا	نَحْنُ
اور (ابھی) یہ لوگ	غفلت میں ہیں	اور یہ لوگ	ایمان نہیں لائیں گے	بیشک	ہم ہی
نَرِثُ	الْاَرْضَ	وَمَنْ	عَلَيْهَا	وَاِلَيْنَا	يُرْجَعُوْنَ ﴿٤٠﴾
وارث ہوں گے	اس زمین کے	اور ان کے جو	اس پر ہیں	اور ہماری طرف ہی	لوٹائے جائیں گے

نوٹ۔1

تمام معاملات کا فیصلہ ہو جانے والے دن کو حسرتوں کا دن اس لئے کہا گیا کہ اہل جہنم کو حسرت ہو گی کہ اگر وہ مومن صالح ہوتے تو ان کو جنت ملتی۔ جبکہ اہل جنت کو بھی ایک خاص قسم کی حسرت ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ اہل جنت کو کسی چیز پر حسرت نہ ہوگی۔ بجز ان لمحات وقت کے جو بغیر ذکر اللہ کے گزر گئے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ہر مرنے والے کو حسرت و ندامت سے سابقہ پڑے گا۔ صحابہ کرامؓ نے سوال کیا کہ یہ ندامت وحسرت کس بناء پر ہوگی تو آپؐ نے فرمایا کہ نیک اعمال کرنے والوں کو اس پر حسرت ہوگی کہ اور زیادہ نیک اعمال کیوں نہ کر لئے کہ اور زیادہ درجات جنت ملتے اور بدکار کو اس پر حسرت ہوگی کہ وہ اپنی بدکاری سے باز کیوں نہ آ گیا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (41تا50)

ترجمہ:

وَاذْكُرْ	فِى الْكِتٰبِ	اِبْرٰهِيْمَ	اِنَّهٗ	كَانَ	صِدِّيْقًا	نَّبِيًّا ﴿٤١﴾
اور یاد کرو	اس کتاب میں	ابراہیمؑ کو	بیشک وہ	تھے	ایک انتہائی سچے	(اور) ایک نبی
اِذْ	قَالَ	لِاَبِيْهِ	يٰۤاَبَتِ	لِمَ تَعْبُدُ	مَا	لَا يَسْمَعُ
جب	انہوں نے کہا	اپنے والد سے	اے میرے والد	آپ کیوں بندگی کرتے ہیں	اس کی جو	نہیں سنتا

وَلَا يُبْصِرُ	وَلَا يُغْنِىْ	عَنْكَ	شَيْـًٔا ﴿٤٢﴾	يٰۤاَبَتِ	اِنِّىْ
اور نہیں دیکھتا	اور کام نہیں آتا	آپ کے	کچھ بھی	اے میرے والد	بیشک

قَدْ جَآءَنِىْ	مِنَ الْعِلْمِ	مَا	لَمْ يَاْتِكَ	فَاتَّبِعْنِىْٓ
آچکا ہے میرے پاس	علم میں سے	وہ جو	نہیں پہنچا آپ تک	پس آپ پیروی کریں میری

اَهْدِكَ	صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿٤٣﴾	يٰۤاَبَتِ	لَا تَعْبُدِ
تو میں ہدایت دوں گا آپ کو	ایک ہموار راستے کی	اے میرے والد	آپ بندگی مت کریں

الشَّیْطٰنَ ط	اِنَّ	الشَّیْطٰنَ	کَانَ	لِلرَّحْمٰنِ	عَصِیًّا ﴿۴۴﴾	یٰۤاَبَتِ 1214	اِنِّیْۤ
شیطان کی	بیشک	شیطان	ہے	رحمان کا	نافرمان	اے میرے والد	بیشک

اَخَافُ	اَنْ	یَّمَسَّكَ	عَذَابٌ	مِّنَ الرَّحْمٰنِ	فَتَكُوْنَ
میں ڈرتا ہوں	کہ	چھولے آپ کو	کوئی عذاب	رحمٰن (کیطرف) سے	نتیجۃً آپ ہوجائیں

لِلشَّیْطٰنِ	وَلِیًّا ﴿۴۵﴾	قَالَ	اَ	رَاغِبٌ	اَنْتَ	عَنْ اٰلِهَتِیْ
شیطان کے	ایک کارندے	(والدنے) کہا	کیا	روگردانی کرنے والا ہے	تو	میرے معبودوں کی

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ ج	لَىِٕنْ	لَّمْ تَنْتَهِ	لَاَرْجُمَنَّكَ	وَاهْجُرْنِیْ
اے ابراہیمؑ	بیشک اگر	تو باز نہ آیا	تو میں لازماً سنگسار کروں گا تجھ کو	اور تو چھوڑ دے مجھ کو

مَلِیًّا ﴿۴۶﴾	قَالَ	سَلٰمٌ	عَلَیْكَ ج	سَاَسْتَغْفِرُ	لَكَ	رَبِّیْ ط
ہمیشہ کے لئے	انہوں نے کہا	سلامتی ہو	آپ پر	میں مغفرت مانگوں گا	آپ کے لئے	اپنے رب سے

اِنَّهٗ	كَانَ	بِیْ	حَفِیًّا ﴿۴۷﴾	وَاَعْتَزِلُكُمْ
بیشک وہ	ہے	مجھ پر	شفقت کرنے والا	اور میں کنارہ کش ہوتا ہوں آپ سب سے

وَمَا	تَدْعُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	وَاَدْعُوْا	رَبِّیْ ز صلے
اور اس سے جس کو	آپ لوگ پکارتے ہیں	اللہ کے سوا	اور میں پکارتا ہوں	اپنے رب کو

عَسٰۤى	اَلَّاۤ اَكُوْنَ	بِدُعَآءِ رَبِّیْ	شَقِیًّا ﴿۴۸﴾	فَلَمَّا	اعْتَزَلَهُمْ
امید ہے	کہ میں نہیں ہوں گا	اپنے رب کو پکارنے سے	نامراد	پھر جب	وہ کنارہ کش ہوئے ان سے

وَمَا	یَعْبُدُوْنَ	مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لا	وَهَبْنَا	لَهٗۤ	اِسْحٰقَ	وَیَعْقُوْبَ ط
اور اس سے جس کی	وہ لوگ بندگی کرتے تھے	اللہ کے علاوہ	تو ہم نے عطا کیا	ان کو	اسحاق	اور یعقوب

وَكُلًّا	جَعَلْنَا	نَبِیًّا ﴿۴۹﴾	وَوَهَبْنَا	لَهُمْ	مِّنْ رَّحْمَتِنَا	وَجَعَلْنَا
اور ہر ایک کو	ہم نے بنایا	نبی	اور ہم نے عطا کیا	ان کو	اپنی رحمت میں سے	اور ہم نے بنایا

لَهُمْ	لِسَانَ صِدْقٍ	عَلِیًّا ﴿۵۰﴾ ع
ان کے لئے	سچائی کی بات	بلند ہونے والی ہوتے ہوئے

آیت نمبر (51 تا58)

ترجمہ:

وَاذْكُرْ	فِی الْكِتٰبِ	مُوْسٰۤى	اِنَّهٗ	كَانَ	مُخْلَصًا	وَّكَانَ	رَسُوْلًا	نَّبِیًّا ﴿۵۱﴾
اور یاد کرو	اس کتاب میں	موسیٰؑ کو	بیشک وہ	تھے	چنے ہوئے	اور وہ تھے	رسول	نبی

وَنَادَيْنٰهُ	مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ	وَقَرَّبْنٰهُ	1214 نَجِيًّا ﴿۵۲﴾
اور ہم نے پکارا ان کو	طور کی داہنی جانب سے	اور نزدیک بلایا اس کو	بھید کہنے کو

وَوَهَبْنَا	لَهٗ	مِنْ رَّحْمَتِنَآ	اَخَاهُ	هٰرُوْنَ	نَبِيًّا ﴿۵۳﴾	وَاذْكُرْ
اور ہم نے عطا کیا	ان کو	اپنی رحمت سے	ان کے بھائی	ہارون کو	نبی ہوتے ہوئے	اور یاد کرو

فِي الْكِتٰبِ	اِسْمٰعِيْلَ ز	اِنَّهٗ	كَانَ	صَادِقَ الْوَعْدِ	وَكَانَ	رَسُوْلًا
اس کتاب میں	اسماعیلؑ کو	بیشک وہ	تھے	وعدے کے سچے	اور وہ تھے	رسول

نَّبِيًّا ﴿۵۴﴾	وَكَانَ يَاْمُرُ	اَهْلَهٗ	بِالصَّلٰوةِ	وَالزَّكٰوةِ ص	وَكَانَ
نبی	اور وہ حکم کرتے تھے	اپنے گھروالوں کو	نماز کا	اور زکوۃ کا	اور وہ تھے

عِنْدَ رَبِّهٖ	مَرْضِيًّا ﴿۵۵﴾	وَاذْكُرْ	فِي الْكِتٰبِ	اِدْرِيْسَ ز	اِنَّهٗ	كَانَ
اپنے رب کے پاس	پسند کئے ہوئے	اور یاد کرو	اس کتاب میں	ادریسؑ کو	بیشک وہ	تھے

صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۵۶﴾	وَّرَفَعْنٰهُ	مَكَانًا عَلِيًّا ﴿۵۷﴾	اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ	اَنْعَمَ
سچے نبی	اور ہم نے بلند کیا انؑ کو	ایک بالاتر مقام پر	یہ وہ لوگ ہیں	انعام کیا

اللّٰهُ	عَلَيْهِمْ	مِّنَ النَّبِيّٖنَ	مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ق	وَمِمَّنْ	حَمَلْنَا
اللہ نے	جن پر	نبیوں میں سے	آدمؑ کی اولاد میں سے	اور ان میں سے جن کو	ہم نے سوار کیا

مَعَ نُوْحٍ	وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ	وَمِمَّنْ	هَدَيْنَا
نوحؑ کے ساتھ	اور ابراہیمؑ اور اسرائیلؑ کی اولاد میں سے	اور ان میں سے جن کو	ہم نے ہدایت دی

وَاجْتَبَيْنَا ط	اِذَا	تُتْلٰى عَلَيْهِمْ	اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ	خَرُّوْا
اور ہم نے منتخب کیا	جب	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو	رحمٰن کی آیتیں	تو وہ گر پڑتے ہیں

سُجَّدًا	وَّبُكِيًّا ﴿۵۸﴾ السجدة
سجدہ کرنے والے ہوتے ہوئے	اور روتے ہوئے

نوٹ۔1

قرآن مجید میں رسول اور نبی، دونوں الفاظ ہم معنی استعمال ہوتے ہیں۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک ہی شخصیت کو کہیں صرف رسول کہا گیا ہے اور کہیں صرف نبی اور کہیں رسول اور نبی ایک ساتھ، لیکن بعض مقامات پر رسول اور نبی کے الفاظ اس طرح بھی استعمال ہوئے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان دونوں میں مرتبے یا کام کی نوعیت کے لحاظ سے کوئی اصطلاحی فرق ہے۔ مثلاً سورہ حج کی آیت ۔ ۵۲ میں فرمایا ”ہم نے تم سے پہلے نہیں بھیجا کوئی رسول اور نہ کوئی نبی مگر..........“ یہ الفاظ صاف ظاہر کرتے ہیں کہ رسول اور نبی کے درمیان کوئی معنوی فرق ضرور ہے۔ اہل تفسیر نے اس پر بحث کی ہے لیکن قطعی دلائل کے ساتھ کوئی بھی رسول اور نبی کی الگ الگ

حیثیتوں کا تعین نہیں کر سکا۔ البتہ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ رسول کا لفظ نبی کی نسبت خاص ہے۔ یعنی ہر رسول نبی بھی ہوتا ہے لیکن ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔ اس کی تائید ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے رسولوں کی تعداد پوچھی گئی تو آپؐ نے ۳۱۳ یا ۳۱۵ بتائی اور انبیاء کی تعداد پوچھی گئی تو آپؐ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار بتائی۔ (تفہیم القرآن)

نوٹ۔2

حضرت ادریسؑ کے متعلق اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک وہ بنی اسرائیل سے بھی پہلے گزرے ہیں۔ کوئی حدیث ایسی ملی جس سے ان کی شخصیت کے تعین میں کوئی مودد ملتی ہو۔ البتہ قرآن کا ایک اشارہ اس خیال کی تائید کرتا ہے کہ وہ نوح سے پہلے ہیں۔ کیونکہ بعد والی آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ انبیاء جن کا ذکر گزر رہا ہے، آدمؑ کی اولاد، نوح کی اولاد، ابراہیم کی اولاد اور اسرائیل کی اولاد سے ہیں۔ اب یہ ظاہر ہے کہ حصرت یحییٰ عیسیٰ اور موسیٰؑ تو بنی اسرائیل میں سے ہیں، حضرت اسمٰعیل، اسحٰق اور یعقوبؑ اولاد ابراہیمؑ سے ہیں، اور حضرت ابراہیم اولاد نوحؑ سے ہیں۔ ان کے بعد صرف حضرت ادریس ہی رہ جاتے ہیں جن کے متعلق یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ وہ اولادِ آدم سے ہیں۔ اور وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا کا سیدھا سادھا مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس کو بلند مرتبہ عطا کیا تھا، لیکن اسرائیلی روایات سے منتقل ہو کر یہ بات ہمارے ہاں بھی مشہور ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادیسؑ کو آسمان پر اٹھالیا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (59 تا 65)

ترجمہ:

فَخَلَفَ	مِنْۢ بَعْدِهِمْ	خَلْفٌ	اَضَاعُوا	الصَّلٰوةَ
پھر جانشین ہوئے	ان کے بعد	کچھ ایسے جانشین جنہوں نے	ضائع کیا	نماز کو

وَاتَّبَعُوا	الشَّهَوٰتِ	فَسَوْفَ	يَلْقَوْنَ	غَيًّا ۝٥٩	اِلَّا مَنْ
اورانہوں نے پیروی کی	خواہشات کی	توعنقریب	وہ لوگ ملیں گے	گمراہی سے	سوائے اس کے جس نے

تَابَ	وَاٰمَنَ	وَعَمِلَ	صَالِحًا	فَاُولٰٓئِكَ	يَدْخُلُوْنَ	الْجَنَّةَ
توبہ کی	اورایمان لایا	اورعمل کیا	نیک	تو وہ لوگ	داخل ہوں گے	جنت میں

وَلَا يُظْلَمُوْنَ	شَيْئًا ۝٦٠	جَنّٰتِ عَدْنِ	الَّتِيْ	وَعَدَ	الرَّحْمٰنُ
اوران پر ظلم نہیں کیا جائے گا	کچھ بھی	عدن کے باغات	جن کا	وعدہ کیا	رحمن نے

عِبَادَهٗ	بِالْغَيْبِ	اِنَّهٗ	كَانَ	وَعْدُهٗ	مَاْتِيًّا ۝٦١	لَا يَسْمَعُوْنَ
اپنے بندوں سے	غیب میں	حقیقت یہ ہے کہ	ہے	اس کا وعدہ	پورا کیا ہوا	وہ نہیں سنیں گے

فِيْهَا	لَغْوًا	اِلَّا	سَلٰمًا	وَلَهُمْ	رِزْقُهُمْ	فِيْهَا	بُكْرَةً
اس میں	کوئی بیہودہ بات	مگر	سلام	اوران کے لئے	ان کی روزی ہے	اس میں	صبح کے وقت

وَّعَشِيًّا ۝٦٢	تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْ	نُوْرِثُ	مِنْ عِبَادِنَا	مَنْ
اورشام کے وقت	یہ وہ جنت ہے جس کا	ہم وارث بنائیں گے	اپنے بندوں میں سے	اس کو جو

كَانَ	تَقِيًّا ۝٦٣	وَمَا نَتَنَزَّلُ	اِلَّا	بِاَمْرِ رَبِّكَ ۚ	لَهٗ	1214 مَا
تھا	پرہیزگار	اور ہم نہیں اترتے	مگر	آپؐ کے رب کے حکم سے	اس کا ہی ہے	وہ جو
بَيْنَ اَيْدِيْنَا	وَمَا	خَلْفَنَا	وَمَا	بَيْنَ ذٰلِكَ ۚ	وَمَا كَانَ	رَبُّكَ
ہمارے سامنے ہے	اور وہ جو	ہمارے پیچھے ہے	اور وہ جو	اس کے درمیان ہے	اور نہیں ہے	آپؐ کا رب

نَسِيًّا ۝٦٤ ۚ	رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	وَمَا	بَيْنَهُمَا
بھولنے والا	جو زمین اور آسمانوں کا رب ہے	اور اس کا جو	ان دونوں کے درمیان ہے

فَاعْبُدْهُ	وَاصْطَبِرْ	لِعِبَادَتِهٖ ؕ	هَلْ	تَعْلَمُ
پس آپؐ بندگی کریں اس کی	اور آپؐ ڈٹے رہیں	اس کی بندگی کے لئے	کیا	آپؐ جانتے ہیں

لَهٗ	سَمِيًّا ۝٦٥ ۧ
اس کے	کسی ہم نام کو

نوٹ۔1

نماز کو ضائع کرنے سے مراد جمہور مفسرین کے نزدیک نماز کو اس کے وقت سے تاخیر کر کے پڑھنا ہے۔ اور بعض حضرات نے فرمایا کہ نماز کے آداب وشرائط میں سے کسی میں کوتاہی کرنا، جس میں وقت بھی شامل ہے، نماز کو ضائع کرنا ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اضاعتِ صلوٰۃ سے مراد بے جماعت کے گھر میں نماز پڑھ لینا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص کی نماز نہیں ہوتی جو نماز میں اقامت نہ کرے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جو رکوع اور سجدے میں جلدی کرے اور رکوع سے سیدھا کھڑا ہونے کا اور دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنے کا اہتمام نہ کرے اس کی نماز نہیں ہوتی یعنی ضائع ہو جاتی ہے۔ (معارف القرآن)

نوٹ۔2

یہ عجیب اتفاق ہے کہ مشرکین اور بت پرستوں نے اگرچہ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ بہت سے انسانوں، فرشتوں، پتھروں اور بتوں کو شریک کر ڈالا تھا اور ان سب کو الٰہ یعنی معبود کہتے تھے مگر کسی نے لفظ اللہ، کسی معبود باطل کا نام کبھی نہیں رکھا۔ یہ ایک تکوینی اور تقدیری امر تھا کہ دنیا میں اللہ کے نام سے کوئی بت اور کوئی باطل الٰہ کبھی موسوم نہیں ہوا۔ (معارف القرآن)

آیت نمبر (66 تا 74)

ج ث و

(ن)

جُثُوًّا	دوزانوں بیٹھنا۔ گھٹنوں کے بل گرنا۔
جَاثٍ	ج: جِثِيًّ۔ گھٹنوں کے بل گرنے والا۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۶۸

ح ت م

(ض)

حَتْمًا	مضبوط کرنا۔ واجب کرنا
حَتْمٌ	قطعی۔ پکی بات۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۷۱

ترجمہ:

وَيَقُوْلُ	الْاِنْسَانُ	ءَ	اِذَا مَا	مِتُّ	لَسَوْفَ	اُخْرَجُ
اور کہتا ہے	انسان	کیا	جب کبھی	میں مرجاؤں گا	تو عنقریب (پھر)	میں نکالا جاؤں گا

حَیًّا ۞66	اَوَ	لَا یَذْكُرُ	الْاِنْسَانُ	اَنَّا	خَلَقْنٰهُ 1214	مِنْ قَبْلُ
زندہ ہوتے ہوئے	تو کیا	یاد نہیں کرتا	انسان	کہ	ہم نے پیدا کیا اس کو	اس سے پہلے

وَ	لَمْ یَكُ	شَیْــًٔا ۞67	فَوَرَبِّكَ	لَنَحْشُرَنَّهُمْ
اس حال میں کہ	وہ نہیں تھا	کوئی چیز	تو آپؐ کے رب کی قسم	ہم لازماً اکٹھا کریں گے ان کو
وَالشَّیٰطِیْنَ	ثُمَّ	لَنُحْضِرَنَّهُمْ	حَوْلَ جَهَنَّمَ	جِثِیًّا ۞68
اور شیطانوں کو	پھر	ہم لازماً حاضر کریں گے ان کو	جہنم کے گرد	گھٹنوں کے بل گرے ہوئے
ثُمَّ	لَنَنْزِعَنَّ	مِنْ كُلِّ شِیْعَةٍ	اَیُّهُمْ	اَشَدُّ
پھر	ہم لازماً کھینچ نکالیں گے	ہر فرقے سے	جونسا ان میں سے	سخت رکھتا تھا
عَلَى الرَّحْمٰنِ	عِتِیًّا ۞69	ثُمَّ	لَنَحْنُ	اَعْلَمُ
رحمٰن سے	اکڑ سے	پھر	یقیناً ہم ہی	زیادہ جاننے والے ہیں
بِالَّذِیْنَ	هُمْ	اَوْلٰى	بِهَا	صِلِیًّا ۞70
ان کو جو (کہ)	وہ لوگ ہی	زیادہ حقدار ہیں	اس (جہنم) کے	بلحاظ تپش جھیلنے کے
وَاِنْ	مِّنْكُمْ	اِلَّا	وَارِدُهَا	كَانَ
اور نہیں ہے	تم میں سے (کوئی)	جو (مگر)	نہ پہنچے گا اس پر	یہ ہے

عَلٰى رَبِّكَ	حَتْمًا مَّقْضِیًّا ۞71	ثُمَّ	نُنَجِّی	الَّذِیْنَ	اتَّقَوْا
آپؐ کے رب پر	فیصلہ کی ہوئی پکی بات	پھر	ہم بچالیں گے	ان کو جنہوں نے	تقویٰ اختیار کیا
وَّنَذَرُ	الظّٰلِمِیْنَ	فِیْهَا	جِثِیًّا ۞72	وَاِذَا	تُتْلٰى عَلَیْهِمْ
اور ہم چھوڑ دیں گے	ظالموں کو	اس میں	گھٹنوں کے بل گرے ہوئے	اور جب	پڑھ کر سنائی جاتی ہیں ان کو

اٰیٰتُنَا	بَیِّنٰتٍ	قَالَ	الَّذِیْنَ	كَفَرُوْا	لِلَّذِیْنَ	اٰمَنُوْٓا
ہماری آیتیں	واضح ہوتے ہوئے	تو کہتے ہیں	وہ لوگ جنہوں نے	انکار کیا	ان سے جو	ایمان لائے

اَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ	خَیْرٌ	مَّقَامًا	وَّاَحْسَنُ	نَدِیًّا ۞73	وَكَمْ اَهْلَكْنَا
دونوں فرقوں میں سے کون	بہتر ہے	بلحاظ مقام و مرتبہ کے	اور زیادہ اچھا ہے	بلحاظ مجلس کے	اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کیں
قَبْلَهُمْ	مِّنْ قَرْنٍ	هُمْ	اَحْسَنُ	اَثَاثًا	وَّرِءْیًا ۞74
ان سے پہلے	قومیں	وہ لوگ	زیادہ اچھے تھے	بلحاظ ساز وسامان کے	اور بلحاظ ظاہری دکھاوے کے

نوٹ۔1

(آیت۔۷۱) میں وارد ہونے کے معنی بعض روایات میں داخل ہونے کے بیان کئے گئے ہیں۔ مگر ان میں سے کسی کی بھی سند نبی ﷺ تک قابل اعتماد ذرائع سے نہیں پہنچی۔ اور پھر یہ بات قرآن مجید اور ان ک ء یر التعداد احادیث کے بھی خلاف ہے جن میں

مومنین صالحین کے دوزخ میں جانے کی قطعی نفی کی گئی ہے۔ مزید برآں لغت میں بھی ورود کے معنی دخول کے نہیں ہیں۔ 1214 اس لئے اس آیت کا صحیح مطلب یہ ہے کہ جہنم پر سے گزر تو سب کا ہوگا مگر، جیسا کہ آگے والی آیت بتا رہی ہے، پرہیز گار لوگ اس سے بچا لئے جائیں گے اور ظالم اس میں جھونک دیئے جائیں گے۔ (تفہیم القرآن)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں اس دن بہت سے مرد عورت اس پر ہے (یعنی پل صراط سے) پھسل پڑھیں گے۔ اس کے دونوں کنارے فرشتوں کی صف بندی ہوگی جو اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعائیں کر رہے ہوں گے۔ یہ تو اللہ کی ایک قسم ہے جو پوری ہو کر رہے گی۔ پل صراط جانے کے بعد پرہیز گار تو پار ہو جائیں گے۔ ہاں کافر و گنہگار اپنے اپنے اعمال کے مطابق جہنم میں گرتے جائیں گے۔ مومن بھی اپنے اپنے اعمال کے مطابق نجات پائیں گے۔ جیسے عمل ہوں گے اتنی دیر وہاں لگ جائے گی۔ پھر یہ نجات یافتہ اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی سفارش کریں گے۔ ملائکہ شفاعت کریں گے اور نبیاء بھی۔ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ پل صراط سے سب کو گزرنا ہوگا یہی آگ کے پاس کھڑا ہونا ہے۔ (یعنی آگ پر وارد ہونا ہے) (ابن کثیر)

نوٹ۔2

دوسرے مذاہب میں سے آتش پرستوں یعنی پارسی لوگوں کے ہاں بھی پل صراط کا تصور پایا جاتا ہے۔ ان کی نمازیں بھی پانچ ہیں اور ان کی نمازوں کے اوقات بھی ہم سے ملتے جلتے ہیں۔ کسی کے انتقال کے بعد وہ لوگ بھی چالیسواں کرتے ہیں۔ (شاید یہ بھی اس طرح کی خانہ ساز اور من گھڑت رسم ہے جیسے مسلمانوں کے ہاں ہے۔ کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ موجد کون اور نقال کون ہے) ایک پارسی دوکاندار سے اس کے مذہب کے متعلق کچھ باتیں پوچھیں تو اس نے کہا کہ ہم بس اتنا جانتے ہیں کہ ہم پارسی ہیں۔ ہمارے مذہب کے بارے میں ہمارے عالم سے پوچھو۔ آج مسلمان میں بھی اکثر کا یہ ہی حال ہے۔ ان کو بس اتنا پتہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں۔ اسلام میں کیا ہے کیا نہیں ہے یہ مولوی سے پوچھو۔ دوسری بات یہ ہے کہ آخرت میں تو پل صراط سے گزرنا ہی ہے لیکن اس سے پہلے اس دنیا میں بھی ہم پل صراط ہی سے گزر رہے ہیں، یہاں شریعت پر عمل کرنا پل صراط سے گزرنے کے برابر ہے۔ خاص طور پر ماں اور بیوی کے حقوق میں توازن برقرار رکھنے کا مسئلہ بال سے زیادہ باریک اور تلوار سے زیادہ تیز ہے۔ (حافظ احمد یار صاحب مرحوم)

آیت نمبر (75 تا 82)

ض د د

(ن)

ضَدًّا — جھگڑے میں غالب آنا۔

ضِدٌّ — مخالف۔ دشمن۔ زیر مطالعہ آیت۔ ۸۲

ترکیب

(آیت۔ ۷۵) فَلْيَمْدُدْ فعل امر غائب ہے اور اس کا فاعل اَلرَّحْمٰنُ ہے اس لئے حالت رفع میں ہے۔ رَاَوْا کا مفعول مَا ہے اور محلاً حالت نصب میں ہے۔ اس کا بدل ہونے کی وجہ سے اَلْعَذَابَ اور اَلسَّاعَةَ حالت نصب میں آئے ہیں۔ يُوْعَدُوْنَ کے دو امکان ہیں۔ اگر اس کا مصدر وَعْدٌ مانا جائے تو ترجمہ ہوگا۔ جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے اور اگر مصدر وَعِيْدٌ ہو تو ترجمہ ہوگا ''جس سے انکو ڈرایا جاتا ہے۔'' اور دونوں صورتوں میں ثلاثی مجرد ہی ہوگا یا اگر اس کو ثلاثی مجرد کا مضارع مجہول مانیں تو ترجمہ ہوگا ''جس کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے۔'' اور اگر باب افعال کا مضارع مجہول مانیں تو ترجمہ ہوگا ''جس سے ان کو ڈرایا جاتا ہے۔'' دونوں ترجمے درست مانیں جائیں گے۔

ترجمہ:

1214

قُلْ	مَنْ	كَانَ	فِي الضَّلٰلَةِ	فَلْيَمْدُدْ	لَهُ	الرَّحْمٰنُ	مَدًّا ۚ
آپؐ کہئے	وہ جو	ہے	گمراہی میں	تو چاہئے کہ مہلت دے	اس کو	رحمٰن	جیسے مہلت دیتے ہیں

حَتّٰٓى	اِذَا	رَاَوْا	مَا	يُوْعَدُوْنَ	اِمَّا	الْعَذَابَ
یہاں تک کہ	جب	وہ لوگ دیکھیں	اس کو جو	ان سے وعدہ کیا جاتا ہے	خواہ	عذاب کو

وَاِمَّا السَّاعَةَ ؕ	فَسَيَعْلَمُوْنَ	مَنْ	هُوَ	شَرٌّ	مَّكَانًا
اور یا قیامت کو	پھر وہ لوگ جان لیں گے	کون ہے (کہ)	وہ ہی	برا ہے	بلحاظ جگہ کے
وَّاَضْعَفُ	جُنْدًا ﴿۷۵﴾	وَيَزِيْدُ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ	اهْتَدَوْا
اور زیادہ کمزور ہے	بلحاظ لاؤلشکر کے	اور زیادہ کرتا ہے	اللہ	ان لوگوں کو جنہوں نے	ہدایت پائی
هُدًى ؕ	وَالْبٰقِيٰتُ	الصّٰلِحٰتُ	خَيْرٌ	عِنْدَ رَبِّكَ	ثَوَابًا
بلحاظ ہدایت کے	اور باقی رہنے والی	نیکیاں	بہتر ہیں	آپؐ کے رب کے نزدیک	بلحاظ بدلے کے
وَّخَيْرٌ	مَّرَدًّا ﴿۷۶﴾	اَفَرَءَيْتَ	الَّذِيْ	كَفَرَ	بِاٰيٰتِنَا
اور بہتر ہیں	بلحاظ لوٹانے کے	تو کیا آپؐ نے دیکھا	اس کو جس نے	انکار کیا	ہماری نشانیوں کا

وَقَالَ	لَاُوْتَيَنَّ	مَالًا	وَّوَلَدًا ﴿۷۷﴾	اَطَّلَعَ	الْغَيْبَ	اَمِ
اور کہا	مجھ کو لازماً دیا جائے گا	مال	اور اولاد	کیا وہ آگاہ ہوا	غیب سے	یا
اتَّخَذَ	عِنْدَ الرَّحْمٰنِ	عَهْدًا ﴿۷۸﴾ لا	كَلَّا ؕ	سَنَكْتُبُ	مَا	يَقُوْلُ
اس نے لیا	رحمٰن سے	کوئی عہد	ہرگز نہیں	ہم لکھ لیں گے	اس کو جو	وہ کہتا ہے

وَنَمُدُّ	لَهٗ	مِنَ الْعَذَابِ	مَدًّا ﴿۷۹﴾ لا	وَّنَرِثُهٗ
اور ہم دراز کریں گے	اس کے لئے	عذاب کو	جیسے دراز کرتے ہیں	اور ہم وارث ہوں گے اس کے
مَا	يَقُوْلُ	وَيَاْتِيْنَا	فَرْدًا ﴿۸۰﴾	وَاتَّخَذُوْا
اس چیز میں جو	وہ کہتا ہے	اور وہ آئے گا ہمارے پاس	تنہا ہوتے ہوئے	اور انہوں نے بنائے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ	اٰلِهَةً	لِّيَكُوْنُوْا	لَهُمْ	عِزًّا ﴿۸۱﴾ لا	كَلَّا ؕ	سَيَكْفُرُوْنَ
اللہ کے علاوہ	کچھ معبود	تاکہ وہ ہو جائیں	ان کے لئے	ایک پناہ	ہرگز نہیں	وہ (معبود) انکار کریں گے

بِعِبَادَتِهِمْ	وَيَكُوْنُوْنَ	عَلَيْهِمْ	ضِدًّا ﴿۸۲﴾ ع
ان کی عبادت کا	اور وہ ہو جائیں گے	ان کے	مخالف

1214

آیت نمبر (83 تا 92)

ء د د

(ض۔ن) اَدًّا بھاری اور دشوار ہونا۔

اِدٌّ ہولناک۔ بھاری۔ زیر مطالعہ آیت۔۸۹

ھ د د

(ض) ھَدًّا کسی چیز کا آواز کے ساتھ گرنا۔ دھڑام سے گرنا۔ زیر مطالعہ آیت۔۹۰

ء ز ز

(ن) اَزًّا (۱) ہانڈی کا جوش میں آنا۔ اُبلنا۔ (لازم)۔ (۲) ہانڈی کو جوش میں لانا۔ اُبالنا۔ (متعدی) پھر کسی کو کسی کام پر ابھارنے، اُکسانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ زیر مطالعہ آیت۔۸۳۔

ترجمہ:

اَ	لَمْ تَرَ	اَنَّآ	اَرْسَلْنَا	الشَّيٰطِيْنَ	عَلَى الْكٰفِرِيْنَ	تَؤُزُّهُمْ
کی	آپؐ نے غور نہیں کیا	کہ ہم نے ہی	بھیجا	شیطان کو	کافروں پر	وہ اکساتے ہیں ان کو

اَزًّا ﴿٨٣﴾	فَلَا تَعْجَلْ	عَلَيْهِمْ ؕ	اِنَّمَا نَعُدُّ
جیسے اکسانے کا حق ہے	تو آپؐ جلدی مت کریں	ان پر (عذاب کی)	ہم تو بس گنتی (پوری) کرتے ہیں

لَهُمْ	عَدًّا ﴿٨٤﴾	يَوْمَ	نَحْشُرُ	الْمُتَّقِيْنَ
ان کے لئے	جیسے گنتی کرتے ہیں	(اس دن کے لئے) جس دن	ہم اکٹھا کریں گے	متقی لوگوں کو
اِلَى الرَّحْمٰنِ	وَفْدًا ﴿٨٥﴾	وَّنَسُوْقُ	الْمُجْرِمِيْنَ	اِلٰى جَهَنَّمَ
رحمٰن کی طرف	ایک وفد کے طور پر	اور ہم ہانکیں گے	مجرموں کو	جہنم کی طرف

وِرْدًا ﴿٨٦﴾	لَا يَمْلِكُوْنَ	الشَّفَاعَةَ	اِلَّا	مَنِ	اتَّخَذَ
پیاسے ہوتے ہوئے	اختیار نہیں رکھتے لوگ	شفاعت کا	مگر	وہ جس نے	لیا

عِنْدَ الرَّحْمٰنِ	عَهْدًا ﴿٨٧﴾	وَقَالُوا	اتَّخَذَ	الرَّحْمٰنُ	وَلَدًا ﴿٨٨﴾	لَقَدْ جِئْتُمْ
رحمٰن سے	کوئی عہد	اور لوگوں نے کہا	بنائی	رحمٰن نے	کوئی اولاد	یقیناً تم لوگ آئے ہو

شَيْئًا اِدًّا ﴿٨٩﴾	تَكَادُ	السَّمٰوٰتُ	يَتَفَطَّرْنَ	مِنْهُ	وَتَنْشَقُّ
ایک ہولناک چیز کے پاس	قریب ہے کہ	آسمان	پھٹ پڑیں	اس سے	اور پھٹ جائے

الْاَرْضُ	وَتَخِرُّ	الْجِبَالُ	هَدًّا ﴿٩٠﴾	اَنْ	دَعَوْا	لِلرَّحْمٰنِ
زمین	اور گر جائیں	پہاڑ	دھڑام سے	(بسبب اس کے) کہ	لوگوں نے دعویٰ کیا	رحمٰن کے لئے

وَلَدًا ﴿٩١﴾	وَمَا يَنْۢبَغِيْ	لِلرَّحْمٰنِ	اَنْ	يَّتَّخِذَ	وَلَدًا ﴿٩٢﴾
کسی اولاد کا	اور شایانِ شان نہیں ہوتا	رحمٰن کے لئے	کہ	وہ بنائے	کوئی اولاد

نوٹ۔1

(آیت۔۸۷) کے دو معانی ہو سکتے ہیں اور آیت کے الفاظ ایسے ہیں جو دونوں معانی پر یکساں روشنی ڈالتے ہیں۔ ایک یہ کہ 1214 سفارش اسی کے حق میں ہو سکے گی جس نے رحمن سے پروانہ حاصل کرلیا ہو یعنی دنیا میں ایمان لا کر اور خدا سے کچھ تعلق جوڑ کر اپنے آپ کو عفور درگزر کا مستحق بنالیا ہو۔ دوسرے یہ کہ سفارش وہی کر سکے گا جس کو پروانہ ملا ہو یعنی لوگوں نے جن جن کو اپنا شفیع اور سفارشی سمجھ لیا ہے وہ سفارش کرنے کے مجاز نہ ہوں گے بلکہ خدا خود جس کو اجازت دے گا وہی شفاعت کے لئے زبان کھول سکے گا۔ (تفہیم القرآن)

آیت نمبر (93تا98)

ر ک ز

(ض۔ن) رَکْزًا رگ کا پھڑکنا۔ حرکت کرنا۔

رِکْزٌ دھیمی آواز۔ آہٹ۔ زیر مطالعہ آیت۔۹۸۔

ترجمہ:

اِنْ	کُلُّ مَنْ	فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	اِلَّآ	اٰتِي الرَّحْمٰنِ
جتنے	جو کوئی بھی	زمین اور آسمانوں میں ہیں	مگر (یہ کہ)	وہ سب آتے ہیں رحمٰن کے پاس

عَبْدًا ۝٩٣	لَقَدْ اَحْصٰىهُمْ	وَعَدَّ	هُمْ	عَدًّا ۝٩٤
بندہ ہوتے ہوئے	بیشک اس نے شمار پورا کیا ہے ان کا	اور اس نے گنتی کی	ان کی	جیسے گنتی کرتے ہیں

وَكُلُّهُمْ	اٰتِيْهِ	يَوْمَ الْقِيٰمَةِ	فَرْدًا ۝٩٥	اِنَّ	الَّذِيْنَ	اٰمَنُوْا
اور ان کے سب	اس کے پاس آنے والے ہیں	قیامت کے دن	تنہا	بیشک	وہ لوگ جو	ایمان لائے

وَعَمِلُوا	الصّٰلِحٰتِ	سَيَجْعَلُ	لَهُمُ	الرَّحْمٰنُ	وُدًّا ۝٩٦	فَاِنَّمَا
اور انہوں نے عمل کئے	نیکیوں کے	عنقریب بنادے گا	ان کے لئے	رحمٰن	محبت	تو کچھ نہیں سوائے اس کے کہ

يَسَّرْنٰهُ	بِلِسَانِكَ	لِتُبَشِّرَ	بِهِ	الْمُتَّقِيْنَ
ہم نے آسان کیا اس (قرآن) کو	آپؐ کی زبان میں	تا کہ آپؐ بشارت دیں	اس سے	متقی لوگوں کو

وَتُنْذِرَ	بِهٖ	قَوْمًا لُّدًّا ۝٩٧	وَكَمْ اَهْلَكْنَا
اور تا کہ آپ خبردار کریں	اس سے	ایک انتہائی ہٹ دھرم قوم کو	اور کتنی ہی ہم نے ہلاک کیں

قَبْلَهُمْ	مِّنْ قَرْنٍ	هَلْ	تُحِسُّ	مِنْهُمْ	مِّنْ اَحَدٍ
ان سے پہلے	قومیں	(تو) کیا	آپؐ محسوس کرتے ہیں	ان میں سے	کسی ایک کو بھی

اَوْ	تَسْمَعُ	لَهُمْ	رِكْزًا ۝٩٨ ع
یا	آپؐ سنتے ہیں	ان کی	کوئی بھنک

نوٹ۔1

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو پسند فرماتے ہیں تو جبرائیلؑ سے کہتے ہیں کہ میں فلاں آدمی سے محبت کرتا ہوں تم بھی اس سے محبت کرو۔ جبرائیلؑ سارے آسمانوں میں اس کی منادی کرتے ہیں اور سب آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر یہ محبت زمین پر نازل ہوتی ہے۔ (یعنی زمین والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں) پھر آپؐ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی یہ آیت اس پر شاہد ہے اور زیر مطالعہ آیت۔۹۶ کی تلاوت فرمائی۔ (معارف القرآن)

1253

1214

انڈیکس برائے لغت (حصہ چہارم)

6

ء

مادہ	آیت نمبر
1-ء ث ث	16/النحل:80
2-ء د د	19/مریم:89
3-ء ز ز	19/مریم:83
4-ء س س	9/التوبہ:108
5-ء ف ف	17/بنی اسرائیل:23
6-ء ل ل	9/التوبہ:8
7-ء م ل	15/الحجر:3
8-ء و ھ	9/التوبہ:114
9-ء ی ك	15/الحجر:78

ب

مادہ	آیت نمبر
1- ب خ ع	18/الکھف:6
2- ب د ن	10/یونس:92
3- ب ذ ر	17/بنی اسرائیل:26
4- ب ر ح	12/یوسف:80
5- ب ض ع	12/یوسف:19
6- ب ط ر	8/الانفال:47
7- ب ع ر	12/یوسف:65
8- ب غ ل	16/النحل:8
9- ب ك ی	9/التوبہ:82
10- ب ل ع	44/الدخان:11
11- ب ن ن	8/الانفال:12
12- ب و ر	14/ابراھیم:28
13- ب و ل	12/یوسف:50
14- ب ی د	18/الکھف:35

ت

مادہ	آیت نمبر
1- ت ء ر	17/بنی اسرائیل:69
2- ت ب ب	11/ھود:101
3- ت ر ف	11/ھود:116
4- ت ن ر	11/ھود:40

ث

مادہ	آیت نمبر
1- ث ب ر	17/بنی اسرائیل:102
2- ث ب ط	9/التوبہ:46
3- ث خ ن	8/الانفال:67
4- ث ر ب	12/یوسف:92

ج

مادہ	آیت نمبر
1- ج ء ر	16/النحل:53
2- ج ب ب	12/یوسف:10
3- ج ب ھ	9/التوبہ:35
4- ج ث ث	14/ابراھیم:26
5- ج ث و	19/مریم:68
6- ج د د	17/بنی اسرائیل:49
7- ج د ر	9/التوبہ:97
8- ج ذ ذ	11/ھود:108
9- ج ذ ع	19/مریم:23
10- ج ر ز	18/الکھف:8
11- ج ر ع	14/ابراھیم:17
12- ج ر ف	9/التوبہ:109
13- ج ز ع	14/ابراھیم:21
14- ج ف ء	13/الرعد:17
15- ج ل ب	17/بنی اسرائیل:64
16- ج م ح	9/التوبہ:57
17- ج ن ی	19/مریم:25
18- ج ھ ز	12/یوسف:59
19- ج و د	11/ھود:44
20- ج و س	17/الاسراء:5

ح

مادہ	آیت نمبر
1- ح ت م	19/مریم:71
2- ح ص ب	17/الاسراء:68
3- ح ص ح ص	12/یوسف:51
4- ح ص ی	14/ابراھیم:34
5- ح ظ ر	17/الاسراء:20
6- ح ف د	16/النحل:72
7- ح ف ف	18/الکھف:32
8- ح ق ب	18/الکھف:60
9- ح م ء	15/الحجر:26
10- ح ن ذ	11/ھود:69
11- ح ن ك	17/الاسراء:62
12- ح ن ن	19/مریم:13
13- ح و ج	12/یوسف:68
14- ح و ز	8/الانفال:16

خ

مادہ	آیت نمبر
1- خ ب ت	11/ھود:23
2- خ ز ن	15/الحجر:21
3- خ س ف	16/النحل:45
4- خ ف ت	17/الاسراء:110
5- خ ف ض	15/الحجر:88

د

مادہ	آیت نمبر
1- د ح ض	18/الکھف:56
2- د خ ر	16/النحل:48
3- د س س	16/النحل:59
4- د ف ء	16/النحل:5
5- د ل ك	17/الاسراء:78

مادہ	آیت نمبر
6- د و م	13/الرعد:35

ذ

مادہ	آیت نمبر
1- ذ ر ع	11/ھود:77
2- ذ ر و	18/الکھف:45
3- ذ ق ن	17/الاسراء:107
4- ذ م م	9/التوبہ:8

ر

مادہ	آیت نمبر
1- ر ت ع	12/یوسف:12
2- ر ح ب	9/التوبہ:25
3- ر ح ل	12/یوسف:62
4- ر د ف	8/الانفال:9
5- ر د م	18/الکھف:95
6- ر د ل	11/ھود:27
7- ر ص د	9/التوبہ:5
8- ر ف ت	17/الاسراء:49
9- ر ف د	11/ھود:99
10- ر ق د	18/الکھف:18
11- ر ق م	18/الکھف:9
12- ر ق ی	17/الاسراء:93
13- ر ك ز	19/مریم:98
14- ر ك م	8/الانفال:37
15- ر ك ن	11/ھود:80
16- ر م د	14/ابراہیم:18
17- ر ھ ط	11/ھود:91
18- ر ھ ق	10/یونس:26

مادہ	آیت نمبر
19- ر و ع	11/ھود:74

ز

مادہ	آیت نمبر
1- ز ب د	13/الرعد:17
2- ز ج و	12/یوسف:88
3- ز ح ف	8/الانفال:15
4- ز ر ی	11/ھود:31
5- ز ف ر	11/ھود:106
6- ز ل ف	11/ھود:114
7- ز ل ق	18/الکھف:40
8- ز ن ی	17/الاسراء:32
9- ز ھ د	12/یوسف:20
10- ز ھ ق	9/التوبہ:55
11- ز و ر	18/الکھف:17
12- ز و ل	14/ابراہیم:44

س

مادہ	آیت نمبر
1- س ت ر	17/الاسراء:45
2- س ج ل	11/ھود:82
3- س ج ن	12/یوسف:25
4- س ر ب	13/الرعد:10
5- س ر ب ل	14/ابراہیم:50
6- س ر ی	11/ھود:81
7- س ع د	11/ھود:101

6

مادہ	آیت نمبر
8- س ق ف	16/النحل:26
9- س ل ك	15/الحجر:12
10- س م ن	12/یوسف:43
11- س و غ	14/ابراہیم:17
12- س و ل	12/یوسف:18
13- س ی ح	9/التوبہ:2
14- س ی ل	13/الرعد:17

ش

مادہ	آیت نمبر
1- ش ء ن	10/یونس:61
2- ش خ ص	14/ابراہیم:42
3- ش ر د	8/الانفال:57
4- ش ط ط	18/الکھف:14
5- ش ع ل	19/مریم:4
6- ش غ ف	12/یوسف:30
7- ش ف ق	18/الکھف:49
8- ش ف ی	9/التوبہ:14
9- ش ق و	11/ھود:105
10- ش ك ل	17/الاسراء:84
11- ش ك و	12/یوسف:86
12- ش ھ ب	15/الحجر:18
13- ش و ك	8/الانفال:7
14- ش و ی	18/الکھف:29
15- ش ی ب	19/مریم:4
16- ش ی خ	11/ھود:72

ص

مادہ	آیت نمبر
1- ص ب و	12/یوسف:33
2- ص خ ر	18/الکہف:63
3- ص د ع	15/الحجر:94
4- ص د و	8/الانفال:35
5- ص ر خ	14/ابراہیم:22
6- ص ف د	14/ابراہیم:49
7- ص ف ف	18/الکہف:48
8- ص ل ل	15/الحجر:26
9- ص ن و	13/الرعد:4
10- ص و ت	17/بنی اسرائیل:64
11- ص و ع	12/یوسف:72
12- ص و ف	16/النحل:80
13- ص ی ح	11/ھود:67

ض

مادہ	آیت نمبر
1- ض ح ك	11/ھود:71
2- ض غ ث	12/یوسف:44
3- ض ھ ی	9/التوبہ:30
4- ض ی ف	11/ھود:78

ط

مادہ	آیت نمبر
1- ط ر ح	12/یوسف:9
2- ط ر و	16/النحل:14

ظ

مادہ	آیت نمبر
1- ظ ع ن	16/النحل:80
2- ظ م ء	9/التوبہ:120

ع

مادہ	آیت نمبر
1- ع ت ب	16/النحل:84
2- ع ج ف	12/یوسف:43
3- ع ج م	16/النحل:103
4- ع د ن	9/التوبہ:72
5- ع ر ب	9/التوبہ:90
6- ع ر ج	15/الحجر:14
7- ع ز ب	10/یونس:61
8- ع ص ب	11/ھود:77
9- ع ص ف	10/یونس:22
10- ع ض د	18/الکہف:51
11- ع ض و	15/الحجر:91
12- ع ط و	9/التوبہ:29
13- ع ن د	11/ھود:59
14- ع ن ق	8/الانفال:12
15- ع ی ب	18/الکہف:79
16- ع ی ر	12/یوسف:70
17- ع ی ل	9/التوبہ:28

غ

مادہ	آیت نمبر
1- غ د ر	18/الکہف:47
2- غ ر م	9/التوبہ:60
3- غ ز ل	16/النحل:92
4- غ س ق	17/بنی اسرائیل:78
5- غ ص ب	18/الکہف:79
6- غ ط و	18/الکہف:101

6

مادہ	آیت نمبر
7- غ ل ق	12/یوسف:23
8- غ ل م	18/الکہف:74
9- غ و ث	8/الانفال:9
10- غ و ر	9/التوبہ:40
11- غ ی ث	12/یوسف:49
12- غ ی ظ	11/ھود:44

ف

مادہ	آیت نمبر
1- ف ت ء	12/یوسف:85
2- ف ج و	18/الکہف:17
3- ف ر ت	16/النحل:66
4- ف ر ر	18/الکہف:18
5- ف ر ع	14/ابراہیم:24
6- ف ز ز	17/بنی اسرائیل:64
7- ف ض ح	15/الحجر:68
8- ف ق د	12/یوسف:71
9- ف ن د	12/یوسف:94

ق

مادہ	آیت نمبر
1- ق ب ر	9/التوبہ:84
2- ق د د	12/یوسف:25
3- ق ص ف	15/الحجر:55
4- ق ص و	8/الانفال:42
5- ق ض ض	18/الکہف:77
6- ق ط ر	14/ابراہیم:50
7- ق ل ع	11/ھود:44
8- ق ن ط	15/الحجر:55

مادہ	آیت نمبر
9- ق ن ع	14/ ابراہیم:43

ک

مادہ	آیت نمبر
1- ک ر م	12/ یوسف:21
2- ک س د	9/ التوبہ:24
3- ک س ف	17/ بنی اسرائیل:92
4- ک ھ ف	18/ الکھف:9
5- ک ن ز	9/ التوبہ:34
6- ک و ی	9/ التوبہ:35

ل

مادہ	آیت نمبر
1- ل ج ء	9/ التوبہ:57
2- ل ز م	11/ ھود:28
3- ل ف ت	10/ یونس:78
4- ل ف ف	17/ الاسراء:104
5- ل ق ح	15/ الحجر:22
6- ل ق ط	12/ یوسف:10
7- ل م ح	16/ النحل:77
8- ل م ز	9/ التوبہ:58

م

مادہ	آیت نمبر
1- م ح ل	13/ الرعد:13
2- م ح و	13/ الرعد:39
3- م خ ر	16/ النحل:14
4- م خ ض	19/ مریم:23
5- م ر ح	17/ بنی اسرائیل:37
6- م ض ی	8/ الانفال:38
7- م ك ث	13/ الرعد:17

مادہ	آیت نمبر
8- م ك و	8/ الانفال:35
9- م ھ ل	18/ الکھف:29
10- م و ج	10/ یونس:22
11- م ی ر	12/ یوسف:65

ن

مادہ	آیت نمبر
1- ن ب ع	17/ بنی اسرائیل:90
2- ن م ز غ	7/ الاعراف:200
3- ن س ء	9/ التوبہ:37
4- ن ش ر	17/ بنی اسرائیل:13
5- ن ض د	11/ ھود:82
6- ن ط ف	16/ النحل:4
7- ن غ ض	17/ بنی اسرائیل:51
8- ن ف د	16/ النحل:96
9- ن ف ل	8/ الانفال:1
10- ن ك ص	8/ الانفال:84
11- ن و ب	11/ ھود:75

و

مادہ	آیت نمبر
1- و ء ل	18/ الکھف:58
2- و ب ر	16/ النحل:80
3- و ب ق	18/ الکھف:52
4- و ج س	11/ ھود:70
5- و ج ل	8/ الانفال:2
6- و ر د	11/ ھود:98
7- و س م	15/ الحجر:75

مادہ	آیت نمبر
8- و ص ب	16/ النحل:52
9- و ص د	18/ التوبہ:18
10- و ط ء	9/ التوبہ:37
11- و ط ن	9/ التوبہ:25
12- و ع ی	12/ یوسف:76
13- و ف ر	17/ بنی اسرائیل:63
14- و ك ء	12/ یوسف:31
15- و ك د	16/ النحل:91

ھ

مادہ	آیت نمبر
1- ھ ج د	17/ بنی اسرائیل:79
2- ھ د د	19/ مریم:90
3- ھ ر ع	11/ ھود:78
4- ھ ز ز	19/ مریم:35
5- ھ ش م	18/ الکھف:45
6- ھ ط ع	14/ ابراہیم:43
7- ھ و ر	9/ التوبہ:109
8- ھ ی ت	12/ یوسف:23

ی

مادہ	آیت نمبر
1- ی ق ظ	18/ الکھف:18

6

انڈیکس برائے قواعد و موضوعات (حصہ چہارم) 6

قواعد و موضوعات	حوالہ

قواعد و موضوعات	حوالہ

6

6

6

6

6

6

6

6

6

6